تربیتِ فرزند

مصنف:
آیت اللہ حسین مظاہری

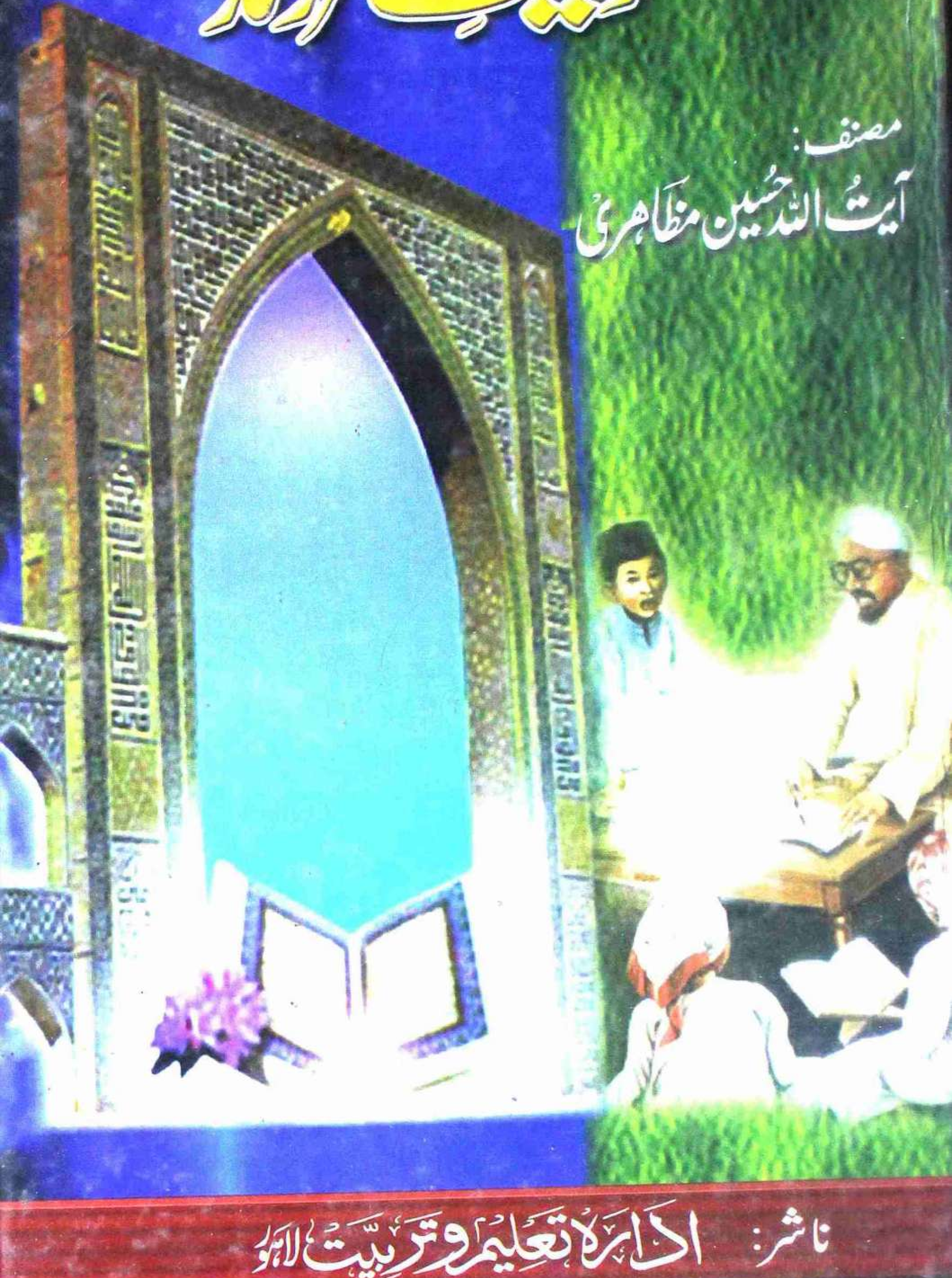

ناشر: ادارہ تعلیم و تربیت لاہور

تربیتِ فرزند

NAJAFI BOOK LIBRARY
Shop No. 11
M.L. Heights
Soldicr Bazar #2
KARACHI
PH. 7211795

مصنّف

آیتُ اللہ حسین مظاہری

ترجمہ

سیّدہ مخدومہ نقوی

ناشر

ادارۂ تعلیم و تربیت لاہور

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب ــــــ تربیت فرزند

مصنف ــــــ آیت اللہ حسین مظاہری

ترجمہ ــــــ سیدہ مخدومہ نقوی

ناشر ــــــ ادارہ تعلیم و تربیت لاہور

ملنے کا پتہ

مکتبۃ الرضا

میاں مارکیٹ ۸ بیسمنٹ

اردو بازار لاہور

فون: 7245166

عرض ناشر

اس سے قبل کہ میں اِس کتاب کے بارے میں عرض کروں۔ سب سے مقدم بات یہ ہے کہ انسان کو اللہ تعالیٰ نے اشرف المخلوقات پیدا کیا ہے۔ اشرف ہونے کی بڑی وجہ انسانی ہے اس ترقی یافتہ دور میں عقل نے جو جو کارنامے نمایاں سرانجام دیئے ہیں اس پر انسانی عقل دنگ اور انگشت بدنداں ہے کہ ایسا ہم سے کیونکہ سرد ہوا۔ انسان نے جس قدر بھی ترقی کی ہے یہ مادی ترقی تو کہلا سکتی ہے مگر انسان نے روحانی ترقی کی طرف بہت کم توجہ دی ہے اس مادی دور میں ہم دولت و جاہ کی تلاش میں سرگردان ہیں دنیا کو سنوارنے کیلئے کوشاں ہیں۔ دنیا بنانے اور اسے خوب سے خوب تر بنانے کی بہت کوشش کی ہے۔ مگر آخرت کی فکر نہ کرنے کے برابر کی گئی ہے۔ جس کی طرف توجہ دینے کی اشد ضرورت ہے۔ یوں تو آخرت اور اخلاق سدھارنے کی بہت سی کتب بازار میں موجود ہیں۔

مگر قرآن کی روشنی میں نئی نسل کو سدھارنے کیلئے محترمہ سیدہ مخدوا ظہر صاحبہ، مسز مولانا سید اظہر حسین صاحب کاظمی نے فارسی کی مشہور و معروف کتاب تربیت فرزند کو اُردو زبان میں ڈھالنے کی سعی جمیل کی ہے۔ ہر دانشمند بشر سمجھتا ہے کہ دوسری زبان کو کسی دوسری زبان میں منتقل (ترجمہ) کرنا نہایت دشوار ہی نہیں بلکہ محال بھی ہے۔ سب ناظرین جانتے ہیں کہ قرآن مجید عربی زبان مین ہے مگر اس کے تراجم سے کس قدر فرقے معرض وجود میں آئے ہر کسی نے اپنی مرضی سے ترجمہ کیا۔ کہنے کا مقصد یہ ہے کہ کسی زبان کو من و عن مفہوم اور معانی کے ساتھ بیان کرنا مشکل امر ہے۔ جبکہ اصل عبارت کو مجروح نہ ہونے دیا جائے۔ اسی بات کو پیشِ نظر رکھتے مولانا موصوف نے بھرپور کوشش کی ہے۔ یہ کتاب خصوصی طور پر تربیت اولاد کے لئے لکھی گئی ہے۔ والدین جو اس بات کے خواہش مند ہیں کہ اُن کی اولاد (لڑکے۔لڑکیاں) دنیا بنانے کے ساتھ ساتھ عاقبت کی فکر کرنے کے اہل ہو جائیں صحیح مسلمان اور مومن بن کر دنیا میں زندگی بسر کریں

تا کہ دنیا محبت اور امن کا مسکن بن جائے۔ والدین کے ساتھ ساتھ ایسے افراد جو تربیت اطفال سرانجام دیتے ہیں۔ یعنی سکول کالج کے اساتذہ خود عملی ثبوت پیش کریں تبھی ممکن ہے کہ وہ اس کتاب کا مطالعہ فرمائیں جو کہ ایک نسخہ کیمیا کا درجہ رکھتی ہے۔ کتاب کی اصلاح اور زبان کی درستی اور شائستگی کیلئے جناب سجاد صدر نقوی ریٹائرڈ ہیڈ ماسٹر کی خدمات حاصل کی گئی ہیں۔ انہوں نے کتاب کا اول تا آخر بغور مطالعہ کیا حسب ضرورت اصلاح کی گئی۔

چونکہ یہ مقولہ ہے۔ کہ الانسانُ مرکّب" مِن الخطا النسیان

اگر کوئی لغزش واقع ہوئی ہو تو ناظرین اُس کو اپنے اخلاق کریمانہ کے باعث درگزر فرمائیں گے۔ خط کے ذریعے ادارہ کو اغلاط سے مطلع فرمائیں۔ اخلاق ہی سب سے زیادہ اہم اور ضروری ہے یہ کتاب اخلاق حسنہ سکھانے کیلئے ناظرین کی خدمت میں پیش کی جارہی ہے۔ جو ہر گھر کی ضرورت ہے۔

سکھلائے کس نے اسماعیلؑ کو آداب فرزندی

یہ فیضان نظر تھا کہ مکتب کی کرامت تھی

بارے دیگر عرض ہے کوئی بشر اپنی سعی کو کلیتہً پاک نہیں کہ سکتا۔ کہ یہ کتاب اغلاط سے مبرّیٰ ہے۔ اغلاط کی نشان دہی فرمائی جائے۔

ادارہ

درس ۱

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد لله رب العالمين و الصلوٰة والسلام على خير خلقه و اشرف بريته القاسم محمد صلى الله عليه واله وسلم الطيبين الطاهريه و على جميع الانبياء والمرسلين سيما بقيته الله فى الارضين و لعنته الله على اعدائهم اجمعين

تربیت اولاد کی اہمیت:

وہ گفتگو جو آپ عزیزوں کے سامنے کرنی ہے اس کا عنوان ہے ''اولاد کی تربیت''۔ یہ گفتگو سب کیلئے بہت مفید ثابت ہوگی۔ امید ہے پروردگار علم کی عنایات شامل حال رہیں گی اور حضرت بقیۃ اللہ عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف لطف کریں گے۔ اس کتاب میں ایک مقدمہ ہے اور کئی باب ہیں۔

قرآن! روایات اہل بیت علیہم السلام۔ تاریخ اور تجربہ کی رو سے ثابت ہوا ہے کہ اولاد کی تقدیر میں ماں باپ کے کردار کا بہت دخل ہے۔ دوسرے لفظوں میں یوں کہنا چاہیے کہ بچے کی خوشبختی اور بدبختی میں والدین کا بہت ہاتھ ہے۔ رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے مشہور روایت ہے **''السعيد من سعد فى بطن امه والشقى من شقى فى بطن امه''**

یعنی خوشبخت وہ ہے جو ماں کے شکم میں خوشبخت ہو گیا اور بدبخت وہ ہے جو ماں کے شکم میں بدبخت ہو گیا۔ پس روایت کا مطلب ہے ماں بچے کی سعادت و بدبختی کی بنیاد فراہم کرتی ہے۔ نیک اور ذمہ دار ماں باپ کی سعادت اور اخلاق کے لیے راہ ہموار کرتے ہیں۔ برے

اور غیر ذمہ دار ماں باپ بچے کی بدبختی کا باعث بنتے ہیں۔ المختصر بچے، نوجوان اور جوان کی تقدیر میں ماں باپ کا بہت دخل ہے اسی وجہ سے اولاد کی تربیت اسلام کے اہم واجبات میں سے ہے۔

قرآن شریف فرماتا ہے۔

"یایھا الذین امنو اقو انفسکم واھلیکم نار او قو دھاالناس والحجارۃ" (التحریم آیت ٦)

اے ایمان والو! تم اپنے اور بیوی بچوں کو آتش جہنم سے بچاؤ جس کا ایندھن خود انسان اور پتھر ہیں۔ جس طرح تم اپنی فکر کرتے ہو اسی طرح بچوں کی فکر کرو۔ جس طرح خود روزہ رکھتے ہو اسی طرح بچوں کے روزہ رکھنے کی فکر کرو۔ جس طرح خود اول وقت میں نماز پڑھتے ہو اسطرح اپنے بچوں کے نماز پڑھنے کی فکر کرو۔ خواتین محترمہ! جس طرح آپ خود پردہ کرتی ہیں اسی طرح اپنی بچیوں کے پردے کی فکر کریں۔ اگر آپ خود پردہ کرتی لیکن اپنی بیٹیوں کے پردے کی فکر نہیں، اگر آپ خود تو نمازی ہیں لیکن بچے کی نماز کی پرواہ نہیں تو کل کو آپ سے سوال کیا جائے گا۔ اگر آپ متقی انسان ہیں آپ کا وظیفہ ہے اپنے آپ اور بیوی بچوں کو جہنم کی آگ سے بچاؤ۔ قرآن مجید میں ہے۔

"قل ان الخسرین الذین خسرو انفسھم واھلیھم یوم القیمۃ الا ذالك ھوالخسران المبین" (الزمر آیت ١٥)

اے رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کہدو بے شک قیامت کے دن گھاٹا اٹھانے والا وہ شخص ہے جس نے اپنا اور بال بچوں کا گھاٹا کیا آگاہ رہو کھلم کھلا گھاٹا یہی ہے کہ ان کے اوپر بھی آگ کے اوڑھنے ہوں اور ان کے نیچے بھی (آگ کے) بچھونے ہوں گے۔ پس گھاٹا اٹھانیوالا وہ ہے جو اولاد کی خاطر جہنم میں جائے اور جو بیوی بچوں کو آتش سے نجات نہ دے روایات میں ملتا ہے کہ افسوس ہے ان ماں باپ پر جو بچے کی دنیا کے بارے تو فکر مند ہیں لیکن

ان کی آخرت کی کوئی پرواہ نہیں کرتے بچے کے اخلاق اور ادب کی طرف کوئی توجہ نہیں دیتے یعنی ماں باپ کی اس چیز پر توجہ ہے کہ بچہ تعلیم حاصل کر کے سند لے لے اور اس کو اچھی پوسٹ مل جائے۔ لیکن اس بات پر توجہ نہیں کہ وہ خوش اخلاق ہے یا نہیں اس میں انسانیت بھی ہے یا نہیں اگر والدین تربیتی باتوں پر توجہ دیتے تو پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم فرماتے ہیں ایسے والدین پر افسوس ہے۔ ایک اور روایت میں ملتا ہے۔ پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم اپنے اصحاب کے ساتھ کہیں سے گزر رہے تھے۔ وہاں کچھ بچے کھیل رہے تھے تو جب پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی بچوں پر نظر پڑی تو رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا آخری زمانے کے بچوں کا ماں باپ کے ہاتھوں برا حال ہوگا۔ میں ایسے لوگوں سے بری ہوں اور وہ مجھ سے بری ہیں۔ وہ ماں باپ کی تربیت اور ادب کا خیال نہیں رکھتے ہیں ان سے بیزار ہوں اور وہ مجھ سے بیزار ہیں۔

ایک اور روایت میں پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے والدین پر لعنت بھیجی ہے آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا خدا ایسے ماں باپ پر لعنت کرے جو بچوں کے عاق ہونے کا سبب بنتے ہیں۔ اس جملہ کا یہ مطلب ہے کہ اگر ماں باپ اولاد کی صحیح تربیت نہ کریں اولاد کو صحیح دین اور ادب نہ سکھائیں عموماً ایسی اولاد جھگڑالو اور بے ادب ہوتی ہے۔ اس لئے ماں باپ کو چاہیے کہ انہیں مودب پروان چڑھائیں تا کہ گھر میں مودب رہیں اور معاشرے میں بھی۔ اگر والدین نے ان کی تربیت پر توجہ نہ دی تو قیامت کے دن دونوں جوابدہ ہوں گے اولاد اس لیے جہنم میں جائے گی کہ ماں باپ کی نافرمان ہے۔ والدین اس لیے جہنم میں جائیں گے کہ بچوں کی صحیح تربیت نہیں کی روایات میں ملتا ہے۔ جس کسی کی صحیح تربیت نہیں ہوگی جو بے حجاب ہوگی اور عفیف نہیں ہوگی وہ روز قیامت جہنم میں جائے گی کیونکہ وہ اپنے حجاب اور اپنی عفت کی پرواہ نہیں کرتی تھی۔ اس کے بعد اس کی ماں سے خطاب ہوگا کہ تم باحجاب اور عفیف ہونے کے باوجود بھی جہنم میں جاؤ کیونکہ

تمہارا فرض تھا کہ اپنی بچی کی صحیح تربیت کرتی لیکن چونکہ تم نے صحیح تربیت نہیں کی اس لیے تم بھی جہنم جاؤ۔ بے نماز لڑکا یا لڑکی اور وہ جو روزہ نہیں رکھتے تھے قیامت کے دن جہنم جائیں گے۔ مقدس باپ جو باجماعت نماز ادا کرتے تھے۔ ان سے کہا جائے گا کہ تم بھی جہنم جاؤ کیونکہ تمہارا فرض تھا کہ انہیں نمازی بناتے لیکن تم نے ان کی پرواہ نہیں کی تمہیں صرف اپنی فکر تھی۔ تمہیں اس بات کی تو فکر تھی تم نماز کے بارے مسئلہ جان لو لیکن اپنی نو سال کی بچی کے بارے فکرمند نہیں تھے کہ وہ بالغ ہے اور مسئلہ جان لے یا یہ کہ وہ بھی روزہ دار ہو۔ نمازی ہو وغیرہ تم نے اپنے بچوں کی پرواہ نہیں کی اس لیے تم بھی جہنم میں جاؤ یعنی اولاد اپنے برے اعمال کیوجہ سے اور والدین تربیت میں کوتاہی کیوجہ سے جہنم میں جائیں۔ روایات میں ملتا ہے کہ اولاد قیامت کے دن ماں باپ کی شکایت کرے گی۔ بعض بچے ان ماں باپ کی شکایت کریں گے معاذ اللہ جنہوں نے بچوں کو حرام غذا کھلائی ہوگی۔ ایک تاجر یا کاسب جو کم فروشی، مکاری وغیرہ سے روزی کماتا کہ اے خدا انہوں نے ہمیں حرام کھلا کر ہمیں بدبخت کیا۔ ہماری بازپرس ہمارے والدین سے کرو۔ یہ ایک گروہ جو ماں باپ کی شکایت کرے گا اور خدا ان کی شکایت قبول کرے گا۔ دوسرا گروہ ایسا ہے جنکی صحیح تربیت نہیں ہوگی۔ ماں باپ کا وظیفہ تھا کہ بچوں کو مودب پروان چڑھاتے۔ لڑکی کو باحجاب اور عفیف بناتے لیکن والدین نے ان کے حقوق میں کوتاہی کی قیامت کے دن ایسے بچے ماں باپ کی شکایت کریں گے اور کہیں گے اے خدا والدین کو چاہیے تھا کہ ہماری تربیت کرتے۔ ہمیں مہذب بناتے۔ ہمیں نمازی بناتے اور ہمیں اخلاق اسلامی سے آراستہ کرتے لیکن انہوں نے ایسا نہیں کیا۔ خدایا ہم جہنمی ہیں ہماری بازپرس ہمارے والدین سے کرو۔

روایات میں ملتا ہے وہ ماں باپ جنہوں نے اولاد کی صحیح تربیت نہیں کی ہوگی قیامت کے دن ماں باپ کو بددعا دے گی یہی جسکی دنیا کی خاطر والدین نے اتنے زحمت کی ہوگی اپنے والدین سے کہے گی ''لاجزاك الله خير اخدا'' یعنی خدا تمہیں برائے خیر نہ دے

کیونکہ آپ لوگوں نے ہماری صحیح تربیت نہیں کی خداوند عالم غضب ناک ہوگا تم سب جہنم میں جاؤ اولاد برے اعمال کی وجہ سے اور والدین بچوں کی عدم تربیت کی وجہ سے اس کے برعکس وہ والدین جنہوں نے اولاد کی صحیح تربیت کی ہوگی قیامت کے دن اولاد انہیں دعا دے گی اور کہے گی **"جزاك الله خيرا خدا"** آپ کو جزائے خیر دے کیونکہ آپ نے ہماری صحیح تربیت کی اور ہم بہشتی ہوئے۔ خداوند عالم خوش ہوگا اور خدا کا خطاب ہوگا تم سب بہشت میں جاؤ۔ اولاد نیک اعمال کیوجہ سے اور والدین بچوں کی صحیح تربیت کیوجہ سے۔ بہت سی روایات میں ملتا ہے کہ ماں باپ کا اولاد پر بہت زیادہ حق ہے۔ والدین کے حقوق کو اپنے حق کے ساتھ بیان کیا ہے اور سب کو تاکید کی ہے کہ والدین کے حقوق کا خیال رکھیں۔ ماں باپ کا حق اتنا بڑا حق ہے کہ ماں باپ اولاد سے راضی نہ ہوں، اگرچہ ماں باپ کا ہی قصور ہو، اولاد جہنمی ہوگی خدا کا خطاب ہوتا ہے جس کام کو تیرا جی چاہتا انجام دے تیرا کوئی عمل قابل قبول نہیں کیوں کہ ماں باپ تم سے راضی نہیں ہیں اس لیے میں تمھیں نہیں بخشوں گا جس طرح ماں باپ کے حقوق بہت بڑے اور سخت ہیں اس طرح اولاد کے حقوق بھی ماں باپ پر سخت ہیں۔

مشہور ہے کہ ایک باپ نے اپنے بیٹے سے کہا کہ برائی نہ کرو میں تمھیں عاق کردوں گا۔ بیٹا کہتا ہے کہ میں آپ کو عاق کردوں گا۔ یہ سچ ہے کہ بعض ماں باپ پر عاق کا لفظ صادق آتا ہے یعنی اگر ماں باپ اور اولاد کے حقوق کی رعایت نہ کریں تو ایسے ماں باپ مسئول ہیں۔

تربیت اولاد میں اولاد کے جتنے حقوق ذکر ہوئے ہیں ان میں سے ایک حق دنیا سے متعلق ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ جب ان کی بیٹی شادی کیطرف مائل ہو تو ماں باپ کا فرض ہے کہ اسکی شادی کریں۔ اسی طرح اگر لڑکا شادی کیطرف مائل ہو اور ماں باپ شادی کی قدرت رکھتے ہوں تو یہ ماں باپ کا بہت بڑا فرض ہے۔ والدین خیال رکھیں کہ خدانخواستہ ان کا لڑکا شادی نہ ہونے کیوجہ سے گناہ میں مبتلا ہوا اگر ماں باپ شادی کر سکتے تھے لیکن شادی نہیں کی تو اس گناہ میں لڑکے کے

ساتھ ماں باپ بھی شریک ہیں اور کل کو جواب دہ ہوں گے۔اسی طرح ماں باپ کا وظیفہ ہے کہ اگر ان کی قدرت میں ہو تو بیٹے کے لیے متوسط قسم کی زندگی کے اسباب مہیا کریں اسی طرح لڑکی کیلئے متوسط قسم کا جہیز مہیا کریں اولاد کے مستقبل کا انتظام ماں باپ کا فرض ہے۔ یہ فرض اتنا بڑا ہے کے روایات میں ملتا ہے کہ انصار میں سے ایک آدمی فوت ہوگیا۔اس کے چھوٹے چھوٹے بچے تھے۔ جو تھوڑا بہت سرمایہ اس کے پاس تھا اس نے موت کے قریب راہ خدا میں دے دیا۔اسکے بچے اسی دن سے زندگی گزارنے کیلئے لوگوں کے محتاج ہو گئے۔ جب رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو اس بات کا علم ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے پوچھا کہ متوفی کے جنازے کو کیا کیا ہے لوگوں نے بتایا جنازے کو دفن کر دیا ہے۔آپ نے فرمایا کہ اگر مجھے پہلے معلوم ہوتا تو میں اسے مسلمانوں کے قبرستان میں دفن نہ ہونے دیتا اس نے اپنا مال کھو دیا اور اپنے بچوں کو گدائی کیلئے چھوڑ گیا۔

المختصر ماں باپ اولاد کے مستقبل اور متوسط قسم کے جہیز کے ذمہ دار ہیں لڑکے کی حد متوسط زندگی کیلئے ذمہ دار ہیں اور اسی طرح اولاد کی شادی کے بارے ذمہ دار ہیں۔ یہ ایک اہم حق تھا لیکن اس سے اہم حق اخلاق ہے۔بچوں کو اخلاق انسانیت سکھایا جائے پہلے دن سے خیال رکھیں کہ تمہارے بچے حسد نہ کریں۔ جب آپ پہلی دفعہ دیکھیں کہ آپ کا بچہ حسد کر رہا ہے فخر وتکبر کر رہا ہے اسے روکیے مخصوصاً اگر آپ خود بھی حسد اور فخر وتکبر کرتے ہوں کیونکہ قانون وراثت کی رو سے یہ چیزیں ماں باپ سے اولاد میں منتقل ہوتی ہیں۔اس لیے وہ بھی حسد کرنیوالے اور متکبر ہوں گے پس شروع ہی سے بچوں کو بری صفات سے روکیے۔

ماں باپ کے کردار کا بچے پر اثر:

تاریخ میں ملتا ہے کہ صاحب بن عباد بہت سخی تھے وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے سخاوت اپنی ماں سے سیکھی ہے۔وہ اس طرح کہ جب میں ہر روز سکول جانے لگتا تھا تو میری ماں مجھے پیسے

دیتیں اور کہتیں کہ اسکو صدقہ دے دینا۔ ہر روز ماں کا میرے ذریعے سے صدقے دینا باعث بنا کہ میں سخی بن گیا۔ یہ بات میرے ذہن میں بیٹھ گئی کہ جسطرح انسان اپنے بارے میں فکرمند ہوتا ہے اسی طرح دوسروں کے بارے میں بھی فکرمند ہونا چاہیے۔ مثلاً جب آپ کھانا تیار کرتے ہیں تو اس غذا کو بچے کو دیجئے اور اسے کہیے کہ یہ غذا دوسرے بچے کو دے جو تحفہ آپ ایک بچے کو دیتے ہیں ان سے کہیے یہ تحفہ بھائی کو دے انہیں آپس میں مہربانی ونرمی سکھائیے۔ یہ ضروری فرائض میں سے ایک فریضہ ہے۔

اولاد کے حقوق میں سے ایک حق تقوی ہے۔ بچوں کو خدا شناس بنائیے۔ ان کو متدین بنائیے۔ ان کے دل میں قیامت کا ڈر ڈالیے۔ آپ کے ۷ سالہ لڑکے اور لڑکی کو چاہیے کہ وہ نماز پڑھیں۔ بچوں کو نماز کا شوق دلائیں۔ نماز اور روزے کیلئے انعام مقرر کیجئے بلکہ جو بھی کام کریں انہیں انعام دیجئے اگر آپ دیکھیں کہ آپ کا بچہ دوسروں کا بہت خیال رکھتا ہے مثلاً اس نے کسی ہمسائے یا رشتہ دار کی خدمت کی ہے تو اس کی حوصلہ افزائی کیجئے اسے انعام دیجئے۔ المختصر جب بچے بالغ ہو جائیں تو تقوی انہیں وراثت میں ملنا چاہیے۔ ایک اور چیز جو بچے کا حق ہے وہ ہے ادب۔ خدا نہ کرے کہ کوئی بے ادب ہو اگرچہ اس کی بے ادبی گناہ نہ ہو پھر بھی معاشرہ اسے ٹھکرا دیتا ہے۔ جس لڑکی یا لڑکے کو معاشرہ قبول نہ کرے آخر کار وہ ظالم بنتا ہے۔ لہذا ماں باپ کا اہم فریضہ ہے کہ بچے کو مؤدب بنائیں۔ انہیں بچپن ہی سے اچھی طرح بیٹھنا، بولنا، کھانا اور لوگوں سے میل جول رکھنا سکھایا جائے۔ ان کو بتایا جائے کہ کہاں بات کرے اور کسطرح بات کرے۔ بچوں کو سکھایا جائے کہ کسطرح محفل میں بیٹھا جائے اور کسطرح کھایا جائے۔ بعض اوقات دیکھنے میں آتا ہے کہ بعض بزرگ افراد جو اپنی ساری زندگی گزار چکے ہیں۔ انہیں ابھی تک نہیں پتہ کسطرح کھانا کھایا جائے اور کسطرح معاشرے کے ساتھ میل جول رکھا جائے۔

ایک چیز کیطرف توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ وہ افراد جو ہمہ تن اپنے کام میں مصروف

ہیں۔ ایسے افراد عموماً اپنی اولاد کی تربیت نہیں کر پاتے۔ مثلاً ایک پھیری والا صبح سے شام تک اپنے کام میں لگا رہتا ہے اور رات کو گھر آتا ہے۔ اولاً تو بچے سو چکے ہوتے ہیں۔ اگر جاگ بھی رہے ہوں تو اس کو بچوں سے کوئی واسطہ نہیں ہوتا کیوں یہ تھکا ماندہ گھر آتا ہے۔ اور چاہتا ہے کہ کچھ کھائے اور سو جائے اگر کاپی اور حساب کتاب گھر میں نہ لایا ہو ورنہ حساب کتاب میں مصروف ہو جائیگا۔ معمولاً ماں باپ کی ایسی لاپرواہیوں کیوجہ سے معاشرے کو آوارہ بچے نصیب ہوتے ہیں۔

بعض آفازادے برے لوگوں کا روپ دھار لیتے ہیں کیونکہ بقول عوام ان کا باپ دن رات کتاب وقرآن میں مشغول ہے۔ اسلئے اپنے سات سالہ بچے کیطرف توجہ نہیں لیکن اس وقت اسکی آنکھیں کھلتی ہیں جب وہ بیٹی کو بے حجاب اور بیٹے کو بے ادب پاتا ہے۔ جبکہ خود وہ شخص مجتہد ہے۔ دن رات اس کا کام کتاب وقرآن سے متعلق ہے۔ یہ تجربہ شدہ باتیں ہیں۔ تجربہ ہمیں بتاتا ہے اگر عالم کو اپنے بیٹے کی تربیت کا خیال نہیں ہوگا تو وہ برا بنے گا تم سب بہرمند ہوں۔ ایک پھیری والا جسے ہر وقت بازار کا خیال ہے یا ایک دفتر کا ملازم جسے صرف اپنے دفتری کام سے تعلق ہے معمولاً ان کے بچے تربیت یافتہ نہیں ہوتے۔

اگر باپ حرام خور، گراں فروش اور غلے کو ذخیرہ کرنے والا ہوتا اس کی غلط حرکت بچے کی بھی فکر کو متاثر کرے گی اور وہ بھی دغا باز فریب دہ ہوگا۔ تاریخ سے پتہ چلتا ہے جگر خور ہندہ، معاویہ کو پیدا کرتی ہے جب کہ خدیجۃ الکبریٰ سلام اللہ علیہ فاطمۃ الزہراء سلام اللہ علیھا کو جنم دیتی ہیں۔ حجاج بن یوسف ثقفی کی ماں ایک عیاش عورت تھی اس لئے اس نے حجاج بن یوسف کو جنم دیا۔

اگر ماں باپ مقدس اور مطیع پروردگار ہوں تو اچھے بچے معاشرے کو نصیب ہوتے ہیں۔ اگر ماں باپ مؤدب اور اول وقت میں نماز پڑھتی ہے اگر ماں باپ اس کے برعکس ہوں گے تو اولاد

بھی برعکس ہوگی کیونکہ روایات تاریخ اور تجربہ ہمیں بتاتا ہے کہ ماں باپ اولاد کی تقدیر میں مؤثر کردارادا کرتے ہیں۔

اے جوانو! میں تم سے بات کررہاہوں اگرچہ ابھی تمہاری شادی نہیں ہوئی اور تمہارے بچے بھی نہیں ہیں لیکن پھر بھی میری باتوں کو ذہن نشین کرلیں۔ اولاد ماں باپ کے پاس امانت ہے اور امانت بھی سنگین۔ اگر آپ لوگوں کے سامنے اول ماہ رمضان منبر رسولؐ پر واضح طور پر یہ کہدوں کہ قرآن وعترت کے بعد اولاد سے بڑھ کر کوئی امانت نہیں تو غلط نہ ہوگا۔ تمہارے پاس یہ امانت ایک پودے کی طرح ہے۔ اس کا ذہن کیمرے کی طرح ہے اس کا ارادہ تمہارے سائے کی طرح ہے۔ جس طرح تمہاے ہمراہ ہوتا ہے اس طرح بچے کا ارادہ بھی تمہارے ساتھ ہے۔ اس پودے کو تمہیں امانت کے طور پر دیا گیا ہے۔ تاکہ بہترین حالت میں معاشرے کے سپرد کرو لیکن اگر آپ نے اس پودے کی پرواہ نہ کی تو یہ خشک ہوجائے گا اگر اس کی فاضل گھاس کو نہ کاٹا تو یہ ضائع ہوجائے گا اگر اس کی تربیت نہ کی تو یہ جنگلی درخت کی مانند بن جائے گا جو مفید نہیں ہوگا۔ اس کے دوستوں پر کڑی نظر رکھی جائے کہ خدانخواستہ کوئی برالڑکا تو اس کا دوست نہیں کیونکہ برے دوست اس بیماری کیطرح ہیں جو درخت کو لگ جائے تو اس کو نابود کردیتی ہے۔ یعنی خیال رکھیں آپ کی لڑکی یا لڑکا کس کے ساتھ آمدورفت کرتے ہیں۔ آپ کو معلوم ہونا چاہیے صحیح تربیت ہونے کے باوجود نوحؑ کے بیٹے کو برے دوست نے برا بنادیا۔ برے دوست نے ہی جعفر کذاب کو اس حد تک پہنچادیا کہ اس نے امام زمانہ علیہ الصلوٰۃ کے سامنے دعویٰ امامت کیا۔ جعفر کون ہے؟ علی نقی علیہ السلام کے بیٹے۔ گیارھویں امامؑ کے بھائی اور امام زمانہ علیہ السلام کے چچا جعفر کذاب امام حسن عسکریؑ کی نماز جنازہ پڑھنے لگے تو امام زمانہؑ نے انہیں پیچھے ہٹادیا اور کہا کہ میں نماز جنازہ پڑھوں گا۔ برے دوست نے جعفر کو اس حد تک برا بنادیا اور کہا کہ میں نماز جنازہ پڑھوں گا۔ برے دوست نے جعفر کو اس حد تک بنادیا کہ بجائے اس کے لوگ اس کو امام ہادی کا بیٹا

کہتے لوگ اس کو جعفر کذاب کہنے لگے لہذا اس قسم کی بیماری سے بچوں کو دور رکھیں۔

مجھے ایسی بہت سی لڑکیوں کے بارے میں علم ہے جو با حجاب اور عفیف تھیں۔ نقاب اوڑھ کر سکول جاتی تھیں لیکن اچانک ایک آوارہ اور بے حجاب لڑکی کی صورت میں نیم برہنہ سڑکوں پر گھومتی ہوئی نظر آتی ہیں۔ اس لڑکی پر یہ مصیبت اسکی بری سہیلی اور ماں باپ کی لاپرواہی کا نتیجہ ہے۔ اسطرح مجھے ایسے بہت سے لڑکوں کے بارے بھی علم ہے جنکی بغل میں ہر وقت مفاتیح الجنان ہوتی تھی اور وہ حرم معصومہ قم میں جانا ترک نہیں کرتے تھے اچانک ڈاڑھی مونڈ نظر آتے ہیں۔ ایسی مصیبت رفیق بد کی وجہ سے پیش آئی۔ ایک شاعر کتنے اچھے انداز میں کہہ رہا ہے۔

تا توانی می ریز از یار بد   یار بد بدتر بود از مار بد

مار بد تنہا ہمی بر جان زند   یار بد بر جان و بر ایمان زند

یعنی جہاں تک ہو سکے برے دوست سے بچو کیونکہ برا دوست برے سانپ سے بھی برا ہے۔ برا سانپ صرف آپ کی جان کو ختم کرے گا لیکن برا دوست آپکی جان و ایمان دونوں کو تباہ کردے گا بری اولاد صرف تمہاری ہی شخصیت کو ختم نہین کریگی بلکہ اپنی اور خاندان کی شخصیت کو داغدار بنادے گی۔ اس نہال کو برے دوست کی آفت سے بچایئے۔ کیا یہ ممکن ہے کہ ایک روحانی ہمیشہ کتاب و قرآن میں مشغول رہے اور اسے یہ علم نہ ہو کہ بچہ کونسی کلاس میں پڑھتا ہے۔ کسی سے میں نے پوچھا تمہارا بیٹا کونسی کلاس میں پڑھتا ہے اس نے کہا مجھے علم نہیں۔ کیا یہ ممکن ہے کہ ایک پھیری والے کو صبح وشام صرف بازار کا خیال ہو اور بچوں کا خیال نہ ہو۔ یاد رکھو اگر یہ پودا خشک ہو جاتا ہے۔ تو یہ امانت میں خیانت ہے اور جو امانت میں خیانت کرے تو تمہیں معلوم ہے وہ جہنمی ہے۔ سب سے گذارش ہے کہ یہ آیت ہمیشہ اپنے ذہنوں میں رکھیں۔ ''ان الخسرین الذین خسروا انفسهم واهليهم'' اس آیت کو با ترجمہ پڑھا کریں اور کہا

کریں کہ اس شخص کا برا حال ہے جو اولاد کی خاطر جہنم میں جائے۔ برا حال ہے اس مقدس باپ کا جو خود تو صف اول میں باجماعت نماز پڑھتا تھا لیکن اولاد کے نماز نہ پڑھنے کیوجہ سے جہنم میں جائے گا۔ قیامت کے دن برا حال ہوگا اس عفیف ماں کا جسے خود لفظ زنا بھی برا لگتا تھا لیکن بیٹی کی بے عفتی کیوجہ سے دونوں ماں بیٹی جہنم میں جائیں گی۔

سورہ العصر ہمیں بتاتی ہے کہ انسان کا ایک جنبہ نہیں ہے۔ تاکیداً کہر ہی ہے۔ "**بسم اللہ الرحمن الرحیم والعصر ان الانسان لفی خسر الاالذین امنو وعملو الصالحات و تواصوبالحق و تواصو باصبر**" زمانے کی قسم سب گھاٹا اٹھانے والے ہیں صرف ایک گروہ جس کے دو پر ہوں اور دو جنبئی ہوا یماندار ہوا ور طبق ایمان عمل کرتا ہو (۲) قوم کی نگرانی یعنی **امر بالمعروف اور نهی عن المنکر** کرتا ہو۔ **امر بالمعروف اور نهی عن المنکر** کو گھر سے شروع کریں پہلے اپنی اور گھر والوں کی اصلاح کریں پھر دوسروں کی۔ قرآن کہتا ہے

"**وانذر عشیرتك والاقربین**" جہاں تک ہوسکے بیوی بچوں کی اصلاح کرو۔ دوستوں کی اصلاح کرو لوگوں کی اصلاح کرو۔ انسانکے دو جنبہ ہیں۔ ایک جنبہ یہ ہے کہ ہم خود عمل کریں خود عمل کریں ود صاحب اخلاق ہوں دوسرا جنبہ یہ کہ اخلاق دوسروں کو سکھائیں خصوصاً اپنی اولاد کو اور اپنی بیوی کو یہ درست نہیں ہے کہ مجھے اس سے کوئی واسطہ نہیں ہر کوئی اپنی قبر میں جائے گا۔ تمہاری بیوی کو بھی نماز پڑھنی چاہیے اور تمہارے سات سالہ بچے کو بھی۔ یہ تھا گفتگو کا مقدمہ کل انشاءاللہ پہلی گفتگو ہوگی۔

درس ۲

باب ۱

تربیت اولاد والدین کالازمی فریضہ:

ہماری گفتگو تربیت کے بارے میں تھی میں نے عرض کیا تھا کہ یہ گفتگو سب کیلئے مفید اور قیمتی ہے۔میں نے یہ بھی کہا تھا کہ اس میں ایک مقدمہ اور کئی باب ہیں۔کل مقدمہ بیان کیا تھا۔مقدمے کا خلاصہ یہ ہے کہ ماں باپ بچے،نوجوان اور جوان کی تقدیر میں دخالت رکھتے ہیں۔ہمیں قرآن اور **اھل بیت علیھم السلام** کی روایات سے معلوم ہوا ہے کہ اولاد کی تربیت واجب مئوکد ہے۔اور اس سے لاپرواہی برتنا ہی بڑا گناہ اور دنیا و آخرت میں بہت بڑا گھاٹا ہے۔

آج کی گفتگو سے قبل ایک جملہ عرض کرتا ہوں یہ جملہ اخر ماہ رمضان تک کام آئے گا۔اس لیے آپ لوگ یہ بات ذہن نشین کرلیں کہ یہ گفتگو جو ہم کر رہے ہیں۔تربیت میں اس کی دخالت ضروری ہے لیکن یہ ایک مکمل سبب نہیں ہے ہمارا یہ کہنا کہ اولاد کی تقدیر میں ماں باپ کا بہت دخل ہے اور اگر ماں باپ بچے کی تربیت کے بارے ذمہ داری سے کام لیں تو یہ تربیت اس کے لیے سعادت کی راہیں ہموار کرتی ہے۔اسی طرح تربیتی کاموں میں ماں باپ غیر ذمہ دار اور غیر متقی ہوں تو یہ بچے کی بدبختی کیلئے راہیں ہموار کرتے ہیں۔یہ مکمل سبب نہیں بلکہ بہت دفعہ ایسا اتفاق بھی ہوا ہے کہ باپ غیر ذمہ دار تھا۔حتیٰ کہ غذا کے بارے بھی اس نے احتیاط نہیں کی۔اس نے حلال غذا نہیں کھلائی اسی غذا سے بچے کا نطفہ منعقد ہوا یا یہ کہ باپ نے صحیح تربیت نہیں کی اگر چہ انہوں نے بچے کی بدبختی کا سامان فراہم کیا تھا لیکن یہی بچہ ایک اچھے معاشرے میں چلا گیا۔اس کا علماء سے واسطہ پڑا اس کے دل میں ایک انقلاب پیدا ہوا اور وہ اپنے ارادے سے سعادت مند بن

گیا۔اس کے برعکس ایسا بھی دیکھنے میں آیا ہے کہ باپ ذمہ دار تھا اس نے تربیت میں کوتاہی نہیں کی غذا کے حلال وحرام کا بھی خیال رکھا۔ ماں بھی عفیف تھی اس نے صحیح تربیت کی۔اگرچہ ماں باپ نے اس کے لیے سعادت کی راہ ہموار کی لیکن یہی بچہ غلط ماحول میں رہنے لگا۔اس نے برے دوست بنا لیے اور غیر انقلابی لوگوں سے واسطہ پڑا وہ برا بن گیا۔لہذا ہماری گفتگو یہ نہیں ہے کہ اگر ہم تربیت نہیں کریں گے تو ہر حال میں بچہ سعادتمند ہوگا اگر تربیت بعض کریں گے تو بچہ ضرور بدبخت ہوگا۔ بقول طلبہ گفتگو سب تام نہیں بلکہ زمینہ ساز ہے۔لہذا ماں باپ پر واجب ہے کہ بچے کو راہ راست پر لگا کر اس کے لئے سعادت کی راہ ہموار کریں۔یہ ماں باپ پر واجب مئوکد ہے لیکن یہ کہ بعد میں کیا ہوگا اس کا تعلق خدا کی عنایت اور توفیق پر ہے۔ماں باپ نے بچے کے لئے سعادت کی راہ ہموار کی اب بچہ کا فریضہ ہے کہ وا اپنے اور ارادے سے اس پر عمل کرے۔دوسرے لفظوں میں یوں کہئے کہ یہ پودہ جو ماں باپ نے کاشت کیا ہے۔اس کو تمام تربیتی باتوں پر توجہ دیتے ہوئے ثمر تک پہنچائے اور میں تاکید کرتا ہوں کہ کوئی بھی نا اُمید نہ ہو۔**ولدالزنا** اگر برے کاموں میں لگ جائے تو یہ اسکی بدبختی ہوگی لیکن یہی **والدالزنا** اپنے ارادے سے اپنے آپ کو سعادتمند بن سکتا ہے۔ایک اچھے معاشرے میں جا کر اچھے دوست بنا کر اور اپنے آپ کو علماء اور احکام دین سے وابستہ رکھ کر یہی بچہ بہشتی بن سکتا ہے قرب خدا حاصل کرسکتا ہے۔اسی طرح اگر باپ نے حرام غذا کھائی اور اسی حرام غذا سے بچہ کا نطفہ منعقد ہوا اگرچہ یہ بچے کی بدبختی میں دخالت رکھتا ہے لیکن ایسا نہیں ہے کہ یہ بچہ اپنے آپ کو سعادتمند نہیں بنا سکتا اور قرب الٰہی حاصل نہیں کرسکتا۔انسان کا ارادہ تو اپنے مقام پر ہے انسان اپنے ارادے سے قرب الٰہی حاصل کرسکتا ہے جسطرح اپنے ارادے سے اسفل السافلین تک پہنچ سکتا ہے۔فی الحال ہماری گفتگو یہ نہیں ہے کہ بچہ اپنے ارادے سے کہاں تک پہنچ سکتا ہے ہماری گفتگو والدین کے فرض سے متعلق ہے۔ماں باپ کا اہم فرض ہے کہ بچوں کی تربیت کریں۔خیال رکھیں کہ ان کا بچہ

سعادت مند ہو۔

سب سعادت کے طالب ہیں:

بے شک سب سعادت و خوشبختی کے طالب ہیں۔ اپنے لیے بھی اور اپنے بچوں کیلئے بھی۔ ہر کوئی اس بات سے متنفر ہے کہ خود یا اس کے بچے۔ بد بخت ہوں تعلیم یافتہ ہو یا ان پڑھ۔ مسلمان ہو یا کافر اور ظالم ہو یا مظلوم سب سعادت کے طالب ہیں۔ یہ ایک مسلم بات ہے جو بات مشکل ہے وہ یہ ہے کہ سعادت و بدبختی کیا ہے؟ بدبخت اور خوش بخت کس کو کہتے ہیں۔ ہر مکتب کا سعادت اور بدبختی کے بارے نظریہ مختلف ہے۔ اس کے بارے ہر کسی نے کچھ نہ کچھ ضرور کہا ہے۔ حتیٰ میلاد مسیح سے پہلے سے لیکر اب تک کئی مکاتب نے اپنے نظریے پیش کیے ہیں لیکن فی الحال اس کی تحقیق نہیں کریں گے بلکہ ہمیں اسلام کا نظریہ دیکھنا ہے۔

اسلام کا دعویٰ ہے کہ میرا مکتب انسان کی فطرت کے مطابق ہے اور واقعاً میرا دین انسان کی فطرت اور خواہشات کے مطابق ہے۔ یہ انسان سب کی نظر میں خصوصاً اسلام کی نظر میں دو جہات سے ہے ایک جہت معنوی و ملکوتی ہے جسے روح کہتے ہیں اور دوسری جہت مادی و حیوانی ہے جسے جسم کہتے ہیں۔ گویا کہ انسان جسم اور روح کا مرکب ہے اور اس کی ایک جہت حیوانوں سے مشابہہ ہے تو دوسری فرشتوں سے۔ انسان کا طریقہ ترکیب عجیب ہے صرف خدا اور وہ لوگ جن کے علم کا سرچشمہ خدا ہے۔ جانتے ہیں کہ یہ ترکیب کونسی ترکیب ہے۔ علم منطق کی ایک بحث ہے کہ ''جمع بین ضدیں محال ہے''۔ یعنی دو مخالف چیزوں کا ایک ہی وقت اور ایک ہی جگہ جمع ہونا محال ہے۔ مثلاً تاریکی اور روشنی یا گرمی اور سردی کا ایک ہی وقت اور ایک ہی جگہ اکٹھا ہونا محال ہے لیکن انسان دو متضاد چیزوں (جسم+روح) کا مجموعہ ہے۔ وہ اسطرح کہ تمام جسمانی خواہشات روحانیخواہشات کے متضاد ہیں اور تمام روحانی خواہشات جسمانی خواہشات کے متضاد ہیں۔ مثلاً انسان کو بھوک محسوس ہو تو کھانا کھالے پیاس لگے تو پانی پی لے۔ یہی کھانا پینا

جهت حیوانی کے تو مطابق ہے لیکن روحانی جهت کے مخالف ہے۔ جهت روحانی وملکوتی یہ چاہتی ہے کہ تمہارا روزہ ہو یہی ماہ مبارک رمضان کا روزہ جهت کی رو سے تو یہ تمہارے لیے لذت ہے جبکہ حیوانی جهت کی رو سے یہ تمہارے لیے الم ہے۔ اسی طرح نصف شب بیدار ہونا جسمانی لحاظ سے ایک مصیبت ہے جبکہ روحانی لحاظ سے لذت بخش ہے قرآن مجید کہہ رہا ہے۔

"تجافی جنو بهم عن المضاجع یدعون ربهم خوفاً و طمعاً ومما رزقنهم ینفقون فلاتعلم نفس مااُخفی لهم من قرة اعین جزاۤء بماکانو یعملون" سجده ۱۶، ۱۷

(رات کے وقت) ان کے پہلو بستروں سے آشنا نہیں ہوتے اور (عذاب) کے خوف اور (رحمت) کی امید پر اپنے پروردگار کی عبادت کرتے ہیں اور ہم نے جو کچھ عطا کیا ہے۔ ان میں سے (راہ خدا میں) خرچ کرتے ہیں۔

کچھ افراد ایسے ہوتے ہیں جو نصف شب بیدار ہوتے ہیں بستر کو چھوڑ دیتے ہیں آیہ شریفہ یہی نقطہ بتا رہی ہے کہ بستر کو چھوڑنے اور نیند کو بھلا دینے سے تمہارے جسم کو اذیت پہنچتی ہے لیکن تمہاری روح کو اتنی لذت محسوس ہوتی ہے کہ کوئی شخص اس لذت اور کمال روح کو درک نہیں کر سکتا۔ لہذا انسان کی طرز ترکیب عجیب ہے۔ یہ انسان جو روح اور جسم کا مرکب ہے اگر یہ انسان اپنی معنویت کو مادیت پر غالب کر لے اور جسم کو اپنی سواری بنالے تو یہ روح اتنا عروج کریگی اور وہاں پہنچ جائیگی جہاں خدا کے علاوہ کوئی نہیں جانتا ہوگا بلکہ پھر ملائکہ بھی اس انسان کے مقام تک نہیں پہنچ سکتے۔ حدیث معراج میں ہے شب معراج جب جبرائیل پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ساتھ جا رہے تھے تو ایک خاص مقام پر جا کر رک گئے تو پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا جبرائیل آؤ تو جبرائیلؑ نے کہا **"فان تجاوزته احترقت"** یعنی اگر میں آگے بڑھا تو جل جاؤں گا۔

شوی کا شعر ہے۔

گفت جبریلا بیااندرپیم   گفت رومن حریف تونیم

یعنی پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے کہا اے جبرائیل میرے پیچھے اندر آ ؤ تو جبرائیلؑ نے کہا آپ جائیں میں آپ کے ساتھ نہیں آ سکتا۔انسان کا یہ عروج کس چیز کی وجہ سے ہوا ہے۔اس روح کیوجہ سے جس نے اس کے جسم کو مہار کیا ہے اور اسے سواری بنایا ہے وہ جھت مادی براق بنی اور وہ اس پر سوار ہو کر وہاں پہنچے جسکو خدا کے علاوہ کوئی نہیں جانتا۔اگر انسان کا معنوی پہلو غالب آ جائے اور مادی پہلو کو سدھا کر اس پر سوار ہو جائے تو عروج کرتا ہے لیکن اگر برعکس ہو یعنی جنبہ مادی غالب آ جائے۔مادی پہلو معنوی پہلو کو مہار کرے اور سواری بن جائے تو پھر انسان پستی میں جا گرتا ہے۔انسان کو اتنا زوال آ جاتا ہے پھر اسکو قرآن کا خطاب ہوتا ہے۔

''ان شر الدواب عند اللہ اصم البکم الذین لایعقلون'' (انفال ۲۲) یعنی بدترین چوپائے اللہ کے نزدیک وہ بہرے اور گونگے ہیں جو عقل نہیں رکھتے ایسا انسان جنگلی بھیڑیے اور کتے سے بھی پست ہے بلکہ کینسر اور جزام کے جراثیم سے بھی گھٹیا ہے۔کیونکہ مادی پہلو نے اسکی فکر کو چھین لیا ہے۔اسکی عقل کو مہار کر لیا ہے اور اسکی عقل پر پردہ ڈال دیا ہے۔اس لئے زوال کیطرف جارہا ہے۔مرنے کے بعد اس کی آنکھیں کھلتی ہیں۔جتنا زیادہ اس دنیا میں رہے گا اتنا زیادہ پستی میں گرے گا۔اس لئے امام سجاد علیہ السلام صحیفہ کاملہ میں فرماتے ہیں۔

''فاذا کان عمری مرتعاللشطان فاقبضی الیك سریعاً''

''یعنی اے خدا! اگر میری عمر شیطان کی چراگاہ بن جائے تو پھر مجھے جلد اپنی طرف بلالے''۔کیونکہ جو انسان گناہوں میں مبتلا ہوتا ہے وہ زوال کی طرف جانے لگتا ہے اس لیے جتنا جلدی مر جائے بہتر ہے۔اس کے برعکس جو عروج کی منازل طے کرتا ہے وہ خدا کے قریب ہوتا

جاتا ہے۔اسکی جتنی عمر زیادہ ہوگی اتنا ہے خدا کے قریب ہوتا جائے گا اور وہ اس مقام پر پہنچ جائے گا کہ پھر بہشت بھی اس کے لئے کوئی چیز نہیں رہے گی۔موت کے بعد اس کو خطاب ہوتا ہے۔

"یاایتھا النفس المطمئنہ ۃ ارجعی الی ربك راضیۃ مرضیۃ فادخلنی فی عبادی "(وادخلی جنتی)

"یعنی اے اطمینان پانے والی جان اپنے پروردگار کیطرف لوٹ آ ؤ جبکہ تو اس سے خوش اور وہ تجھ سے راضی ہے۔تو میرے خاص بندوں میں شامل ہو جا اور میری بہشت میں داخل ہو جا"

انسان کی دونوں جہات مورد توجہ ہونی چاہیں:

انسان بالکل ایک ڈرائیور کیطرح ہے جب گاڑی چلا رہا ہو تو اس کا فریضہ ہوتا ہے کہ ڈیزل یا پٹرول کا خیال رکھے۔اس بات کا بھی خیال ہونا چاہیے کہ گاڑی گرم نہ ہو جائے۔خراب نہ ہو جائے۔اس طرح اپنا بھی خیال رکھے کہ اسے اونگھ نہ آئے اگر کسی ایک کی بھی غفلت کی گئی تو گاڑی تباہ ہو جائے گی۔

علماء علم اخلاق کہتے ہیں۔نفس امارہ ہاتھی کیطرح ہے۔ہاتھی بان مرتب ہاتھی کا خیال رکھے۔ہاتھی کے سر پر چھانٹا مارے اور ہاتھی کے علاوہ اپنا بھی خیال رکھے کہ اونگھنے نہ پائے۔اگر ان میں سے ایک بھی اونگھنے لگے تو گر پڑیں گے۔

اس لیے انسان اگر چاہتا ہے کہ سعادتمند ہو کر کسی مقام پر پہنچ جائے تو اسے چاہیے کہ مادی پہلو کا بھی خیال رکھے البتہ مادی پہلو کو مغلوب قرار دے لیکن اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ انسان خواہشات کو کچل ڈالے۔اگر انسان اپنی ضروری خواہشات کو کچل ڈالے تو یہ اسلام کی نظر میں حرام ہے۔نفس کشی اسلام میں حرام ہے۔

ہندوستان کے بعض ریاضت کش اور الٹی سوچ کے مالک ایسی ریاضت کرتے ہیں جو جسم

کے لئے مضر ہے۔اس قسم کی ریاضت اسلام میں حرام ہے ضروری خواہشات کی تکمیل ہونی چاہیے اگراولاد جوانی میں شادی کیطرف مائل ہوتو ماں باپ کا فرض ہےان کی شادی کریں قرآن فرماتا ہے۔

"وانکحو الایامی منکم والصالحین من عباد کم واماالکمء ان یکونو افقراء" نور آیت ۳۲

"یعنی اسلامی معاشرہ کنوارے اور نیک غلام اور لونڈیوں کا نکاح کرے اگر یہ فقیر ہوں گے تو خدا انہیں اپنے فضل سے غنی کر دے گا" سب سے پہلے تو ماں باپ کا فرض ہے کہ وہ اولاد کی شادی کرے اگر ماں باپ یہ فرض انجام نہ دیں تو پھر معاشرہ میں موجود باقی افراد کا فرض ہے۔اگر کوئی چاہتا ہے کہ شادی نہ کرے اور اپنی خواہش کو کچل ڈالے تو یہ حرام ہے۔اگر کوئی جسم کی پرواہ نہ کرے بھوک پر بھوک برداشت کرے یہ اسلام نے برا قرار دیا ہے۔وہ عیش کرنا اور افراط سے کام لینا ہے۔قرآن فرماتا ہے۔

"بنی ادم خذوازینکتم عند کل مسجد و کلو واشربوو لاتسر فوانه لایحب المسرفین" اعراف آیت ۳۱

"اے انسان ہر محفل میں زینت کرو اور کھاؤ، پیئو لیکن فضول خرچی نہ کرو کیونکہ خدا فضول خرچ کو پسند نہیں کرتا"

یعنی اے انسان جب کسی جگہ جانے لگو تو اپنی شخصیت کی حفاظت کرو۔نیا لباس پہنو۔منظم اور مرتب ہو کر جاؤ۔قرآن فرماتا ہے کھانے پینے کی خواہش کو پورا کرو لیکن یاد رکھو فضول خرچی نہ کرو۔لہذا اس جھت کو بھی راضی کرنا ضروری ہے اگر اس جھت کو راضی نہ کیا جائے تو انسان سعادت مند نہیں ہو سکے گا۔آپ سب کیلئے مرحوم فیض کی ایک روایت نقل کرتا ہوں۔

پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے زمانے میں ایک صحابی نے زاہد بننے کا ارادہ کیا

نے مصمم ارادہ کیا کہ اب لذیذ کھانا نہیں کھائے گا۔اپنی بیوی اور معاشرے سے تعلق توڑ دے گا۔یہ سوچ کر وہ بیابان میں چلا گیا۔اسی عثمان بن مظعون کی بیوی حضرت عائشہؓ کے پاس آئی حضرت عائشہؓ نے دیکھا کہ یہ عورت شادی شدہ ہے لیکن اس نے زینت نہیں کی۔حضرت عائشہؓ نے پوچھا کیا آپ کا شوہر نہیں ہے؟اس نے جواب دیا۔کیوں نہیں۔تو حضرت عائشہؓ نے کہا اگر تمہارا شوہر ہےتو تم نے زینت کیوں نہیں کی۔اس عورت نے جواب دیا کہ دراصل بات یہ ہے کہ میرے شوہر نے ارادہ کیا ہے کہ وہ مجھ سے میل جول نہ رکھے۔حضرت عائشہؓ نے پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو یہ سارا واقعہ بتایا پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم مسند میں آئے مرحوم فیض لکھتے ہیں عبا کی ایک طرف زمین سے لگ رہی تھی۔رسولصلی اللہ علیہ والہ وسلم اتنی جلدی میں تھے کہ منبر کی پہلی ہی سیڑھی پر کھڑے ہو کر فرمایا۔

اے لوگو!میں تمہارا پیغمبر ہوں لذیذ غذا کھاتا ہوں یعنی کھانا کھانے کی خواہش کو پورا کرتا ہوں میں جو تمہارا پیغمبر ہوں اپنی بیوی سے میل جول رکھتا ہوں یعنی اپنی جنسی خواہش کو پورا کرتا ہوں معاشرے سے وابستہ ہوں۔

”فمن رغب عن سنتی فلیس منی“

”جو میری سنت سے روگردانی کرے وہ مجھ سے نہیں“

صحیح مسلمان وہ ہے جو مادی پہلو کو راضی کرے جسطرح کہ روحانی پہلو کو راضی کرتا ہے۔روح کو غذا کی ضرورت ہے روح کی غذا روزہ ہے۔ماہ رمضان کا روزہ اچھی طرح رکھا جائے۔روح کو علم کی بھی ضرورت ہے۔اس کے لئے دینے مجالس برپا ہونی چاہیے۔اسی طرح روح دوسروں کی خدمت کرنا چاہتی ہے لہذا انفاق کریں اور صدقہ دیں روح خدا سے رابطہ رکھنا چاہتی ہے اس لیے خدا سے رابطہ رکھیں۔جسطرح روح کے محافظ ہیں اسی طرح جسم کے محافظ رہیں اور جس طرح آپ جسم کے محافظ ہیں اسی طرح روح کے محافظ ہیں۔یہ دونوں (جسم+روح) ایک دوسرے کے دوش بدوش آگے بڑھیں یا کہ روح جسم کو سواری قرار دے سکے اور وہاں پہنچ جائے جسکو خدا کے علاوہ کوئی اور نہ جانتا ہو۔اسلام کی رو سے ایسے شخص کو سعادت مند

کہتے ہیں۔

اگر صرف لذت کو اصل و بنیاد قرار دے دیا جائے تو غلط ہے۔آج کی دنیا یہ کہتی ہے کہ انسان کی سعادت یہ ہے کہ اچھا کھائے، اچھا پئے اچھی طرح شہوت پوری کرے مختصر یکہ خوش رہے اسلام کہتا ہے کہ یہ غلط ہے یہ افراط ہے۔ یہ عیاشی ہے۔اسلام کہتا ہے یہ جہنم ہے دنیا میں بھی جہنم ہے اور آخرت میں بھی جیسا کہ ہم دیکھ رہے ہیں کہ مغربی ممالک خصوصاً امریکہ شہوت کے دریا میں ڈوبا ہوا ہے اور انسانیت کو تنزل کیطرف لے جا رہا ہے اس کی داد وفریاد بلند ہے لیکن ان کا کوئی فریاد رس نہیں ہے۔ المختصر لذت کو اصل قرار دینا غلط ہے۔اسی طرح جو اقتصاد کو اصل اور بنیاد قرار دیتے ہیں۔وہ کہتے ہیں کہ انسان کی سعادت پیسے میں ہے۔لیکن وہ بوی کھانے پینے کیلئے نہیں صرف یہ کہ ایک مملکت اور ایک معاشرے کے پاس روپے پیسے ہوں۔وہ روپے پیسے کو سعادت سمجھتے ہیں جسطرح کہ ہم میں سے اکثر یہی سوچتے ہیں۔ہم سمجھتے ہیں کہ روپے میں سعادت ہے۔ہم سوچتے ہیں کہ سعادت قدرت وتوانائی میں ہے۔یہ بھی غلط ہے۔اسلام کہتا ہے بے شک قدرت وتوانائی ہو بے شک آسائش میں رہو لیکن یہ جو تم خیال کرتے ہو کہ سعادت اس میں ہے یہ غلط ہے۔اسی طرح جو نفس کو اصل و بنیاد قرار دیتے ہیں وہ یہ سمجھتے ہیں کہ روح قوی ہونی چاہیے تباہ ہو جائے۔ یہ بھی اسلام کی نظر میں معقول نہیں کہ روح بغیر جسم کے قوی ہو۔ایسا شخص اس ریشم کے کیڑے کی مانند ہے جو اپنے دروازے پر بھی جال بن کر اندر ہی مر جاتا ہے۔اسی لیے اسلام کہتا ہے اے انسان تیرے دو پہلو ہیں اس لیے دونوں پہلوؤں کی فکر کر۔دیکھئے قرآن کہتا ہے۔

''وابتغ فیما اتاک اللہ الدار الاخرۃ ولا تنس نصیبک من الدنیا''

''جو کچھ خدا نے تجھے دے رکھا ہے اس میں آخرت کے گھر کی جستجو کرو اور دنیا سے جس قدر تیرا حصہ ہے اسے مت بھول'' اے انسان! خدا نے تجھے بہت سی نعمتیں دی ہیں۔ تجھے عقل۔سلامتی طاقت و دولت دی ہے۔تا کہ ان نعمتوں کیوجہ سے آخرت کی فکر کرو یعنی روح کی فکر کرو۔

"ولاتنس نصیبك من الدنیا"

لیکن خیال رکھیں اپنی دنیا کو نہ بھولنا۔اگر قدرت و دولت ہے تو جسطرح آخرت کی فکر ہے اسی طرح دنیا کی فکر کرو۔بقول امام دومؑ

"کن لدینك کانك تعیش ابداًو کن لاخرتك کانك تموت غداً" یعنی اپنی دنیا کیلئے ایسا کام کرو جیسے تم نے ساری زندگی رہنا ہےاور اپنی آخرت کی فکر کے ساتھ ساتھ دنیا کی فکر کرواور اپنی دنیا کی فکر کے ساتھ آخرت کی فکر کرو۔جس طرح تمہیں اپنے جسم کی فکر ہے اسی طرح اپنی روح کی فکر کرو۔جسطرح تمہیں اپنی روح کی فکر اسی طرح اپنے جسم کی فکر کرو۔یہ ایک سعادت مند انسان ہوگا۔اگر تم چاہتے ہو تمہاری اولاد کامیاب ہو تو نطفہ منعقد ہونے سے پہلے ہی اس کی دنیاو آخرت اور جسم و روح کی فکر کرو۔جب تم جوان ہوکر اور معاشرے میں قدم رکھو اسی وقت سے اپنے بچے کی دنیاو آخرت کی فکر کرو۔

تربیت کا مطلب صرف یہی نہیں کہ اسے نمازی بنائیں یا صرف دنیا کی خاطر پڑھ لکھ کر سند لے لے یا ایک اچھا تاجر بن جائے۔بلکہ تربیت کا مطلب یہ ہے کہ جب تم اس کی نماز کے محافظ ہو اسی وقت اس کی تعلیم کے محافظ رہو۔ے سالہ بچے کی اگر نماز کے محافظ ہو تو اسکی تعلیم کی بھی فکر کرو لیکن اگر آپ اسکی تعلیم کے محافظ تو ہیں لیکن اسکی نماز کی فکر نہیں تو تم نے کوتاہی کی اسی طرح اگر تم اسکی نماز کے محافظ ہو لیکن اسکی تعلیم کی کوئی فکر نہیں پھر بھی تم نے کوتاہی کی اسلام کہتا ہے کہ نطفہ منعقد ہونے سے پہلے حلال غذا کھائیں کیونکہ حرام غذا بچے کی بدبختی میں عجیب اثر رکھتی ہے۔اسلام کہتا ہے کہ نطفہ منعقد ہونے سے پہلے مقوی غذا کھائیں کیونکہ بچے کی ہڈیوں میں دخیل ہے۔اسلام کہتا ہے کہ جب بچہ شکم مادر میں ہو تو ماں گناہ نہ کرے کیونکہ گناہ بچے پر اثر ڈالتا ہے حاملہ ماں ساز وغیرہ کی آواز نہ سنے غیبت نہ کرے اس کا بدن نامحرم نہ دیکھے مختصر یہ کہ گناہ سے اجتناب کرے کیونکہ گناہ بچے کی تقدیر پر بہت برا اثر ڈالتا ہے اسی طرح اسلام کہتا ہے ماں اچھی غذا کھائے کیونکہ جسم پر اثر انداز ہوتی ہے۔اس لیے سیب،خوبانی اور ناشپاتی وغیرہ کھائے کیونکہ یہ بچے کی گوشت اور ہڈیوں پر اثر انداز ہوتی ہےجب بچہ پیدا ہو کائے تو اسلام ماں کو حکم دیتا ہے اس کو

دودھ پلائیں کیونکہ ماں کا دودھ اس کو مہربان بناتا ہے اور اسکی ہڈیوں کو محکم بناتا ہے۔ بچے کو پورے دو سال دودھ پلاؤ۔ اور جان لو کہ بچے کے لیے بہترین غذا تمہارا دودھ ہے لیکن اس کے ساتھ یہ بھی خیال رکھنا کہ دودھ پلانے کے دوران گناہ نہ کرنا بلکہ اسلام تو یہاں تک کہتا ہے جب تم بچے کو دودھ پلانا چاہو تو پہلے وضو کرو پھر دودھ پلاؤ یہاں تک کہ حالت حیض میں بھی وضو کر کے دودھ پلاؤ۔ اسلام باپ سے کہتا ہے۔ اے باپ! خیال رکھو اگر خدانخواستہ غذائے حرام سے دودھ بنے تو یہ بچے کی بدبختی کا باعث ہوتا ہے بعد میں اس کے بارے مفصل گفتگو کی جائے گی۔ اسلام کہتا ہے کہ جب بچہ سکول جانے لگے تو اسکی پڑھائی اس کی خوراک اور اس کے دین کے بارے میں محتاط رہو بچہ سکول جاتے وقت اپنے ساتھ کھانے کی کوئی چیز لے جائے تاکہ اس کی نظریں بچوں پر نہ لگی رہیں۔ اس کے علاوہ نظر رکھیں کہ آپ کا سات سال کا بچہ کس کے ساتھ آمد و رفت کرتا ہے۔ نظر رکھیں کہ آپ کا بچہ سکول میں ایک نااہل، جھوٹے اور شیطانی بچے کے ساتھ نہ بیٹھے کیونکہ ایسا بچہ پہلے ہی دن تمہارے بچے کو شیطان اور جھوٹا بنا دے گا۔ اس کو منحرف کر دے گا پھر جب آپ کا بچہ جوان ہو گائے تو اسلام کہتا ہے اے مسلمان انسان! جب تمہاری بیٹی شادی کی طرف مائل ہو تو فوراً اس کی شادی کرو غلط رسم و رواج کو چھوڑ دو۔ بہت زیادہ جہیز اور غلط قسم کے حق مہر کو ختم کر دو ان زنجیروں کو ایک ایک کر کے توڑ ڈالو فوراً شادی کر دو۔ پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم منبر پر مسلمانوں سے فرماتے ہیں۔ اے مسلمانو! بیٹی درخت کے پھل کیطرح ہے۔ جب میوہ پک جائے تو اسے اتار لینا چاہیے کیونکہ پکا ہوا پھل درخت پر سورج کی گرمی سے خراب ہو جاتا ہے۔

"**والاتکن فتنة وفساد کبیر**" اگر تم بچی کی شادی نہیں کرو گے تو فتنہ و فساد برپا ہوگا ایک آدمی کھڑا ہوا اور عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم بیٹی کی شادی کس کے ساتھ کروں پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا اس کے کفو یعنی ہم پلہ کے ساتھ۔ ایک اور شخص کھڑا ہوا اور پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم! اس کا کفو کون ہے؟ پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ۳ دفعہ فرمایا "**المومن بعضهم اکفاء بعض**" مومن کا کفو مومن ہے۔ غلط رسم و رواج

چھوڑ دیجئے۔ اسکی شادی کیجئے۔ جہیز بھی ضرور دیں میں یہ نہیں کہتا کہ اس کو جہیز نہ دیں ضرور جہیز دیں لیکن افراط سے کام نہ لیں دوسروں کو دیکھ کر اپنی حیثیت نہ بھول جائیں اپنی حیثیت کے پیش نظر اس کی ضرورت کے مطابق جہیز ضرور دیں۔ اسلام کہتا ہے اے مسلمان! ہر چیز میں میانہ روی سے کام لو۔ کھانے پینے عبادت، ہر اجتماعی کام، جہیز اور حق مہر میں میانہ روی سے کام لو، اس کے علاوہ مواظب رہو کہ کس کو بیٹی دے رہے ہو۔ اگر لڑکی کے شوہر کی اچھی پوسٹ اور اچھا مقام ہو۔ مال و دولت ہو لیکن نمازی نہ ہو تو تم نے اس سے قطع تعلق کر دیا ہے اس سے اپنی نسبت قطع کر لی ہے۔ اسلام کہتا ہے بیٹی سے نسبت قطع نہ کرو اس کے برعکس اسلام لڑکے والوں سے کہ رہا ہے کہ خیال رکھیں لڑکی کس سے لے رہے ہو اگر لڑکی کے باپ کی مالی حالت تو اچھی ہے لیکن نماز نہیں پڑھتا لوگوں سے صحیح طرح میل جول نہیں رکھتا۔ وہ کامل مسلمان نہیں لہذا اس کی بیٹی کا رشتہ نہ لو اگر رشتہ لو گے تو مشکلات اور فساد کے علاوہ کچھ حاصل نہیں ہوگا۔ اس گفتگو کا خلاصہ یہ ہوا کہ اگر ہم اپنے اور اپنے بچوں کے لئے سعادت کے خواہاں ہیں تو ہمیں چاہیے کہ اپنے اور بچوں کے جسم اور روح دونوں کے محافظ رہیں۔

دین اسلام دین فطرت ہے۔ فطرت ہمیں بتاتی ہے جس وقت جسم کی حفاظت کرتے ہو اسی طرح روح کی حفاظت بھی کرو اور جب روح کی حفاظت کرتے ہو تو اسی وقت جسم کی بھی حفاظت کرو۔ اسلام کہتا ہے بچے کی دنیا کے بارے فکر مند رہو اسی وقت ان کی آخرت کی بھی فکر کرو اس کے برعکس جس طرح بچے کی آخرت کے لئے فکر مند ہو اسکی دنیا کی بھی فکر کرو۔

درس ۳

باب ۲

قانون وراثت:

علم کی رو سے مسلمات میں سے ہے کہ ماں باپ کی صفات، خواہ ظاہر صفات ہوں جیسے شکل وشباہت یا باطنی صفات جیسے شجاعت و بزدلی، سخاوت و بخل اور حسد و مہربانی وغیرہ سلز کے ذریعے اولاد میں منتقل ہوتی ہیں۔ معمولاً بچہ کی شکل ماں پر ہوتی ہے یا باپ پر یا ماں باپ دونوں پر۔ اگرچہ ہم لوگ نہ پہچان سکیں کہ بچے کی شکل کس پر ہے لیکن قیافہ شناس بطریق احسن پہچان لیتے ہیں کہ یہ بچہ لیتے ہیں کہ یہ بچہ فلاں ماں باپ کا ہے بلکہ اب تو یہ بھی سننے میں آیا ہے کہ خون کے گروہ سے پتہ چل جاتا ہے کہ یہ بچہ کس ماں باپ کا ہے۔ ان ظاہری صفات کی طرح ماں باپ کی باطنی و معنوی صفات بھی اولاد میں منتقل ہوتی ہے۔ مثلاً حاسد ماں کا بچہ بھی حاسد ہوتا ہے۔ کنجوس والدین کا بچہ بھی کنجوس ہوتا ہے۔ ایسے ماں باپ پر خوف طاری رہتا ہو اور بزدل ہوں ان کا بچہ بھی بزدل ہوتا ہے۔ اس کے برعکس سخی اور بہادر ماں باپ کے بچے بھی سخی اور بہادر ہوتے ہیں۔ اگر والدین مہربان ہوں تو ان کے بچے بھی مہربان ہوتے ہیں اسی طرح اگر والدین سنگدل ہوں تو ان کی اولاد بھی سنگدل ہوتی ہے۔

البتہ یہ یاد رکھنا چاہیے کہ پختہ ارادے کے ذریعے قانون وراثت کو ختم کیا جا سکتا ہے۔ مثلاً جو وراثتی طور پر بزدل ہے وہ اپنے ارادے سے بزدلی کو ختم کر سکتا ہے انسان کا ارادہ ایک اچھے استاد کی طرح ہے۔ جو قانون وراثت کو منسوخ کر سکتا ہے۔

لیکن فی الحال ہماری گفتگو یہ ہے کہ ہم سب متوجہ ہوں کہ قانون وراثت اسلام اور علم کی رو سے درست ہے۔ علم ہمیں بتاتا ہے کہ انسان کے سلز میں جو جرثومہ موجود ہوتے ہیں ماں باپ کی

ظاہری و باطنی صفات کا نچوڑ ہیں۔ ماں باپ کی ظاہری صفات مثلاً شکل وصورت اور صفات باطنی مثلاً فضیلت و برتری اولاد میں منتقل ہوتی ہیں۔اسلام نے اس بات کی تائید کی ہے۔شاید اس آیہ شریفہ میں قانون وراثت کی طرف اشارہ ہو۔ارشاد رب العزت ہے۔

"والبلد الطیب یخرج نباته باذن ربه و الذی خبث لا یخرج الا نکدا" اعراف ۵۸

یہ تشبیہ معقول یہ محسوس ہے۔یعنی چاہتا ہے کہ ایک عقلی مطلب کو سمجھائے لہذا اس کو ایک محسوس شے کے قالب میں بیان کرتا ہے۔آباد زمین جس میں فضول گھاس نہ ہو اور ج ذاتا پیداوار کیلئے اچھی ہو جب اس میں بیج بویا جائے تو بہت پیداوار حاصل ہوتی ہے۔لیکن شور زمین جس میں فضول گھاس ہو اور وہ زمین جس سے ذاتا پیداوار حاصل نہ ہوتی ہو۔عموماً یا تو اس سے فصل ہی نہیں اگتی یا پھر بہت کم۔اس بات کو سب جانتے ہیں کہ اچھی زمین سے اچھی پیداوار ہوتی ہے شور زمین سے نہیں۔قرآن فرماتا ہے آقا! مواظب رہو مہذب بنو اگر تمہارا دل ناپاک ہوا تو یہ شور زمین کیطرح ہے۔پھر صفات تمہارے دلوں پر غالب نہیں ہوں گی لیکن اگر تمہارا دل پاک ہوا تو یہ ایک اچھی زمین کی مانند ہے پس اس سے اچھی پیداوار یعنی زیادہ سے زیادہ خیر کے چشمے پھوٹیں گے۔یہ ایک معنی تھا۔شاید دوسرا معنی ہماری گفتگو کیطرف اشارہ ہو۔یعنی عفیف، بافضیلت، سخی اور شجاع ماں باپ کے بچے بھی متقی، بافضیلت، سخی اور شجاع ہوتے ہیں لیکن ناپاک، غیر متقی اور غیر مہذب لوگوں کے بچے بھی ناپاک، غیر متقی اور غیر مہذب ہوتے ہیں۔پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے روایت نقل کرتے ہیں۔

"انظر الی ماتضع نطفتك فان اعرق دساس" مستظرف جلد۲ صفحہ ۲۱۸

یعنی دیکھو کہ تم اپنا نطفہ کہاں قرار دے رہے ہو کیونکہ بے شک ہر چیز کی اصل اپنا کردار ادا

کرتی ہے"

تم اگر شادی کرنا چاہتے ہو تو دیکھو کہ اپنے لیے کونسی لڑکی لے رہے ہو۔ غور سے دیکھو کہ وہ لڑکی مقدس، بافضیلت اور عفیف ہے یا نہیں؟ شادی کے معاملے میں غور خوض کریں کہ کس کے ساتھ شادی کر رہے ہو کیونکہ ہر چیز کی بنیاد اپنا کردار ادا کرتی ہے۔ ڈکشنری میں "عرق" کے معنی نطفہ (Sperm) ہیں جان کو انسان کے سلز میں موجودات حامل وراثت ہیں ماں باپ کی شکل و شباہت اور اچھی بری صفات کے حامل ہیں۔ رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا **الـولـد سر ابیه** یعنی اولاد اپنے باپ کا نچوڑ ہے مذکورہ حدیث شاید اس مطلب کیطرف اشارہ ہو کہ اگر باپ بافضیلت ہو تو اس کا بچہ بھی بافضیلت ہوگا اگر باپ بافضیلت نہ ہو تو اس کا بچہ بھی بافضیلت نہیں ہوگا۔ المختصر قانون وراثت ایک مسلم بات ہے اس لیے اسلام نے اولاد کی تربیت کیلئے اصل کو اہمیت دی ہے اور حکم دیا ہے کہ نطفہ منعقد ہونے سے پہلے تربیت کا مقدمہ فراہم کرو تا کہ اولاد کی صحیح تربیت کر سکو۔ پہلی چیز جو اسلام میں بیان ہوئی ہے وہ میاں اور بیوی کا انتخاب کرنا ہے یعنی کس عورت کو بیوی بنایا جائے اور کس مرد کو شوہر بنایا جائے۔ اور شادی کیسی ہونی چاہیے یہ تھا تربیت کا مقدمہ۔ اسلام نے اس موضوع، پر بہت گفتگو کی ہے۔ اسلام کا قاعدہ ہے۔ اس کو پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے بار بار منبر پر فرمایا! "**اذا جائکم من ترضون خلقه و ینه وامانته یخطب الیکم فزوجوه والا تکن فتنة و فساد کبیر**" "جب تم سے ایک ایسا شخص رشتہ مانگے جس کے اخلاق، دین اور امانت سے لوگ راضی ہوں تو شادی کر دو وگرنہ فتنہ وفساد برپا ہوگا"

اگر چہ یہ روایت سب کیلئے بہت اہم ہے لیکن خصوصاً ان نوجوانوں کیلئے بہت ضروری ہے جنہوں نے ابھی شادی نہیں کی۔ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے منبر پر بار بار فرمایا بیوی کا انتخاب کرتا چاہتے ہو یا شوہر کا۔ دو چیزوں کا خیل رکھو ایک دین اور دوسرا اخلاق۔ اگر وہ لوگ

بااخلاق اوردین دار ہوں تو شادی کرلیں۔ان کی لڑکی لے لیں۔اگر لڑکی والے شادی کرنا چاہتے ہیں تو اسلام انہیں دستور دیتا ہے کہ ایسے لڑکے کا انتخاب کرنا جو دین داراور بااخلاق ہونوجوانو!اگر تمہاری بیوی بااخلاق اور دین دار نہیں تو یہ شادی خطرناک ہے خصوصاوہ بچہ خطرناک ہے جوان سے پیدا ہوگا۔پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا۔

"ایاك والخضراء الدمن قیل یارسول الله وما خضراء الدمن قال المرءة الحسناء فی منبت السوء"

اس پھول سے بچو جوکوڑے کے ڈھیر یا گندی جگہ سے اگے پوچھا گیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم وہ پھول کونسا ہے؟رسول اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا وہ خوبصورت عورت گھٹیا خاندان کی ہو۔اگر چہ اس روایت میں گھٹیا خاندان کی عورت کا ذکر ہے ظاہراًاور یہ روایت لڑکے والوں کیلئے ہے لیکن درحقیقت لڑکی والوں کو بھی یہی حکم ہے کہ جولڑکا بے دین اور غیر مہذب خاندان میں پروان چڑھے اس سے شادی نہ کریں۔روایات میں ملتا ہے کہ اگر لڑکا نمازی نہ ہو۔اس کے ماں باپ شرابی اور گناہگار ہوں اگر تم نے اس کے ساتھ لڑکی کی شادی کردی تو گویا اپنی نسل کو ختم کردیا۔حقیقت میں تم نے اس لڑکی کو قتل کردیااورلڑکے کو بھی نابود کردیا جس کی بے دین گھرانے میں شادی کی۔قانون وراثت ارہم کفو کا معنی بھی یہی ہے۔اسی جملہ **"المرءة الحسناء فی منبت السوء"** میں گھٹیا خاندان کا معنی یہ نہیں جوہم لوگ خیال کرتے ہیں۔ہمارے خیال میں ایک تاجر کا ہم کفوایک تاجر یااس سے بالاتر ایک باشخصیت اوردولت مند خیال کرتا ہے کہ کفو یعنی دوسرا شخصیت ظاہری اوردولت میں اس کی طرح کا ہو۔اس کے برعکس جو فقیر و بےنوااوروہ شخص جسکی معاشرے میں ظاہری شخصیت نہ ہوں اس کو ہم غیر کفواور گھٹیا تصور کرتے ہیں۔حالانکہ ایسانہیں ہے۔گھٹیا خاندان وہ ہے جوغیر متقی ہو۔متدین نہ ہواور جس میں انسانی صفات نہ پائی جائیں اور باشخصیت اورعزت والا وہ ہے جو متقی ہو۔قرآن بھی یہی فرماتا

ہے۔

”ان اکرمکم عنداللہ اتقکم“ حجرات ۱۳

بیشک اللہ کے نزدیک تم سے باشخصیت وہ لوگ ہیں جو متقی ہیں ہمارے ہاں معمولاً جب لڑکی کو دیکھنے جاتے ہیں تو صرف اس بات پر توجہ ہوتی ہے کہ لڑکی خوبصورت ہے یا نہیں اگر چالاک عورتیں ہوں تو اس بات پر بھی توجہ دیتی ہیں کہ لڑکی کسطرح دیکھتی ہے۔ اس کے پسینے سے بو آتی ہے یا نہیں۔ کیا وہ صفائی پسند ہے یا نہیں؟ ایک عورت خواستگاری کیلئے گئی جب واپس آئی تو کہتی ہے کہ میں نے ان کے قالین کو ہٹا کر دیکھا نیچے کوڑا پڑا تھا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ صاف ستھرے لوگ نہیں ہیں۔ اس حد اچھی بات ہے۔ لیکن ایک بات جسکو ہم نے بھلا دیا ہے اور جسکو یاد دلانے کیلئے بہت محنت کی ضرورت ہے وہ یہ ہے کہ معنوی صفات پر بھی توجہ دی جائے کہ یہ لڑکی حاسد ہے یا نہیں۔ اب تک بہت کم دیکھنے میں آیا ہے کہ کوئی خواستگاری کیلئے گیا ہو اور اس نے واپس آ کر یہ کہا ہو ہم نے تحقیق کی ہے کہ لڑکی کی ماں حاسد ہے قانون وراثت کی رو سے یہ لڑکی بھی حاسد ہوگی اس لیے خطرہ ہے اور ہم اس لڑکی کو نہیں لیں گے۔ غور کریں دیکھیں کہ لڑکا نمازی ہے یا نہیں، مسجد اور علماء سے اس کا تعلق ہے یا نہیں؟ وہ لڑکا جو نمازی نہ ہو دینی مجالس میں شریک نہ ہوتا ہو وہ خطرناک ہے۔ انسان کو چاہیے کہ ابتدا ہی سے خطرے کی تحقیق کرے جب تم لڑکے کو مالی لحاظ سے یا قد وقامت اور خاندانی لحاظ سے دیکھتے ہو تو اس وقت یہ بھی دیکھو کہ اس کا دوست کون ہے؟ کس کے ساتھ اس کا آنا جانا ہے؟ برے دوست تو اس کے گرد ونواح میں نہیں؟ اگر برے لوگ اس کے گرد ونواح میں ہوں تو وہ بیچارہ ہو جاتا ہے۔ اگر برے لوگ اس کے گرد ونواح میں ہوں تو یہ بروقت گھر نہیں آتا بلکہ رات کو بارہ بجے گھر آتا ہوگا۔ ایسا شخص بیوی کے حقوق ادا نہیں کر سکتا۔ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے منبر پر فرمایا۔

”اذا جائکم من ترضون خلقه ودینه فزوجوه والا تکن فتنة و فساد کبیر“

اگر اخلاق اور دین کا پیچھانہ کیا تو جان لو فتنہ وفساد ایجاد کرو گے۔ اپنے لیے بیٹی کیلئے اور بیٹے

کیلئے اور فساد بھی ایسا کہ اس میں پورا معاشرہ ملوث ہوگا۔ اگر اخلاق کو نہ دیکھا تو تمہاری بیٹی فساد میں مبتلا ہو جائے گی۔ مجھے بہت سے واقعات کا علم ہے۔ با حجاب و با فضیلت لڑکیاں جب ان کی شادی ایک بے نمازی سے ہوئی ابھی ایک سال بھی نہیں گزرا کہ یہی لڑکی جو نماز با جماعت کو ترک نہیں کرتی تھی وہ نماز کو بھول گئی اور بے نماز ہوگئی۔ اس طرح کئی ایسے لڑکے جو دینی کاموں میں پیش پیش تھے۔ انہوں نے جب بے دین اور بد اخلاق خاندان میں شادی کر لی ابھی چند دن بھی نہیں گزرے تھے وہ بے دین اور بد اخلاق ہو گئے۔

اسلام کہتا ہے کہ قانون وراثت صحیح ہے۔ اسلام کہتا ہے میرے نزدیک جس چیز میں معاشرے کی صلاح و بہتری ہے وہ اخلاق ہے۔ اسلام کہتا ہے اگر تم اخلاق کو چھوڑ کر مال کے پیچھے گئے تو کسی نتیجے پر نہیں پہنچو گے۔ بعض اوقات انسان اخلاق، دین، تقویٰ کی تلاش میں ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ دولت، حسن اور شخصیت کے بھی پیچھے ہے تو کوئی حرج نہیں لیکن اگر کوئی تقوی اور اخلاق کو پس پشت ڈال کر دولت، حسن اور ظاہری شخصیت کے پیچھے دوڑتا ہے تو ایسے شخص کے بارے امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں خدا نے قسم کھائی ہے کہ ایسے شخص کی امید کو ناامید کر دے گا بہت دفعہ دیکھنے میں آیا ہے جو شخصیت کے پیچھے دوڑا اسے بے شخصیتی ملی جو پیسے کے پیچھے دوڑا اُسے بدحالی نصیب ہوئی جو حسن کے پیچھے دوڑا بے عفت ہو گیا۔ جوان لڑکو اور لڑکیو! صرف ظاہری حسن کے پیچھے نہ پڑو میں یہ نہیں کہتا کہ ان کو بالکل اہمیت نہ دو بلکہ یہ کہتا ہوں کہ صرف ظاہری حسن کو اہمیت نہ دو اگر ایسا کرو گے تو خدا تمہاری امید کو اسی راستے سے ناامید کر دے گا۔ مثلاً ایک جوان صرف خوبصورتی کی خاطر ایک لڑکی سے شادی کرتا ہے اور جانتا ہے کہ وہ لڑکی نماز نہیں پڑھتی اور وہ لڑکی عفیف نہیں ہے تو خداوند عالم ایسے شخص کیلئے قسم کھائی ہے کہ اس اُمید کو نا اُمید کرے گا۔ اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ اُمید کو نا اُمید کرے گا اس سے کیا مراد ہے؟ اس کا مطلب یہ کہ وہی خوبصورتی تمہارے لیے وبال جان بنے گی۔ لڑکی اپنے حسن پر ناز کرتی ہے اس لیے گھر میں اختلاف پیدا ہوتا ہے۔ گھر میں بے محبتی ایجاد ہوتی ہے۔ افسوس ہے اس گھر پر جس

میں محبت نہ ہو۔ بچے کیلئے ایک عقدہ پیدا ہو جاتا ہے۔ اگر بچے کیلئے عقدہ پیدا ہو جائے تو ایک اور بدبختی ایجاد ہوتی ہے۔ خدا اس پر رحم کرے۔ اگر خدا اپنی عنایات روک لے تو یہی خوبصورتی اس کے لئے بے عفتی کا باعث بنتی ہے اور یہی لڑکی ایک خاندان کا سر جھکا دیتی ہے۔ اس لیے لڑکی اور لڑکے والوں سے کہہ رہا ہوں اگر صرف اور صرف دولت کا پیچھا کیا تو یہی جہیز تمہارے لیے مصیبت بن جائے گا۔ وہی گھر تمہارے لیے جیل کا سماں ہوگا۔ اسی طرح صرف ظاہری شخصیت کے پیچھے نہ دوڑو۔ المختصر اگر آپ کو معلوم ہے کہ لڑکی یا لڑکے کے ماں باپ کا نماز سے کوئی واسطہ نہیں۔ زکوٰۃ وخمس سے کوئی تعلق نہیں۔ دینی لحاظ سے ان کے ماں باپ کی شخصیت نہیں اگر تم نے ان کی لڑکی لے لی یا اپنی لڑکی ان کو دی تو خداوند عالم نے قسم کھائی ہے کہ تمہاری گردن مروڑ کر جہنم میں ڈالے گا۔ تم کئی سال جہنم میں جلو گے اور تمہارا ٹھکانہ جہنم میں ہوگا۔ اسلام نے ڈرایا ہے۔[۹]

اس لیے اسلام کہتا ہے کہ اولاد کی صحیح تربیت کیلئے شادی سے پہلے اولاد کی تربیت کی فکر کرو اگر ہم چاہتے ہیں کہ ان کی تربیت کریں تو ہمیں محتاط رہنا چاہیے کہ کس کے ساتھ شادی کریں۔ اسلام کہتا ہے کہ اگر تم چاہتے ہو کہ کسی مقام پر پہنچو یا یہ کہ تم اور تمہارے بچے سعادت مند ہوں تو صرف دو چیزوں کی فکر کرو۔ باقی چیزیں حاشیہ میں ہیں۔ اگر مل گئیں بہتر اگر نہ ملیں تو کوئی حرج نہیں۔ وہ دو چیزیں اخلاق اور دین ہے۔ ایک شخص امام حسن علیہ السلام کی خدمت حاضر ہوا اور عرض کی۔ اے فرزند رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم میں اپنی بیٹی کی شادی کرنا چاہتا ہوں کس کے ساتھ کروں حضرت امام علیہ السلام نے فرمایا اسکے ساتھ شادی کرو جو متقی ہو اس کے بعد مولا نے سبب بیان فرمایا۔

''ان احبها اکرمها وان لم یحبها فلم یظلمها''

آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کیا تمہیں معلوم ہے، ہم کیوں کہتے ہیں کہ متقی شخص سے شادی کرو۔ اس لیے اگر تمہاری بیٹی اسے اچھی لگی تو اس کا احترام کرے گا اگر اسے اچھی نہ لگی تو ظلم نہیں کرے گا۔ اسکی باتوں کو برداشت کرے گا۔ اسی عدم پسند کے باوجود اسی سے زندگی گزار دے گا۔ گھر کے ماحول کو سرد نہیں بنائے گا۔ یہ ایک بہت اچھی روایت ہے یعنی اگر تم چاہتے ہو کہ

لڑکی کی شادی کرو۔اور تمہاری لڑکی سعادت مند بن سکے تو ایک بافضیلت اور متقی آدمی کی تلاش کرو کیونکہ بافضیلت آدمی بیوی سے اچھا برتاؤ کرتا ہے لیکن اگر بااخلاق نہ ہو تو پہلے ہی دن اسکی بے فضیلتی گل کھلاتی ہے۔کیا ایسا ممکن ہے جو بافضیلت نہ ہو وہ گھر میں انسانوں کی طرح رہے قرآن شریف فرماتا ہے۔

"قل کل یعمل علی شاکلته" اسراء۸۴

"اے رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم ان سے کہد و ہر ایک اپنے اپنے طریقہ پر کارگزاری کرتا ہے۔"

کوزے سے وہی پانی ٹپکتا ہے جو اس میں ہوتا ہے شرابی کے کوزے سے شراب ہی ٹپکتی ہے۔اگر ایک بےفضیلت جوان ہو اس سے بے فضیلتی ٹپکتی ہے۔اور پہلے ہی دن سے میاں بیوں کے درمیان اختلاف نہ ہو۔لیکن جونہی جنسی خواہشات میں کمی واقع ہوگی تو اس کی بداخلاقی لڑکی کو بے چارہ کردے گی گھر کی چاردیواری اس کیلئے جیل بن جائے گی۔مواظب رہیں بیٹی کی شادی بافضیلت شخص سے کریں اگر چہ فقیر ہو اور ظاہری شکل وصورت بھی نہ ہو۔

پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم غلط رسومات کو ختم کرنے کے ذریعے تھے۔پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے بعض اوقات ایسے کام کیے جو اگر چہ ظاہراً بہت سنگین اور مشکل نظر آتے ہیں لیکن حقیقت میں بہت اہم کام ہیں۔

جاہلی رسومات کے ساتھ پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا مقابلہ:

پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی رسم تھی کہ شادی کو بہت آسان کام بنائیں۔رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی بیٹی کی شادی کے بارے عرض کروں گا۔آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اپنی بیٹی کو صرف 17 چیزیں دیں۔پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اپنی بیٹی کی شادی ایسے شخص سے کی جو شب عروسی اپنے کندھوں پر ریت اٹھائے ہوئے تھے لوگوں نے پوچھا یہ کس لئے ہے تو انہوں نے جواب دیا کہ میں چاہتا ہوں کہ ریت کمرے میں لے جا کر اوپر چٹائی بچھالوں تا کہ نرم ہو جائے۔یہ تھا رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی اپنی بیٹی کے بارے۔رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اپنی پھوپھوزاد بہن زینب جو حسین، بافضیلت اور غیر معمولی دانشمند تھیں، کی شادی زید کے ساتھ کردی زید ایک

آزادشدہ غلام تھا۔

رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے جو یبر کے واقعہ کو آگے بڑھایا تا کہ ہمارے جوانوں کے لیے سبق آموز ہو اور ماں باپ بھی اس سے عبرت حاصل کریں۔ جو یبر ایک سیاہ رنگ کا آزادشدہ غلام ہے۔اس کے موٹے موٹے ہونٹ ہیں مختصر یہ کہ خوبصورت نہیں ہے مالی حیثیت کا اندازہ لگائیے کہ اس کے پاس پہننے کا کپڑا نہیں۔صرف ایک کپڑا تھا جس پر پیوند لگے ہوئے تھے اور وہ اپنی عورتیں کو چھپائے ہوئے تھے۔صفہ میں زندگی گزارتے تھے۔خدا آپ سب کو زیارت نصیب کرے۔جو سعودی عرب گئے ہوئے ہیں انہیں معلوم ہے کہ یہ مسجد رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم میں ہے اب بھی لوگ اس کو صفہ کہتے ہیں۔بے گھر مسلمان وہاں زندگی گزارتے تھے۔جو یبر بھی وہاں زندگی گزارتے تھے۔صفہ کی چھت بھی نہیں تھی لوگ بھوکے پیاسے رہتے تھے۔کوئی ان کا رشتہ دار نہ تھا۔مالی حیثیت بالکل نہ تھی۔شکل بھی اچھی نہ تھی۔البتہ مصنوی لحاظ سے بہت قوی تھے۔ایک دن پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم مسجد میں داخل ہوئے۔آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے دیکھا کہ گویا جو یبر پریشان ہیں سر اپنے دامن پر رکھا ہوا۔پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے پوچھا جو یبر کیا ہوا؟ کہا یا رسول اللہ! کچھ نہیں رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا۔جو یبر شادی کرنا چاہتے ہو؟ جو یبر نے تعجب کیا اور کہا۔یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم مجھے کون اپنی لڑکی دے گا۔میرا گھر ہے نہ وسائل زندگی۔میرے پاس پہننے کو لباس نہیں۔کھانے کو غذا نہیں مجھے کون اپنی لڑکی دے گا۔

پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا جو یبر اُٹھو زیاد بن لبید کے گھر جاؤ۔زیاد بن لبید مدینہ کا سب سے بڑا ثروتمند تھا۔نہ صرف سب سے زیادثروتمند تھا بلکہ سب سے زیادہ باشخصیت بھی تھا۔اس کی ایک بیٹی بنام فاطمہ ہے۔تاریخ میں اس طرح ملتا ہے کہ وہ بہت خوبصورت اور سمجھدار تھی۔ابھی پتہ چل جائے گا کہ وہ کتنی سمجھدار تھی۔پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا اٹھو زیاد بن لبید کے گھر جاؤ کہو پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا فاطمہ کا نکاح میرے ساتھ کردو۔جو یبرے نے پہلے تو تعجب کیا لیکن چونکہ پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا حکم تھا۔لہذا اُٹھے اور زیاد بن لبید کے گھر

چلے آئے۔ اتفاقاً ان کے گھر میں مہمان تھے۔ اس نے جویبر کو بٹھایا۔ زیاد نے پوچھا بتایئے کس کام سے آئے ہو؟ جویبر نے کہا پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا ہے اپنی بیٹی کا نکاح میرے ساتھ کردو۔

زیاد نے بھی تعجب کیا لیکن انکار نہ کیا بلکہ کہا تم جاؤ میں خود رسول اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی خدمت میں پہنچوں گا۔ جویبر لوٹ آیا۔ خوبصورت لڑکی نے واقعہ سنا۔ باپ سے پوچھا باہر کون آیا تھا۔ باپ نے جواب دیا ایک سیاہ آدمی تھا۔ سفارش لیکر آیا تھا کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے کہا ہے کہ میں تمہاری شادی اس سیاہ جوان سے کروں۔ بیٹی نے پوچھا بابا جان! آپ نے کیا جواب دیا ہے؟ باپ نے جواب دیا بیٹی! میں نے کہا ہے تم جاؤ میں خود پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتا ہوں۔ رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے پوچھیں کہ آپ کا کیا مقصد ہے؟ زیاد بن لبید نے جویبر کو آواز دی۔ اس کو گھر میں بٹھایا۔ مہمان بھی گھر میں تھے۔ خود رسول خدا صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے پاس آئے اور پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم! آپ نے کیا حکم دیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا میں نے کہا کہ فاطمہ کی شادی جویبر سے کر دیں۔ باپ نے دستور پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو بیٹی تک پہنچایا مسلمان بیٹی نے کہا۔ میں حکم پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم کیلئے سر تسلیم خم کرتی ہوں۔ میں راضی ہوں۔ اس وقت نکاح ہو گیا۔ زیاد بن لبیدؓ چونکہ ثروتمند تھا۔ اس نے بیٹی کے لئے گھر مہیا کیا اور شادی برپا کی۔ جویبر کو حمام لے گئے۔ بہترین لباس پہنایا گیا۔ رات کو حجلہ عروسی میں لے گئے۔ اس وقت جویبر متوجہ ہوئے کہ کہاں لڑکی اور کہاں میں۔ لہذا جویبر نے ارادہ کیا کہ میں اس نعمت کے شکرانے میں جو خدا نے مجھے دی ہے۔ تمام رات عبادت میں گزاروں گا بلکہ اس نے ارادہ کیا کہ 3 دن روزہ رکھوں گا اور رات کو عبادت میں بسر کروں گا۔ الغرض دوسری اور تیسری رات بھی گزر گئی اور وہ اپنی بیوی کے پاس نہ گئے۔ تیسری رات عورتیں خوش ہوئیں کہ اس کو تو بیوی کی ضرورت نہیں ہے۔ عورتوں نے اللہ کا شکر ادا کیا کہ ہم نے تو یہ شادی پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی خاطر کی تھی۔ شکر ہے ہم نے اپنی لڑکی کو کنوئیں میں دھکا نہیں دیا۔ عورتیں رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے پاس آئیں اور کہا یا رسول

اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم! اس مرد کو بیوی کی ضرورت نہیں۔ شادی کو تین دن گزر گئے ہیں لیکن اس نے بیوی کی طرف کوئی توجہ نہیں دی۔ پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے جویبر کو بلایا اور پوچھا کیا تمہیں بیوی کی ضرورت نہیں جویبر نے عرض کی کیوں نہیں یارسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم۔ میں نے نذر مانی تھی کہ اس نعمت کے شکر میں 3 دن رات عبادت میں بسر کروں۔ آج چوتھی رات ہے۔ آج فاطمہ کی باری ہے۔

پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم جاہلی رسومات کو کچلنے کیلئے ایسے کاموں کا اقدام کرتے تھے۔ اور فرماتے تھے "**کل ماشرة الجاهلية تحت قدمی**" یعنی دورہ جاہلیت کے تمام امتیازات میرے پاؤں کے نیچے ہیں ان رسموں کا مقابلہ کرنے کیلئے زیاد بن لبید کی بیٹی فاطمہ کا نکاح جویبر سے کرتے ہیں۔ جب لوگ پوچھتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ایسا کیوں کیا؟ رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم فرماتے ہیں اگرچہ جویبر خوبصورت نہیں ہے لیکن بااخلاق ہے۔ اگرچہ اسکی صورت اچھی نہیں ہے لیکن یہ اچھی سیرت کے مالک ہیں۔ اگرچہ ان کے پاس پیسے نہیں ہیں لیکن ان کے پاس تقویٰ ہے۔ اگرچہ ان کی ظاہری شخصیت نہیں ہے لیکن ان کی اسلامی شخصیت ہے۔ وہ دین دار ہیں۔

میں کہتا ہوں ایسے شخص کو داماد بنانا چاہیے جو دیندار ہو شخصیت اسلامی یعنی تقویٰ رکھتا ہو جو بااخلاق ہو آج کی گفتگو کا خلاصہ یہ ہوا کہ قانون وراثت مسلمات میں سے ہے اگر تم اپنی اولاد کی سعادت کے طالب ہو تو تمہیں پابند رہنا چاہیے کہ اس کو بیٹی دیں جو دین دار اور بااخلاق ہو لڑکے ایسی لڑکیوں سے شادی کریں جو دیندار اور بااخلاق ہوں۔ اگر لڑکی حسین ہو لیکن عفیف نہ ہو تو آپ اگر اسکو شیشہ میں ڈال کر اس کا دروازہ بند کریں تب بھی وہ فساد کا شکار ہو گی۔

درس ۴

باب ۳

شرکت شیطان:

ہماری گفتگو تربیت اولاد کے بارے میں تھی۔ ہمارا تیسرا باب نطفہ منعقد ہونے سے متعلق ہے یعنی جب نطفہ باپ سے ماں کے رحم میں منتقل ہوتا ہے۔اس باب کے تین حصے ہیں اور تینوں حصوں پر تفصیلی گفتگو کی ضرورت ہے۔ چونکہ یہ بحث حساس ہے اس لیے آپ کو جاننا چاہیے کہ یہ بحث اہم ہے۔

روایات کی رو سے نطفہ منعقد ہونے کے دوران خدا تبارک وتعالیٰ کی طرف توجہ ضروری ہے۔حکم دیا گیا ہے کہ اس عمل سے پہلے نماز پڑھیں خدا سے دعا مانگیں کہ تمہاری نسل مبارک قرار دے اور دل وزبان سے خدا کا ذکر کریں۔ بسم اللہ۔ضرور پڑھیں۔روایات میں یہاں تک موجود ہے کہ اگر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نہ پڑھی جائے تو اس عمل میں شیطان شریک ہو جاتا ہے۔جس بات کیطرف توجہ دینی چاہیے وہ شرکت شیطان ہے۔روایات میں **ولد الزنا ولد حیض** جس کا نطفہ حرام سے ٹھہرے۔کا ذکر ہے لوگ کہتے ہیں لقمہ حرام سے منعقد نطفہ اور شرکت شیطان ہم پہلو ہیں یعنی جسطرح **ولد الزنا ور ولد حیض** کی کامیابی مشکل ہے اور جسطرح لقمہ حرام سے منعقد نطفہ کی کامیابی مشکل ہے اسی طرح اس شخص کی کامیابی مشکل ہے جس کے نطفہ میں شیطان شریک ہو۔روایت میں حجاج بن یوسف کے متعلق ہے کہ اس کے انعقاد نطفہ میں شیطان شریک تھا اور بعض اور بعض روایات میں موجود ہے کہ بعض اشقیاء ولد الحیض ہیں۔ہم سب کو معلوم ہے کہ حیض میں عورت سے ہمبستری کرنا حرام ہے نہ صرف حرام ہے بلکہ کفارہ بھی دینا پڑتا ہے۔اگر حیض کے پہلے دنوں ہمبستری کرے تو سونے کے 9 چنے کفارہ دے اور اگر آخری

ایام میں ہمبستری کرے تو سنے کے ساڑھے چار چنے کفارہ دے۔اگر ایام حیض میں نطفہ ٹھہر جائے تو یہ **ولد الزنا** کیطرح ہے اگرچہ ممکن ہے کہ **ولد الزنا** نجات پا جائے لیکن اسکی نجات بہت مشکل ہے۔قرآن شریف میں بھی شرک کے بارے میں گفتگو ہے۔سورہ اسراء میں ارشاد رب العزت ہے۔

"واتفر من استطعت منهم بصوتك واجلب عليهم بخيلك ورجلك و شاركهم فی الا حوال والا ولا دو عدهم وما يعدهم الشيطان الاغروراً "اسرائل ٦٤

"یعنی تو بہکا ان میں سے جسکو بہکا سکتا ہے اپنی آواز کے ذریعے اور ان پر اپنے سواروں اور پیدل چلنے والوں کو کھینچ اور انکی اولاد اور احوال میں شریک ہو اور انہیں وعدے دے لیکن شیطان فریب کے علاوہ کوئی وعدہ نہیں دیتا" قرآن فرماتا ہے شیطان کا کام یہی ہے کہ صدا کہ ذریعے تمہیں جہنم میں لے جائے یعنی موسیقی وغنا کے ذریعے شیطان لوگوں کو جہنم لے جاتا ہے اور بعض اوقات اپنے سوار اور پیادہ لشکر (نادار دوست) کے ذریعے نادان دوست بھی انسان کو جہنمی بنا دیتا ہے۔شیطان کا ایک کام یہ ہے کہ وہ تمہارے مال میں شریک ہو جاتا ہے یعنی تمہیں سود لینے پر تیار کرتا ہے۔معاملے میں مکروفریب مہنگائی اور چیزوں میں ملاوٹ کرواتا ہے۔بالاخر وہ تمہارے مال میں شریک ہو جاتا ہے۔شیطان کا دوسرا کام یہ ہے کہ یہ تمہاری اولاد میں بھی شریک ہوتا ہے۔اولاد میں شریک شیطان کے بارے ہر کسی نے کچھ نہ کچھ کہا ہے۔جو کچھ سمجھ میں آتا ہے وہ یہی ہے کہ انسان کی توجہ خدا کیطرف نہ ہو۔ہمبستری کے موقع پر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نہ پڑھے۔البتہ صرف یہی نہیں بلکہ مرد کسی نامحرم عورت کو ذہن میں رکھ کر اپنی بیوی سے ہمبستری کر رہا ہو اور اسی طرح عورت بھی کسی نامحرم مرد کے خیال میں اپنے شوہر سے ہمبستری کر رہی ہو۔یہ شیطان کی وضاحت۔ولدالزنا کی طرح اس بچے کا کامیاب ہونا بھی مشکل کام ہے۔یہ جو

روایات میں آیا ہے کہ ہمبستری سے پہلے بسم اللہ پڑھو اعوذ باللہ پڑھو۔ خدا سے دعا مانگو۔ اسکی طرف متوجہ ہو کر یہ کام کرو۔ اس سے پہلے نماز پڑھو۔ یہ سب کچھ اس لیے ہے کہ کہیں شیطان وسوسہ نہ ڈالے اور تمہاری فکر کو منحرف نہ کر دے اگر تمہاری فکر منحرت ہو گئی تو برے برے خیال اور وسوسہ ذہن میں آئیں گے جو بچے پر اثر انداز ہونگے۔ حضرت امیر المومنین علیہ السلام کے فیصلوں میں ملتا ہے۔ ایک عورت کا کالا سیاہ بچہ ہوا جبکہ ماں باپ دونوں سفید تھے۔ اس مرد نے دعویٰ کیا کہ یہ بچہ میرا نہیں ہے۔ بات یہاں تک پہنچ گئی کہ یہ مسئلہ عدالت علی علیہ السلام میں پہنچا۔ امام علیہ السلام عورت کی گفتگو سے جان گئے کہ یہ عورت پاک دامن ہے۔ لہذا امام نے فرمایا یہ بچہ اسی مرد کا ہے۔ اس کے بعد آپؑ نے پوچھا جس کمرے میں اس کا نطفہ ٹھہرا تھا اس کمرے میں کوئی سیاہی تو نہیں تھی۔ انہوں نے جواب دیا کیوں نہیں امامؑ نے فرمایا نطفہ منعقد ہوتے وقت مرد یا عورت کی توجہ اس سیاہی کی طرف تھی۔ اس لئے بچے کا رنگ سیاہ ہوا ہے۔ اس سیاہی کی طرف توجہ نے بچے کا رنگ سیاہ کر دیا۔

معاذ اللہ جب مرد کسی عورت کے تخیل سے بیوی سے ہم بستر ہو اور بیوی بھی شیطانی تخیل اور وسوسہ سے شوہر سے ہمبستری کرے۔ اگر اس وقت نطفہ ٹھہر جائے تو کیا ہوگا۔ یقیناً یہ بچہ بہت خطرناک ہوگا شرکت شیطان کا مطلب بھی یہی ہے روایات میں ملتا ہے کہ حجاج بن یوسف ثقفی شرکت شیطان کا نمونہ ہے۔ تاریخ سے پتہ چلتا ہے کہ اس کی ماں ایک عیاش عورت تھی یہ عورت نذر بن حجاج کی عاشق تھی نذر ایک مشہور حسین جوان تھا۔ تاریخ میں ملتا ہے کہ عمر گزر رہا تھا اس نے دیکھا کہ یہ عورت شعر پڑھ رہی ہے۔ اس نے درک کیا کہ یہ عورت نذر کی عاشق ہے۔ عمر نے پوچھا نذر بن حجاج کہاں ہے تا کہ ہم اسکو ملیں۔ عمر نے صرف اطلاع کیلئے نذر بن حجاج کے بارے میں پوچھا۔ اس نے نذر کو بلایا اور اس کا سر مونڈ کر اسکو جلاوطن کر دیا۔ تاریخ بتاتی ہے کہ جب اس کے شوہر یوسف نے اس عورت سے ہمبستری کی تو یہ (حجاج بن یوسف کی ماں) نذر

کے خیال میں تھی۔ وہ فکر بچے پر اثر انداز ہوئی اور وہ حجاج بنا۔ انسان کی تاریخ میں اسطرح کے ظلم کم ہیں جسطرح کے حجاج نے انجام دیے۔ اگر چہ جنگ عظیم اول و دوم میں اسکی مثالیں ملتی ہیں۔ اب بھی امریکہ اور صدام حجاج کی طرح ہیں۔ لیکن اسطرح کے افراد کم ہیں۔ اسی طرح بنو میہ کے دور میں متوکل بھی بہت بڑا ظالم تھا۔

حجاج نے عبدالملک بن مروان کی خلافت کی حفاظت کی خاطر ایک لاکھ بیس ہزار شیعوں کو قتل کیا۔ ایک دن حجاج گلی میں جارہا تھا ایک پردیسی نے دیکھا کہ ایک آدمی جارہا ہے اور کچھ لوگوں نے اس آدمی کو گھیرے میں لیا ہوا ہے۔ پردیسی نے پوچھا! یہ شخص کون ہے حجاج پیچھے مڑا اور اس نے کہا میں وہ شخص ہوں جس نے ایک لاکھ بیس ہزار شیعوں کو شیعان علیؑ ہونے کے جرم میں قتل کیا ساٹھ ہزار افراد اس کے قید خانے میں قید تھے جو اسی قید کی حالت میں ہی مر گئے۔

اس برے آدمی نے بیابان کے وسط میں بغیر چھت کے ایک زندان بنایا ہوا تھا۔ جس میں شیعہ حضرات کو قید کیا جاتا۔ ایک دن میں صرف ایک روٹی ان کو دی جاتی جس میں دو تہائی جو اور ایک تہائی مٹی ہوتی معمولاً قیدی اس قید خانے میں مر جاتے۔ مُردوں کیوجہ سے بہت بدبو اٹھتی لیکن کوئی ان کا پرسان حال نہیں تھا۔ یہ اس حجاج کے معمولی کام تھے۔ بعض اوقات انسان اتنا پست ہو جاتا ہے کہ دوسروں ک ی خاطر جہنم میں جاتا ہے۔ مواظب رہے اپنی خاطر یا دوسروں کی خاطر جہنمی نہ بنیے۔ حجاج بن یوسف نے عبدالملک مرواں کی خاطر اس طرح کے ظلم کیے اور واصل جہنم ہوا۔ آخر میں اس نے جس شخص کو قتل کیا وہ سعید بن بیر صحابیصلی اللہ علیہ والہ وسلم تھے۔ امام صادق علیہ السلام زرارہ سے فرماتے ہیں کہ حجاج کے یہ ظلم شرکت شیطان کیوجہ سے ہیں۔ اسکی عیاش اور لاپرواہ ماں کیوجہ سے ہیں۔

اس پہلے حصے کی بہت اہمیت ہے اس کے بارے کتاب بھی لکھی گئی۔ علامہ مجلسی علیہ الرحمتہ نے خلیتہ المتقین اسی موضوع پر لکھی ہے۔ یہ بہت اچھی کتاب ہے۔ میں نوجوانوں کو سفارش کرتا

ہوں کہ اس کتاب کا مطالعہ ضرور کریں۔ کیونکہ اس میں روایات کی رو سے شب سہاگ اور نطفہ منعقد ہونے کے بارے ایک مفصل باب ہے اس میں اچھی اچھی باتیں ہیں۔اس گفتگو کا خلاصہ یہ ہوا کہ معاشرے میں صالح افراد پیدا کرنے کے لئے میاں بیوی کو چاہیے کہ مجامعت کے وقت موقطب رہیں۔شیطانی خیالات نہ آنے پائیں۔خدا کیطرف متوجہ ہوں خصوصاً بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کا ضرور خیال رکھیں۔

حلال وحرام غذا کا اثر:

دوسرا حصہ حلال وحرام غذا کے متعلق ہے۔حلال غذا اس وقت بچہ پر ایک عجیب اثر رکھتی ہے جسطرح حرام غذا بچے کی بدبختی کیلئے ایک عجیب تاثیر رکھتی ہے۔حضرت زہراء سلام اللہ علیہ کے بارے ہم سب کو معلوم ہے۔جب یہ طے پایا کہ نور زہراء سلام اللہ علیہ جناب خدیجہ میں منتقل ہو۔حکم خدا ہوا کہ رسولصلی اللہ علیہ والہ وسلم لوگوں سے کنارہ کشی کرلیں۔پیغمبر گرامیصلی اللہ علیہ والہ وسلم لوگوں سے جدا ہوئے۔چالیس دن تک آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کوہ حرا میں رہے۔حکم خدا ہوا کہ حضرت خدیجہ سلام اللہ علیہ بھی لوگوں سے جدا رہیں اور گھر میں عبادت کریں اور کوئی شخص ان کے گھر میں نہ آئے۔جب چالیس دن رات مکمل ہوئے۔جبرائیل علیہ السلام آئے اور کہا۔یا رسول اللہصلی اللہ علیہ والہ وسلم گھر جائیے پیغمبر گرامیصلی اللہ علیہ والہ وسلم آئے۔دروازہ کھٹکھٹایا۔پوچھا گیا! کون دستک دے رہا ہے۔پیغمبرصلی اللہ علیہ والہ وسلم نے جواب دیا میں ہی ہوں پیغمبرصلی اللہ علیہ والہ وسلم گھر میں داخل ہوئے۔جبرائیلؑ بہشتی غذا لائے۔اور یہ حکم دیا گیا کہ پیغمبرصلی اللہ علیہ والہ وسلم اور حضرت خدیجہؑ کے علاوہ اس کو کوئی نہ کھائے۔پھر حکم ہوا کہ اب نور زہراءؑ جناب خدیجہ میں منتقل ہو۔حضرت خدیجہؑ فرماتی ہیں جب پیغمبر میرے بستر سے اُٹھے تو میں نے اپنے اندر نور زہراءؑ محسوس کیا۔اس تاریخی واقع سے اندازہ لگائیے کہ حلال وحرام غذا بچے پر عجیب اثر ڈالتی ہے۔اگر غذا حرام ہو تو بچہ تباہ ہو جاتا ہے اگر مشکوک غذا ہو تو یہ بہت

خطرناک ہے البتہ مشکوک غذا کو بسم اللہ الرحمٰن الرحیم دعا اور خدا سے راز و نیاز کے ذریعے اسکے شبہ کو دور کیا جا سکتا ہے البتہ حرام غذا کے ساتھ کچھ نہیں کر سکتے۔ افسوس ہے اس بچے پر جس کا نطفہ غذائے حرام سے ٹھہرے۔ اور افسوس ہے اس بچے کی حالت پر جس کا نطفہ سود یا ملاوٹ شدہ مال سے حاصل ہونے والے پیسوں سے ٹھہرے۔ روایات میں حلال و حرام غذا کو بہت اہم شمار کیا گیا ہے۔

حرام غذا سے بچو:

شریک بن عبداللہ بن انس نخعی کا واقعہ بہت اہم ہے۔ شریک ایک مسلمان، زاہد و عابد اور عالم تھے یہ مہدی عباسی کے زمانے میں تھے۔ مہدی اور اس کے دربار سے ان کا کوئی واسطہ نہ تھا۔ ایک دفعہ شیطان پرست لوگوں نے مصمم ارادہ کیا کہ شریک کو راہ راست سے ہٹا دیں۔ لہذا مہدی نے شریک کی دعوت کی اور اس سے کہا کہ تم چیف جسٹس بن جاؤ یعنی ملک کے سب سے بڑے جج۔ شریک نے انکار کر دیا اور کہا میرا ارادہ یہ کہ میں تمہارے کسی کام میں دخل نہ دوں۔ اس نے کہا میں یہ کام بھی نہیں کر سکتا کیونکہ مجھے تمہاری خلافت قبول ہے نہ تمہارے بچے مہدی نے بہت اصرار کیا۔ جب وہ آنے لگے تو اس نے کہا کہ تین کاموں میں سے ایک کام ضرور کر لو۔ اگر پہلی دو باتیں قبول نہیں کرتے تو ایک دفعہ ہمارے ہاں کھانا کھانے کا وعدہ کر لو۔ شریک نے دعوت قبل کر لی۔ ظاہراً وہ ایک مرغن غذا تھی لیکن حقیقت میں سانپ کا زہر تھا۔ شریک نے کھانا کھایا یعنی حرام سے اپنا پیٹ بھرا۔ گھر آئے اور سو گئے۔ حرام غذا نے گل کھلائے۔ اسی زاہد اور مقدس انسان نے اپنے آپ سے کہا۔ چیف جسٹس ہونے میں کیا شے مانع ہے؟ جج بن جاؤ شاید کہ اسطرح مسلمانوں کی مشکلات کو حل کر سکو۔ تم قاضی بن کر بہت سے کام انجام دے سکتے ہو۔ پھر کہا! دربار کے استاد بننے میں کیا چیز مانع ہے۔ بہت مقام پا لو گے۔ صبح مہدی کے پاس آئے اور کہا میں قاضی اور استاد بننا دونوں چیزیں قبول کرتا ہوں۔ تاریخ سے پتہ چلتا تھا کہ شریک کو معلوم تھا کہ وہ اپنے قدموں سے چل کر جہنم کیطرف جا رہا ہے۔ قرآن فرماتا ہے۔

"افراء یت من اتخذالهه هواه" فرقان ۴۳

''یعنی کیا تم نے اس شخص کو بھی دیکھا ہے جس نے اپنی نفسانی خواہش کو اپنا معبود بنا رکھا ہے''

کچھ افراد خواہش پرست ہیں۔اور جان بوجھ کر جہنم میں جاتے ہیں شریک کو بہت تنخواہ ملتی تھی۔ایک دفعہ شریک بیت المال کے پاس گیا۔اس نے شریک کو ایک لاکھ درہم دیئے۔ان میں سے ایک درہم ناخالص تھا۔شریک نے وہ درہم واپس دے دیا اور کہا یہ لے لو اور مجھے صحیح درہم دو۔اس کو غصہ آ گیا۔اس نے کہا تم نے اتنے زیادہ درہم لیے ہیں اگر ایک درہم ناخالص ہے تو اسکو رہنے دو۔شریک نے کہا اگرچہ ایک لاکھ درہم لے رہا ہوں لیکن اسکے مقابلے میں اپنا دین دے رہا ہوں جو ایک بازرش شے ہے۔یہ واقعہ ہمیں بتاتا ہے کہ حرام غذا نے اپنا اثر دکھایا اور شریک کو تباہ کر دیا۔اس لیے حرام غذا سے بچو۔حرام غذا تمہارے لیے اور تمہارے بیوی بچوں کیلئے نہایت مضر ہے۔غذا حرام کی پہلی مصیبت قساوت قلب ہے۔جس کے بارے میں قرآن فرماتا ہے وائے ہو اس دل پر جو سیاہ ہو۔

''فویل للقاسیة قلوبهم من ذکر الله''زمر ۲۲

غذائی حرام کے اہم ترین اثرات میں سے ایک اثر دل کو سیاہ کرنا ہے۔روایات میں ملتا ہے۔رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا **''لرد المومن حراماً یعدل عندالله سبعین حجه مبروره''**

اگر مومن حرام کو رد کر دے اور خود کو مال حرام سے آلودہ نہ کرے یہ کام ستر مقبول حج کے برابر ہے۔ممکن ہے کہ ایک لقمہ حرام کھانے کیوجہ سے انسان شیطان کا شریک ہو جائے اور بچے کو آلودہ کر دے اور پھر نجات نہ پا سکے۔اگر تم محسوس کرو کہ نماز شب،عبادت اور قرآن پڑھنے کی حالت پیدا نہیں ہو رہی تو اپنی غذا اور کسب کو دیکھو۔کیا غذا اور کاروبار حلال ہے یا نہیں۔کیا مشکوک کو تو نہیں؟ جو چیزیں عبادت بجالانے میں حائل ہوتی ہیں اور گناہ پر جراءت دلاتی ہیں ان میں سے ایک چیز حرام غذا ہے۔

روز عاشورہ جب لوگوں نے امام حسین علیہ السلام کی پیشانی پر پتھر مارے۔حضرت زینب؎

مظلومہ کے پاس آئے۔ بہن نے پوچھا اے میرے بھیا کیا آپ نے اپنا تعارف نہیں کروایا۔ آپؑ نے کہا کیوں نہیں میں نے اپنا تعارف کروایا ہے لیکن چونکہ ان کے پیٹ حرام سے پر تھے اس لیے حق بات نے ان پر اثر نہیں کیا۔ غذا کی حرام کیوجہ سے حضرت اب عبداللہ الحسین جیسی ہستی کی دلکش گفتگو نے بھی ان پر اثر نہ کیا اگر غذائے حرام آ جائے تو پھر بچے کی دستگاری مشکل ہے۔ روایات میں ملتا ہے کہ خیال رکھیں کہ حرام غذا سے نطفہ نہ ٹھہرے اس لیے ہم دیکھتے ہیں کہ خود رسول خدا آئمہ طاہرینؑ اور ان کے اصحاب حقوق اعباد کو بہت اہمیت دیتے تھے۔ پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے زندگی کے آخری لمحات میں منبر پر بیٹھ کر فرمایا۔ لوگو! قیامت کے دن حقوق العباد کا جواب مشکل ہے اگر کسی کا مجھ پر کوئی حق ہے تو آئے لے لے ایک عربی اُٹھا اور اس نے کہا کہ جو چھڑی آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے میرے سینے میں ماری تھی اس کا قصاص لینا چاہتا ہوں۔

آئمہ طاہرین علیہم السلام کے اصحاب کے بارے عجیب چیزیں سننے میں آتی ہیں۔ وہ واقعاً حرام مشکوک مال کو بہت اہمیت دیتے تھے۔ غزالی "**احیاء العلوم**" میں لکھتے ہیں کہ ایک شخص نے ایک گندم بصرہ سے کوفہ بھیجی اور اپنے شریک مال کو لکھا جب تمہارے پاس گندم پہنچے تو احتکار نہ کرنا یعنی اس کا ذخیرہ نہ کرنا۔ میں نے سنا ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا ہے۔ مسلمان کو یہ حق حاصل نہیں ہے کہ وہ دوسروں کے مال کو جمع کر کے رکھے۔ میں پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے سنا ہے غلہ وغیرہ کا ذخیرہ کرنیوالا بالکل مسلمان ہی نہیں لہذا گندم پہنچتے ہی فوراً۔ بیچ ڈالنا۔ غزالی لکھتے ہیں۔ سوموار کو گندم پہنچی لیکن اس شخص کے شریک مال نے دیکھا کہ جمعہ تک اس کا بھاؤ بڑھ جائیگا اس لیے اس نے چار دن گندم کو رکھے رکھا اور جمعہ کو فروخت کی سات ہزار درہم کا فائدہ ہوا۔ بہت خوش ہوا کہ میں نے اپنے شریک کو اتنا نفع پہنچایا ہے۔ چنانچہ اس نے اپنے شریک مال کو خط لکھا کہ گندم سوموار کو پہنچی تھی لیکن میں نے اسے جمعہ کے دن فروخت کی جس کی وجہ سے سات ہزار درہم کا فائدہ ہوا ہے۔ اور یہ رقم میں نے آپ کو بھیج دی ہے۔ جب اس مسلمان کو پتہ چلا تو اس کو بہت غصہ آیا۔ اس نے خط لکھا اے ظالم خیانت کار! تم

چاہتے ہو دولت کی خاطر مجھے اور خود کو جہنم میں لے جاؤ۔ کیا میں نے کہا تھا کہ گندم کو احتکار نہ کرنا۔ مزید لکھا میں یہ سات ہزار درہم بھیج رہا ہوں یہ کوفہ کے غریب لوگوں میں تقسیم کر دینا شاید خدا ہمارے گناہوں کو معاف کر دے۔

اسطرح کے اور بہت واقعات ملتے ہیں۔ احیاء العلوم میں لکھا ہے۔ ایک تاجر کو اس کے غلام نے لکھا اس سال گنے خراب ہو گئے ہیں اس لیے چینی کی کمی ہے اگر تم چینی خرید سکتے ہو تو اچھا ہے۔ یہ صاحب بازار گئے اور اس دن کے نرخ کے مطابق بہت زیادہ چینی خریدی۔ رات جب اسکی آنکھ کھلی تو اپنے آپ سے کہنے لگے تم نے بہت چینی جمع کی اگر چہ نفع ہی نفع ہے لیکن تمہیں معلوم ہونا چاہیے تم نے مسلمانوں کو دھوکا دیا ہے اور جو مسلمانوں کو دھوکا دے وہ مسلمان نہیں تاجر سو گیا لیکن اس نے سوچا بے شک میں نے چینی کا ڈھیر لگا لیا ہے لیکن اپنا دین تو ہاتھ سے دیدیا ہے۔ صبح کی اذان ہوئی۔ طلوع آفتاب سے پہلے دوکانداروں کے گھروں میں آ گیا ان سے معذرت کی اور کہا جناب میں نے آپ کو دھوکا دیا ہے چینی کی قیمت بڑھ گئی ہے اگر چہ میں نے اس دن کے نرخ کے مطابق خریدی ہے لیکن میں نے آپ کو دھوکا دیا ہے۔ آیئے اس معاملے کو ختم کرتے ہیں۔ معاملہ ختم ہو گیا۔ جب بازار آیا تو دوکانداروں نے کہا کتنا اچھا انسان ہے۔ دوکانداروں نے کہا۔ ہم نے تجھے معاف کر دیا لہذا معاملہ صحیح ہو گیا۔ اس نے بھی قبول کر لیا جب رات کو گھر آیا آرام کرنے لگا پھر خیال آیا بالآخر یہ چینی کا ڈھیر مشکوک تو ہے کیونکہ لوگوں کو دھوکا دیکر حاصل کیا تھا اگر چہ دکانداروں نے کہدیا ہم راضی ہیں۔ دوسرے دن پھر دوکانداروں سے کہا اس معاملے کو ختم کریں میں ڈرتا ہوں اور مجھے نیند نہیں آتی ہے۔

یہ شخص اس بات کو کیوں اتنی اہمیت دے رہا تھا کیونکہ اسے قیامت کا خیال تھا۔ روایات میں ہے پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم پھل کی دکان کے پاس سے گزرے پھل بہت چمک رہے تھے۔ اس چمک نے پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو جلب کیا۔ پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم پھل کے پاس گئے دیکھا کہ پھلوں پر پانی پڑا ہے اور اس پانی کیوجہ سے ان پر چمک ہے دکاندار سے پوچھا ایسا کیوں کیا ہے۔ اوپر سے اور ہیں اور اندر سے اور۔ دکاندار نے کہا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم بارش آئی

تھی اور ایسے ہو گیا۔ پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا تم نے ہلایا کیوں نہیں۔ پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا "**من غش فلیس منی**" یعنی جو ملاوٹ کرے وہ مجھ سے نہیں۔ جو کسی مسلمان کو دھوکا دے گا وہ مسلمان کو دھوکا دے گا وہ مسلمان نہیں ہے۔ بعض بزرگ کہتے ہیں کہ زرق و برق دکانوں پر صحیح نہیں کیونکہ اس کی وجہ سے کپڑے اور پھل وغیرہ میں چمک پیدا ہو جاتی ہے جسکی وجہ سے یہ صحیح نہیں نہج البلاغہ میں مولا علی علیہ السلام صوبیدار کو لکھتے ہیں۔

"ادہ اتلامکم وقار بوبین سطور کم واحد فواعن فضولکم فان اموال المسلمین لاتتحمل الاضرار"

اے میرے صوبیدارو! جب مجھے خط لکھتے ہو تو قلم کو باریک کر کے سطروں کے درمیان کم فاصلہ رکھ کر قریب لکھا کرو۔ زیادہ نہ لکھا کرو کیونکہ کاغذ، قلم اور سیاہی زیادہ استعمال ہوتی ہے اور اسطرح بیت المال کو ضرر پہنچتا ہے۔ بیت المال ایسے ضرر کو متحمل نہیں ہے۔ علی علیہ السلام اتنا برداشت نہیں کر سکتے تھے کہ صوبیدار زیادہ لکھے۔

حقوق العباد بہت مشکل ہے۔ اتنے مشکل ہیں کہ علیؑ نصف شب بارش کیطرح روتے ہیں اور کہتے ہیں "**اللھم انی اعوذبك من نقاس الحساب**" خدایا میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں کہ روز قیامت حقوق العباد کے بارے سخت حساب ہو۔ جب کانٹا پاؤں میں چبھ جائے تو اسے ہاتھ سے نہیں نکالا جاتا بلکہ اسے ایک تیز آنکھ کی ضرورت ہوتی ہے۔ حضرت علیؑ حقوق العباد کو شدید کہرے ہیں۔ روایات میں ہے۔ ایک درہم کے بدلے انسان چالیس مقبول نمازیں دے گا۔ یعنی اگر کوئی مقروض ہے روز قیامت ایک تومان کی خاطر چالیس مقبول نمازیں دے گا۔ چالیس مقبول نمازیں اس کو جنت میں لے جائیں گے اور تمہیں جہنم میں قیامت میں گھاٹیاں ہیں یعنی ہر جگہ ٹریفک پولیس ہے۔ وہ ٹریفک پولیس جو بہت سخت ہے وہ مرصاد ہے۔ خود خداوند کریم سوال کرے گا۔ "**ان ربك لبالمر صاد**" امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں مرصاد ایک گھاٹی ہے جہاں خدا وحی اور حقوق العباد کے بارے سوال کرے گا۔ خدا نے اپنی عزت وجلال کی قسم کھائی ہے اور کہا ہے کہ ممکن ہے میں سب چیزوں کو معاف کر دوں لیکن حقوق العباد کو

معاف نہیں کروں گا۔لوگوں نے دیکھا سلمان فارسی موت کے وقت گریہ کررہے ہیں لوگوں نے پوچھا تم کیوں رورہے ہو تم تو سلمان منا اہل البیت کے درجہ پر فائز ہو حضرت سلمانؓ نے کہا رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی روایت یاد آ گئی ہے اور وہ یہ ہے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا ہے قیامت میں گھاٹیاں ہیں ان گھاٹیوں سے صرف وہی گزر سکتے ہیں جن کا بار کم ہو "**نجی المخففون و هلك المثقلون**"

ایک آدمی کہتا ہے میں دیکھوں تو سہی اس صوبیدار کے پاس کتنا زیادہ سامان ہے۔وہ کہتا ہے میں نے دیکھا ایک بھیڑ کی کھال جوان کا بچھونا اور بستر ہے۔کھانے پینے کیلئے مٹی کا ایک پیالہ، طہارت کیلئے ایک لوٹا اور معاشرے کی خدمت کیلئے ایک قلم دوات ہے۔پھر بھی کہتے ہیں میرا بار بہت زیادہ ہے۔حقوق العباد بہت مشکل ہیں اور اس سے بھی مشکل یہ ہے کہ انسان حرام غذا استعمال کرے اور اس سے بچہ پیدا ہو جائے۔حاملہ حرام غذا کھائے جبکہ اسکے شکم میں بچہ پرورش پا رہا ہے۔یہ بچہ قیامت کے دن ماں باپ پر لعنت بھیجے گا اور کہے گا خدایا ہمارا سوال ہمارے ماں باپ سے کرو جنہوں نے ہمیں حرام غذا کھلائی اور جہنمی بنا دیا۔روایات میں ملتا ہے بچہ برے کام کیوجہ سے جہنم میں جاتا ہے اور باپ بچے کو گمراہ کرنیکی وجہ سے اور حرام غذا کھلانے کی وجہ سے جہنم میں جاتا ہے۔

درس ۵

تیسرے باب کا دوسرا حصہ

نطفہ منعقد ہونے سے متعلق:

تیسرے باب میں باب اہم گفتگو ہے اور وہ ہے باپ سے ماں کی طرف نطفہ کا منتقل ہونا۔ میں نے عرض کیا تھا۔ کہ اس باب کے تین حصے ہیں ایک حصہ یہ تھا کہ اس وقت محتاط رہے۔ برے خیالات و وسوسہ پیش نہ آئیں یعنی آپ شیطان کے زیر دست نہ ہوں اگر خدانخواستہ برے خیالات اور وسوسہ پیش آ گئے روایات کی رو سے بچہ میں شیطان شریک ہو جاتا ہے۔ دوسرا حصہ غذا کے بارے تھا کہ محتاط رہیے غذا حرام نہ کھایئے اگر ہو سکے تو مشکوک غذا سے بھی پرہیز کریں یا کم حرام غذا سے تو ضرور بچیں کیونکہ اگر حرام غذا سے بچہ کا نطفہ ٹھہرے تو اس کا رستگار ہونا بہت مشکل ہے۔ ماں باپ خصوصاً باپ کا فرض ہے کہ حلال غذا استعمال کرے پھر یہ عرض کیا کہ حقوق الناس کا خیال رکھو۔ حرام غذا اور حرام مال پر آتش سے بدتر ہے۔ قرآن فرماتا ہے جو حرام کھاتے ہیں وہ یہ خیال نہ کریں کہ وہ غذا کھا رہے ہیں بلکہ وہ آتش کھا رہے ہیں۔ اگر وہ متوجہ ہوں۔ جو لوگ چشم بصیرت رکھتے ہیں وہ اس آتش کو دیکھتے ہیں۔

تیسرا حصہ یہ تھا کہ گناہ سے بچو کیونکہ یہ بچے کے مستقبل پر اثر ڈالتا ہے اس باب میں ہماری گفتگو اسی اہم حصے سے متعلق ہے اور وہ یہ ہے کہ محتاط رہیں اس رات میں بیوی کو کوئی گناہ انجام نہ دیں۔ اگر گناہ انجام پایا پہلے یا بعد بہر حال یہ گناہ ہے اور یہ بچے پر اثر ڈالتا ہے۔ ممکن ہے۔ ماں باپ کے گناہ بچے کیلئے مشکلات پیدا کریں۔ میں آپ سب کو یاد دلا رہا ہوں اور تم سب ہمیشہ یاد رکھو گناہ نحس ہے۔

مفسرین کے درمیان اختلاف ہے کہ کیا اس جہاں میں مبارک ونحس ہوتے ہیں یا نہیں؟ کیا کوئی ایسا دن یا مہینہ ہے جو نحس ہو یا کوئی ایسا دن یا مہینہ ہے جو مبارک ہو۔ بعض نے کہا ہے کہ ہاں بالکل نحس مہینہ ہے جیسے ماہ صفر اور مبارک رمضان انہوں نے قرآن اور روایات کی رو سے بتایا ہے قرآن فرماتا ہے۔

''فار سلنا عیھم ریحاصر صراً فی ایام نحسات'' ''یعنی ہم نے قوم عاد پر نحس ایام میں تند ہوا بھیجی'' اس تند و تیز ہوا نے انہیں ہلاک کر دیا یا اس کے برعکس قرآن میں ہے۔

''انا انزلناہ فی لیلۃ القدر'' یعنی ہم نے قرآن کو شب قدر یعنی مبارک و نیک رات میں نازل کیا اس سلسلے میں روایات بھی ہیں البتہ جو لوگ کہتے ہیں کہ نحس دن اور مہینہ نہیں ہے اسی طرح کوئی دن اور مبارک مہینہ نہیں ہے۔ بلکہ سب دن اور مہینے ایک جیسے ہیں وہ ان آیات کے بارے یہ کہتے ہیں کہ آیات کے ظرف کے اعتبار سے معنی کیا گیا ہے۔ شب قدر اگر مبارک رات ہے تو وہ اس لیے ہے کہ اس میں قرآن نازل ہوا پس وہ ظرف کے اعتبار سے ہے نہ کہ مظروف کے اعتبار سے۔ چونکہ قرآن مبارک ہے۔ یا ان نحس ایام کے بارے کہا گیا ہے کہ ایام نحس نہیں ہیں بلکہ اس ایک ہفتے میں قوم عاد کیلئے تند و تیز ہوائیں آئیں اس لیے ان ایام کو نحس قرار دیا گیا اس بلا و مصیبت کے اعتبار کیوجہ سے جو اس روز نازل ہوئی نہ خود ایام کے اعتبار سے ہماری گفتگو شیریں اور مفصل ہے فرض کریں آیات کا اسی طرح معنی ہے لیکن روایات کو لے لیں قرآن سے معلوم ہوتا ہے۔ اس دنیا یعنی کرہ ارض کی فضا تاثیر رکھتی ہے روایات سے معلوم ہوتا ہے نحس ایام اور مہینے ہوتے ہیں۔ اسطرح مبارک دن اور مہینے بھی ہوتے ہیں۔ لیکن فی الحال یہ چیز ہمارے پیش نظر نہیں اور نہ ہی اس کے متعلق گفتگو کرنا چاہتا ہوں البتہ جو بات چیت میں کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ فرض کریں کہ نحس ایام ہوتے ہیں۔ انکی نحوست کو ہم توکل بہ خدا دعا قرآن

اور صدقہ کے ذریعے ختم کر سکتے ہیں۔ مثلاً سوموار کو سفر کرنا اچھا نہیں بلکہ نحس ہے لیکن یقیناً صدقہ دینے سے ہم اسکی نحوست کو ختم کر سکتے ہیں۔ یا جب قمر در عقرب ہو تو شادی کرنا، انعقاد نطفہ وغیرہ نحس ہے یا صحیح نہیں تو ہم دعا خدا کیطرح توجہ، قرآن اور ولیمہ کے ذریعے اسکی نحوست کو ختم کر سکتے ہیں۔ البتہ اس ولیمے کے ذریعے جو ہم دیتے ہیں۔ اگر وہ دن نحوست کو ختم کیا جاسکتا ہے۔

مثلاً فرض کریں کہ نحس دن یا نحس چیزیں وجود رکھتی ہیں تو خدا سے دعا، قرآن اور صدقہ کے ذریعے نحوست کو ختم کیا جاسکتا ہے۔ لیکن ایک نحوست مسلم ہے سب کے نزدیک حتیٰ کہ وہ لوگ بھی اس نحوست کے معتقد ہیں جو کہتے ہیں نحس ایام وجود نہیں رکھتے۔ اسی طرح اس جہاں میں ایک مبارک بھی ہے۔ وہ لوگ جو کہتے ہیں کہ جو روز مبارک وجود نہیں رکھتے وہ بھی اس مبارک کو مانتے ہیں اور وہ کیا ہے؟ وہ ہے میرا اور آپ کا عمل ہمارے اعمال کبھی مبارک ہیں اور کبھی نحس۔ دوسرے لفظوں میں یوں کہہ سکتے ہیں کہ خدا سے رابطہ رکھنا مبارک ہے بلکہ یہ نہ صرف میرے لیے مبارک ہے بلکہ جو لوگ میرے اطراف میں جمع ہیں، میری اولاد اور نسل آئندہ سب کیلئے مبارک ہے۔

"من عمل صالحامن ذکر او انثی وھومن فنحیینہ حیوۃ طیبۃ ولنجز ینھم اجرھم باحسن ماکانو یعملون"

"جو شخص مرد ہو یا عورت جو شخص نیک کام کرے گا اور وہ ایماندار بھی ہو ہم اسے (دنیا میں بھی) پاک و پاکیزہ زندگی بسر کرائیں گے۔ اور جو کچھ وہ کرتے تھے۔ (آخرت میں بھی) اس کا بہتر اجر دیں گے۔ جس کا رابطہ خدا سے محکم ہو۔ جو اول وقت نماز پڑھتا ہو۔ جو صدقہ دیتا ہو جو خمس وزکوٰۃ دیتا ہو جو نماز شب (تہجد) پڑھتا ہو مختصر کہ خدا سے جتنا رابطہ محکم ہو گا اسکی زندگی بھی اتنی ہی خوش اور مبارک ہو گی۔ "فلنحیینہ حیاۃ طیبۃ" یعنی اسکو پاک و طیب زندگی بسر کروائیں گے۔ ہمارے نیک کام ہماری زندگی ہمارے قریبی اور ہماری اولاد پر اثر ڈالتے ہیں۔ حضرت خضرؑ اور حضرت موسیٰؑ کے قصہ میں ایک بات یہ تھی کہ حضرت خضرؑ نے حکم دیا کہ اس ٹیڑھی دیوار کو

گرا کر دوبارہ بناتے ہیں۔انہوں نے دیوار کو گرا کر دوبارہ بنایا۔ حالانکہ دیہات والوں نے انہیں کھانا بھی نہیں دیا تھا۔ بھوکے ہونے کے باوجود انہوں نے دیوار کو بنایا۔ جب حضرت خضرؑ نے دیوار بنانے کی وجہ بتائی تو انہوں نے فرمایا۔

"واماالجدی افکان لغلامین یتمین فی المدینته وکان تحته کنزالهماوکان ابو هھما صالحاً فارادربك ان یلغا اشد هماویستخر جاکنز هما رحمة من ربك ومافعلته عن امری ذالك تاویل مالم تسطع علیه صبراً"

"یعنی اور وہ جو دیوار تھی تو وہ شہر کے دو یتیم لڑکوں کی تھی اور اس کے نیچے ان دونوں لڑکوں کا خزانہ تھا ان دونوں لڑکوں کا باپ ایک نیک آدمی تھا۔ تو تمہارے پروردگار نے چاہا کہ وہ دونوں اپنی جوانی کو پہنچیں تو تمہارے پروردگار کی مہربانی سے اپنا خزانہ نکال لیں اور میں نے (جو کچھ کیا) اپنے اختیار سے نہیں کیا (بلکہ خدا کے حکم سے) یہ حقیقت ہے ان واقعات کی جن پر آپ سے صبر نہ ہو سکا"

حضرت خضرؑ توضیح دے رہے ہیں میں نے جو دیوار گرائی اس کے نیچے دو یتیم بچوں کا خزانہ دفن ہے۔ میں نے یہ دیوار بنائی تاکہ خزانہ محفوظ ہو جائے تاکہ وہ بچے بڑے ہو کر اسکو نکال لیں پھر قرآن فرماتا ہے کیا تمہیں معلوم ہے کہ ایسا کیوں ہوا "وکان انو ہما صالحاً" کیونکہ ان یتیم بچوں کے والدین نیک تھے۔ لوگوں کے ساتھ نیکی کرتے تھے۔ ان کا خدا سے رابطہ محکم تھا۔ ان کے پیچھے اعمال نے بچوں کی سعادت پر اثر کیا دو پیغمبروں کو حکم ہوا کہ اس خزانے کو دو یتیم بچوں کیلئے محفوظ کر دو۔ تجربہ سے ثابت ہوا کہ جو دوسرون کے خیر خواہ ہوتے ہیں۔ انکی اولاد کا انجام بخیر ہوتا ہے۔ جن مسلمانوں کیلئے فکر مند ہوں اور جس کا کام یہی ہو کہ وہ مسلمانوں کے دل جیت لے تجربہ سے ثابت ہوا کہ ایسے لوگوں کے بچے بھی صالح ہوتے ہیں۔ ان کے بچوں کی زندگی مبارک ہوتی

ہے۔لیکن اس کے برعکس قرآن سے معلوم ہوتا ہے گناہ نحس ہے۔اسکی نحوست بہت زیادہ ہے۔قرآن فرماتا ہے۔

”حنفاء الله غير مشركين به ومن يشرك بالله فكا نما خرمن السماء فتخطفه الطبير او تهوى به الريح فى مكان سحيق“

”خالص اللہ کے ہو کہ رہو کسی کو اس کا شریک نہ بناؤ اور جس شخص نے کسی کو خدا کا شریک بنایا تو گویا وہ آسمان سے گر پڑا پھر اس کو (یا تو درمیان ہی سے) کوئی پرندہ اچک لے گیا یا اسے ہوا کے جھونکے نے بہت دور جا پھینکا۔“

یہاں شرک سے مراد شرک عملی ہے۔یعنی گناہ خطرے کی گھنٹی بجا رہا ہے اور گناہگار سے کہہ رہا ہے۔جس کے گناہ زیادہ ہیں یہ گناہ اس کیلئے اتنے نحس ہیں کہ اس کو بہت زیادہ تکلیف دہ زندگی کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔وہ بے چین ہو جاتا ہے۔اس کے اعصاب ضعیف ہو جاتے ہیں پھر اس کی سمجھ نہیں آتا کہ وہ کیا کرے وہ ایسے ہو جاتا ہے گویا آسمان سے گر پڑا ہے اور مردار کھانیوالے حیوانوں نے اس کا گھیراؤ کر لیا ہے یا اسطرح کہ گویا ہوا نے اسے اڑا کر اس کو کسی ایسی جگہ پھینک دیا ہے جہاں کوئی نہ ہو۔اسکی زندگی وحشت ناک ہے۔یہ گناہ ہیں جو اس کے لیے اضطراب کا باعث بنے ہوئے ہیں قرآن فرماتا ہے۔

”ولوان قرانا سيرت به الجبال او مطعت به الارض او كلم به الموتى بل الله الامر جميعا افلم يا يسس الذين امنو ان لويشاء الذين لهدى الناس جميعاو لا يزال الذين كفر و يعيبهم بما صنعو قارعة اوتحل قريباً من دارهم حتى ياتى وعدالله ان الله لا يخلف اليميعاد“

اگر قرآن ایسا ہوتا کہ اس سے پہاڑ چل پڑتے یا اس سے زمین پھٹ جاتی یا اس سے

مردے بات کرنے لگتے (پھر بھی یہ ایمان نہ لاتے) بلکہ اللہ ہی کیلئے ہے تمام کاموں (کا اختیار) تو کیا مومنوں کو (اس سے) اطمینان نہیں ہوا کہ اگر اللہ چاہتا تو سب لوگوں کو ہدایت دے دیتا اور کافروں کو ان کے اعمال کے بدلے ہمیشہ سخت مصیبت پہنچی رہے گی یا اترے گی قریب ان کے گھر کے۔ یہاں تک کا اللہ کا وعدہ آ جائے اور بے شک وعدے کے خلاف نہیں کرتا"

گناہگاروں کے گناہ سر پر ہتھوڑا مارنے کے مانند ہیں ہتھوڑے سے کسطرح چوٹ لگتی ہے۔فرماتے ہیں اس طرح گناہ سے صدمہ پہنچتا ہے۔ گناہ نحس ہے۔ گناہ مصیبت ہے۔ گناہ کیوجہ سے تکلیف یہ تکلیف۔ مصیبت پر مصیبت ذلت آتی ہے، ایک تکلیف سے نجات پاتا ہے تو دوسری تکلیف آلیتی ہے۔ ایک مصیبت سے چھٹکارا پاتا ہے تو دوسری آلیتی ہے۔ ایک مصیبت سے چھٹکارا پاتا ہے تو دوسری آ پہنچتی ہے۔ ایک مشکل دور ہوتی ہے تو دوسری مشکل پیش آ جاتی ہے۔ قرآن فرماتا ہے تکلیف نہ صرف اس کے لیے ہے **"اوتحل قریباًمن دارهم"** بلکہ اس کے بیوی بچوں اور اس کے قریبی لوگوں کیلئے بھی ہے۔ قرآن فرماتا ہے گناہ نحس ہے یہ نحوست نہ صرف تجھے پکڑتی ہے بلکہ تیرے ساتھیوں کے بھی دامن گیر ہوتی ہے بلکہ اس کی نحوست معاشرت پر چھا جاتی ہے۔

"ظهر الفساد فی البر والبحر بما کسبت ایدی الناس لیذیکهم بعض الذی عملو لعلهم یر جعون" "فساد خشکی اور تری میں ظاہر ہو گیا خود ان لوگوں ہی کے اپنے ہاتھوں کی کارستانیوں کے بعد تا کہ جو کچھ یہ لوگ کر چکے ہیں خدا انکو ان میں بعض کرتوتوں کا مزا چکھائے گا تا کہ یہ لوگ باز آ جائیں۔" یاد رکھو تمہارا گناہ دوسروں کو بھی پکڑے گا قرآن فرماتا ہے انفال ۲۵ **"واتقوا فتنة لا تبصین الذین ظلمو منکم خاصة واعموان الله شدید العقاب"** اس فتنہ فساد سے ڈرتے رہو جو

خاص انہیں لوگوں پر نہیں پڑے گا جنہوں نے تم میں سے ظلم کیا (بلکہ تم سب کے سب اس میں پڑ جاؤ گے) اور یقین جانو کہ خدا بڑا سخت عذاب کرنیوالا ہے" پس ایسے گناہ سے بچو جسکی نحوست صرف تمہیں ہی نہیں پکڑے گی بلکہ دوسروں کو بھی پکڑے گی۔ تیرا گناہ دوسروں کے بھی پاؤں کی زنجیر اور مصیبت بن جائے گا۔

"ضرب الله مثلاً قريته كانت امنة مطمئنة يا يتها رزقها رعداً من كل مكان فكفرت بانعم الله فاذاقها الله لباس الجوع والخوف بما كانو يكسبون"

"خدا نے ایک گاؤں کی مثل فرمائی ہے۔ جس کے رہنے والے ہر طرح کے چین واطمینان میں تھے۔ ہر طرف سے بافراغت انکی روزی انکے پاس چلی آتی تھی۔ پھر ان لوگوں نے خدا کی نعمتوں کی ناشکری کی تو خدا نے بھی ان کے کرتوتوں کی بدولت ان کو مزا چکھادیا بھوک اور خوف کو اوڑھنا (بچھونا) بنا دیا" یعنی اے پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم ان کے لیے مثال بیان کرو ایک دیہات تھا جو ناز ونعمت میں ڈوبا ہوا تھا۔ نعمت بارش کی طرح ان پر برس رہی تھی۔ امن وامان میں تھے۔ رفاہ وآسائش میں تھے لیکن کفران نعمت کیا یعنی گناہ کیے۔ ان کے گناہوں نے ان کو آلیا۔ ان کے گناہ انکے لیے ناامنی اور اقتصادی کمزروی کا باعث بنے۔ ان کے گناہ انکے لیے بھوک اور قحط لائے۔ اس کے بعد قرآن فرماتا ہے۔ یہ مصیبتیں خدا نے نہیں دیں بلکہ ان کے اعمال کیوجہ سے ایسا ہوا ہے ان کے گناہ قحط، بلا اور اقتصادی کمزوری بن گئے۔ ناامنی ان کے گناہ ہیں۔ ان کے گناہ مصیبت بن گئے۔ بہت مشکل مصیبت جن ان کے پاؤں کی زنجیر بن گئی اسطرح کی بے شمار آیات ہیں جو بدامنی، قحط اور بلا ومصیبت کے بارے میں ہیں۔ ایک بات آپ کو بتاؤں بعض اوقات سچ مچ قحط وبلا آجاتی ہے۔ خدا نہ کرے کہ آئے لیکن چالیس پچاس سال قبل خود ایران میں قحط پڑا یہاں تک کہ لوگ مردے کھانے لگے۔ گدھے اور گھوڑے کھا

جاتے۔قحط یہاں تک پہنچا کہ لوگ گروہ کے گروہ مر گئے روس میں جب انقلاب آیا تو ابھی تین سال نہیں گزرے تھے کہ قحط پڑ گیا۔خود روسی بتاتے ہیں صورتحال یہاں تک پہنچی کہ لوگ بلی اور کتے کھا جاتے۔یہ تو ایک بلا تھی دوسری بلا بدامنی تھی اور وہ یہ کہ انسان کو بستر پر بھی نیند نہیں آتی تھی اسلیے کہ اچانک چور آکر چوری کر لے گا یا اس کے اور اس کے بیوی بچے کو قتل کر ڈالے گا۔امن نہیں تھا۔چور ڈاکو لوٹ لیتے تھے۔مار ڈالتے تھے یہ ایک بدامنی تھی جو الحمدللہ اب نہیں ہے۔ہمیں آج کی دنیا کو بتا دینا چاہیے کہ اس قسم کی قحط و بلا کم ہے مستضعف ممالک اور ان لوگوں کیلئے جو استثمار کے تسلط کچلے جا رہے ہیں یہی قحط و بلا ابھی بھی وہاں ہے لیکن کم ہے اس کے علاوہ ایک عجیب بدامنی حکم فرما ہے ایک عجیب قحط و بلا دنیا پر مسلط ہے۔جہاں جہاں تمدن زیادہ ہے وہاں اس قسم کی بدامنی زیادہ ہے وہ قحط و بلا کیا ہے؟شہوت کا لالچ۔ناموس و عزت میں بدامنی۔اب دنیا اس بدامنی میں جل رہی ہے۔اب امریکہ میں کچھ ایسے لوگ بھی ہیں جب ان کے بچے گھر سے باہر جاتے ہیں تو انہیں معلوم نہیں ہوتا کہ ان کے بچے گھر واپس لوٹ آئیں گے یا نہیں ایسی بدامنی بہت جگہوں پر ہے۔آجکل بدامنی کی ایک حالت شہوت اور عزت و ناموس میں بدامنی ہے ان کے بچے سکول جاتے ہیں لیکن معلوم نہیں کہ گھر میں لوٹ آئیں گے یا نہیں۔جوان اپنے کاموں کے پیچھے ہیں سکول جاتے ہیں لیکن معلوم نہیں جلدی واپس آئیں گے یا دیر سے۔اگر دیر سے آئیں گے تو کیا ہوگا؟بقول انشٹین س اسوقت کہ تھا کہ فی الحل اس جہاں پر حرص وخوف حکم فرما ہے۔بقول چھرازی پچاس فیصد لوگ احمق ہیں سچ مچ احمق ہیں۔جہاں تمدن زیادہ ہے وہاں لوگوں کے اعصاب ضعیف ہیں یعنی وہاں زیادہ احمق لوگ ہیں۔اس مقدس جلسے میں کون ایسا ہے جو کہے کہ میرے اعصاب بالکل ٹھیک ہیں۔کمزوری اعصاب ہر جگہ موجود ہے۔البتہ جہاں دین ہو وہاں خرافات ہوتے ہیں ہمارے ایران میں کیونکہ لوگ متدین ہیں۔روحانیت سے ان کا تعلق ہے اس لیے خرافات کم ہیں لیکن انگلستان اور امریکہ جا کر دیکھو کہ بیوقوفی اور بدبختی وہاں حکمفرما

ہے۔ کہتے ہیں کہ انگلستان میں ایسے افراد کم ہیں جو لائبریریوں میں جاتے ہیں اور ایسے افراد زیادہ ہیں جو گلی کوچوں میں بیٹھ کر فال نکال رہے ہیں عدد ۱۳ آجکل امریکہ میں نہیں ہے۔ ۱۲ کے ۱۴ آجاتا ہے مثلاً جب ایک پچاس منزلہ محل بنایا جاتا ہے تو اس میں تیرھویں نہیں ہوتی بلکہ بارھویں منزل کے بعد چودھویں منزل آجاتی ہے۔ اس علاقے میں ابھی اسوقت جب انکی پیروی کی جاتی تھی تو بارہ اور ایک یا گیارہ اور دو لکھا جاتا تھا لیکن وہاں بالکل یہ عدد وجود ہی نہیں رکھتا۔ وہ بیوقوفی خوف اور حرص جو آج دنیا پر مسلط ہے یہ پہلے کبھی نہیں تھا۔ دیکھیے امریکہ ضعیف ممالک کے ساتھ کیا برتاؤ کر رہا ہے۔ یہ کس لیے ہے؟ یہ حرص کی خاطر ہے۔ روس اس سے بدتر ہے اور یہ روس ہے۔ یہ دونوں حرص، بھوک اور قحط و بلا کی خاطر کر رہے ہیں۔ بھوک صرف یہ نہیں ہے کہ انسان کو کھانے کو کچھ نہ ملے بلکہ اگر اسکی شہوت نے بھوک یا بھوک جیسی حالت اختیار کر لی تو یہ ہر قسم کی بھوک اور قحط و بلا سے بدتر ہے۔ خلفاء بنی عباس میں سے افراد ایسے ہیں۔ جو سو خاتون کو ایک جگہ جمع کر رکھتے تھے۔ سال میں ایک دفعہ بھی ہر خاتون کے پاس نہیں پہنچ سکتے تھے لیکن انہیں پھر بھی ایک سو ایک ویں عورت کی فکر ہوتی تھی۔ لوگوں کی ناموس کی فکر تھی۔ آج بھی دیکھا جائے کہ متمدن ممالک میں بے عفتی، بے پردگی اور برہنگی میں ہر روز اضافہ ہو رہا ہے۔ لیکن پھر بھی سیر نہیں ہوتے۔ یہ آیہ شریفہ جو یہ بتاتی ہے کہ ہم نے گناہوں کے ذریعے قحط اور بلا کو اپنے پر مسلط کر دیا۔ بدامنی کو اپنے پر مسلط کر دیا، یہ ان کے گناہ ہیں جو ان کو پکڑے ہوئے ہیں۔ یہ خیال نہ کریں کہ آیت کا مطلب یہ ہے کہ مہنگائی زیادہ ہے قحط و بلا زیادہ ہے اگر لوگ شہوت میں بھوک محسوس کرنے لگیں تو یہ بدترین بھوک، قحط اور بلا ہے۔ اسی طرح اگر لوگ مال جمع کرنے میں حریص ہو جائیں تو یہ بھی بدترین بھوک اور قحط ہے۔ اگر لوگوں کی حالت اس حد تک پہنچ جائے کہ امنیت جوانوں کے پاس نہ رہے۔ دوستوں اور دوسرے افراد کے پاس امن نہ رہے بلکہ یہ ڈر ہو اگر جوانوں کو سکول، کالج یا یونیورسٹی میں بھیجیں تو پتہ نہیں بے دین ہو کر گھر آئے گا یا دیندار۔ میرا

بچہ اگر باہر جائے گا تو معلوم نہیں صحیح وسالم واپس آئے گا نہیں یہ چیز بھی ایک قحط وبلا ہے یہ ایک قسم کی نا امنی ہے اور اس قسم کی بدامنی اب بہت ہے۔ جہاں جہاں تمدن زیادہ ہے یہ قحط اور تمدن زیادہ ہے۔

مختصر یہ کہ گناہ نحس ہے۔ گناہ قحط اور بدامنی کو لاتا ہے مشکل آپ مشکل ایجاد کرتا ہے گناہ بے چینی اور پریشانی لاتا ہے۔ مختصر یکہ قرآن فرماتا ہے۔

"او کظلمت فی بحر لجی یغشیه موج من فوقه موج من سحاب ظلمات بعضها فوق بعض اذا اخرج یده لم یکد یرها ومن لم یجعل الله له نوراً فماله من نور"

"(کافروں کے اعمال کی مثال) اس بڑے گہرے دریا کی تاریکیوں کی سی ہے جیسے ایک لہر اس کے اوپر دوسری لہر اسکے اوپر ابر ایک (تہہ تہہ) ڈھانکے ہوئے (عرض) تاریکیاں ہیں ایک کے اوپر ایک (اسطرح کہ) اگر کوئی شخص اپنا ہاتھ نکالے (تو شدت تاریکی سے) اسے دیکھ نہ سکے۔ اور جسے خود خدا ہی نے روشنی کی ہدایت نہ دی ہو (تو سمجھ لو کہ) اسکے لیے کہیں کوئی روشنی نہیں"

قرآن فرماتا ہے خدا کے علاوہ زندگی گناہوں سے پر ہوتی ہے۔ زندگی تاریک اور وحشت ناک ہوتی ہے۔ یہ ہے گناہ کی حقیقت جو سب کے نزدیک مسلم ہے۔ ہر عالم، مفسر، عارف اور فلسفی نے یہ اقرار کیا ہے کہ گناہ نحس ہے۔ یہ صرف بلکہ ہمارے لیے نحس نہیں ہمارے بچوں کیلئے بھی نحس ہے۔ اگر تم اپنے بچوں کا مستقبل چاہتے ہو اور اگر یہ چاہتے ہو کہ تمہارے بچوں کا انجام بخیر ہو تو اپنی زبان کا خیال رکھیں۔ افواہیں نہ پھیلائیں۔ جھوٹی گواہی نہ دیں اور کسی پر تہمت نہ لگائیں۔

"ولیخش الذین لو ترکوا من خلفهم ذریة ضعافاً خافوا علیهم فلیتقوا الله ولیقولوا قولاً سدیداً"

"ان لوگوں کو ڈرنا چاہیے کہ اگر وہ اپنے بعد ناتوان بچے چھوڑ جاتے تو ان پر ترس آتا پس

خدا سے ڈریں اوران سے نرم باتیں کریں پس اگر اپنے اپنے بچوں کے انجام کے بارے ڈرتے ہو یعنی چاہتے ہو کہ تمہارے بچے اچھی زندگی گزاریں تو جہاں تک ہو سکے تقویٰ اختیار کریں۔اور جس حد تک امکان ہو اپنی زبان پر قابو رکھو۔جب بات کرو محکم بات کرو۔دلیل سے بات کرو۔جھوٹی ہواہی نہ دو۔افواہیں نہ پھیلاؤ غیبت نہ کرو۔تہمت نہ لگاؤ۔یہ گفتگو گناہ کے بارے اب گفتگو ہے شادی کی رات گناہ کے بارے۔شادی کی رات گناہ بچے پر خصوصی اثر ڈالتا ہے۔ممکن ہے کہ ایک گناہ بچے کو بیچارہ بنادے۔جسطرح ولیمہ کرنا۔کسی کا دل رکھنا اور خدا سے رابطہ بچے اور اسکی سعادت پر بہت اثر رکھتا ہے حضرت زہراؑ کی شادی کی جائے۔پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اپنی بیٹی کیلئے معمولی سا جہیز معین کیا جو سترہ چیزوں پر مشتمل تھا۔یہ بہت مختصر سا جہیز تھا۔جب جہیز لایا گیا جہیز کو اکٹھا کیا لوگ خدمت پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم میں آئے اور کہا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم جہیز کو دیکھئے رسول خدا صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے جہیز دیکھا اور رو پڑے۔یہ خوشی کے آنسو تھے۔اس کے بعد رسولصلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا اے خدا اس جہیز کو جس میں اکثر مٹی کی چیزیں مبارک قرار دے اس میں مٹی کا ایک پیالا،مٹی کے چند برتن اور مٹی کا ہی ایک لوٹا تھا،شادی کی رات ایسے افراد کو ولیمہ دیا گیا کہ جنکو ولیمہ دینا چاہیے یعنی فقیر ضعیف اور بیچارے لوگوں کو دعوت دی اور ولیمہ کیا اور پھر یہ طے پایا کہ حضرت زہراء علیہ السلام کو شوہر کے گھر لے جاہیں۔پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے خواتین کیطرف منہ کر کے فرمایا خیال رہے کہ جناب زہراء علیہ السلام کی شادی میں گناہ نہ ہونے پائے۔جان لو اگر عورتیں اور مرد مخلوط ہو گئے تو انہوں نے گناہ کیا۔مرد اور عورتوں کا اختلاط یہی بدبختی دولہا اور دلہن گھیر لیتی ہے۔یہی بدبختی انکے بچوں کو گھیر لیتی ہے۔رسالت مآبصلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا۔خیال رکھیں تم میں سے کوئی گناہ انجام نہ دے۔تمہاری آواز نامحرم مرد نہ سنیں اور اللہ اکبر آواز کے ساتھ زہراؑ کو ان کے گھر لیجایا جائے۔جب جناب سیدہ سلام اللہ علیہا کو گھر لیجایا جا رہا تھا تو وہ واقعہ پیش آیا جس

کے نتیجے میں جناب زہراء علیہ السلام نے اپنا شادی کا لباس راہ خدا میں دے دیا۔

پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم فوراً آئے اور ان دونوں (حضرت زہراء علیہ السلام اور علی علیہ السلام) کو حکم دیا کہ دو رکعت نماز پڑھیں۔ پہلے دونوں نے وضو کیا وضو کے پانی کو پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ان کے اطراف میں چھڑکا جیسا کہ اب بھی رسم ہے۔ان دونوں نے نماز پڑھی آپ کو معلوم ہے یہ شادی کتنی مبارک تھی۔ یہ شادی اتنی مبارک ہوئی کہ سورہ کوثر "**انا عطینا الکوثر**" یقیناً جناب زہراء سلام اللہ علیہ کے بارے میں ہے۔ ہر ایک نے اس کا الگ الگ معنی کیا ہے شاید سب معنی مراد ہوں۔ان میں سے ایک معنی یہ ہے کثیر اولاد کثیر خیر۔ زہراء سلام اللہ علیہ کی شادی اتنی مبارک ہوئی کہ کوئی نسل روز قیامت تک ایسی مبارک نہیں ہوسکتی ایک لڑکی اور اتنی نسل۔آج کل ہر مجلس میں کچھ افراد سید ہوتے ہیں۔ مختصر یہکہ آئمہ طاہرین اسی شادی کا نتیجہ ہیں۔ یہ شادی وہ شادی ہوئی کہ اس فاطمہؑ کا بیٹا روی زمین پر پرچم اسلام لہرائے گا اور انشاء اللہ عدالت پوری دنیا پر چھا جائے گی۔ یہ تھی ایک شادی اب ایک اور شادی کا ذکر کرتا ہوں دیکھئے وہ شادی کہاں تک پہنچی۔

یحیٰی برمکی کے بارے بیاں کیا جاتا ہے۔ایک شخص نے بیاں کیا کہ میری حالت بہت خراب تھی اس لیے میں کوفہ میں نہ رہ سکا بیوی بچوں کو اپنے ساتھ لے آیا اور ایک ویران جگہ ٹھہرا دیا اور خود میں گلیوں میں گھومنے لگا تا کہ بیوی بچوں کے کھانے کیلئے کوئی چیز مل جائے۔ میں نے دیکھا بغداد میں ایک جگہ ہجوم ہے۔ میں نے پوچھا کیا وجہ ہے؟ لوگوں نے بتایا یحیٰی برمکی کے بیٹے کی شادی ہے۔ وہ بیاں کرتا ہے میں نے دیکھا کہ لوگ گروہ درگروہ اندر جارہے ہیں۔ میں نے کہا کہ میں بھی اندر جاتا ہوں دیکھتا ہوں کیا ہو رہا ہے میں نے دیکھا کہ نہ کوئی در ہے اور نہ ر باری میں بھی اندر چلا گیا اور جا کر بیٹھ گیا میں نے دیکھا کہ یہبہت بڑی شادی ہے۔ بہت ساز و آواز ہے۔ بہت رقص کرنیوالیاں ہیں۔ لوگ گناہ کرر ہے ہیں۔ لڑکے لڑکیاں مخلوط ہیں۔ تمام اندرونی

انتظامات کے لیے مسلمانوں کے بیت المال کو خرچ کیا جا رہا ہے۔وہ کہتا ہے۔انتظامات بہت زیادہ تھے نکاح پڑھا گیا وہ آدمی کہتا ہے جب نکاح پڑھا گیا تو طے پایا کہ وہ لوگوں کو انعام دیں۔

بعض جگہوں میں اب بھی رواج ہے جب نکاح پڑھا جاتا ہے۔بجائے اسکے کہ لوگ دولہا دولہن کو کچھ دیں۔ بلکہ دولہا دولہن لوگوں کو پیسے دیتے ہیں۔وہ آدمی کہتا ہے کہ طے پایا کہ وہ ہر کسی کو بہت بڑا انعام دیں۔کسی کو ایک دیہات کی رجسٹری کسی کو باغ کی اور کسی کو ایک کھیت کی رجسٹری دے رہے تھے۔وہ آدمی کہتا ہے کہ انہوں نے ایک رجسٹری میرے سامنے رکھی۔میں

میں دولہا اور دلہن کیلئے چند شعر پڑھے تھے۔وہ شعر مجھے یاد تھے۔میں نے ان شعروں کو پڑھنا شروع کیا۔یہ آدمی جو میرے ہاتھ مل رہا تھا میں نے دیکھا کہ اچانک بے ہوش ہو گیا ہے۔زمین پر گر پڑا۔لوگ آئے اور اسکو ہوش میں لائے میں نے حمام والے سے کہا کہ میں نے تو کہا تھا کہ میرے پاس ایک اچھا سا کیسہ کش بھیج دو لیکن تم نے بیمار کو میرے پاس بھیج دیا۔حمام والے نے کہا کہ یہ تو کبھی بھی بے ہوش نہیں ہوا۔مجھے نہیں معلوم آج اسکو کیا ہوا ہے۔میں نے جب دیکھا کہ اسکی حالت بہتر ہو گئی ہے میں نے اس سے باتیں وغیرہ کیں تو مجھے احساس ہوا کہ یہ میرے اشعار کیوجہ سے بے ہوش ہوا ہے۔میں نے اس سے پوچھا کیا تم میرے اشعار کیوجہ سے بے ہوش ہوئے ہو آخر کیا وجہ ہے اسنے کہا اس بات کو نہ پوچھو۔میں نے اصرار کیا تو اس نے پوچھا جناب! یہ اشعار آپ نے کس کیلئے پڑھے تھے۔میں نے جواب دیا کہ یہ میں نے یحیٰ برمکی کے بیٹے کی شادی کے موقع پر اس کے لیے پڑھے تھے۔اس نے کہا تمہیں معلوم ہے کہ میں وہی دولہا ہوں۔صورت حال یہ ہو گئی ہے کہ میں کیسہ کشی کرتا ہوں۔

یہ بھی جان لیجئے اور تعجب نہ کیجیئے کہ جب جعفر کو قتل کیا گیا تو یحیٰ کو گرفتار کر لیا گیا۔اور حکم ہوا کہ یحیٰ برمکی اور اس کے قبیلے والوں کا مال ضبط کر لیں۔ان کے مردوں کو قتل کر دیں اور انکی عورتوں کو چھوڑ دیں۔چار، پانچ دن نہیں گزرے تھے کہ سب گدائی کرنے لگے۔عبدالرحمٰن ہاشمی نے کہا ''عید کے دن میں اپنے گھر گیا میں نے دیکھا کہ میری والدہ کے پاس ایک عورت ہے۔میری والدہ نے کہا اسکو سلام کرو اور اس کا احترام کرو میں نے دیکھا اس کا لباس تو پرانا ہے لیکن بہت شخصیت کی مالک ہیں بعد میں سمجھ گیا کہ یہ جعفر کی والدہ اور یحیٰ برمکی کی بیوی ہے۔میں نے اس سے پوچھا آپ کا کیا حال ہے۔اس نے جواب دیا کیا بتاؤں پچھلے سال چار سو کنیزیں میری خدمت کرتی تھیں اب حالات یہاں تک پہنچ گئے ہیں کہ تمہاری والدہ کے پاس آئی ہوں بتاؤں کہ ہمارے پاس بستر نہیں۔گھر میں بچھونا بھی نہیں۔قربانی کے بکرے کی کھال مجھے دے دیں

تا کہ اس کو بچھونا اور بستر قرار دوں۔

ان لوگوں کی حالت یہ تھی کہ جن لوگوں نے فرار کیا تھا۔ مخفیانہ طور پر ہر کوئی کسی نہ کسی جگہ چلا گیا۔ کسی نے مزدوری کی اور مر گیا اور کسی کیسہ کشی کرتے مر گیا۔ کوئی غیر آباد جگہوں میں گیا اور بھوک سے مر گیا۔ دولہن کیساتھ کیا ہوا مجھے نہیں معلوم البتہ دولہا نے حمام میں کام کیا اور مر گیا۔ ایک یہ شادی تھی جسے یحیٰ برمکی نے کی کہ اسکی نسل ہی ختم ہوگئی اور اس کا انجام یہ ہوا جو عرض کیا۔ میں نے پہلے عرض کیا ایک شادی وہ تھی جو پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے کی یہ بہت مبارک تھی اور انا اعطینا لکوثر کی مصداق قرار پائی۔ ایسا کیوں ہوا۔ جب ہم حساب کرتے ہیں۔ قرآن اور روایات کی رو سے دیکھتے ہیں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ اسکی ایک وجہ ہے وہ یہ ہے کہ شادی زہراء سلام علیہا کا خدا سے رابطہ تھا۔ یہاں تک کہ زہراء سلام علیہا حاضر ہیں کہ اپنی شادی والا لباس فقیر کو دے دیں ور اس کا دل رکھ لیں اگرچہ خود انہیں پرانے لباس میں شوہر کے گھر جانا پڑے۔ فاطمۃ الزہراء سلام علیہا نماز پڑھتی ہیں۔ باوضو ہیں، باطہارت ہیں۔ انکی نسل مبارک ہے۔ لیکن اگر شادی میں لڑکیاں اور لڑکے مخلوط ہوں۔ مرد اور کواتین مخلوط ہوں۔ شادی میں خواتین نے دولہا کے سامنے پردہ نہ کیا ہو۔ بات یہاں تک پہنچ گئی ہو وہ سب خواتین جو باہر تو پردہ کرتی ہیں لیکن شادی میں مزین ہو کر ان مردوں کے سامنے آتی ہیں جا چائے یا کھانا کھلاتے ہیں۔ اسی طرح دولہا اور دلہن نامحرموں سے بات چیت کرتے ہوں۔ یہاں تک کہ ان کا ولیمہ کرنا بھی گناہ شمار ہو اور ولیمے میں فقیر اور بیچارے لوگوں کے سوا ہر کوئی شامل ہو یا یہ کہ ان کا ولیمہ سودیا ملاوٹ کے ذریعے حاصل ہونیوالی کمائی سے کیا گیا ہو تو یاد رکھیے یہ نسل منقطع ہو جاتی ہے۔ اے کاش واقعی نسل ختم ہو جائے۔ لیکن نسل اسطرح ختم نہیں ہوتی کہ بچے پیدا نہ ہوں بلکہ اسطرح کہ اس شادی کے نتیجے میں ایک ایسی لڑکی پیدا ہوتی ہے جو جوان ہو کر گھر سے نکل جاتی ہے۔ یہ شرم کی بات ہے۔ یہ شادی نامبارک ہے۔ اسطرح ایک ایسا لڑکا پیدا ہوتا ہے جو صرف ماں باپ اور قبیلہ

والوں کیلئے ہی نہیں شرمناک ہوتا بلکہ تاریخ کے چہرہ کو بھی شرمناک کر دیتا ہے۔

مختصر یہ کہ میں تقاضا کرتا ہوں تمہاری زندگی میں گناہ نہ ہو تمہارے گھر میں گناہ نہ ہو۔ مخصوصاً نطفہ کے منعقد ہوتے وقت گناہ نہ ہو تمہارے گھر میں گناہ نہیں ہونا چاہیے۔ جس گھر میں گناہ زیادہ ہوتے ہیں وہ گھر خراب ہو جاتا ہے۔ وہ گھر نحس ہے۔ اس گھر میں مصنوی جراثیم ہیں۔ میں تقاضا کرتا ہوں۔ سہاگ رات تمہاری زندگی میں گناہ نہ ہو۔ گناہ جتنے زیادہ ہوں گے نحوست اتنی زیادہ ہوگی۔

درس ۶

باب ۴

حمل کے دوران مواظبت:

ہماری گفتگو اولاد کی تربیت کے بارے میں تھی اس میں ایک مقدمہ اور تین باب تھے جنکو مفصل بیان کیا گیا ہے۔

چوتھا باب حمل کے بارے میں ہے جو روایات کی رو سے ایک حساس صورتحال ہے۔ سب سے پہلے ہمیں معلوم ہونا چاہیے کہ حمل اور وضع حمل عورت کے لیے کسقدر مشکل ہے۔ قرآن حکیم اس مشکل کو دو جگہ بیان کرتا ہے ایک جگہ سورہ لقمان میں بیان کرتا ہے کہ

"وو صیفاالا نسان بو الدیه حملته امه وهنا علی وهن و و فصاله فی عامین ان اشکر لی ولو الدیك الیٰ المصیر"

ترجمہ: ہم نے انسان کو ماں باپ کے بارے نصیحت کی ہے اسکی ماں نے دکھ پر دکھ سہ کر اس پیٹ میں رکھا اور اس کی دودھ بڑھائی بھی دو سال میں ہوئی ہے۔ کہ میرا اور اپنے ماں باپ کا شکر یہ ادا کرو کہ تم سب کی بازگشت میری ہی طرف ہے۔ دوسری جگہ سورہ احقاف آیت نمبر ۱۵ میں ارشاد خداوندی ہے کہ

"و و صینا لانسان بو الدیه احساناً حملته امه کر ھاو وضعته کرھا وحملہ و فصاله ثلاثون شهر حتیٰ اذابلغ اشده و بلغ اربعین سنة قال رب از عنی ان اشکر نعمتك التی انعمت علی وعلی والدی وان اعمل صالحاً ترضیه واصلع لی فی ذریتی انی تبت الیك و انی من المسمین"

ترجمہ: اور ہم نے انسان کو اپنے ماں باپ کے ساتھ نیک برتاؤ کرنے کی نصیحت کی ہے کہ اس کی ماں نے بڑے رنج کے ساتھ اسے شکم میں رکھا ہے اور پھر بڑی تکلیف کے ساتھ پیدا کیا ہے اور اسکے حمل اور دودھ بڑھائی کا کل زمانہ تیس مہینے کا ہے یہاں تک کہ جب وہ توانائی کو پہنچ گیا اور چالیس برس کا ہو گیا تو اس نے دعا کی کہ پروردگار مجھے توفیق دے کہ میں تیری اس نعمت کا شکریہ ادا کروں جو تو نے مجھے اور میرے والدین کو عطا کی ہے اور ایسا نیک عمل کروں کہ تو راضی ہو جائے اور میری ذریت میں بھی صلاح وتقویٰ قرار دے کہ میں تیری ہی طرف متوجہ ہوں اور تیرے فرمانبردار بندوں میں سے ہو جاؤں۔

المختصر تمہاری ماں جب حاملہ تھی تو مشقت میں تھی۔نو ماہ اس کے لیے بہت مشکل تھے۔مشکل پر مشکل تھی۔دن گزرتے جاتے اور اسکی زحمت بڑھتی جاتی۔البتہ ماں کے لیے بہت اجر وثواب ہے یہاں تک کہ روایات میں ملتا ہے۔جو عورت حاملہ ہو وہ اس طرح ہے جیسے محاذ جنگ پر ہو یعنی حمل کے نو ماہ اسے جہاد فی سبیل اللہ کا درجہ حاصل ہے۔ایسے مجاہدین کی طرح ہے جو محاذ پر محافظ وطن ہے۔

اسطرح وضع حمل اور دودھ پلانے کے بارے میں بھی بہت سی روایات ملتی ہیں۔وضع حمل کے بارے میں ہے کہ جب عورت بچہ جنم دیتی ہے تو اس کے تمام گناہ بخش دیے جاتے ہیں گویا کہ وہ عورت اب پیدا ہوئی ہو اور دودھ پلانے کے بارے میں ہے کہ جو عورت رات کو اٹھ کر بچے کو دودھ پلاتی ہے یہ اسطرح ہے جیسے اس نے نماز شب پڑھی ہو۔ایک اور روایت میں ہے کہ دودھ پلانے والی عورت اس شخص کی مانند ہے جس نے خدا کی راہ میں ایک بچے کو آزاد کیا ہو۔ماں کی یہ حالت اور وضع حمل واقعاً قابل بیان ہے۔جو ہماری آج کی گفتگو ہے۔لہذا ہم سب خصوصاً خواتین چند چیزوں پر توجہ دیں۔

حمل کے دوران ماں بچے کی تقدیر بناتی ہے ماں متوجہ رہے کہ اس کے تمام حالات بچے پر

اثر انداز ہوتے ہیں۔ پہلے درس میں میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک روایت پڑھی تھی اور بتایا تھا کہ فیض نے اپنی کتاب صافی میں روایت کو اس آیت

" هو الذی یصورکم فی الارحام کیف یشاء لا اله الا هو العزیز الحکیم"

کے ذیل میں بیان کیا کہ۔

مصور فرشتہ آتا ہے اور ماں کے پیٹ میں چار ماہ کی عمر میں بچے کی شکل بناتا ہے جب شکل بن جاتی ہے تو اس فرشتہ سے خطاب ہوتا ہے کہ اس بچے کی ماں کی پیشانی دیکھو اور اس بچے کی تقدیر یعنی خوش بختی اور بد بختی کو لکھو۔ میں نے کہا کہ یہ روایت وہی روایت ہے جو بتاتی ہے۔

" قال رسول الله صلی الله علیه واله وسلم السعید من سعدفی بطن امه ولشقی من شقی فی بطن امه" یعنی سعادت و بدبختی کی بنیاد ماں کے پیٹ میں رکھی جاتی ہے اس کے علاوہ قانون وراثت ماں باپ میں صفات کو بچوں میں منتقل کرتا ہے۔ جب بچہ ماں کے پیٹ میں پرورش پا رہا ہوتا ہے تو وہ ماں کی روحانی کیفیت کے ساتھ ساتھ بڑا ہو رہا ہوتا ہے۔ اس لیے ماں مواظب رہے کہ اس میں بری صفات نہ ہوں۔ اگر بالفرض اس میں بری صفات پائی جاتی ہیں تو کم از کم طغیانی نہ کرے ان برائیوں پر کنٹرول کرے۔ حسد اور تکبر کرنے والی ماں کو معلوم ہونا چاہیے کہ یہ بری صفات خود بخود آپ کے بچے میں منتقل ہوں گی۔ بچہ اسکی روحانی کیفیات کے ساتھ بڑا

ہوتا ہے اسی طرح ایک مقدس، با تقویٰ اور مہربان ماں کے شکم میں بچہ اسکی روحانی اور کیفیات کے ساتھ بڑا ہوتا ہے۔

ایک مہربان اور متواضع انسان بنیے۔ پہلے بیان کر چکا ہوں کہ شادی سے پہلے ہم مواظب رہیں کہ کس عورت کا انتخاب کر رہے ہیں اسی طرح عورت بھی مواظب رہے کہ کس مرد انتخاب کر

رہی ہے۔اب میں خواتین کو تاکید کرتا ہوں کہ وہ جان لیں کہ ان کے روحی حالات بچے پر اثر انداز ہوتے ہیں۔اگر آپ بری صفات کی مالک ہیں تو بچہ کی بنیاد خراب ہو جائیگی خصوصاً اگر یہ بری صفات گل کھلائیں یعنی کہ وہ حسد اور تکبر ار بد بینی وغیرہ کا مظاہرہ کرے اس وقت یہ ساری صفات بچے پر اثر ڈالتی ہیں اور جب وہ پیدا ہوتا ہے تو وہ بھی تکبر اور حسد کرتا ہے۔اس میں یہ ساری بری صفات پائی جاتی ہیں اور بری صفات اس نے شکم مادر سے حاصل کی ہیں اور اس روایت **''اسعید سعید فی بطن امه اشقی فی بطن امه''** کا معنی بھی یہی ہے۔

نکتہ دوم جسکا ہم سب خیال رکھنا چاہیے خصوصاً خواتین کو وہ یہ ہے کہ گناہ بچے پر اثر انداز ہوتا ہے۔اگر عورت گناہگار ہو تو جس طرح گناہ اس کے قلب پر اثر ڈالتا ہے اسی طرح اس بچے پر غلط اثر ڈالتا ہے جان لیجئے کہ گناہ قلب کو سیاہ کر دیتا ہے آہستہ آہستہ انسان کو اس جگہ پہنچا دیتا ہے کہ ارشاد خداوندی ہے۔

''ثم کان عقبۃ الذین اساو لسئوی ان کذبو بایات الله و کانو بها یستهزئوون'' ''پھر برائی کرنے والوں کا انجام برا ہوا کہ انہوں نے خدا کی نشانیوں کو جھٹلا دیا اور برابران کا مذاق اڑاتے رہے'' پھر برائی کرنے والوں کا انجام برا ہوا کہ انہوں نے خدا کی نشانیوں کو جھٹلا دیا اور برابران کا مذاق اڑاتے رہے''

وہ لوگ جو گناہ کرتے ہیں آہستہ آہستہ ان کے گناہ اس بات کا موجب بنتے ہیں کہ وہ دین سے پیچھے ہٹ جاتے ہیں اور قیامت کے منکر ہو جاتے ہیں۔ان کے دل اور ایمان کے بارے میں قرآن فرما رہا ہے۔

''افمن شرح الله للاسلام فهو علی نور من ربه فویل للقسیة قلوبهم من ذکر الله اولئك فی ضلال مبین''

''کیا وہ شخص جس کے دل کو خدا نے اسلام کیلئے کشادہ کر دیا ہے تو وہ اپنے پروردگار کیطرف سے نورانیت کا حامل ہے۔ گمراہوں جیسا ہو سکتا ہے افسوس ان لوگوں کے حال پر جن کے دل ذکر خدا کے لیے سخت ہو گئے ہیں۔ یہ لوگ کھلی گمراہی میں ہیں''

البتہ خوش قسمت ہیں وہ لوگ جو خدا سے رابطہ رکھنے کی وجہ سے روشن دل ہیں اور افسوس ہے اس شخص پر جس کا دل گناہ کی وجہ سے سیاہ ہو گیا بلکہ سنگین اور ناپاک ہو گیا جسطرح گناہ خود اس پر اثر ڈالتا ہے اسی طرح جنین پر اثر ڈالتا ہے۔ بدکار ماں جو حمل کے دوران نامحرموں کے سامنے آتی ہے۔ معاذ اللہ نامحرموں کے ساتھ اس کا اٹھنا بیٹھنا ہے اور ہنسی مذاق ہے تو وہ جان لے کہ وہ روحی لحاظ سے بچے کو قتل کر رہی ہے۔ اسکی روح کو معذور بنا رہی ہے۔ معاذ اللہ جو ماں گناہگار ہے خصوصاً جو حقوق الناس ادا نہیں کرتی وہ متوجہ رہے کہ وہ اپنے بچے کو بیچارہ کر رہی ہے۔ جسطرح گناہ ماں کے اعضاء وجوارح پر اثر ڈالتے اس طرح جنین پر اثر انداز ہوتے ہیں۔

آپ توجہ کیجئے جب جنسی خواہش طوفانی ہو جائے تو آنکھوں پر صورت پر ہاتھ اور تمام جسم پر اثر ڈالتی ہے اس طرح گناہ ماں کے پیٹ میں بچے پر اثر ڈالتا ہے گناہ چھوٹا ہو یا بڑا بچے کے لئے پیٹ میں غیر معمولی مضر ہے لہذا جو پابند تھے کے حکمران ان کے بچے کسی مقام پر پہنچ جائیں حمل کے دوران ان کا خدا سے محکم رابطہ تھا۔ اتنا محکم رابطہ تھا کہ مواظب رہتے تھے بغیر وضو کے نہ سوئیں۔ بغیر وضو کے نہ رہیں بلکہ طہارت رہیں جس طرح گناہ بچے پر اثر ڈالتا ہے اور بچے کی بدبختی کے لئے راہ ہموار کرتا ہے اسی طرح خدا سے رابطہ بچے پر اچھا اثر ڈالتا ہے اور بچے کی سعادت کی راہ ہموار کرتا ہے۔

تیسرا نقطہ سب سے اہم ہے وہ حرام غذا ہے اس بچے کی کیا حالت ہوگی جس کا گوشت پوست اور ہڈیاں حرام غذا سے بنی ہوں۔ یہ نہیں معلوم کہ کس حد تک درست ہو لیکن روایت ہے

اور تجربہ سے ثابت ہے علامہ مجلسی کے بارے میں ایک واقعہ بیان کیا جاتا ہے۔ علامہ مجلسی اسلام کہ ایک بہت بڑے عالم تھے وہ فقیہ تھے محدث تھے اور ایک کامل عارف تھے۔ بہت نیک انسان تھے۔ اور علامہ مجلسی دوم وہ ہیں جنہوں نے کتاب جار کو لکھا ہے اور شعیوں کی بہت خدمت کی۔ جتنی شیعوں کی خدمت علامہ مجلسی دوم نے کی ہے علماء کے درمیان کم ہی اس کی مثال ملنے میں آئی ہے۔

کہا جاتا ہے علامہ مجلسی دوم 7 سال کے بچے تھے باپ کے پیچھے مسجد میں آئے درزانہ مسجد میں آتے تھے۔ وہ ایک رات مسجد میں نہ گئے بلکہ مسجد کے صحن میں کھیلتے رہے۔ ایک سقا نے پانی کی مشک صحن میں رکھی اور نماز کے لئے اندر چلا گیا۔ اس سات سالہ بچے کو ایک سوئی مل گئی۔ اس نے سوئی مشک میں ماری۔ پانی کی دھار نکلی جو بہت دور تک جارہی تھی بچے کو مزا آتا رہا بلاخر نماز ختم ہوگئی اور مشک کا پانی بھی بہہ گیا۔ سکا نے دیکھا کہ مشک کو سوراخ ہے۔ اس نے پوچھا کہ کس نے یہ سوراخ کیا ہے؟ لوگوں نے کہا کہ علامہ مجلسی کے بیٹے نے یہ واقعہ آہستہ آہستہ علامہ مجلسی تک پہنچا۔ علامہ مجلسی اول اس واقعہ سے بہت ناراض ہوئے۔ کہتے ہیں علامہ مجلسی گھر آئے اپنی بیوی سے کہا کہ جس جس چیز کی مواظبت کرنی تھی میں نے کی نطفہ منعقد ہونے سے پہلے اور نطفہ منعقد ہوتے وقت جو جو دستور تھا میں نے عمل کیا غذا کے لحاظ سے بھی مواظب تھا۔ بچے نے جو کام کیا اور جو گل کھلائے ہیں تو تمہاری کسی غلطی کی وجہ سے ہوا ہوگا۔ سوچیں دیکھیں کہ تم نے کیا کیا تھا کہتے ہیں کہ اتفاقاً اس کو یاد آ گیا۔ اس نے کہا کہ ہاں میرا قصور ہے جب میں حاملہ تھی میں ہمسائے کے گھر چلی گئی کیونکہ مجھے ان سے کام تھا۔ جب واپس آرہی تھی تو ان کے دالاں میں انار کا درخت تھا میں نے سوچا کے یہ انار کھٹا ہوگا چونکہ میں حاملہ تھی اس لئے کھٹائی کو دل چارہا تھا۔ میں نے سیفٹی پن اپنی قمیض سے اتاری اور انار میں ماری اور چوسا انار میٹھا تھا۔ میں نے انار کو چھوڑ دیا اور صاحب خانہ کو نہ بتایا کہتے ہیں کہ علامہ مجلسی دوم کی والدہ نے حمل کے دوران جو سوئی

پھل میں ماری اور اسکو چوسا۔اس غصبی پانی نے اس بچے پر اثر ڈالا اور اس 7 سالہ بچے نے سوئی سقا کی مشک میں ماردی۔ یہ واقعہ کس حد تک درست ہو مجھے نہیں معلوم لیکن پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا ہے "**لا لا ید خل الجنه من نبت لحمد من السهت النار اولی له**" جس کا گوشت پوست اور ہڈیاں حرام سے بنی ہوں یہ جہنم میں جانے کیلئے سزاوار ہے یعنی سعادت کی نسبت یہ بدبختی کے لئے مناسب ہے یعنی حرام غذا عجیب اثر رکھتی ہے علامہ مجلسی کا واقعہ صحیح ہو یا نہ قرآن یہ فرماتا ہے۔"**ان الذین یا کلون اموال الیتامی ظلما انما یا کلون فی بطو نهم نار او سیصلون سعیراً**" یعنی جو یتیم بچوں کا مال کھاتے ہیں وہ لوگ جو مال حرام کھاتے ہیں یہ خیال نہ کریں کہ غذا کھا رہے ہیں بلکہ یہ جان لیں کہ آگ کھا رہے ہیں مرحوم صدر المتالہین ؒ ایک کتاب میں لکھتے ہیں میں نے دو افراد کو غیبت کرتے دیکھا کہ اسی وقت ان کے منہ سے آتش باہر آئی ہے وہ لوگ جو چشم بصیرت رکھتے ہیں وہ دیکھتے ہیں کہ حرام غذا آتش ہے انہیں حرام غذا معنوی پیپ وخون دکھائی دیتا ہے ایک بزرگ عالم کو ایک ظالم حاکم سے کام تھا۔ایک عورت کا بچہ گم ہو گیا تھا۔وہ عورت اس عالم کے پاس آئی اور کہا کہ میں نے اپنا بچہ آپ سے لینا ہے وہ عالم مجبور ہو گئے تو دستر خوان بچھا ہوا تھا۔عالم بزرگ نے حاکم سے کہا وہ عورت بچہ مجھ سے لینا چاہتی ہے اور میں وہ بچہ تم سے چاہتا ہوں۔اس بچے کو ڈھونڈو۔حاکم وقت نے کہا آؤ کھانا کھاؤ۔انہوں نے نہ کھایا۔اس نے اصرار کیا بزرگ عالم نے غذا نہ کھائی حاکم نے اسے ڈرایا کہ ضرور آج رات یہاں سے کھانا کھاؤ عالم نے کھانا ہاتھ میں لیا اور دبایا ان کی انگلیوں کے نیچے سے خون نکلنا شروع ہوا۔عالم نے کہا کیا کروں کھانا کھاؤں یا خون جب لوگوں کے مال اور خون کو چوس کر غذا تیار کی جائے یہ غذا نہیں اگر چہ ظاہراً پلاؤ اور گوشت نظر آ رہا ہے لیکن چشم بصیرت رکھنے والوں کو مردار پیپ اور خون دکھائی دیتا ہے اس طرح حرام غذا بچے پر اثر ڈالتی ہے وہ گناہ بھی اسی طرح ہے۔جس کے بارے

ابھی عرض کر رہا تھا جو عورت حاملہ اور غیبت کر رہی ہے قرآن کی رو سے جو غیبت کرتا ہے وہ مردے کا گوشت کھاتا ہے۔

"یا یھا الذین امنوا جتنبو اکثیرامن الظن ان بعض الظن اثم ولا تجسسوا ولا یغتب بعضکم بعضا ایحب آحد کم ان یا کل لحم اخیہ میتا فکر ھتموہ و تقوالہ ان اللہ تواب رحیم"

اے وہ شخص جو کسی کی غیبت کر رہا ہے۔لوگوں کی عدم موجودگی میں باتیں کر رہا ہے۔لوگوں کی بری صفات کو ان کی پیٹھ پیچھے بیان کر رہا ہے اور لوگوں کی شخصیت کو تباہ کر رہا ہے۔تم مردار کا گوشت کھانا چاہتے ہو اگر مردار کا گوشت نہیں کھانا چاہتے تو غیبت سے بچو کیونکہ غیبت کرنا مردار کا گوشت کھانا ہے یہ تھا قرآن کی رو سے روایت کی رو سے بھی بے شک یہی ہے ایک عورت پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے پاس مسئلہ پوچھنے آئی پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے بتایا اور عورت چلی گئی۔عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا نے پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے کہا یا رسول اللہصلی اللہ علیہ والہ وسلم اس کا قد کتنا چھوٹا ہے پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو غصہ آیا آپ کا رنگ مبارک بدل گیا۔آپ نے فرمایا عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا تم نے غیبت کیوں کی؟ اس کے بعد آپصلی اللہ علیہ والہ وسلم حکم دیا اور عائشہ نے قے کی۔تھوڑا سا گندا گوشت ان کے اندر سے نکلا عائشہ نے کہا یا رسول اللہصلی اللہ علیہ والہ وسلم کل میں نے گوشت نہیں کھایا یہ گوشت کہاں سے آ گیا آپصلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کیا تم نے قرآن میں نہیں پڑھا قرآن فرماتا ہے **"ولا یغتب بعضکم بعضا ایحب احد کم ان یا کل لحم اھیہ میتا فکر ھتموہ"**

جو غیبت کرے اس نے اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھایا پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے بارے میں نقل کرتے ہیں کہ انہوں دستور دیا سب روزہ رکھیں اور افطار کے وقت آئیں پہلے

اجازت لیں پھر افطار کریں۔لوگ گروہ در گروہ پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے پاس آئے۔ایک بوڑھا آدمی بھی خدمت رسولصلی اللہ علیہ والہ وسلم میں آیا اور اس نے کہا اے اللہ کے رسول میں نے روزہ رکھا ہے اور میری بیٹیوں نے بھی روزہ رکھا ہے آپ اجازت دیں ہم افطار کریں۔آپصلی اللہ علیہ والہ وسلم نے نے فرمایا تمہارا روزہ ہے افطار کرلو لیکن تمہاری بیٹیوں کے روزے نہیں اس نے کہا یا رسولصلی اللہ علیہ والہ وسلم مجھے معلوم ہے ان کے روزے ہیں آپصلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا جاؤ اور ان سے کہو۔قے کریں وہ شخص آیا ملکوتی گفتار نے ان کی ملکوتی آنکھیں بنا دیں انہوں نے قے کی۔گوشت کے 2 ٹکڑے ان کے منہ سے نکلے۔بوڑھا آدمی خدمت پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم میں آیا اور کہا کہ اے اللہ کے رسول انہوں نے گوشت نہیں کھایا تھا پتہ نہیں یہ گوشت کہاں سے آیا؟ آپصلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا جو غیبت کرے وہ مردار کا گوشت کھاتا ہے اگرچہ ظاہر روزہ صحیح ہے لیکن حقیقت میں روزے کو باطل کر دیتا ہے۔حقیقت میں انہوں نے گلا سڑا گوشت کھایا ہے۔

حاملہ عورت سے کہتا ہوں اے عورت اگر تو حاملہ ہے تو اپنی زبان پر کنٹرول کر اپنے بچے کو بے چارہ نہ کر۔گلا سڑ مردار گوشت نہ کھاؤ۔جس طرح یہ تمہارے دل پر اثر ڈالتا ہے اسی طرح تمہارے بچے پر اثر ڈالتا ہے حالت حمل میں مقوی اور لطیف غذا کسطرح اثر انداز ہوتی ہے اسی طرح آلودہ غذا بچے پر اثر ڈالے گی اسی طرح حلال غذا، حرام غذا اور گناہ بچے پر اپنا اپنا ڈالتے ہیں اگر ایک عورت اڑتی ہوئی باتوں کو ہوا دے حقیقت میں یہ تہمت ہے کیوں کہ اڑتی ہوئی باتوں کا مطلب یہی ہے ایسی چیز کے بارے میں معلوم نہیں صحیح ہے یا نہیں اڑتی ہوئی بات تہمت ہے میں اور آپ اگر بیان کریں تو تہمت کا بیان کرنا ہے تہمت کا بیان کرنا خود تہمت لگانا ہے۔

روایات میں ملتا ہے جو کسی پر تہمت لگائے روز قیامت اسے ایک خون کے ٹیلے پر روک لیا

جائے گا اور کہا جائے گا کہ اس تہمت کا جواب دو لیکن وہ اس کا جواب نہیں دے سکے گا۔ جب تک جواب نہیں دے گا اس ٹیلے پر رو کا رہے گا۔ جو اڑتی ہوئی باتوں کو ہوا دیتا ہے وہ بھی اسی طرح ہے روایت کا مطلب یہ ہے جو تہمت لگاتا ہے وہ خون کھاتا ہے۔ اگر چہ نہیں دیکھتا اور خود متوجہ نہیں ہے سوچتا ہے کہ باتیں کر رہا ہے دوسرے کی شخصیت کو تباہ کر رہا ہے یا خیال کرتا ہے کہ سیاست کا اظہار کر رہا ہے حالانکہ نئی نئی باتوں کو پھیلاتا ہے رمضان میں اڑتی ہوئی باتیں جھوٹ۔ غیبت اور تہمت نہیں ہونی چاہیے اور ہمیں معلوم ہونا چاہیے کہ یہ چیزیں روزے کو باطل کر دیتی ہیں خواتین کو سفارش کرتا ہوں مواظب رہیں حمل کے دوران اس طرح کے گناہ نہ کریں کیونکہ یہ گناہ مردار کھانے کے برابر ہیں خون کھانے کے اگر کوئی آلودہ کھائے خود بھی مسموم ہوتا ہے اور بچہ بھی اس کے پیٹ میں مسموم ہو جاتا ہے۔ لیکن یہ زیادہ اہمیت نیں رکھتا ہے زیادہ سے زیادہ یہی ہوگا کہ خود مر جائے گا اور بچہ مر جائے گا لیکن خدا نہ کرے کے کوئی خود یا بچہ روحی لحاظ سے سموم ہو جائے۔ اس بارے میں قرآن فرماتا ہے جو روحی لحاظ سے مسموم ہو جائے۔ وہ متحرک ہر کتے درندے اور کینسر کے ہر جراثیم سے زیادہ پست ہے۔ "ان شر الدواب عند الله الصم البکم الذین لا یعقلون" خود ماں حرام غذا نہ کھائے اگر غذا مشکوک ہے۔ تو دعا بسم اللہ اور خدا کے توسل کے ذریعے اس کی آلودگی کو دور کرے باپ سے خود بھی سفارش کرتا ہو وہ یہ کہ تمہارے گھروں میں حرام غذا نہ ہو اور تقاضا کرتا ہوں جب عورت حاملہ ہو بچہ ماں کے پیٹ میں ہو اپنے کسب دولت اور غذا جو گھر میں لاتے ہو ان سب کے مواظب رہو کیونکہ اس کا عجیب اثر ہے ایک بزرگ کے بارے میں نقل کرتے ہیں وہ جیان کرتے ہیں کہ میری عجیب حالت ہوگئی نماز شب پڑھنے کی حالت نہ رہی اول وقت نماز پڑھنے کی حالت نہ رہی نماز اور خدا کے رابطہ سے مجھے ایسی لذت محسوس نہیں ہوتی تھی۔ تعجب کرتا تھا یہ کیا ہوا؟ بہت گریہ زاری کیا دعا کی لیکن کسی مقام پر نہ پہنچ سکا۔ ایک رات میں نے خواب میں دیکھا کہ لوگ مجھے کہہ رہے ہیں جو حرام کھجور کھائے پھر وہ

عبادت کا دوست نہیں عبادت سے اسے مزہ نہیں آتا۔وہ کہتا ہے میں خواب سے بیدار ہوا میں نے دیکھا کہ ہاں میں نے کچھ کھجوریں خریدیں تھیں دوکاندار نے مجھے کھجوریں دیں تو ایک کھجور کچی تھی میں نے مالک کی اجازت کے بغیر وہ کچی کھجور اس کھجوروں میں رکھدی اور ایک اچھی کھجور کو کھالیا۔اس کھجور نے اس پر اتنا اثر ڈالا کہ معنوی حالت اس سے چھن گئی۔

روایت میں ملتا ہے اگر تم چاہتے ہو کہ تمہاری دعائیں قبول ہوں تو حرام غذا نہ کھا تمہاری غذا آلودہ اور مشکوک نہ ہو قطہ سوم اگر چہ بہت مشکل ہے لیکن بہت ضروری ہے۔

نقطہ چہارم ایک مفصل گفتگو ہے لیکن اشارہ کرتا ہوں عورت مواظب رہے کہ مضطرب و بے چین نہ رہے جب وہ حاملہ ہے تو اپنے آپ کو خوش رکھے غم نے کھائے کیونکہ غم نہ کھائے کیونکہ غم و غصہ بچے پر اثر انداز ہوتا ہے بے چینی اور اضطراب سے بچہ متاثر ہوتا ہے۔غصے کی وجہ سے جو اضطراب پیدا ہوتا ہے وہ بچے پر اثر ڈالتا ہے اس نو ماہ میں ماں عادی حالت میں رہے۔اگر خدا انخواستہ گھر میں اختلاف ہے تو بچے پیدا نہ ہوں اور بچے ہوں تو گھر میں اختلاف نہ ہو عورت غصہ نہ کرے ڈنگ مارنے والے حروف عورت کی طرف سے نہ ہوں۔مرد اس عورت کو ناراض نہ کرے اور اگر جان لے کہ اگر عورت بے چین پریشان رہے تو بعض اوقات عورت پر اتنا اثر ہوتا ہے کہ اس کا بچہ معذور ہو جاتا ہے۔یا معمولاً یہی کہا جاتا ہے کہ خدا کی خلقت میں کوئی نقص نہیں ہاں اگر چہ معذور ہو جائے تو قانون وراثت کا قصور ہے یا ماں کا اور اس کے غم و غصے کا اور بے چینیوں کا یہی چاند گرہن جو عوام میں مشہور ہے کہتے ہیں کہ یہ اضطراب و پریشانی اور بے چینی کی وجہ سے ہے عورت ہلتی ہے جب ہلتی ہے تو ایک پریشانی پیدا ہوتی ہے جس کا بچہ پر اثر ہوتا ہے۔اور بچے کے بدن پر داغ بن جاتا ہے بعض اوقات بچہ گونگا ہوتا ہے کہتے ہیں یہ اس پریشانی کے اثر کی وجہ سے ہے جو ماں میں پیدا ہوتی ہے اگر بچہ جسمانی لحاظ سے صحیح بھی ہو تو روحی لحاظ سے صحیح نہیں رہتا پریشانیاں بچے کی استعداد کو ختم کر دیتی ہیں پریشانیاں بچے کو خراب کر دیتی ہیں اور بچے کو بیمار

بنا دیتی ہیں اسی طرح سے ناراضگی اگر ناراضگی گھر میں آ گئی تو پھر بھی بچہ صحیح نہیں ہوگا اس لیے خواتین اکثر اوقات خوش رہا کریں۔ بقول ماہر نفسیات گر خوشی کو مجسم کیا جائے تو یہ ایک عورت بنتی ہے لیکن معمولاً بے جا غم وغصہ اور بے جا بے چینی اور ناسازگاری عورت سے خوشی چھین لیتی ہے۔

اگر عورت خوش نہ رہے تو جو بچہ اس کے پیٹ میں پرورش پا رہا ہے وہ اس کے پیٹ میں خوش نہیں رہتا ابتداء سے ہی ناخوش ہے شروع سے غصہ کھانے والا ہے شروع سے ہی جکڑا ہوا ہے۔ دوسرا یہ کہ غم وغصہ کسی کام کو درست نہیں کرتا کسی گرہ کو نہیں کھول سکتا ہے۔ اگر تمہیں کوئی مشکل پیش آئے تم لوگ صبح شام تک غم کرو یہ غصہ کسی گرہ کو نہیں کھول سکتا۔ غم وغصہ انسان کی تقدیر میں اچھا اثر نہیں ڈالتا اگر برا اثر نہ بھی ڈالے روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ غم وغصہ مشکلات ایجاد کرتا ہے۔

یعنی اگر کوئی اپنی دنیا اور مشکل کی خاطر غمگین ہو تو اس کے کاموں میں مشکلات اور پھیلاؤ پیدا ہو جاتا ہے لیکن اگر کسی کا غم آخرت ہو اسکی خاطر پریشان ہو تو خدا اس کی دنیا و آخرت کی اصلاح کر دیتا ہے۔

غم وغصہ مشکل کشا نہیں ہے جو چیز مشکل کشا ہے وہ صدقہ اور دعا خدا سے راز و نیاز خدا سے رابطہ رکھتا ہے یہ چیزیں انسان کی زندگی پر اثر ڈالتی ہیں جس طرح گناہ انسان کی تقدیر پر اثر رکھتا ہے خدا سے راز و نیاز بھی اسی طرح انسان کی تقدیر پر اثر رکھتا ہے اگر عورت کو غصہ آئے تو اپنے غصے پر ڈٹی نہ رہے مخصوصاً اس روایت پر توجہ رکھتے ہوئے جو میں نے پڑھی تھی۔ سب کے سب خصوصاً عورت مواظب رہے کہ بے چین نہ رہے بے چینیاں کبھی غصے کی وجہ سے پیدا ہوتی ہیں اور کبھی بری صفات کیوجہ سے یعنی عورت مثلاً حاسد ہے کوئی چیز دیکھ کر اس کا حسد گل کھلاتا ہے۔ آگ بگولا ہو جاتی ہے اس سے جو بے چینی پیدا ہوتی ہے بچے پر اثر ڈالتی ہے۔

کبھی اس طرح ہوتا ہے کہ عورت متکبر ہے اگر کوئی ایسی چیز دیکھتی ہے جو اس کی طبیعت کے مطابق نہیں تو پریشان ہو جاتی ہے اور یہ بچے پر اثر ڈالتی ہے۔ کبھی بھی غصے کے لئے وہ بری صفات نہیں ہونی چاہیے بلکہ بالکل غصہ نہ ہو صرف خوشی ہو یہ بھی بتا دوں کہ جو چیز گھر میں ناراضگی لاتی ہے وہ گناہ ہے۔ گناہ خود بخود انسان کے لئے ناراضگی لاتا ہے۔ انسان کے اندر ایک ایسی حالت پیدا کرنا جیسے کہ اس کی کوئی چیز گم ہو گئی لیکن اسے معلوم نہیں کہ کیا ہوا ہے قرآن اور روایت کی رو سے معلوم ہوتا ہے گناہ کی وجہ سے ہے لیکن کبھی یہ ناراضگی غم وغصہ کی وجہ سے ہے کبھی پریشانی کی وجہ سے ہے جو مسلمانوں میں نہیں ہونی چاہیے اصولاً غم وغصہ انسان کے لئے بہت مضر ہے غم وغصہ روح کو ختم کر دیتا ہے اور بقول لوگوں کے کہ گویا ٹوٹے ہوئے ہاتھوں اور ٹوٹے ہوئے دل کے ساتھ کام کی طرف بڑھتا ہے اور غصہ والا اپنے کام کو نہیں پہنچتا اس کے علاوہ انسان کو جسمانی اور روحانی لحاظ سے سست کر دیتا ہے۔

اطباء کہتے ہیں اکثر درد و غم غصہ کی وجہ سے ہیں روماٹیسم ٹانگوں کا درد سر درد زخم معدہ انتڑیوں میں زخم دانتوں کا درد اور دانتوں کا گرنا یہ سب بیماریاں غصہ کی کہ وجہ سے ہیں۔ اس کے علاوہ اس سے اعصاب یعنی پٹھے کمزور ہو جاتے ہیں جب اعصاب کمزور ہو جائیں تو انسان کی دنیا و آخرت ختم ہو جاتی ہے اسکا اثر ہوتا ہے ماں کے پیٹ میں موجود بچے کے اعصاب کمزور ہو جاتے ہیں اور بچہ مغرور ہو جاتا ہے ان غم وغصہ کی وجہ سے ہی درد پیدا ہوتے ہیں اور اس کا کوئی بھی فائدہ نہیں ہے آپ ایک سال غصہ کھائیں صرف یہی ہو گا مشکلات پیش آتی رہیں گی اور بس۔

ایک واقعہ بیان کیا جاتا ہے صحیح ہو یا نہ نہیں معلوم روایت کی نظر سے صحیح ہے کہتے ہیں کہ عشق کی وجہ سے اسکی پیشانی میں گرہ ڈل گئی۔ آہستہ آہستہ لیلیٰ کے گھر والے راضی ہو گئے کہ لیلیٰ کی شادی مجنوں سے کر دیں کے مجنوں کے گھر والے خوستگاری کیلئے گئے اور مجنوں کو ساتھ لے گئے۔ جب لیلیٰ کے گھر والوں نے مجنوں کو دیکھا کے اس کی پیشانی میں گرہ ہے بقول ماہرین نفسیات مجنوں کو جلد بڑھاپا آ گیا غم کی وجہ سے بڑھاپا آنا یہ ایک بہت خطرناک بات ہے۔ انہوں نے دیکھا کے

مجنوں میں ابھی سے بڑھاپے کے آثار ہیں تو انہوں نے لیلیٰ کا رشتہ نہ دیا اس وقعہ کے بعد عارف ایک جملہ نقل کرتے ہیں۔ وہ جملہ ضرور ہماری نظروں میں رہنا چاہیے اور وہ جملہ یہ ہے کہ مجنوں کی پیشانی میں گرہ نے اس کے کام میں گرہ ڈالی۔

یہ کتنی اچھی بات ہے غصہ کام میں گرہ ڈال دیتا ہے عموماً غم وغصہ کام میں گرہ یعنی رکاوٹ ڈالتے ہیں **''لامن اصبح و کان همه الدنیا شت الله امره''** آخر میں ایک نقطہ آپ کو بتادوں کہ ہمارے سارے غصے بیجا ہیں اور 90% غم وغصہ خور کی طرح ہیں مشہور ہے کہتے ہیں ایک شخص بنام علی بہت غصہ خور آدمی تھا اگر ہم دیکھیں تو یہ سب کے غصے بھی علی غصہ خور کیطرح ہیں۔

کہتے ہیں یہ علی بہت غصہ کھاتا ہے ایک دن اس کی عورت نے تصمیم کی کہ اس کو غصہ نہ آئے لہذا اس نے اسے گھر سے باہر نہ جانے دیا۔ گھر میں اس کے لے بہترین غذا جو اس کو پسند تھی اس کے لئے تیاری کی بچوں کو بھی گھر سے باہر نکالا اور گھر میں خلوت رہی تا کہ اس کو کسی بات پر غصہ نہ آئے ظہر تک اس نے بہت خیال رکھا۔ ظہر کے وقت وہ چاہتا تھا کہ ٹائلٹ جائے یہ تو بیوی نہیں کہہ سکتی کہ ٹائلٹ نہ جاؤ ٹائلٹ باہر دروازے کے قریب تھا۔ یہ ٹائلٹ گیا واپس آیا تو بیٹھ کر اس نے سر اپنے رانو میں رکھا کیونکہ اس کو غصہ آرہا تھا۔ بیوی نے پوچھا علی آج کیا بات ہے؟ آج تمہیں کیا ہوا۔ آج میں نے آپ کو باہر نہیں جانے دیا تا کہ آپ کو غصہ نہ آئے آدمی نے جواب دیا۔ جب میں باہر کے دروازے کے قریب گیا تو میں نے دیکھا کہ گدھا آرہا ہے اور اس کی دم نہیں ہے۔ بیوی نے کہا آپ کو کیا اس کی دم نہیں تو نہ ہو۔ اس نے جواب دیا ہاں یہ گدھا جو آرہا تھا شاید گر جاتا اور کوئی مجھے کہتا کہ آؤ اس کو کھڑا کریں اس کی تو دم نہیں تھی میں اس کو کیسے کھڑا کرتا۔

یہ تھی ایک مثال لیکن جب ہم اپنے آپ کو دیکھیں خصوصاً عورتیں، دیکھیں تو ان کے غم وغصہ کچھ اسی طرح کے ہیں فضول غصے خصوصاً خواتین میں یہ عام ہے ایک عورت کی چادر دیکھ کر دل میں غم کرتی ہے کاش ایسی چادر میری بھی ہوتی ۔ اسی طرح کبھی کسی لباس کو دیکھ کر غصہ کھاتی ہیں خصوصاً عورتوں میں جو عجیب وغریب چیز جو موجود ہے وہ یہ کہ جب کسی محفل میں جائیں گی

جب گھر آئیں تو اگر ان سے پوچھا جائے کہ ان کا لباس کیسا تھا اگرچہ اس محفل میں 20 لوگ موجود ہوں پھر بھی ہر ایک کے بارے میں بتا سکتی ہیں کہ ہر ایک نے کونسا لباس پہنا تھا اس کو غصہ آتا ہے ہمارا غم وغصہ دین کے لئے نہیں ہوتا ہے۔ اگر کوئی غم کرنا چاہتا ہے تو انقلاب کا غم کرے محاذ پر موجود جوانوں کا غم کرے۔ جنگی حالات کا غم کرے اور آدھی رات کو اٹھ کر دعا مانگے تا کہ یہ نہگ جلد اپنے مقلذ تک پہنچ جائے انشاءاللہ یہ جنگ ختم ہو جائے گی اور اسلام کے نفع میں ختم ہو گی جب کوئی انسان انقلاب اور محاذ کا غم کھائے تو پھر چادر اور دوسروں کے گھروں کے غم کا کوئی مطلب نہیں یہ دنیا گزر جائے گی جیسے بھی گزرے۔

ہم سب خصوصاً عورتیں دنیا کی خاطر غم نہ کریں۔ گھر کے ماحول کو سرد نہ بنائیں۔ جو عورتیں حاملہ ہیں خدا کی اس امانت کی مواظب رہیں اور اس امانت کو اچھا بنا کر معاشرے کے حوالے کریں۔

درس ۷

باب ۵

ماں کے دودھ کی تاثیر:

ہماری گفتگو دودھ کے بارے میں ہے۔ ماں کا دودھ بچے کے لئے ایک غیر معمولی اور کامل غذا ہے۔ ایک کامل سالم غذا ہے۔ جو بچے ماں کا دودھ پیتے ہیں استعداد اور خوشی کے لحاظ سے عموماً غیر معمولی برتری رکھتے ہیں ایسے بچوں پر جنہوں نے ماں کا دودھ نہیں پیا یا کم پیا ہو اور یہ بچے کا ماں پر حق ہے قرآن میں سفارش کی گئی ہے کہ بچے کے اس حق کو پورا کرو اور قرآن فرماتا ہے کہ اس کا پورا حق یہ کہ اسے پورے 2 سال دودھ پلائیں۔

"والدادات یر ضعن اولادھن حولین کاملین لمن اراداں یتیم الرضاء وعلی المولودلہ رزقھن و کسوتھن بالمعروف لا تکلف نفس الاوسھا لاتضار والدة بولد ھا ولا مولودلہ بولدہ وعلی الوارث مثل ذالك فان اراد فصالاً عن تراضٍ منھما وتشاورفلاجناح علیھما وان اردتم ان تستر ضعواالاد کم فلا جناح علیکم اذا سلمتم ماآتیتم بالمعروف واتقو اللہ واعلمو ان اللہ بما تعلمون بصیرہ بقرہ" 223

مائیں اپنے بچوں کو دودھ 2 سال پلائیں اگر چاہتی ہیں کہ ان کے حق کو اچھی طرح ادا کریں۔ بچے کا حق ہے کہ 2 سال دودھ پلائے اگرچہ اس کے ساتھ ساتھ غذا بھی کھلائے تو گویا اس نے بچے کی استعداد خوشی اور اس کی قوت اور بنیاد میں اس کی بہت مدد کی ہے۔

جن چیزوں کا ماں کو لحاظ رکھنا چاہیے وہ چار شرطیں ہیں جن کے بارے میں کل بتایا تھا یہ چار

شرطیں یہاں بہت ضروری ہیں۔ دودھ بچے پر بہت اثر ڈالتا ہے۔ جسطرح اگر ماں مقوی غذا کھائے اس سے جو دودھ بنے گا وہ اس بچے کی بنیاد اور قوت پر اثر ڈالے گا ماں کی روحی کیفیت بھی اس کے دودھ پر بہت اثر انداز ہوتی ہے وہ چار شرطیں جن کہ بارے میں کل گفتگو کی تھی۔ وہ یہ ہیں اور بہت اہم ہیں۔

پہلی شرط یہ ہے کہ مان متقی ہو۔ ماں مواظب رہے کہ خصوصاً دودھ پلانے کے عرصے میں کوئی گناہ اس سے سرزد نہ ہو۔ کل اس کی تشریح کی تھی آج پھر دہراتا ہوں مائیں اس بات پر غور کریں۔ میں نے کہا تھا اگر ایک ماں خراب گوشت کھائے گی اور اس گوشت میں جراثیم ہوں تو وہ خود بخود ماں کو اور اس کے پیٹ میں موجود بچے کو مسموم کر دیتا ہے بالکل ایسے ہی جیسے ماں کی ایک غذا کو کھائے تو اس کے منہ سے خوشبو آتی ہے۔ لہذا روایات پڑھتے ہیں ماں مواظب رہے حمل کے دوران لطیف غذا کھائے۔ میں نے کہا تھا اگر غذا کے لحاظ سے ایسا ہے تو معنوی لحاظ سے بطریق اولی ایسا ہے لیکن جو ماں عفیف نہیں وہ نہ صرف خود کو آلودہ کر دیتی ہے وہ بھی آلودہ ہوتا ہے اور یہ تاثیر دودھ میں بہت زیادہ ہے۔

ماں مواظب رہے کے گناہوں کیوجہ سے دودھ کو آلودہ نہ کرے غیبت کرنا مردے بھائی کا گوشت کھانا ہے یہ انسان کے دل اور روح پر اثر ڈالتا ہے اور اس کی روح کو ناراض کر دیتا ہے مخصوصاً خدا سے رابطہ اور مستحبات بھی اسی طرح دودھ پر اثر ڈالتے ہیں۔ بچہ جو آلودہ دودھ پیتا ہے جس میں معنوی جراثیم ہیں تو یہ بچہ معنوی لحاظ سے مسموم ہو جاتا ہے۔ اس لئے پہلی شرط تقوی اور خدا سے زابطہ رکھنا ہے۔

شیخ انصاری کی ماں کو لوگ کہتے ہیں شاباش کتنا اچھا بچہ معاشرے کو دیا ہے شاباش تمہیں اور تمہارے دودھ کو جس نے شیخ انصاری جیسا بچہ معاشرے کو دیا شیخ انصاری عالم تشیع کا افتخار ہیں۔ علم وعمل کے لحاظ سے بہت بلند تھے لوگ آرزو کرتے کہ کاش ہم بھی اس بچے کی طرح ہو جائیں اور اس کی ماں

سے کہتے تھے شاباش۔ان کی والدہ جواب دیتی تھیں میں اس بچے سے اس سے زیادہ توقع رکھتی تھی کیونکہ میں 2 سال دودھ پلانے کے دوران کسی وقت بھی بے وضو نہیں ہوتی تھی۔نصف شب میرا بچہ روتا تھا دودھ پینا چاہتا تھا میں بیدار ہوتی پہلے وضو کرتی پھر اپنے بچے کو دودھ پلاتی تھی وہ عورت جو نماز پڑھتی ہے نماز شب کے دوران اپنے بچے کو دودھ پلاتی ہے اس عورت سے بہت تفاوت رکھتی ہے جو بالکل نماز نہیں پڑھتی۔وہ بچے کو آگ دیتی ہے نہ کہ دودھ۔وہ ماں جس کی زندگی میں غیبت، تہمت افواہ پھیلانا بہت ہو وہ بچے کو آگ دیتی ہے نہ کہ دودھ۔وہ عورت جس کا خدا کی بجائے شیطان سے رابطہ محکم ہے بچے کو مسموم کر دیتی ہے بچے کا حق ہے اس کو سالم دودھ دیا جائے لہذا ماؤں سے تقاضہ کرتا ہوں کہ وہ جب بچوں کو دودھ پلائیں تو ان کا خدا سے رابطہ محکم ہو۔شیطان سے بالکل رابطہ نہ ہو۔ماؤں سے تقاضا کرتا ہوں وہ یہ کہ جب بچوں کو دودھ دیں پہلے بسم اللہ کہیں مواظب رہیں دودھ پلاتے ہوئے برے خیالات اور وسوسے کو نہ نزدیک آنے دیں ماؤں سے تقاضا کرتا ہوں اگر ہو سکے تو بچوں کو دودھ باوضو ہو کر پلائیں۔دودھ پلانے سے پہلے اپنے گناہوں سے توبہ کریں۔پہلے کہیں استغفر اللہ اور پھر دودھ پلائیں لیکن استغفر اللہ دل سے کہیں یا اپنے آپ کو گناہگاروں میں شمار کریں۔پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم اس عظیم مقام کے باوجود دن میں 70 یا 100 مرتبہ استغفار پڑھتے تھے۔''لا انی لا استغفر اللہ فی الیوم ماۃ مرۃ'' میں پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہو کر دن میں 100 مرتبہ استغفار کرتا ہوں۔یہی اٹھنا بیٹھنا کھانا پینا اور سونا پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے لئے آلودگی لاتا ہے جب ایسا ہو تو قلب پھول کی طرح ہے بلکہ پھول سے زیادہ لطیف ہے جو جلد میلا ہو جاتا اور مرجھا جاتا ہے اس پژمردگی کو رفع کرنے کے لئے استغفار کی ضرورت ہے ہم سب نہ صرف زبان سے بلکہ دل سے استغفار کریں۔دل سے اپنے آپ کو گناہگار سمجھیں دل میں توبہ کی حالت پیدا ہو اور اس بحث میں ماؤں سے تقاضا کرتا ہوں کہ بچوں کو دودھ پلانے سے پہلے توبہ کریں دل بول اٹھے پروردگار میں گنہگار ہوں۔دل میں ایک انقلاب پیدا ہو اور بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھ کر بچے کو دودھ پلائے یہ تھی پہلی شرط۔

شرط دوم:

اضطراب اور پریشانیوں کے بارے میں تھی جو بہت اہم ہے اگر پریشانی کی حالت میں بچے کو دودھ پلایا جائے ممکن ہے وہ دودھ بچے کو گونگا کردے۔ممکن ہے بچے کو ظاہراً معذور بنادے اور اگر بچے کو گونگا نہ بنائے اور ظاہری طور پر معذور بھی نہ کرے بچے کی روح پر رور اثر ڈالے گا اس کی استعداد اور خوشی پر اثر ڈالے گا۔وہ عورتیں جن کے دل مردہ ہیں خوش نہیں ہیں جنہوں نے اس مردہ دل اور ناخوشی کو میراث میں پایا ہے۔انسے تقاضا کرتا ہوں مواظب رہیں مردہ دلی اور ناخوشی بچوں میں منتقل نہ ہو۔جو انسان ناخوش اور مردہ دل ہو وہ معاشرے کا مشکل کشا نہیں ہوسکتا عورتوں سے سفارش کرتا ہوں اگر تمہاری بیٹیاں مردہ دل ہوں گی تو شوہر سے اچھی طرح زندگی نہیں گزار سکیں گی۔بہت سی طلاقوں کا سرچشمہ یہی ہے اگر تمہارا بیٹا غصہ خور اور نہ خوش ہوا تو وہ معاشرے میں نہیں گزار سکتا وہ گوشہ نشینی اختیار کرتا ہے معاشرہ اس کو رد کردیتا ہے۔

ایک مصنف کا ایک جملہ ہم سب کیلئے بہت اچھا ہے مخصوصاً عورتوں کے لئے دودھ پلاتے وقت لکھتے ہیں کہ میں یورپ میں پڑھتا تھا صبح جب بیدار ہوا تو میں بہت تھکا ہوا تھا۔میں نے کہا ہائے افسوس ابھی ایک دن اور بھی ہے۔کہتے ہیں کہ اس ناخوشی کی حالت میں اپنے سرہانے سے اخبار اٹھایا اخبار کا مطالعہ کیا میں نے دیکھا ایک عجیب واقعہ اخبار میں لکھا ہوا تھا اور وہ یہ کہ کسی کو معدے میں زخم تھا۔اور اس کا یہ زخم اچھا نہیں ہو رہا تھا اسے غصہ آ گیا اس نے اپنے پیٹ میں چاقو مار کر معدہ کو باہر نکال کر پھینک دیا اور اسے کہا کہ میں چاہتا ہوں ایک منٹ معدہ کے بغیر زندگی گزاروں جب کہ انتڑیوں کے بغیر اک منٹ بھی نہیں گزاری جاسکتی اس لئے وہ مر گیا۔

مصنف کہتا ہے ایک اور طرف اخبار میں دیکھا کہ ایک عورت نے اپنے حالات لکھے الحمداللہ رب العلمین جب صبح بیدار ہوتی ہوں تو خدا کی حمد بیان کرتی ہوں کہ ابھی ایک اور دن ہے اور اس دن

کا کام کاج اور مشکلات کو استقامت و بردباری سے گزارنا چاہیے خدا کا شکر ہے یہ ایک سنہری دن ہے کیونکہ خدا نے مجھے صحت وسلامتی کے ساتھ یہ دن عطا کیا مصنف کہتا ہے میں نے دیکھا کہ اس عورت کو ایک اور دن ملتا ہے تو حمد وشکر بجالاتی ہے میں نے سوچا آخر یہ تین صورتیں کیسے پیدا ہوئیں یہ کہ عورت کہتی ہے خدا کا شکر ہے کہ ایک اور اچھا دن مل گیا۔ دوسری حالت یہ کہ میں جب بیدار ہوتا ہوں تو کہتا ہوں افسوس مجھے ایک اور دن مل گیا تیسری حالت ایسے شخص کی جس نے معدے کو نکال کر پھینک دیا اور کہا کہ ایک لمحہ تمہارے بغیر زندگی گزاروں گا اور خودکشی کر لی۔ مصنف کہتا ہے میں نے سوچا اور جان گیا کہ میں نے خود اپنے اعصاب کو ختم کیا ہے اور ناخوشی پیش آئی میرے اعصاب ضعیف ہو گئے ہیں میرے غم وغصے نے میرے لئے ایسی حالت پیدا کر دی کہتا ہے میں نے سوچا کہ میرا اٹاسلم بدن اعصاب کی کمزوری اور ناخوشی سے ہوا ہے لیکن وہ عورت اپنی زندہ دلی اور قوی اعصاب کے سبب خوش وخرم ہے۔ اس نے بہت اچھی بات کی ہے۔ زمانہ اچھا یا برا نہیں ہے نہ بری بزرگوں کے درمیان اختلاف ہے کہ دنیا اچھی ہے یا بری بعض کہتے ہیں دنیا بری ہے ان آیات کے پیش نظر جو زہد اور دنیا کی برائی وغیرہ کے بارے میں ہیں بعض لوگ کہتے ہیں دنیا بہت اچھی ہے ان آیات کے پیش نظر جس میں دنیا کی تعریف کی گئی ہے۔ لیکن حق یہی ہے کہ دنیا اچھی ہے نہ بری۔

اگر انسان دنیا سے محبت کرے اور دنیا اس بات کی موجب ہو کہ وہ جہنم میں جائے تو یہ دنیا بہت بری ہے لیکن اگر انسان دنیا میں دل نہ لگائے دنیا کی وجہ سے لوگوں کی مدد کرے دنیا کی وجہ سے باقیات الصالحات انجام دے تو یہ دنیا بہت اچھی ہے لہذا اگر کوئی تم سے پوچھے دنیا اچھی ہے یا بری تو کہیے اچھی ہے نہ بری دنیا لوہار کے تیشہ کی طرح ہے۔ لوہار تیشہ کو دیکھئے کہ وہ کس طرح استعمال کرتا ہے۔ زمانہ اچھا ہے نہ برا ہم ہیں جو زمانے کو برا بناتے ہیں یا اچھا یہ ہمارے اعمال ہیں جو اس عمر کو بدبختی میں گزارتے ہیں یا خوش بختی میں کل میں نے کہا تھا غم وغصہ انسان کی تقدیر میں دخالت نہیں رکھتا۔ قرآن فرماتا ہے۔

"ماا صاب من مصبته فی الارض ولا فی انمسکم الا فی کتاب من قبل ان نبرئا ھا ان ذالك علی الله یسبر لکیلاتا سو علی مافاتکم ولاتفر حوبماا تا کم ولله لا یحب کل مختال فخور" حدید23 22

قرآن فرماتا ہے۔اس لئے کہ تم خوشحال نہ ہونا اس چیز کی وجہ سے جو تمہیں میسر آئے۔اور بہت بدحال بھی نہ ہوتا۔غم وغصہ نہ کھانا جب تمہیں مصیبت پیش آئے۔میں تمہیں یاد دلا رہا ہوں اور تمہیں کہہ رہا ہوں تمہاری تقدیر پہلے سے لکھی جا چکی ہے۔اچھی یا بری لیکن جس بات کا کل اشارہ کر رہا تھا اور آج مجھے وہ دہرانی چاہیے وہ یہ کہ ہم اپنے کام فعالیت،استقامت،دعا خدا سے راز و نیاز اور نصف شب نماز کے ذریعے اپنی تقدیر کو بدل سکتے ہیں۔ہمارا کام ہے جو ہماری تقدیر کو بدل سکتا ہے نہ کہ غم وغصہ اور ناخوشی۔ان ناخوشیوں سے کوئی کام نہیں ہوسکتا۔غم وغصہ سے کوئی کام نہیں بنتا۔غم وغصہ سے جو کام پالا جائے۔غم وغصہ انسان کو جلد بوڑھا کر دیتا ہے۔غم وغصہ تجھے معذور بنا دیتا ہے تجھے ختم کر دیتا ہے اگر مر جائیں تو تمہاری کوئی اہمیت نہیں۔آپ معذور ہو جائیں گے اور گھر کے کونے میں پڑے رہیں گے اور بات اس حد تک پہنچ جائے گی کہ تمہاری بیٹی تمہارے لئے موت کی دعا مانگی غم اس طرح کے کام کرتا ہے اس سے انسان کی تقدیر کو بدلنا ممکن نہیں۔تم اگر ایک سال غصہ کرلو ذرا بھر کام درست نہ ہوگا ایک مشکل بھی حل نہ ہوگی لیکن اگر رات کو اٹھ کر خدا کو پکارو 2 رکعت نماز پڑھو اور خدا سے دعا تو مانگو تو تمہاری مشکل حل ہو جائے گی اس طرح مشکلات حل ہونگی۔اور اگر کوئی رکاوٹ نہ ہو راستہ صاف ہو لیکن ممکن ہے کہ ایک چیز راستے میں مشکلات ڈال دے۔وہ کیا ہے؟

"ولو ان اھل القریٰ امنو لفتحنا علیھم برکات من لسماء والا رض ولکن کذبو فائخزن اھم ھما کانو یکسبون"

یہ آیت بتاتی ہے اگر تقویٰ ہو تو برکت ہے تیرے لئے آسمان و زمین سے نعمت آتی ہے لیکن اگر گناہ ہو تقویٰ نہ ہو بے برکتی تمہارے سامنے رکاوٹ ڈالتی ہے قرآن فرماتا ہے اگر تم چاہتے ہو کہ تمہاری رکاوٹیں دور ہو جائیں تو متقی بنو۔

"فاذا بلغن اجلهن فامسكوهن بمعروف اوفارقوهن بمعروف و ئا شهدوا ذرى عدل منكم واقيمو الشهاده !الله ذالكم يو عظ به من كان يومن بالله واليوم الاخرو من ترق الله تجعل له مخرجا و ترزقه من حيث لا يحتسب ومن تبو كل على الله فهو هبسه ان الله بالغ امره قد جغل الله لكل شيء قدره"

یعنی قرآن کہتا ہے اگر تو چاہتا ہے کہ تیرے کام میں رکاوٹیں دور ہو جائیں تو خدا پر بھروسہ رکھو۔خود لوگ ہیں جو مشکل کشا ہیں۔خود یہ لوگ تقدیر ساز ہیں قضاء قدر تعلیقی کا مطلب یہی ہے۔جو روایات میں نے کل پڑھی تھی اور خطاب ہوا تھا کہ بچے کی تقدیر لکھو بچے کی ایک تقدیر ہے لیکن اسی تقدیر کو فعالیت سے بدلہ جا سکتا ہے خدا سے رابطہ کے ذریعے اس کو بدلہ جا سکتا ہے لہذا ماؤں سے بلکہ سب سے تقاضا کرتا ہوں کہ گھر کے ماحول کو سرس نہ بنائیں نہ خوش نہ رہیں پھر اس کے بارے میں گفتگو کروں۔

ایک ماہر نفسیات کیا اچھا لکھتا ہے۔کہتا ہے جب مرد گھر میں داخل ہوتا ہے جس طرح اپنے بوٹ کے تلوے پر لگے ہوئی مٹی کو باہر جھاڑ کر گھر میں داخل ہوتا ہے اسی طرح غم و غصہ اور ناخوشی کو باہر پھینک کر گھر آیا کرے۔شوہر کے گھر آنے سے پہلے خواتین اپنے آپ کو مزین کریں اگر وہ ایسا نہ کریں تو جواب دہ ہیں اور یہ اسلام کی نظر میں گناہ ہے۔اور بہت بڑا گناہ ہے اگر شوہر کے آنے سے پہلے اپنے آپ کو مزین نہ کرے اور خدانخواستہ مرد گناہ میں مبتلا ہو جائے تو یہ عورت کا قصور ہے عورت جہنم میں جائے گی اور مرد بھی جس نے گناہ انجام دیا ہے۔

ایک ماہر نفسیات کہتا ہے شوہر کے آنے سے پہلے جس طرح عورت جھاڑو دے کر کوڑے کو باہر پھینک دیتی ہے۔اسی طرح غم وغصہ کو گھر سے باہر نکال دے۔ ناخوشی کو گھر سے نکال دے اپنے آپ کو تیار رکھے شوہر کیلئے مزین کرے میں تم عورتوں سے کہتا ہوں بچے کو دودھ پلاتے وقت نہ صرف باوضو رہیں بلکہ خوشحال رہیں۔ جب تم خندہ پیشانی اور تبسم کے ساتھ پلاؤ گی تو یہ تبسم بچے کے ذہین پر اثر چھوڑے گا۔اسی طرح دست نوازش اس پر اچھا اثر چھوڑے گا۔

تبسم پہلے ہی دن سے بچے پر اثر ڈالتا ہے لیکن اگر شوہر کے ہاتھوں رو رہی ہو اور بچے کو دودھ پلائے یا بچہ آدھی رات کو اٹھتا ہے اور وہ غصے میں آ کر داد فریاد کرتی ہے اور بچے کو دودھ پلاتی ہے۔تو وہ اس بچے کو معذور کر دیتی ہے بچے کی استعداد کو ختم کر دیتی ہے اور بچے کو گستاخ اور جھگڑالو بنا دیتی ہے۔

یہ جو ہم روایت پڑھتے ہیں بہشت ماؤں کے قدموں تلے ہے مفت میں کسی کو بہشت نہیں دی جاتی۔ ماں آدھی رات بیدار ہوتی ہے اس کا بچہ روتا ہے وہ بچے کو پیار کرتی ہے۔اس کو دودھ پلاتی ہے بعض اوقات بچے سے گنگناتی ہے ہائے میں دیر سے کیوں بیدار ہوئی اور بچے سے معذرت کرتی ہے اس طرح دودھ پلانا ایک بندے کو آزاد کرنے کا ثواب رکھتا ہے۔لیکن اس کے برعکس اگر بچہ روتا ہے تو اُٹھ کر بچے کو برا بھلا کہتی ہے۔ بہت سے مرد عورت ایسے ہیں کہ بغیر سوچے بولتے ہیں اور جن کی زبان کنٹرول میں نہیں بچہ چھوٹا ہو یا بڑا بچے کو اچھا سمجھتے ہوں یا نہ۔ بچے کیلئے برے اور نامناسب الفاظ استعمال کرتے ہیں اس کا کوئی ثواب نہیں زبان دراز مرد ماں کو بھی اور بچے کو بھی ظاہراً یا باطناً یا دونوں لحاظ سے معذور کر دیتا ہے۔

لہذا دودھ پلانے کے لئے دوسری شرط یہ ہے کہ تمام پریشانیوں کو چھوڑ دے۔شوہر مواظب رہے جو عورت دودھ پلاتی ہے اس کو معاف کر دیا کرے مواظب رہے شوہر گھر میں غصہ نہ کرے

بیوی کو گھر میں ناراض نہ کرے اور خود عورت بھی مواظب رہے کہ خوشی کو ہاتھ سے نہ جانے دے۔ بالکل غم و غصہ نہ کرے یہ دوسری شرط تھی جس کو کل بیان کیا تھا۔

شرط سوم:

پہلی اور دوسری شرط سے زیادہ اہم ہے۔ وہ حلال غذا ہے۔ افسوس اس دودھ پر جو حرام غذا سے بنے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ اسلام میں بزرگوں نے حلال اور حرام غذا کا تزکرہ کیا ہے وہ اس لئے کہ دنیا انسان کو برباد کر دیتی ہے۔ اگر دودھ آلودہ ہو یعنی حرام غذا سے ہو تو گویا بچے کے منہ میں آگ ڈالتا ہے اگر بچہ حرام غذا سے پروان چڑھے تو میں عورت سے کہتا ہوں مواظب رہو تم نے اس کی بدبختی میں دخالت کی ہے۔ اگر خدانخواستہ اس کی بدبختی گل کھلائے بہت حساس مقام پر پہنچ جائے گا۔ مردوں سے تقاضا کرتا ہوں خصوصاً حمل اور دودھ پلانے کے دوران مواظب رہیں غذا تبدیل کر لیں۔ کام تبدیل کریں اور اپنے کسب کو اسلامی بنالیں۔ مواظب رہیں تمہارے پیسے تمہارے ہوں اور لوگوں کے پیسوں کو لوگوں کے پیسے سمجھو۔ مواظب رہو اگر خدانخواستہ تمہار کسب مشکوک ہوا تو تمہارے لئے اور بیوی بچوں کے لئے بدبختی آ جائے گی۔

عبدالرحمٰن سیابہ امام جعفر صادق علیہ اسلام کے ایک خاص شاگرد ہیں۔ سیابہ کا باپ فوت ہو گیا۔ باپ غریب تھا اس کی کوئی میراث نہیں تھی۔ اسکا بیٹا عبدالرحمٰن بتاتا ہے۔ میں فارغ تھا۔ میرے والد کے دوست نے مجھے ہزار درہم لا کر دیا اور کہا کہ اس ہزار درہم کا کاروبار کرو جب تمہارا کاروبار چل گیا اور تم سے ہو سکا تو یہ رقم مجھے واپس کر دینا۔ میں نے ہزار درہم سے کاروبار شروع کیا خدا نے مجھ پر لطف کیا میں نے سب سے پہلے ہزار درہم اتارا۔ اس کے بعد اتنے پیسے جمع کر لئے کہ مکہ جا سکتا تھا معمولاً جب اصحاب مکہ جاتے تھے تو ان کا شوق یہ ہوتا تھا کہ اپنے اماموں کی زیارت کریں مدینہ میں امام صادق علیہ اسلام اور امام باقر علیہ اسلام تھے۔ وہ کہتا ہے مکے کے لئے پیسے تیار کر لئے اس کے بعد مدینہ گیا۔ میں امام صادق علیہ اسلام کی خدمت میں

آیا۔امام کے گرد لوگ جمع تھے۔امام نے ان لوگوں کے کام مکمل کیا اور میری طرف منہ کر کے فرمایا کیا تجھے کوئی کام ہے تو کون ہے؟میں نے یہ بتایا میں عبدالرحمٰن سیابہ ہوں امام نے پوچھا تمہارے باپ کا کیا حال ہے؟میں نے جواب دیا کہ وہ وفات پا گئے ہیں امام متاثر ہوئے اور پوچھا تمہاری مالی حالت کیسی ہے؟میں نے جواب دیا اے فرزند رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم پہلے میری حالت اچھی نہیں تھی۔میرے والد کے دوست نے ہزار درہم مجھے کاروبار کے لئے دیا۔میں نے کاروبار کیا کاروبار چل گیا اور یہ ہزار درہم باعث بنا کہ میں مکہ آیا ہوں ابھی میری بات پوری نہیں ہوئی تھی کہ امام نے سوال کیا کہ اس ہزار درہم کا کیا کیا۔میں نے جواب دیا اے فرزند رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم!پہلے میں نے قرض ادا کیا پھر میں مکہ آیا ہوں امام صادق نے تین دفعہ فرمایا شاباش،شاباش اس کے بعد وہ کہتا ہے کہ میں نے اپنی بات پوری کے اور کہا یا ابن رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم میں قرض دے کر مکہ آیا ہوں۔ابھی بھی میرے پاس سرمایا ہے۔اس کے بعد امام صادق نے مجھے نصیحت کی اور فرمایا!

"علیك بصدق الحدیث واداء الامانته علیك بصدق الحدیث ء الامنته علیك بصدق الحدیث واد ء الا منته"

دو چیزیں تمہاری زندگی میں ضروری ہوں ایک سچائی اور دوسری امانت کی ادائیگی یعنی مواظبر ہیں کہ کسی کا کو دھوکا نہ دیں۔کسی کے قرض کو دیر سے ادا کرنا اور ادھار کو دیر سے ادا کرنا ایک مسلمان کا کام نہیں ہے۔انسان مقروض ہے تو وہ مکہ نہیں جا سکتا۔فقھا تو یہاں کہت کہ میرا قرض ادا کرو۔یہ اول وقت نماز ادا نہیں کر سکتا پہلے قرض ادا کرے پھر نماز پڑھے۔لوگوں کے مال کا بہت سخت حساب ہو گا۔

ایک شخص نے تہران کے ایک بہت بڑے علم کے بارے ذکر کیا ہے۔وہ شخص کہتا ہے میں نجف میں دینی تعلیم حاصل کر رہا تھا مجھے خبر پہنچی کہ تمہارا باپ فوت ہو گیا اور ہم نے اس کے جنازے

کو نجف بھیج دیا۔ کہتا ہے کہ میرے والد کو لائے ہم نے اس کو دفن کیا۔ ابھی انکے دفن کو کچھ عرصہ گزرا تھا کہ میں خواب میں اپنے والد کی خدمت میں گیا۔ میں نے دیکھا کے میرے والد پریشان ہیں خوش نہیں ہیں۔ میں نے تعجب کیا کہ جس انسان نے 70 سال قال الصادق قال الباقر کہا اسلام کی اتنی خدمت کی وہ اتنا پریشان و گرفتار کیوں ہے؟ میں نے ان سے پوچھا ابا جان! میں آپ کو خوشحال نہیں دیکھ رہا بلکہ آپ کو گرفتار دیکھ رہا ہوں۔ میرے والد محترم نے جواب دیا۔ افسوس حق الناس پر۔ فسوس قرض پر میں مشھدی تقی کوچی کا 18 تومان کا مقروض ہوں۔ مجھے پکڑا ہوا ہے اور مجھے میرے ٹھکانے پر جانے نہیں دے رہے اور اس طرح مجھے روکا ہوا ہے اور کہہ رہے کیونکہ تم نے لوگوں کا قرض ادا نہیں کیا۔ وہ کہتا ہے میں خواب سے بیدار ہوا میں نے تعجب کیا میرا باپ مقروض ہے یہ کیا حق الناس کیا؟ کہتا ہے میں نے اپنے بھائیوں کو جو تہران میں رہتے تھے لکھا کہ دیکھیں کہ موچی مشھدی تقی یہاں کون ہے کیا والد صاحب اس کے مقروض ہیں یا نہیں ایک عرصہ گزر گیا میرے بھائیوں نے خط لکھا کہ ہم نے موچی مشھدی تقی کے پاس گئے اور اس سے پوچھا کہ کیا تم نے ہمارے باپ سے کچھ لینا ہے اس نے کہا ہاں میں نے 18 تومان لینے ہیں۔ انہوں نے کہا تو تم نے ہمیں کیوں نہیں بتایا۔ ہم سے آ کر لے لیتے۔ اس موچی نے کہا مجھے تمہارے باپ سے شکوہ ہے کہ اس نے اس کو اپنی کاپی میں کیوں نہیں لکھا۔ دیکھئے ایک 70 سال عالم کو 18 تومان کی وجہ سے رکا ہوا کہتے ہیں کہ تم نے اپنی کاپی پر کیوں نہیں لکھا تھا۔ ایسا نہیں تھا وہ بزرگوار دینا نہیں چاہتے تھے۔ لیکن سستی ہوگئی اور انہوں نے کاپی پر نہ لکھا۔ جس قدر مقرض تھے اتنا ہی انہوں نے گرفتار رکھا اور کہا جناب جب تک دوسروں کے پیسے ادا نہیں کرو گے جنت میں نہیں جاؤ گے۔ آخرت انسان کی ایسی ہے اور دنیا بھی آتش۔

”لاان الذین یاکلون اموال الیتمٰی ظلماً انما یا کلون فی بطونهم ناراً وسیصلون سعیراً“

یعنی اے عورت مواظب رہو حرام غذا اور دودھ بچے کو نہ پلاؤ یہ حرام دودھ آتش ہے۔ اے مرد! مواظب رہو کہ افطاری کس سے کر رہے ہو قرآن کہتا ہے اگر لوگوں کا مال کھا رہے ہو تو آتش کھا رہے ہو لیکن تمہیں معلوم نہیں۔ مواظب رہو اور سحری کیا کھا رہے ہو۔ بیوی بچے کو کیا کھلا رہے ہو اگر خدانخواستہ حرام ہو اور قیامت میں یہی بیوی بچے اور روزہ دار جن کے رزے درست ہیں اور وہ بہشت میں جائیں گے تجھ پر لعنت کریں گے اور کہیں گے کہ خدا اس باپ نے ہمیں حرام مال سے سحری کھلائی۔ افطاری ہمیں حرام دی اور پھر خدا سے چاہیں گے کہ ہمارا سوال باپ سے کرو یہ تھی تیسری شرط شرط چہارم جو پہلی دوسری اور تیسری شرط سے بھی زیادہ اہم ہے۔ ماں کی روحی کیفیت بچے پر اثر ڈالتی ہے ایک حیران کن واقعہ بیان کرتا ہوں۔ سچ تعجب آور ہے خصوصاً عورتیں اس واقعہ کو عبرت قرار دیں۔

مرحوم حاج آیت اللہ شیخ فضل نوری کو شاہ کے دور میں پھانسی دی گئی۔ یہ عادل انقلابی مجتھد پہلے حکومت کے ساتھ تھے جب انہوں نے دیکھا کہ جو کچھ میں چاہتا ہوں وہ نہیں ہوا تو انہوں نے حکومت کی مخالفت شروع کر دی۔ حکومت نے ان کے چند ناسمجھ رقیبوں کے ذریعے ان کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا شیخ کا ایک بیٹا تھا جو ادھر ادھر کی باتیں کر کے باپ کو مروانا چاہتا تھا۔ ایک عادل و انقلابی مجتھد کو چاہتا تھا کہ وہ مر جائیں۔ ایک بزرگ کہتے ہیں جس جیل میں شیخ فضل اللہ کو ملنے گیا اور میں نے کہا شیخ صاحب! قانون وراثت کی رو سے آپ کا بیٹا آپ کی مخالفت کر رہا ہے اور چاہتا ہے کہ آپ کو پھانسی دی جائے۔ مرحوم شیخ فضل اللہ نے فرمایا جی ہاں خود مجھے بھی معلوم تھا مجھے یہی ڈر تھا جس چیز سے ڈرتا تھا وہی میرے آگے آ گئی اس کے بعد انہوں نے بتایا کہ یہ بچہ نجف میں پیدا ہوا تھا۔ اسکی ماں مریض تھی اس کا دودھ نہیں تھا۔ ہم مجبور ہو گئے کہ کسی دایہ کا دودھ پلائیں۔ یہ عورت ناشناس تھی ہم نے کوتاہی کی اور ایک ناواقف عورت کافی عرصہ تک اس بچے کو دودھ پلاتی رہی۔ بعد میں ہمیں معلوم ہوا کہ یہ آلودہ عورت ہے۔ آلودہ

ہونے کے علاوہ ناصبی ہے یعنی دشمن امیر المومنین ودشمن اہلبیتؑ ہے۔

مرحوم شیخ نے فرمایا میرے لئے اسی وقت سے خطرے کا الارم بجا۔ میں ڈرا اور وہی میرے آگے آ گیا ہے۔ اس بچے نے اس حد تک ظلم کیا کہ باپ کو پھانسی دلوادی۔

چند بیوقوف افراد نے پھانسی کے تختے کے نیچے کھڑے ہو کر تالیا بجائیں ان تالیاں بجانے والوں میں خود شیخ کا بیٹا بھی شامل تھا جس نے باپ کے پھانسی کے تختے کے نیچے تالیاں بجائیں۔ یہ واقعہ ہمیں کیا بتاتا ہے کہ باپ کی روحی کیفیت بچے پر اثر ڈالتی ہے قانون وراثت صیح ہے کہتے ہیں اس سے بالاتر ماں کے خیالات ماں کے دودھ پر اثر ڈالتے ہیں حاسد بچہ معاشرے کو سپرد کرتی ہے۔ مہربان ماں مہربان بچہ معاشرے کو سپرد کرتی ہے اس کے برعکس عورتوں کو ایک واقعہ سناتا ہوں شیخ مقید نے خواب دیکھا کہ حضرت زہراء، امام حسنؑ اور حسینؑ کو ہاتھ مین لیے ہوئے آئیں اور کہا یا شیخ علمہما الفقہ یعنی انہیں علم فقہ کی تعلیم دیں۔ شیخ مفید خواب سے بیدار ہوئے اور انہوں نے تعجب کیا کہ فاطمۃ الزہراؑ اور امام حسینؑ کو میرے پاس لاکر کہہ رہی ہیں ان کو فقہ کی تعلیم دو اس کا کیا مطلب ہے؟ درس میں مصرف تھے دیکھتے ہیں کہ ایک عقیف عورت 2 بچوں کے ہاتھ پکڑے ہوئے میرے پاس آ رہی ہے اور کہتی ہیں (یا شیخ علمہما الفقہ) یہ 2 بچے سید مرتضٰی اور سید رضی تھے شیخ مفید نے ان دو بچوں کی بہت اچھی پرورش کی۔ اس مقام پر پہنچ کہ دونوں بھائی سید مرتضٰی اور سعید رضی شیعوں کے لئے سرمایا افتخار بنے۔

ایک دن شیخ مفید نے خمس کا کچھ مال ان 2 بچوں کو دیا کہ وہ گھر جا کر اپنی والدہ کو دے دیں کیونکہ یتیم بچے تھے۔ بچے یہ پیسے والدہ کے پاس لائے ان کی والدہ نے پیسے قبول نہ کئے اور یہ کہہ کر واپس کر دیئے کہ میرا اسلام شیخ مفید کو پہنچا دیں اور کہیں کہ ہمارے والد کی ایک دکان ہے اس کے کرایہ سے ہم اپنے اخراجات پورے کرتے ہیں ہم قناعت سے زندگی گزار لیتے ہیں ہمیں اور پیسوں کی ضرورت نہیں۔ اگر پیسے میں لے لوں تو زیادہ خرچ کرلوں گی پھر مجھے ڈر ہے آئندہ

ماہ شاید قناعت نہ کرسکوں۔

یہ ماں اور اس کا دودھ۔ یہ ماں اور اس کا تقویٰ یہ ماں اور اس کی روح نے سید رضی اور سید مرتضٰی جیسوں کو معاشرے کے حوالے کیا اگر سید مرتضٰی نہ ہوتے دین شیعہ رسمی و متعاف نہ ہوتا۔ کہا گیا ایک لاکھ دینار دیں گے۔ تو دین شیعہ متعارف ہو جائے گا انہوں نے شیعوں اور شیعہ حکومت کے لئے اپنی تمام جائیداد بیچ ڈالی تا کہ ہر جگہ بغیر کسی ڈر کے تبلیغ کی جا سکے یہ ساری جائیداد 80 ہزار دینار کی تھی 20 ہزار دینار ابھی بھی کم تھے کسی نے مدد نہ کی وہ اپنی تمام ہستی کو بھی بیچ کر بھی دین شعیہ کو متعارف نہ کر سکے بالاخر انہوں نے اپنا گھر گھوڑا لائبریری اور ہر چیز کو بیچ کر دین شعیہ پر لا گایا اور شعیوں کے لئے عجیب افتخار پیدا کئے۔

سید رضی وہ ہیں جنہوں نے نہج البلاغہ کو لکھا۔ نہج البلاغہ کے مطالب کو انہوں نے جمع کیا۔ ان کی ماں کی قناعت اور عفت نے انہیں اس مقام پر پہنچایا کہ سید رضی کے پاس کچھ امانت تھی ان کی بیوی کو دردزہ شروع ہو گئی 2 چراغ نہیں تھے۔ انہوں نے سوچا اس امانت میں سے کچھ پیسے لے کر ایک اور چراغ لے آتا ہوں تا کہ ایک چراغ میرے مطالعہ کے لئے ہو جائے اور دوسرا عورتوں کے پاس۔ پیسوں کے پاس گئے کہا امانت ہے۔ امانت میں خیانت نہیں کرنی چاہیے واپس آ گئے انہوں نے دیکھا کہ بیوی درد سے کراہ رہی ہے اور خود مطالعہ کرنا ہے دوسری دفعہ پیسوں کے پاس گئے پھر واپس لوٹ آئے بالآخر انہوں نے ایک چراغ میں سے ہی گزارہ کر لیا۔ جب عورت کو زیادہ درد ہوتا تو چراغ عورت کے پاس لے جایا جاتا اور جب درد کم ہوتا تو چراغ سید رضی کے پاس لایا جاتا تا کہ کل کے درس کے لئے مطالعہ بھی کر سکیں انہوں نے مطالعہ بھی کر لیا اور بچہ بھی پیدا ہو گیا۔

کل صبح جب درس میں آئے۔ حاکم وقت کو پتہ چلا کہ ان کے ہاں بچہ پیدا ہوا ہے اس نے ایک طبق درہم اور ایک دینار درس کے دوران شیخ رضی کے پاس بھیجے بچہ کا ہدیہ اور اس کی خوشی میں

ہے۔شیخ رضی نے یہ کہہ کر واپس کر دیئے کہ مجھے پیسوں کی ضرورت نہیں۔ابھی درس مکمل نہیں ہوا تھا کہ حاکم وقت نے دوبارہ اس رقم کو بھیجا کہ دائی کو دے دیجیے کہ جس نے بچہ پیدا ہونے میں مدد کی ہے شیخ رضی نے حاکم وقت کوسلام اور یہ پیغام دیا کہ ہماری کوئی دائی نہیں ہماری عورتیں خود ہی ایک دوسرے کی مدد کرتی ہیں اور رقم واپس کر دی تیسری دفعہ پھر حاکم نے درہم اور دینار بھیجے کہ یہ رقم طالب علموں میں تقسیم کر دیں شاگردان کے پاس ہی تھے سید رضی نے کہا یہ متعلق نہیں لڑکوں کی مرضی ہے۔انہوں نے طالبعلموں سے کہا کہ یہ رقم لے لو صرف ایک لڑکا اٹھا اس نے بھی صرف ایک درہم اٹھایا یعنی صرف چاندی کا ایک سکہ نہ لینے کے بعد میں جب اس لڑکے پر اعتراض ہوا تو اس نے بتایا کہ میں ایک درہم کا مقروض تھا میں نے چراغ کے لئے تیل لیا ہوا تھا بالاخر جواہرات کا یہ طشت اس حاکم کو واپس کر دیا گیا۔سید رضی نے قبول کیا۔نہ ان کے شاگردوں نے اس قانع اور عفیف ماں نے قانع اور عفیف بچے معاشرے کو دیئے اس لیے کہتا ہوں " **اسعید سمید فی بطن امه والشقی شقی فی بطن امه**"

یہ ماں باپ ہی ہیں جو صالح بچے معاشرے کو دیتے ہیں اور ماں باپ ہی ہیں جو بچے کی بدبختی کا سامان فراہم کرتے ہیں۔

درس ۸

باب ۶

گھر میں محبت کی ضرورت:

ہماری گفتگو گھر میں محبت کی ضرورت سے متعلق ہے۔ہم سب کو چاہیے کہ اس باب کو بہت اہمیت دیں۔گھر میں اگر میاں بیوی کے درمیان محبت ہو اور مہربانی کا غلبہ ہو تو بچے پر اس کا بہت اثر ہوتا ہے وہ بھی آپس میں محبت کرتے ہیں اور مہربان ہوتے ہیں لیکن اگر گھر میں محبت نہ ہو اور میاں بیوی کے درمیان اختلاف ہو تو مہربانی اس کے گھر سے روٹھ کر رُخصت ہو جاتی ہے پھر اس گھر میں پروان چڑھنے والے بچے محبت کرنے والے مہربان نہیں ہوتے اگر لڑکیاں ہیں تو شوہر سے اچھا سلوک نہیں کر سکتیں اگر لڑکے ہیں تو بیوی سے اچھا برتاؤ نہیں کر سکتے ۔ایسے افراد معاشرے سے محبت نہیں کر سکتے۔دوسروں کو نہیں چاہتے مختصر یہ کہ ایسے بچے مہربان نہیں ہوتے۔

آج کی دنیا کی سب سے بڑی مصیبت یہی ہے کہ آج کی دنیا سے خصوصاً متمدن ممالک سے مہربانی کوچ کر گئی ہے۔ یہ سب جنگ و جدل مظالم اور خیانتیں اس لئے ہیں کہ آج دنیا میں محبت نہیں ہے جاج کی دنیا دوسری جاہلیت ہی۔ بقول قرآن جاہلیت اول یعنی قبل از اسلام ایک خرابی یہ تھی کہ ان کے درمیان مہربانی نہیں تھی۔زمانہ جاہلیت میں عدم محبت نے اس حد تک اپنا کام کیا کہ وہ اپنے بچوں کو زندہ دفن کر دیتے تھے۔قرآن شریف میں ہے کہ ”جب انہیں یہ خبر دی جاتی ہے کہ تمہارے ہاں بیٹی ہوئی ہے تو ان کے رنگ اڑ جاتے ہیں وہ سوچتے ہیں کہ کیا کیا جائے؟ کیا اسے زندہ دفن کیا جائے یا ذلت وخواری کے ساتھ اس کو رکھا جائے زمانہ جاہلیت میں عدم مہربانی اس حد تک پہنچ گئی کہ مورخین لکھتے ہیں۔ کہ ایک لکڑیاں بیچنے والے نے ایک گٹھا لکڑیاں جمع کیں تا کہ اسے بیچ کر بیوی اور بچوں کا گزارا کرے اس لئے لکڑیوں کے گٹھے کو لے کر

مکہ کی گلیوں میں گھومنا شروع کر دیا اور ایک مغرور آدمی نے کہا لکڑیاں ہمارے گھر میں دے دو وہ لے گیا۔اس آدمی نے حکم دیا کہ ان لکڑیوں کو توڑ دے۔ پھر اس نے حکم دیا کے لکڑیوں کو فلاں جگہ پر رکھے۔اس نے رکھ دیں یعنی غروب تک اس کے گھر وہ لکڑیوں والا محنت کرتا رہا۔جب اس نے پیسوں کو طلب کیا۔اس نے جواب دیا تم اس بات پر فخر کرو کہ میرے گھر کام کیا ہے۔اس نے کہا مجھے افتخار ہے کہ میں تمہارے لیے لکڑیوں لایا۔ان لکڑیوں کو توڑا اور ان کی جگہ پر رکھا لیکن بات یہ ہے کہ میرے بیوی بچے بھوکے ہیں۔انکی کچھ فکر کرو۔اس نے پھر یہی کہا کہ تم افتخار کرو کہ میرے گھر کام کیا ہے جب اس نے پیسے مانگے تو اس نے اس کو مار پیٹ کر گھر سے نکال دیا۔اس طرح کے بہت سے واقعات زمانہ جاہلیت میں ملتے ہیں جب ہم پڑھتے ہیں تو تعجب کرتے ہیں کہ کیا قوم واقعی اس قدر مہربان ہو سکتی ہے؟ جاہلیت دوم یعنی ہمارے زمانے میں اس سے بڑھ کر واقعات دیکھنے میں آتے ہیں البتہ واقعات مختلف ہوتے ہیں۔آجکل ابر طاقتیں ضعیف ممالک کو کہتی ہیں کہ ہمیں اپنا مٹی کا تیل دیں اور وہ بھی کہتے ہیں کہ ہم فخر کرتے ہیں کہ ہم اپنا تیل دیتے ہیں۔اور کہتے ہیں ہمارے نوکر رہو وہ بھی کہتے ہیں کہ ہمیں فخر ہے کہ ہم تمہارے نوکر ہیں۔ابر قوتیں کہتی ہیں جو کچھ ہم کہتے ہیں تم ان کو سنو۔وہ بھی کہتے ہیں تم جو کچھ کہتے ہو ہمیں فخر ہے۔

امریکہ کی نامہربانی وظلم یہاں تک پہنچ گیا ہے کہ جونک کی طرح انسانوں کا خون چوس رہا ہے اور کہتا ہے کہ میرے غلام بنے رہو وہ بھی بد بخت فخر کرتا ہے کہ وہ امریکہ کا نوکر ہے۔روس کو دیکھئے تو وہ امریکہ سے بھی بدتر ہے آج کی دنیا میں نامہربانی اس حد تک پہنچ گئی ہے کہ گندم سمندر میں ڈال دی جاتی ہے ایک دن میں کئی بچے اور جوان بھوک سے مر جاتے ہیں عورتیں بھوک سے مر جاتی ہیں۔مردم شماری کے مطابق ایک دن کئی ہزار بچے ناقص اور بری غذا کی وجہ سے مر جاتے ہیں۔

- اگر آج کی دنیا صرف ایک سال اسلحہ نہ بنائے۔ایک سال اسلحہ جمع نہ کرے تمام دنیا امیر ہو جائے تمام دنیا قدرت مند ہو جائے گی۔فقر فردی اور اجتماعی معاشرے سے ختم ہو جائے گی۔ہم

خیال نہ کریں کہ امریکہ کی وجہ سے ایران میں کمی آ گئی ہے۔ایسا نہیں بلکہ خود امریکہ میں بھی بہت لوگ قص غذا یا غذا کی کمی یا غذا نہ ہونے سے مر رہے ہیں۔انگلستان اور روس کی صورت حال یہاں تک پہنچ گئی ہے کہ ہمارا ایک دوست گیا اس نے ہمارے لیے بیان کیا کہ وہاں بہت زیادہ مہنگائی اور اختلافات ہیں دنیا کی حالت اب یہاں تک پہنچ گئی ہے کہ آدم کشی پانی پینے کے مترادف ہوگئیں ہے کبھی سنتے تھے کہ ایک شخص نے کسی کو پیاز کی خاطر مار ڈالا۔تو تعجب کرتے تھے لیکن اب دیکھتے ہیں کہ امریکہ میں ایک ڈالر کی خاطر ایک آدمی کو مار دیا جاتا ہے اس سے کہا جاتا ہے جناب ہم آپ کو ایک ڈالر دیتے ہیں تو فلاں کو قتل کر دے وہ ایک ڈالر لے لیتا ہے اور دوسرے کو مار ڈالتا ہے۔

اگر عورت کو مجسم کیا جائے تو مہربانی بن جائے اور مہربانی کو مجسم کیا جائے تو عورت بن جائے۔آج کی دنیا میں نامہربانی اس حد تک پہنچ گئی ہے کہ یہی عورت جو مہربانی کا مجسمہ ہے غسل خانے میں اپنے بچوں کو اپنے ہاتھ سے مار ڈالتی ہے۔جب اس عورت سے پوچھتے ہیں کہ تو نے اپنے بچے کو کیوں قتل کیا؟ اس نے کہا میں چاہتی ہوں کہ اپنے شوہر کے دل کو جلاؤں۔میں نے سوچا کہ اور تو کوئی راستہ نہیں لہذا بچے کو قتل کر کے شوہر کا دل جلاؤں حتیٰ کہ یہ نامہربانی کہ ایران تک بھی پہنچ گئی ہے۔

ایک مصنف لکھتا ہے۔ایک لڑکی مرنے کے قریب تھی۔اس لڑکی کی منگنی ہوئی تھی منگنی کی انگوٹھی (برلیاں) اس کے ہاتھ میں تھی۔مریض ہوگئی مرنے والی ہے سب لوگ رو رہے ہیں۔ماں باپ رو رہے ہیں عزیز و اقارب گریہ کر رہے ہیں ایک بوڑھی کو بلایا گیا تاکہ یہ مر جائے تو وہ بوڑھی لڑکی کی آنکھیں بند کر دے۔اچانک گھر والے متوجہ ہوئے کہ لڑکی کہہ رہی ہے مجھے مرنے دو پھر اتار لینا۔گھر والے حیران ہوئے یہ کیا کہہ رہی ہے پھر انہیں معلوم ہوا کہ بوڑھی عورت اس کی انگوٹھی چرانا چاہتی تھی لیکن لڑکی مرنے کے قریب تھی اس میں طاقت نہیں تھی کہ وہ اتارنے نہ دیتی

اس لئے وہ درخواست کر رہی تھی کہ پہلے مجھے مرنے دو پھر انگوٹھی اتار لینا۔ چونکہ یہ انگوٹھی اس کے منگیتر کی تھی اس لیے وہ نہیں چاہتی تھی کہ اس کی زندگی میں اسے اتار لیں لیکن اس بوڑھی عورت میں نرمی و مہربانی نہیں ہے وہ انگوٹھی اتارنے کی کوشش کر رہی ہے تا کہ وہ انگوٹھی چرا لے۔ یہ ہے آج کی دنیا کی نہ مہربانی۔ جہاں جہاں تمدن زیادہ ہے وہاں وہاں نامہربانی زیادہ ہے۔

اگرچہ مسلمانوں کے درمیان مہربانی بہت زیادہ ہے لیکن پھر بھی کم ہے البتہ غیر اسلامی ماحول میں بہت زیادہ ہے بلکہ یوں کہنا چاہیے جہاں بھی تمدن زیادہ ہے وہاں نامہربانی زیادہ ہے تمدن کا ایک تحفہ یہی ہے کہ اس نے محبتوں کو ختم کر دیا ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ یہ بے محبتی کہاں سے آئی ہے۔ ہمیں یہی کہنا چاہیے۔ کہ یہ بے محبتی گھر سے شروع ہوئی۔ جب میاں بیوی کے آگے زبان درازی کرے تو شوہر معاذ اللہ بدزبانی کرے جو بچہ پیدا ہوگا وہ آہستہ آہستہ خدادادی مہربانی ختم ہو چکی ہے وہ مکمل ختم ہو چکا ہے خدا نہ کرے کوئی نہ مہربان ہو درندہ کتے سے بھی زیادہ درندہ ہوگا۔ بھیڑیا بھی چیر پھاڑ کرتا ہے لیکن اگر ایک انسان نامہربان ہو گیا تو وہ بھیڑیئے سے بھی بدتر ہے۔ جو لوگ اسلحہ بناتے ہیں کیا وہ مہربان ہیں؟ وہ لوگ تو جانتے ہیں کہ یہ ایک بم کا کام ہے؟ قرآن فرماتا ہے **"ان شر الدواب عند اللہ الصم البکم الذین لایعقلون"** "وہ کینسر کے جراثیم سے بھی پست انسان ہے کہ جس میں عقل ہے لیکن تعقل نہیں فکر ہے لیکن تفکر نہیں"

آج طاقتور کہتا ہے کہ دو سوم (2/3) جہاں کو مار ڈالو تا کہ ایک سوم (1/3) پر حکمرانی کر سکو ان سب کا سرچشمہ میاں بیوی کا اختلاف ہے۔ اہم دیکھتے ہیں کہ متمدن ممالک میں ان کے گھروں میں مہربانی نہیں ہے میاں بیوی کے درمیان مہربانی نہیں ہے جب مغرب زدہ لوگوں کے گھر دیکھیں۔ ان کے برناموں کو دیکھیں تو معلوم ہوتا ہے کہ میاں بیوی کہ درمیان مہربانی نہیں ہے وہ خدادادی محبت ختم ہوگئی ہے۔ اسلامی دستور پر عمل نہیں ہوتا۔ خود بخود بچہ گھر میں

نامہربان ہو جاتا ہے۔لہذا اسلام کا دعوی ہے کہ میاں بیوی کے درمیان ایک خدا دادی محبت ہے۔قرآن فرماتا ہے اگرتم محبت کوختم نہ کروتو یہ محبت میں بیوی کہ درمیان موجود ہے۔لوگوں میں مشہور ہے"**انکحت وقبلت مجری صیغه**" پڑھتا ہےاور محبت آ جاتی ہے قرآن فرماتا ہے۔

"ومن ایا تھاان خلقکم من انفسکم ازواجا لتسکنو الیھا وجعل بینکم موده ورحمته ان فی ذالك لا یات لقوم یتفکرون"

خدا کی نشانیوں میں سے ایک نشانی یہ بھی ہے کہ اس نے مرد کے لئے بیوی اور بیوی کے لئے مرد بنایا ہے۔کس لئے بنایا ہے؟ قرآن یہ نہیں کہتا کہ شہوت پوری کرنے کے لئے یا نسل بڑھانے کے لئے بلکہ قرآن کہتا ہے۔ یہ ایک دوسرے کے لئے باعث آرام ہے"**لتسکنو الیھا**" یعنی دل کا چین بیوی اورشوہر کی وجہ سے ہے اگر کسی کی بیوی اچھی ہوگی تواس کا دل چین پائے گا۔اورلڑکا اگر اچھا شوہر ہوگا گھر میں بیوی کوآرام ملے گا۔یعنی گھر میں بے چینی پریشانی نہیں ہوگی لیکن شرط یہ ہے کہ عورت عورت بنے اور مرد مرد ہو۔اس کے بعد قرآن فرماتا ہے۔"**وجعل بینکم موده ورحمته**"یعنی خدا نے میاں بیوی کہ درمیان محبت مہربانی اورنرمی قراردی ہے۔اور یہ محبت اورمہربانی"**انکحت و قبلت**" سے ہوتی ہے اگر مواظب رہیں تو یہ محبت دن بدن بڑھتی جاتی ہے لہذا قرآن فرماتا ہے۔میاں بیوی کہ درمیان محبت ہوتی ہے،گھر میں محبت ہوتی ہے اورمواظب رہیں کہ یہ محبت دن بدن بڑھے کہیں ایسا نہ ہو یہ محبت ختم ہو جائے۔اگرہم اسلامی دستور پرعمل کریں گے تو یقیناًیہ محبت دن بدن بڑھے گی۔

ایک نقطہ تم سب کوخصوصاًجوانوں کو بتادوں اگرچہ تم کنوارے ہواور وہ یہ کہ اگرکوئی فائدہ ہے تو صرف میاں بیوی کہ درمیان ہے یقین رکھیے کہ بیٹے سے تمہیں کوئی فائدہ نہ ہوگا بیٹی سے

تمہیں کوئی فائدہ نہ ہوگا۔لڑکی کو جہیز چاہیے تا کہ وہ اپنے ٹھکانے لگے۔لڑکے کو گھر اور بیوی چاہیے تا کہ اپنے کام میں مصروف ہو تمہیں یقین رکھنا چاہیے انہیں تمہاری اور تمہارے بڑھاپے کی فکر ہوتی ہے اس لئے قرآن اس بات پر زور دیتا ہے اور فرماتا ہے۔

"وقضی ربك الا تعبد و الا ایاه وبالوالدین احسانا اما یبلغن عندك الكبر احدهما او كلا هما فلا تقل لهما افد لا تنهر هما وقل هما قو لا کریما"

قرآن فرماتا ہے خدا حکم فرمارہا ہے کہ ماں باپ کا بہت احترام کرو حصوصاً اس وقت جب وہ بوڑھے ہو جائیں تمہارے ماتحت ہوں ۔ بہت کم ایسے ہوتے ہیں جو اچھی طرح ہر لحاظ سے دیکھ بھال کریں بہت کم ہے کہ بیٹا بہو یا بیٹی خیر خواہ ہو اور فائدہ پہنچائے۔لیکن یہ زیادہ دیکھنے میں آیا ہے کہ عورت مرد کے لئے فائدہ مند اور خیر خواہ ہے اور مرد بھی بیوی کے لئے خیر خواہ اور مفید ہے۔لہذا سب سے میں سفارش کرتا ہوں کہ میاں بیوی کہ درمیان محبت ختم نہ ہو اگر ان کے درمیان محبت ختم ہوگئی خود بخود وصال اور خیر خواہی ختم ہو جائے گی اگر محبت ختم ہو جائے تو گھر جیل بن جاتا ہے۔

مجھے امید ہے کہ اس محفل میں کوئی ایسا نہیں ہوگا جس کا اپنا بیوی سے یا بیوی کا اپنے شوہر سے اختلاف ہو۔اگر خدانخواستہ ان کے درمیان اختلاف ہو بھی تو سن رہے ہیں کہ کیا کہہ رہا ہوں ۔بعض اوقات کام یہاں تک پہنچ جاتا ہے کہ اگر میاں بیوی کے درمیان محبت نہ ہو تو مرد حاضر ہے رات ایک بجے تک گلیوں میں گھومے گلیوں کے سرے پر بیٹھا رہے یا قہوہ خانے پر بیٹھ کر وقت گزارے اور گھر نہ آئے جب میاں بیوی کے درمیان محبت نہ ہو تو بیوی حاضر ہے کہ اکیلی گھر میں رہے اور سوئی رہے۔کوئی اس کے پاس نہ ہو۔شوہر دیر سے آئے۔یہ زندگی آہستہ آہستہ موت کا باعث بنتی ہے جس کے درمیان محبت نہ ہوس عورت کے لئے تدریجا موت ہے۔جس گھر

میں اختلاف ہو وہ بالکل جیل کی طرح ہے۔ ان سب باتوں کو چھوڑ دیجئے کیونکہ ایکبچہ جب اس گھر میں جوان ہوتا ہے۔ ہر روز ماں باپ کی نامہربانی کو دیکھتا ہے۔ دیکھتا ہے کہ ماں کو باپ کی فکر نہیں باپ کو ماں کی فکر نہیں اور یہ بچہ گھر میں اور طرح کا ہو جاتا ہے وہ ایک خود خواہ اور نامہربان بن جاتا ہے بہن بھائیوں کو نہیں دیکھ سکتا۔ ایک بوڑھے کے بقول بعض اوقات انسان اس حد تک پہنچ جاتا ہے سب کو دیکھنے کیلئے تیار ہے لیکن باپ کو نہیں دیکھ سکتا۔ خدا نہ کرے کہ گھر میں مہربانی نہ ہو اس لئے کہ خدا دادی محبت باقی رہ جائے اس نے مرد اور عورت دونوں کو دستور دیا ہے۔ مرد کو کہا جاتا ہے کہ مواظب رہو گھر میں بداکلامی نہ کرنا اسلام کی مراد ہے گھر کا ماحول ٹھنڈا نہ ہونے پائے اسلام کی بنیاد گالی دینا اور عورت کا مارنا مراد نہیں ہے جو اپنی بیوی کو مارتا ہے وہ صحیح مسلمان نہیں اس سے ہماری بحث نہیں۔

یہ ہماری بحث نہیں ہے کہ معاذ اللہ کوئی شوہر اپنی بیوی کو گالی دے تو وہ صحیح مسلمان نہیں ہماری گفتگو یہ ہے کہ شوہر گھر میں خوش نہ رہے گھر کہ ماحول کو سرد بنا دے۔ بازار کے غصہ کو گھر میں لے آئے۔ ایک غصہ خور نا خوش انسان ہو اور گھر کے ماحول کو ٹھنڈا بنائے رکھے۔ اسلام کہتا ہے اگر تم ایسے ہو جاؤ گے تو تمہاری پہلی مصیبت فشار قبر ہے۔ قبر تمہیں اس طرح دبائے گی کہ تمہارے سینے کی ہڈیاں ٹوٹ جائیں گی۔

روایات میں پڑھتے ہیں سعد معاذ ایک مقدس جوان تھا۔ محاذ پر گئے۔ ہر لحاظ سے عالی تھے۔ مارے گئے اتنے عظیم تھیکہ پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ اس کی تشیع جنازہ کے لئے اتنے فرشتے آئے زمین پُر ہوگئی۔ صالح انسان تھے پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ان کی تشیع جنازہ کے علاوہ پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اس کے غسل و کفن و دفن میں شرکت کی۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ بہت اچھا انسان تھا۔ ان کو قبر میں ڈالا گیا اور قبر بند کر دی گئی۔ اس کی ماں آئی اور اس نے کہا اب میں تمہارے لئے نہیں روؤں گی کیوں کہ تم پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ہاتھوں

دفن ہوئے ہو۔ مجھے معلوم ہے تم بہشتی ہو۔ لیکن جب اس کی ماں چلی گئی پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ قبر نے اس کو اتنا فشار دیا ہے کہ اس کے سینے کی ہڈیاں ٹوٹ گئیں لوگوں نے پوچھایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم! وہ تو اچھا انسان تھا آپ نے فرمایا! بالکل لیکن گھر میں بداخلاق تھا۔

آپ نے دیکھا ہوگا کہ بعض اوقات جس کی منفی سوچ ہوتی ہے اس چیز کے پیچھے ہوتا ہے کہ کوئی نقص نکالے۔ جس دن اسے کوئی نقص نظر نہیں آتا کہتا ہے کہ یہ دستر خوان ٹیڑھا کیوں بچھایا ہوا ہے اس کو سیدھا کریں۔ بعض اوقات منفی سوچتا ہے (انشاء اللہ بعد میں اس کے بارے میں گفتگو کروں گا) خوامخواہ ہر چیز کے بارے میں منفی سوچتا ہے۔

گھر کے ماحول کو ٹھنڈا کر دیتا ہے اگر خدانخواستہ ایسا مسلسل ہوتا رہے۔ اور توبہ کے بغیر مر جائے اس کے لئے فشار قبر ہے۔ اگر اسی کی سیرت ایسی ہو جائے کہ گھر میں بداخلاقی کرے گا تو اس کے لئے فشار قبر ہے۔ میں نے کہا تھا کہ بداخلاقی سے مراد گالی نہیں اگر گالی دو گے۔ تو امام زمانے تمہارے سے ناراض ہونگے۔

راوی کہتا ہے میں ہمیشہ امام صادق کی خدمت میں ہوتا تھا۔ ہمیشہ امام کا ساتھی تھا۔ ہمیشہ امام کا ساتھی تھا۔ ایک دن میں امام صادق علیہ اسلام کے ساتھ جا رہا تھا۔ میرا غلام پیچھے رہ گیا۔ میں نے اس کو آواز دیدی۔ اس نے جواب نہ دیا۔ دوسری دفعہ میں نے اس کو آواز دی اور پھر تیسری دفعہ لیکن اس نے جواب نہ دیا۔ چوتھی دفعہ میں نہ کہا حرام زادے تو کہاں ہے آؤ۔ اچانک امام صادقؑ رک گئے اونہوں نے ہاتھ اپنی کمر پر رکھا اور کہا تم نے کیا کہا میں نے جواب دیا اے فرزند رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم! اس کی ماں ہندوستان سے آئی ہے وہ مسلمان نہیں ہے۔ میں نے جو کہا ہے حرامزادے اس کا باپ معلوم نہیں ہے۔ امام نے فرمایا مجھے اس سے کام نہیں اور نہ تمہاری بات سے۔ اگر سچ مچ کوئی کسی کو کہے حرام زادے حاکم شرع اس کو سزا دے اور 30 کوڑے

لگائے۔

لیکن میں تمہیں کہتا ہوں کہ تم جو مسلمان ہو زبان پر گالی کیوں آئی اس کے بعد امام نے فرمایا اب تمہیں حق نہیں کہ تم میرے ساتھ دوستی رکھو۔ راوی کہتا ہے جب تک امام صادق زندہ تھے۔ میرے پاس کبھی نہ آئے اور نہ انہوں نے مجھے اپنے پاس آنے دیا۔ انہوں نے کہا کہ جو مسلمان گالی دے وہ مسلمان نہیں وہ شیعہ نہیں امام زمانہ اس سے راضی نہیں۔ لہذا میرا مطلب یہ نہیں معاذ اللہ افطاری کے وقت جناب غصہ میں آجائیں یا بیوی کو ماردیں اور گالی دیں جو ایسا کرے اس شخص کا تو روزہ نہیں اور وہ صحیح مسلمان نہیں اپنی اصلاح کریں۔ یہ ظلم ہے جب تم ظالم ہو گے تو تمہیں معلوم ہے کہ تمہارا ٹھکانہ کہاں ہے؟ ہماری گفتگو یہ تھی کہ گھر میں بداخلاق ہو اور گھر کے ماحول کر ٹھنڈا کرے۔ اس کا مطلب ہے ہمارا کردار ہمارے لئے ملکہ پیدا کرتا ہے اور وہ ملکہ ہماری شکل وصورت کو بدل دیتا ہے۔ جس کا خدا سے رابطہ بہت زیادہ ہو انسانیت میں شکوفہ بن جاتا ہے لیکن جس کی زندگی میں نقص ہو اس کی زندگی میں ملکہ پیدا کر دیتا ہے اور وہ ملکہ اس کی صورت بناتا ہے یعنی اس کی انسانیت کو ختم کر کے اس کو ایک درندے کتے کی شکل میں تبدیل کر دیتا ہے۔ یہ بات مسلم ہے۔ قرآن اور علماء علم اخلاق نے اثیر مفصل گفتگو کی ہے اور اس کو کہتے ہیں تجسم عمل۔

ہماری گفتگو یہ ہے کہ اگر مرد گھر میں بداخلاقی پیدا کرے یہ بداخلاقی اس کے لئے ملکہ پیدا کر دیتی ہے اور اس کو ایک درندے کتے کی شکل میں تبدیل کر دیتی ہے۔ اگر کوئی چشم بصیرت رکھتا ہو وہ اس کو کتا دکھائی دے گا اس کو دیکھنے کے لئے چشم بصیرت چاہیے۔

ایک بزرگ نے کہ میں نے ایک ایسے شخص کو خواب میں دیکھا جس کو میں پہچانتا تھا۔ وہ بہت اچھا آدمی تھا۔ بزرگ کہتے ہیں میں نے دیکھا کہ وہ کتے کی صورت میں تھا میں آگے گیا اس کو سلام کیا۔ میں نے دیکھا واقعی وہی آدمی ہے بدی قیامت کے دن کتے کی شکل میں آتی

ہے۔اس کولوگ پہچانتے ہیں روحی لحاظ سے جسمانی لحاظ سے آدمی ہے۔ **"یوم تبلی السرائر"** قرآن بتاتا ہے کہ وہ دن رسوائی کا دن ہے۔لوگ پہچانتے ہیں کہ وہ فلاں ہے لیکن کتے کی شکل میں ہے۔اس نے کہا میں نے دیکھا کہ وہ کتا ہے میں آگے گیا میں نے سلام کیا اور پوچھا کہ اے فلاں کیا تو ہے؟ اس نے جواب دیا ہاں پوچھا تم کتے کی شکل میں کیوں بدل گئے؟ اس نے جواب دیا افسوس گھر میں بداخلاقی پر۔افسوس گھر میں بداخلاقی پر۔ بعد میں اس نے مجھ سے کہا آؤ میری قبر پر میں تمہیں دکھاؤں جب مجھے قبر میں اتارا گیا۔اس کی قبر مٹی کی تھی اس کی قبر کی تہہ میں ایک سوراخ تھا اس نے بتایا جب مجھے قبر میں اتارا۔قبر نے مجھے اتنا فشار دیا۔ میرے بدن کا تیل نکل گیا اور اور اس سوراخ میں چلا گیا اگر سوراخ تنگ نہ ہوتا تو میں تجھے دکھاتا۔ وہ بزرگ کہتے ہیں پھر میری آنکھ کھل گئی۔ بداخلاقی اور منفی سوچ یقیناً انسان کو کتے کی شکل میں تبدیل کر دیتی ہے آج بھی کتا ہے لیکن چشم بصیرت نہیں کہ اس کو دیکھ سکے مگر یہ کہ خود چشم بصیرت رکھتا ہو اصفہاں کے ایک بہت بڑے عالم تھے بارش کی طرح روتے تھے۔اگر یہ کہا جائے کہ وہ چشم ملکوتی رکھتے تھے۔گھر میں بھی بداخلاق تھے۔ یہ تو واضح ہے کہ یہ عارف کامل گالی نہیں دیتے۔ مارتے نہیں تھے۔بارش کی طرح روتے تھے۔خدا ان پر رحمت کرے وہ کہتے تھے میں نے خواب میں دیکھا میں ایک سیاہ کتے کی طرح ہوں۔اس وقت متوجہ ہوا کہ اس بداخلاقی نے میرے سیرت پر اثر ڈالا اور مجھے ایک درندے کتے کی صورت میں بدل دیا۔

اسلام کہتا ہے کہ منفی سوچ والے نہ بنو کہ وہ محبت کو ضرر پہنچاتی ہے مثبت سوچ والے بنو۔تم نے مکھی کو دیکھا کہ ادھر ادھر گھومتی ہے جہاں اسے گندگی نظر آتی ۔ہے اس پر بیٹھ جاتی ہے۔تمہارا لباس صاف ہو تو اس پر نہیں بیٹھتی۔تمہارے صاف ہاتھوں اور چہرہ پر نہیں بیٹھتی جہاں گندگی ہے۔وہاں دس مکھیاں جمع ہو جاتی ہیں وہ اس چیز کے پیچھے ہیں کہ انہیں گندگی ملے۔منفی سوچ کا

مالک بھی جوں ہی ہے وہ مکھی کی طرح ہے۔اس کی بیوی میں کئی خوبیاں ہیں لیکن سب کو بھول کر خامیوں کی طرف جاتا ہے۔اور کہتا ہے کہ یہ سالن نمکین کیوں ہوگیا۔ جناب! اس بات کو سوچو ظہر سے شام تک اس نے بھاگ دوڑ کی۔ زحمت کر کے تمہارے لئے دستر خوان لگایا ہے سب چیزیں تیار ہیں اگر کسی چیز میں زیادہ نمک ڈل گیا ہے تو کیا ہے؟ اس کو کہتے ہیں مکھی کی طرح یہ شخص روایات اور فلسفہ کی رو سے روز قیامت ایک موٹی مکھی کی طرح ہوگا۔ یہاں تو چھوٹی مکھی ہے۔ وہاں موٹی مکھی کی شکل میں ہوں گے۔ برائی کی بات یہ ہے کہ سب اس کو پہچانتے ہوں گے کہ یہ فلاں ہے لیکن مکھی کی طرح ہے۔ جناب! منفی سوچ والے نہ بنو۔ تمہاری بیوی میں اتنی خوبیاں بھی ہیں اور خوبیاں کو نہ بھولو۔

روایات میں پڑھتے ہیں حضرت عیسیٰ ایک راستے سے گزر رہے تھے۔ حواری بھی حضرت عیسیٰ کے ساتھ تھے۔ ایک مردہ اور گلی سڑی بکری گلی میں پڑی ہوئی تھے حواریوں نے منفی نکات کو بیان کرنا شروع کیا۔ کسی نے کہا بدبو آرہی ہے کسی نے کہا یہاں سے فرار کر جائیں اور وہ تیز تیز گزر گیا کسی نے ناک پر کپڑا رکھ لیا۔ حضرت عیسیٰ بہت اطمینان اور وقار سے گزرے مردہ پکڑ کر دیکھ کر انہوں نے کہا واہ واہ! اس کی دانت سفید ہیں؟ اس کو کہتے ہیں مثبت سوچ والا آدمی۔

گھر میں تم منفی باتیں کیوں سوچتے ہو مثبت کیوں نہیں سوچتے کیا ممکن ہے کہ انسان میں کوئی نقص نہ ہو؟ محال ہے کہ میاں بیوی اخلاقی لحاظ سے ایک جسے ہوں 100% ایک جیسا اخلاق نہیں ہوسکتا یہ محال ہے۔

بقول ماہر نفسیات گھر میں ایک اختلاف ایک طبعی بات ہے۔ صرف اک نقص کو دیکھا جائے۔ گھریلو اختلافات پیش آتے ہیں لیکن اگر معافی اور ایثار ہو انسان مثبت سوچ کا مالک ہو منفی سوچ کو چھوڑ دے خود بخود خداداد ی محبت کو ضرب نہیں لگے گی اور تمہیں ایک اور بات بتا دوں

تمہاری محبت شیشہ کی طرح ہے جس طرح انسان شیشے کو پتھر مار کر توڑ دے تو پھر قابل اصلاح نہیں ہے پہلے مصرے کو مسجد میں نہ پڑھوں۔

(شیشہ شکستہ ریپوند کردن مشکل است) یعنی ٹوٹ ہوئے شیشے کو جوڑنا مشکل ہے بعض دفعہ ایک بات محبت کو ختم کر دیتی ہے روایات میں پڑھتے ہیں اگر عورت اپنے شوہر سے کہے میں نے تم سے کوئی اچھائی نہیں پائی۔اس کے تمام اعمال ضایع ہو جاتے ہیں اور وہ روزے قیامت جہنم میں جائے گی۔

عورت کا وظیفہ ہے کہ جب مرد گھر میں آیا ہے تو خود کو اس کے لئے تیار رکھے اور اپنے بچوں کو صاف ستھرا رکھے۔گھر کو صاف ستھرا رکھے۔اپنے آپ مزین رکھے۔غم وغصہ ختم کر دے اداسی کو گھر سے نکال دے شوہر کے آنے کے لئے تیار رہے۔روایات میں ملتا ہے جب شوہر دروازہ کھٹکھٹاتا ہے تو بچہ دروازے پر نہ جائے خود جاؤ دروازے کو کھولو شوہر کو سلام کرو اس کے لئے ہنسو مسکراؤ گرم جوشی سے اس کا استقبال کرو اس کو کھلاؤ پلاؤ لطف اٹھاؤ۔یہ عورت کا وظیفہ ہے اس کے برعکس کہتے ہیں کہ اگر عورت گھر میں بداخلاق ہو پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم فرماتے ہیں شب معراج میں نے دو قسم کے لوگوں کو دیکھا جو زبان کہ بل لٹکے ہوئےہیں روایات میں پڑھتے ہیں۔روز قیامت دو قسم کے لوگوں کی زبانیں اتنی لمبی ہونگی کہ زمین پر پھیلی ہوئی ہوں گی اور لوگ اس زبان کو روندرہے ہوں گے وہ کون لوگ ہوں گے؟

(۱) وہ لوگ جو لوگوں کی پیٹھ پیچھے ان کی غیبت کرتے ہیں۔جو دوسروں کی شخصیت کو کچل دیتے ہیں۔یہ افراد جب روز محشر آئیں گے تو ان کی زبان بہت لمبی ہوگی اور لوگ اس کو روندے رہے ہوں گے پھر یہ لوگ اپنی زبان کے ساتھ جہنم میں چلے جائیں گے اور زبان کے بل لٹکائے جائیں گے۔

(۲) گھر میں بداخلاق عورت اور زبان دراز عورت۔اگر عورت شوہر کو جواب دے اگرچہ شوہر کا

قصور بھی ہو۔ پھر بھی اس کا حق نہیں کہ وہ اپنے شوہر کو جواب دے۔ عورت شوہر کے ماتحت رہے۔ اگر شوہر کو جواب دے گی شوہر کے سامنے اگر زبان درازی کرے گی روز قیامت زبان کے بل لٹکائی جائے گی۔

روایات پڑھتے ہیں اگر کوئی شوہر اپنی بیوی کو ہاتھوں ناراض ہو۔ یہ عورت جو کام بھی کرے گی خداوند کریم اس کو قبول نہیں کرے گا۔ روایات میں یہ بھی ملتا ہے کہ اگر بیوی کی خدمت کرے یا بیوی شوہر کی تو اس سے بڑھ کر کوئی ثواب نہیں۔ اس کے برعکس شرک سے بڑھ کر اس سے زیادہ کوئی گناہ نہیں کہ بیوی اپنے شوہر کو اذیت کرے یا شوہر اپنی بیوی کو۔ ایک لڑکی رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور کہا اے رسول خدا صلی اللہ علیہ والہ وسلم میں شادی کرنا چاتی ہوں شوہر کا کیا حق ہے؟ تا کہ مجھے معلوم ہو اور میں شوہر کا حق ادا کرسکوں۔ پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا شوہر کے اپنے بیوی پر تین حقوق ہیں۔

(۱) جب شوہر ہم بستری کا ارادہ کرے تو عورت تیار رہے صلی اللہ علیہ والہ وسلم (لڑکی نے کہا بہت اچھا) یہاں تک کہ روایات میں پڑھتے ہیں۔ اگر عورت ٹال مٹول کرے تا کہ شوہر کو نیند آ جائے۔ یہ عورت روز قیامت جہنم میں جائے گی۔ یہ نہ سوچے گا کہ اس کو صرف جنسی خواہشات کو پورا کرنے کے لئے کہا ہے۔ بلکہ اور چیز کے لئے ہے وہ یہ ہے کہ انسان کی نسل ایک سالم نسل ہو۔

(۲) مواظب رہیں کہ اس کی اجازت کے بغیر اس کے پیسوں کو استعمال نہ کرنا۔ لڑکی نے کہا اچھا۔

(۳) رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا! اگر کبھی اختلاف ہو جائے مواظب رہنا شوہر کو راضی کئے بغیر نہ سونا تیسرا نقطہ اس عورت کو بہت مشکل لگا اس نے پوچھا اے رسول خدا صلی اللہ علیہ والہ وسلم! (**وان کان ظالما**) اگر چہ مرد کا بھی قصور ہو پھر میں اس کو راضی کروں میں ہی آگے بڑھ کر اس سے صلح کروں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا جی ہاں اگر چہ شوہر کا ہی قصور ہو تم جب تک شوہر کو راضی نہ کر لینا نہ سونا۔ اس عورت کو یہ کام بہت مشکل لگا اور اس نے کہا اس

ذات کی قسم جس نے آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو پیغمبر بنایا میں شادی نہیں کروں گی۔

تم شادی کرو یا نہ کرو عورت پر مرد کا حق یہی ہے۔عورت یعنی مہربان عورت یعنی محبت اور عورت یعنی شوہر کے مقابلے میں متواضع۔اسلام ایک شائستہ لڑکی چناؤ کرتا ہے۔قرآن فرماتا ہے ''**فالصالحات قانتات حافظات للغیب بما حفظ اللہ**''

یعنی اسلام میں ایک سمجھدار اور عورت وہ ہے۔جس میں دو صفات ہوں۔

(۱) خدا اور شوہر کہ سامنے متواضع رہے۔

(۲) عفیف ہو۔خلوت میں بھی اور جلوت میں بھی۔جس طرح گلی بازاروں میں پردہ کرتی ہے اسی طرح رشتے داروں سے بھی پردہ کرے۔جس طرح شوہر کے سامنے اپنی عفت کی محافظ ہے اس طرح شوہر کی عدم موجودگی میں بھی اپنی عفت کی محافظ رہے اس کی نظر میں خلوت جلوت میں کوئی فرق نہ ہو۔

اسلام میں مناسب لڑکی کی یہ خصوصیات ہیں۔میں چاہتا تھا کہ آج اس گفتگو کو ختم کروں لیکن یہ مکمل نہیں ہوئی بلکہ اس باب کے بارے میں کچھ اور بھی بیان کرنا چاہیے آپ سب کو خصوصاً ان جوانوں کو سفارش کرتا ہوں مواظب رہیں کہ محبت تمہارے گھروں میں ہو اگر یہ نہ ہو تو تمہارے بچے ظالم اور خائن ہو جائیں گے یا کم از کم یہ کہ ان کے دل مردہ ہو جائیں گے اور وہ ناخوش ہوں گے بالاخرتم اچھے بچے معاشرے کے حوالے نہیں کر سکو گے۔

ہماری گفتگو یہ تھی کہ اگر گھر میں مہربانی نہ ہو بچہ نہ مہربان ہوتا ہے۔بدبخت ہیں ایسے انسان جو معاشرے میں وارد ہوں لیکن نامہربان ہوں یہ نامہربانی دنیا میں یہاں تک کہ مسلمانوں میں بھی زیادہ ہے۔اس انقلاب میں اتنی خامیوں کے باوجود احتکار (چیزوں کو جمع کر کے رکھنا) کیوں ہو؟اس انقلاب میں اتنی مصیبتوں کے باوجود کیوں اتنی مہنگائی ہو؟اس انقلاب میں اتنی مشکلات پر مشکلات ایجاد کریں کیوں؟ان سب چیزوں کی اصل ایک چیز ہے اور وہ یہ کہ جو شخص احتکار کرتا ہے وہ مہربان نہیں ہے اگر مہنگائی کر رہے ہیں تو مہربان نہیں ہیں اگر ظلم کر رہے ہیں اس کی وجہ بھی

یہ ہیکہ مہربانی نہیں ہے اگر کوئی انقلاب کو کوئی ٹھیس پہنچاتا ہے۔ وہ مہربان نہیں ہے کوئی اگر مہربان ہوتو وہ خود سوچے محاز جنگ پر جانے والے جن کی دنیا میں بہت ارزش ہے۔ وار ہو رہی ہیں میں انقلاب کو نقصان کیوں پہنچاؤں جو لوگ منفی سوچ رکھتے ہیں ان کا کام یہاں تک پہنچ گیا ہے کہ وہ معاذ اللہ انقلاب کو ضرر پہنچار ہے ہیں جبکہ کہ لوگ شہادت دے رہے ہیں اور جوان قربان ہو رہے ہیں اس کا سر چشمہ کہاں ہے؟ نامہربانی خدایا ہم سب کو محبت و مہربانی عنایت فرما۔

درس ۹

باب ٦

گھر میں محبت کی ضرورت:

ہماری گفتگو گھر میں محبت کی ضرورت کے بارے میں تھی۔کل اس کے بارے کچھ گفتگو کی تھی۔اگر چہ خاندان کی گفتگو ہے۔اوراس کے لئے ایک ماہ سے زیادہ گفتگو کی ضرورت ہے لیکن صرف تھوڑی سی اس کے بارے میں گفتگو کروں گا تا کہ خدا کے فضل چاہت اور حضرت **بقیة الله** کے لطف سے کل ساتویں باب کے بارے گفتگو کروں انشاءاللہ۔

کل میں نے کہا تھا کہ میں بیوی کہ درمیان %100 اخلاقی موافقت محال ہے۔اگر ہم یہ سوچیں کہ کوئی میاں بیوی ایسے ہوں جو %100 اخلاق اور سلیقہ کے لحاظ سے موافق ہوں تو محال ہے۔اگر یہ ہوسکتا ہے تو صرف معصومین مثلاً حضرت علیؑ اور حضرت زہراہ اسلام علیہاؑ کے درمیان لیکن غیر معصموم میں اخلاقی موافقت نہیں ملتی۔ماہر نفسیات کے بقول گھر میں اختلاف اک طبعی امر ہے۔اگر دو افراا کٹھے زندگی گزاریں۔ضرور اختلافات پیش آئیں گے۔آخر کیا کرنا چاہیے کہ اختلاف میاں بیوی کی محبت کو ختم نہ کریں۔

دونوں کے درمیان ایک اختلاف ہے اس کا کوئی حرج نہیں کیا کرنا چاہیے کہ یہ اختلاف شیشہ محبت کیلئے پتھر کا کام نہ دے۔وہ محبت جس کے بارے قرآن نے عرض کیا تھا کہ خداوند عالم نے میاں بیوی کے درمیان محبت قرار دی اس کا صرف اور صرف ایک راستہ ہے قرآنی روایات اہلبیت ،علم اخلاق، ماہرین نفسیات اور خصوصاً وہ جنہوں نے تربیت کے موضوع پر بات چیت کی ہے ان کی نظر میں صرف ایک راستہ ہے اور وہ ایثار و معافی اور نظر انداز کرنا ہے۔عفوو درگزر اور مردانگی کی صفت گھر میں غالب ہو اور انسان برائیوں کو معاف کردے اور یوں سمجھے جیسے برائیاں ہوئی نہیں قرآن فرماتا ہے نظر انداز کرو۔بخشش کرو۔ **"والیعفو او لیصفحو الا تحبون ان یغفر الله لکم"**

اگر تم چاہتے ہو کہ روز قیامت خدا تمہاری برائیوں کو معاف کرے اور نظر انداز کرے تو عفو

درگزر اور نظر انداز کرنے کی صفت تمہاری زندگی میں غالب رہے۔ یہ ملکہ عفو ہر مرد اور ہر عورت میں ہونا چاہیے صفت (صفح) یعنی نظر انداز کرنا اور روخ نہ موڑنا یہ ہر انسان کی زندگی میں ہو۔ اگر عفو و صفح جیسی صفات تمہاری زندگی میں موجود ہوں نہ صرف گھر کا ماحول گرم رہے گا بلکہ اجتماع میں اچھی زندگی گزار سکتے ہو اور صفت درگزر تمہاری زندگی میں نہ ہو۔ اگر تم باریک میں گئے اور بقول سخت گیرہ گئے نہ صرف گھر کا ماحول ٹھنڈا ہو جائے گا بلکہ یہ اختلافات محبت کو ختم کر دیں گے اور طلاق کا باعث بنیں گے اور معاشرہ تمہیں رد کر دے گا اور پھر تم معاشرے میں زندگی نہیں گزار سکو گے تمہارے اعصاب ضعیف ہو جائیں گے وہ اپنی دنیا کے لئے کام کر سکتا ہے نہ آخرت کیلئے اس لئے اگر تم چاہتے ہو کہ تمہارے گھر میں محبت ہو تمہارا گھر گرم جوشی سے چلتا رہے۔ تو عورت میں درگزر کرنے کی صلاحیت ہونی چاہیے مرد بھی مردانگی اور درگزر کا مظاہرہ کرے میاں بیوی ایک دوسرے کی برائیوں کو نظر انداز کریں۔ قرآن فرماتا ہے اگر بیوی میں کوئی نقص ہے تو تم اس کا لباس بنو اور اگر مرد میں کوئی نقص ہے تو عورت اس کا لباس بنے **"ھن لباس لکم وانتم لباس لھن"** یعنی عورت مرد کا لباس اور مرد عورت کا لباس ہے۔ مرد کیلئے عورت کا نقص خود اس مرد کا نقص ہے اور عورت کے لئے مرد کا نقص خود اس عورت کا نقص ہے میاں بیوی ایک دوسرے کی نقص پوشی کریں یعنی بقول قرآن (صفح) یعنی نظر انداز کریں۔

کل میں نے کہا تھا اگر تم چاہتے ہو کہ محبت تمہارے گھر میں ہو تو منفی سوچ کے مالک مت بنو۔ آج کہتا ہوں اگر چاہتے ہو (صفح) تمہاری زندگی میں غالب رہے۔ اور دوسروں کی خصوصاً گھر میں برائیوں کو نظر انداز کرنے کے قابل بن سکو تو منفی باتیں نہ سوچو۔ مثبت باتوں کو نظر میں رکھو مسلم ہے تمہاری بیوی میں بہت خامیاں ہیں اسی طرح مسلم ہے ایک مرد میں بہت خوبیاں ہوتی ہیں اگر کوئی برائی سرزد ہو جائے اور اگر برائی مرد کی طرف سے ہو تو عورت مرد کی خوبیوں کو پیش نظر رکھے اور کہے کہ اگر میرا شوہر بداخلاق ہے لیکن خرچہ دینے کے لحاظ سے تو بہت اچھا ہے اگر اب میرا شوہر مجھے روک ٹوک کر رہا ہے لیکن مردانگی کے لحاظ سے مجھے معلوم ہے کہ وہ مجھے پسند کرتا ہے اب غصہ میں ہے۔ اسی طرح اگر تمہاری بیوی اگر غذا نہیں پکا سکتی لیکن عفیفہ ہے تو سوچو

اگر خدانخواستہ عفیفہ نہ ہوتی تو میں کیا کرتا۔ اور خدانخواستہ تمہاری بیوی زبان دراز ہو تو اسے نصیحت کرو سمجھاؤ اور اس کے علاوہ صفح یعنی نظر انداز کرو اور کہو کہ اگر زبان دراز ہے لیکن میرے سامنے ہے اگر نامحرم کے ساتھ بات چیت کرنے اور ہنسی مذاق کرنے والی ہوتی۔ تو میں کیا کرتا؟

الحمد اللہ میری بیوی عفیف ہے اور اچھی عورت ہے جب تمہیں غصہ آئے فوراً اس کی خوبیوں کو یاد کرو۔ جب عورت ناراض ہوتی ہے۔ وہ اپنے شوہر کی خوبیوں کو پیش نظر رکھے۔ اگر تم دیکھو مرد گھر میں سخت کلامی کرتے ہوئے آیا کہو الحمد اللہ آیا تو خیریت کے ساتھ ہے اگر چہ سخت کلام کرے ہوئے اور خدانخواستہ زخمی سر اور ہاتھ کے ساتھ گھر میں آتا تو میں کیا کرتی؟ اسی طرح مسلم ہے ہر مرد اور عورت میں کچھ نہ کچھ خوبیاں ہیں لہذا جب کسی کی برائی سامنے آجائے تو فوراً دوسروں کی خوبیاں پیش نظر رکھو۔ دوسرا یہ کہ گھر میں سخت کلام نہ ہوں کل میں نے کہا تھا کہ سخت باتیں شیشہ محبت کے لئے پتھر کا کام دیتی ہیں۔ ایک میری خواہش ہے شاید بھول جاؤں عرض کرتا چلوں کہ میاں بیوی مواظب رہیں کہ ایک دوسرے کے ساتھ کسی کا موازنہ نہ کریں۔ جو چیز میاں اور بیوی کے لئے سب سے زیادہ ناگوار ہے وہ یہ کہ دوسروں سے اپنا موازنہ کریں مثلاً تم کہو کہ فلاں عورت کتنی صاف ہے یہ بات عورت کے لئے ہر بات سے زیادہ اس کے اعصاب کو خراب کرتی ہے یہ ہر پتھر سے زیادہ شیشہ محبت کو توڑتی ہے مخصوصاً عورت مرد سے کہے کہ دیکھو فلاں کتنی اچھی زندگی گزار رہا ہے یہ زندگی ہے جو تم زندگی گزار رہے ہو۔ وہ ہمارا ہمسایہ تمہارا بھائی اور وہ دوسرے رشتہ دار دیکھو کتنی اچھی زندگی گزار رہے ہیں۔ اس جملہ سے شوہر کے دل سے عورت کی محبت نکل جاتی ہے۔ ان باتوں کی بجائے درگزر کریں ایک دوسرے کی خوبیوں کو پیش نظر رکھیں ان باتوں کی بجائے تمہارا گھر تمہارے لیے مدرسہ ہو۔

انسان اس دنیا میں تحصیل کمال اور خودسازی کے لئے آیا ہے۔ ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر خودسازی کے لئے آئے پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم فرماتے ہیں قرآن خودسازی کے لئے آیا ہو۔ "**هو الذی بعث فی الامیین رسولا منهم یتلو علیهم آیاته ویزکیهم ویعلمهم الکتاب والحکمة**"

پیغمبر خود سازی کے لئے معجزہ لے کر آئے تا کہ لوگوں کو صحیح انسان بنائیں۔قرآن کا مطلب ہے مکتب آدم سازی قرآن کا مطلب ہے کارخانہ آدم سازی اور تم سے کہتا ہوں کہ گھر انسان سازی کا مدرسہ ہے۔صفت عفو پیدا کرنا بہت مشکل ہے ایک بزرگ کے بقول انسان چند سال اپنی ایڑی چوٹی کا زور لگائے تا کہ عفو، ایثار اور درگزر جیسی صفات پیدا کر سکے۔گھر میں اگر انسان مواظب رہے۔جب کوئی برائی دیکھے نظر انداز کرے آہستہ آہستہ اُس کا یہ کردار اس کے لئے ملکہ پیدا کرتا ہے اور ایک سال نہیں گزرتا کہ عفو، درگزر اور ایثار اس کی زندگی میں غلبہ پا جاتا ہے۔ایک اچھی صفت پیدا کرنے کی دنیا سے زیادہ ارزش ہے۔

انسان گھر میں ایثار جیسی صفت پیدا کر سکتا ہے۔یعنی اگر مرد خود غرض اور غلط نہ ہو اس کو اچھا لگے گا کہ اس کے بچے اور بیوی آرام سے ہیں اس کا بہت زیادہ ثواب ہے۔روایات میں ملتا ہے۔"الکا دلعیالہ کالمجاھد فی سبیل اللہ" وسائل جلد ۱۲۔باب ۲۳۔صفحہ ۴۳۔یعنی جو شخص بیوی بچوں کے رفاہ کے لئے زحمت کرتا ہے۔اس کا ثواب ایسے ہے جیسے محاذ جنگ پر ہو یعنی ایک کاسب صبح اس امید سے اپنے کام پر جاتا ہے کہ کچھ کمائے اور بیوی بچوں کو آرام دے یہ کام ایسا ہے گویا وہ محاذ جنگ پر ہے۔ایک کاریگر اپنے کام پر جاتا ہے سامان سر پر لاد کر لے جاتا ہے۔لیکن اس کی نیت یہ ہے کہ اسکے بیوی بچے رفاہ میں ہوں۔اس کے بچے پڑھ لکھ کر جائیں۔چاہتا ہے کہ اس کی بیوی کی لوگوں کے سامنے آبروایزی نہ ہو یہ سامان سر پر لاد کر جاتا ہے۔اس کا ثواب اس شخص کی طرح ہے جو محاذ جنگ پر دشمن سے لڑ رہا ہے۔

عورت کے بارے میں بھی اس طرح ہے۔روایات میں ملتا ہے ایک دانا عورت خدمت پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم میں آئی اس نے کہا اے رسول خدا صلی اللہ علیہ والہ وسلم! میں مدینہ کی عورتوں کی طرف سے ایک پیغام لائی ہوں اور یہ پیغام دنیا اور قیامت تک موجود عورتوں کی طرف سے ہے۔پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے پوچھا کیا پیغام ہے؟اس نے کہا یا رسول اللہصلی اللہ علیہ والہ وسلم عورتیں کہتی ہیں پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم فرق کرتے ہیں انہوں نے پوچھا کس چیز میں فرق

کرتا ہوں عورت نے جواب دیا آپ مردوں کے لئے امتیاز کے قائل ہیں لیکن عورتوں کے لئے قائل نہیں ہیں پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے پوچھا مثلاً کیا؟ اس عورت نے عرض کیا یارسول اللہصلی اللہ علیہ والہ وسلم آپ نے حکم دیا کہ عورت محاذ پر نہ جائے کیوں ہے کہ مردوں کے لئے اتنا بڑا ثواب رکھا ہے جبکہ ہمیں اس سے محروم کیا ہے۔ پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم اس پیغام سے بہت خوش ہوئے۔ اور فرمایا دنیا کی عورتوں سے کہہ دو **"جھادُالمرءۃحسن التبعل"**
(وسائل ابواب احکام الاد باب 67)

اگر عورت جہاد کرنا چاہتی ہے اور محاذ جنگ پر جانا چاہتی ہے شوہر سے اچھا سلوک کرے۔ اگر عورت خانہ داری کرے تا کہ اس کا شوہر رفاہ میں ہو غذا پکائے دستر خوان لگائے تا کہ اس کا شوہر رفاہ میں ہو اور بچے پروان چڑھیں پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم فرماتے ہیں اس کا ثواب اس مرد کی طرح ہے جو محاذ جنگ پر ہے۔

عورت گھر اسلام اور پیغمبر کی نظر میں محاذ جنگ ہے روایات میں ملتا ہے اگر کوئی عورت دستر خوان بچھائے غذا پکائے۔ برتن دھوئے تو خدا اس کے گناہوں کو معاف کر دیتا ہے کیوں کہ یہ کام اس نے شوہر کی خاطر کئے ہیں یہ ثواب کی رو سے۔ ثواب کے علاوہ ایثار جیسی اچھی فضیلت اس کے لئے ملکہ بن جاتی ہے یعنی جب انسان دوسروں کی فکر میں ہوگا۔ بیوی بچوں کی فکر میں ہوگا کہ بیوی رفاہ میں ہو اور عورت کو یہ فکر ہو مرد اور بچے رفاہ میں ہوں یہ کام آہستہ آہستہ اسکے لیے ملکہ ایثار پیدا کر دیتا ہے۔ دوسروں کی خدمت کے ملکہ کی ارزش دنیا اور جو کچھ اس میں ہے اس سے زیادہ ہے بیوی شوہر کے سامنے متواضع رہے تکبر بری صفت ہے جبکہ تواضع ایک اچھی صفت ہے صفت تکبر اتنی بری ہے کہ شیطان حضرت نوح علیہ اسلام کے پاس آیا اور کہا نوح علیہ اسلام میں چاہتا ہوں کہ تمہیں نصیحت کروں وہ یہ کہ مواظب رہو تکبر کیا تو تمہاری دنیا وآخرت ختم ہو جائے گی متکبر انسان کو معاشرہ رد کر دیتا ہے۔ خدا نے قسم کھائی ہے کہ متکبر انسان کو ذلیل کرے گا اور متکبر جہنم میں جائے گا امام صادق علیہ اسلام نے فرمایا۔

"لایدخل الجنۃ من کان فی قلبہ مثقال ذرۃ من الکبر"

وہ شخص جنت میں نہیں جائے گا جس کے دل میں ذرا برابر بھی تکبر ہوگا۔ تکبر ایک بری صفت ہے اور اس کے برعکس تواضع ہے دوسروں کے سامنے انسان فروتن ہو بہشت کے علاوہ اس کا یہ فائدہ ہے کہ لوگوں کے درمیان بھی اس کا ایک مقام اور احترام ہے۔ یہ تواضع کہاں سے پیدا ہوتا ہے۔ گھر سے پیدا ہوتا ہے جب عورت شوہر کے سامنے زبان درازی نہیں کرے گی جب عورت شوہر کے سامنے متواضع ہوگی یا جب مرد عورت سے کہت چشم یعنی آپ کا کہنا سر آنکھوں پر لیکن بہت خوش زبان اور سادہ روئی سے۔ اگرچہ اسی طرح کوئی کام عورت کے لئے مشکل ہے وہ نہیں چاہتی ہے کہ اس کام کو انجام دے لیکن چونکہ شوہر نے کہا ہے۔ اس لئے کہے کہ ضرور انجام دوں گی۔ بقول خواتین بہ چشم کہنا آہستہ آہستہ عورت سے تکبر کو چھین لیتا ہے۔ اور عورت ایک متواضع بن جاتی ہے اگر کوئی اپنے میں تواضع جیسی صفت پیدا کرے دنیا اور اس میں موجود ہر چیز کی ارزش سے زیادہ ارزشمند ہے۔ مرد بچوں کے سامنے بچوں جیسی باتیں کرتا ہے مرد بیوی کے سامنے تواضع سے پیش آتا ہے۔ اس کی بیوی جو کچھ کہتی ہے تو وہ کہتا ہے چشم اور مرد گھر میں اپنی بیوی کو مدد کرتا ہے۔

روایات میں ملتا ہے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم اتنے عظیم مقام کے باوجود بکری کا دودھ دھوتے ہیں روٹی پکاتے تھے جھاڑ و دیتے تھے روایات میں ملتا ہے ایک دن پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم گھر میں داخل ہوئے تو حضرت علی مسور صاف کرر ہے تھے۔ اور حصرت فاطمہ ہنڈیا کے پاس بیٹھی ہوئی تھیں۔ پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا اے علی! جو اپنی بیوی کی مدد کرے ہزار حج اور ہزار عمرے کا ثواب ملتا ہے گھر کا مطلب ہے ثواب کی جگہ حج وعمرے کی جگہ جہاد کی جگہ اس کے علاوہ مرد متواضع پیدا کرلے تو اس کی بہت ارزش ہے علماء علم اخلاق خون جگر سے کسی مقام پہ پہنچتے ہیں بڑی ریاضت کے بعد کوئی دعویٰ کرتے ہیں کہ علامہ بحر العلوم کی وجہ سے قبول کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ آج میں اس قابل ہو گیا کہ ریا کی جڑ کو دل سے نکال دوں۔ کیا ہوسکتا ہے کہ جلدی سے ریا کی جڑ کو دل سے نکالا جا سکے۔ اگر ہمارا گھر مکتب ہو جائے تو تکبر اور ریا کی جڑ کو ختم کیا جاسکتا ہے۔ لیکن اس مکتب میں درس پڑھنے کی ضرورت ہے یہ اس کی طرح ہے کہ ایک بچہ استاد

کے سامنے ڈھیٹ بنا رہے اور درس نہ پڑھے یقیناً یہ کسی مقام پر نہیں پہنچے گا۔لیکن اگر ایک بچہ درس پڑھنا چاہے تو معلم، لائبریریاں اور مدرسہ اس کو سکھاتے ہیں میں تم سے کہتا ہوں گھر پر میاں بیوی کو درس اخلاق دے سکتا ہے تم ایسے کام کرو کہ تمہارا گھر مکتب بن جائے۔اگر چاہتے ہو کہ تمہارا گھر مکتب ہو جائے تو ایسا کرو جس سے عفو درگزر اور ایثار جیسی صفات تم پر غالب آ جائیں عفو و درگزر میں بہت لذت ہے بقول شاعر۔

درعفولذتی ہست کہ درانتقام نیست یعنی عفو میں ایک ایسی لذت ہے جو انتقام میں نہیں ہے شروع میں یہ کام مشکل لگے گا لیکن پھر آہستہ آہستہ یہ کام آسان ہو جائے گا۔

مرحوم محقق نراقی ؒ ایک حدیث بیان کرتے ہیں اس وقت میں پوری حدیث بیان نہیں کروں گا لیکن اتنا کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے بنی اسرائیل کے ایک پیغمبر کو خواب میں دیکھا کہ اس کو خواب میں کہا گیا جو چیز تم سب سے پہلے دیکھو اس نگل لو جب بیدار ہوئے۔ بیابان میں آ گئے جو چیز انہوں نے سب سے پہلے دیکھی وہ پہاڑ تھا۔ پہاڑ کے قریب گئے۔ وہ پہاڑ چھوٹا ہو گیا اور اتنا چھوٹا ہو گیا کہ ایک لقمہ کے برابر ہو گیا اس نے لقمہ کو چبایا دیکھا یہ بہت مزیدار ہے بعد میں خواب میں اس کو بتایا گیا کہ یہ پہاڑ جس کو تم نے کھایا ہے یہ غصہ ہے۔ یہ اس وقت ہے جب انسان گھبرا جاتا ہے کسی کی بدی کو دیکھ کر انتقام لینا چاہتا ہے۔ اگر اس نے صبر کیا اپنے نفس امارہ اور انا کو کچل ڈالا تو آہستہ آہستہ (درعفولذتی ہست کہ درانتقام نیست) بہت لذت بخش ہوتا ہے۔

خوش قسمت ہیں وہ مرد جس کی بیوی ہے پھر بھی عفو سے کام لیتا ہے خوش قسمت ہے وہ عورت جو غصہ والے شوہر کے سامنے ہنستی ہے اور تواضع کرتی ہے اصمعی مامون کا وزیر ایک واقعہ بیان کرتا ہے اسلام اسی طرح کے مرد اور عورتیں چاہتا ہے اسلام نے سفارش کی ہے کل اسی کے بارے بتایا تھا آج بھی اسی کے بارے بتا رہا ہوں کہ میں اسی طرح کے مرد اور عورتیں بنانے آیا ہوں۔

اصمعی کہتا ہیت میں بیابان میں گم ہو گیا یہ لوگ شکار کے لئے جاتے تھے اور پھر انہیں کسی چیز کی ہوش نہیں رہتی تھی۔ ہرن کے پیچھے اتنا دوڑتے کہ اچانک متوجہ ہوتے کہ گم ہو گئے ہیں اصمعی نے کہا میں بیابان میں گم ہو گیا بھوکا اور پیاسا تھا۔اب میں نے سوچا کیا کروں اچانک

ایک خیمہ پر میری نظر پڑی خیمہ کے پاس گیا خیمہ کے دروازے پر میں نے ایک خوبصورت اور پردہ دار عورت دیکھی۔ میں نے سلام کیا اس نے میرے سلام کا جواب دیا اس نے کہا بیٹھیے اصمعی کہتا ہے میں خیمہ میں جا کر بیٹھ گیا وہ عورت بھی ایک کونے میں بیٹھ گئی۔ میں بہت پیاسا تھا میں نے اس سے تھوڑا سا پانی مانگا میں نے دیکھا کہ اس عورت کا رنگ اڑ گیا ہے اس نے جواب دیا مجھے شوہر کی طرف سے اجازت نہیں ہے کہ تمہیں پانی دوں یہ وہی کل والی روایت ہے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا تھا دوسرا حق یہ ہے اس کی اجازت کے بغیر اس کے مال تصرف نہ کرنا۔

اس نے کہا میرے پاس تھوڑا سا دودھ ہے۔ جو میں نے دوپہر کو پینا ہے تم وہ دودھ پی لو میں دوپہر کو کچھ نہیں کھاؤں گی۔ وہ کہتا ہے عورت دودھ لائی میں نے پی لیا۔ میں ایک گھنٹے تک وہاں بیٹھا رہا۔ اچانک میں نے دیکھا کہ دور سے ایک سیاہی نظر آ رہی ہے۔ میں نے دیکھا وہ پانی جو اس نے مجھے نہیں دیا تھا اٹھایا اور خیمے کے باہر آ گئی۔ میں نے دیکھا ایک بوڑھا مرد سیاہ گھوڑے پر سوار آ رہا ہے اس نے پھر بوڑھے مرد کو اُتارا۔ اس بوڑھے مرد کے ہاتھ پیر دھو کر اس کو اٹھا کر خیمے میں لے آئی۔ ہر عورت کو یہی چاہیے کہ جب شوہر آئے۔ زینت کر کے خود دروازے پر جائے مسکرائے شوہر کو سلام کرے شوہر کے ہاتھ کو پکڑ لے اور اسے گھر میں لے آئے۔

اصمعی نے کہا یہ عورت اس کو گھر میں لائی اور بٹھایا۔ یہ مرد بد اخلاق تھا۔ اصمعی نے کہا اس نے اتنا برائی کا مظاہرہ کیا اور عورت نے اچھائی کا کہ میں مزید اس خیمے میں نہ رک سکا۔ اور خیمے میں رہنے کی بجائے دھوپ میں بیٹھنے کو ترجیح دی۔ کہتا ہے میں اٹھا اور خدا حافظ کی۔ مرد نے زیادہ توجہ نہ دی اور عورت نے خدا حافظ کا جواب دیا۔ وہ کہتا تھا میرا دل اتنا برا ہوا کہ میں نے اس کی چغلی کی میں نے کہ تجھ پر افسوس ہے کہ تم نے اس کی کس چیز سے دل لگایا ہوا ہے اسکے بڑھاپے، فقر، وسط بیابان اور اس کے اخلاق کے باوجود تو اس سے اچھا برتاؤ کرتی ہے اور وہ تجھ سے برا سلوک کرتا ہے تجھے اس کی کس چیز سے محبت ہے کہتا ہے جب میں نے یہ جملہ کہا اس کا رنگ بدل گیا اس نے کہ افسوس ہے تجھ پر تو چاہتا ہے کہ میاں بیوی کے درمیان اختلاف پیدا کرے۔ **"ھن لباس لکم وا انتم لباس لھن"**

اس عورت نے کہا اصمعی میں نے پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے روایت سنی ہے اور چاہتی ہوں کہ اس پر عمل کروں اس نے کہا اصمعی دنیا گزر جاتی ہے بیابان میں رہوں یا محل ہوں رفاہ و آسائش میں ہوں یا فقر و فاقہ میں لیکن ایک چیز نہیں گزرتی اور وہ آخرت ہے۔ میں نے پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے ایک روایت سنی ہے اور میں چاہتی ہوں کہ اس پر عمل کروں تاکہ میرا ایمان کامل ہو جائے اور ایمان کامل کے ساتھ اس دنیا سے جاؤں۔ پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا **''الا یمان نصفه الصبر ونصفه الشکر''** ایمان کے دو پر ہیں ایک صبر مشکلات کے سامنے اور دوسرا شکر نعمت کے مقابلے میں۔ انسان کو اللہ نے بہت سی نعمتیں دی ہیں تم سب جو یہاں بیٹھے ہو اگر مالی حیثیت سے تمہارے پاس کچھ بھی نہ ہو لیکن یہ کہ آنکھ اور عقل رکھتے ہو ان میں سے ہر ایک پر ارزش ہے ایک مصنف کہتا ہے جو کہتا ہے میرے پاس کچھ نہیں ہے وہ شخص خدا سے گلہ شکوہ کرتا ہے تمہارے پاس دو آنکھیں ہیں میں تمہاری دونوں آنکھیں لے لیتا ہوں اور پوری دنیا تمہیں دیتا ہوں۔ کیا تم تیار ہو؟ تم اسکی زمین اور سارے گھر تمہیں دے دیئے جائیں اور تمہاری دونوں آنکھیں لے لی جائیں کون اس چیز کے لئے تیار ہے؟ تمام دنیا تمہاری ہو جائے تمام کرنسی پیسے ڈالر تجھے دے دیں اور تجھ سے عقل لے لیں۔ اپنی عقل دے دیں تمام دنیا تمہاری ملکیت تمہارے دونوں ہاتھوں اور پاؤں کو لے لیں ایک ملین ڈالر تجھے دے دیں؟ تیرے دونوں کانوں کو لے لیں کیا تم کان دے دو گے۔ تیرے پاس خدا کی کئی نعمتیں ہیں **''وان تعد ونعمت الله لا تحصو ها''** اگر تم شمار کرنے لگو تو اللہ کی نعمتوں کو شمار نہیں کر سکتے۔ ان سب چیزوں کے مقابلے میں خدا کا شکر ادا کریں تم نے کبھی شکر بھی کیا ہے؟

تم نے کبھی شکر کیا ہے الحمد اللہ رب العالمین کہ میرے پاس عقل ہے۔ کان ہے آنکھیں ہیں اس سے بالاتر کبھی شکر کیا ہے میں شیعہ ہوں اگر تم ناجی ہوتے تو کیا کرتے اگر سنی ہوتے تو کیا کرتے اگر یہودی ہوتے تو کیا کرتے؟ الحمد اللہ میں مسلمان ہوں اور آج مسجد میں ہوں ان سب چیزوں کا شکر کرنا چاہیے اور مشکلات کے مقابلے میں صبر کیجئے۔ یہ عورت ایک روایت نقل کرتی ہے اور کہتی ہے اے اصمعی! پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا انسان نعمتوں کا شکر ادا

کرے اور مشکلات پر صبر کرے تا کہ اس کا ایمان کامل ہو جائے۔اس نے کہا اصمعی! میں بیابان میں اس مرد کی بداخلاقی پر صبر کرتی ہوں اور اس فقر کے لئے صبر کرتی ہوں اور اپنی خوبصورتی جوانی اور سلامتی پر جو خدا نے مجھے عطا کی ہے اس کے شکر میں اس بوڑھے مرد کی خدمت کرتی ہوں تا کہ میرا ایمان کامل ہو جائے مرد کی خدمت کرنا شکر سلامتی ہے۔

اس کو کہتے ہیں ایک مسلمان عورت جس میں ایثار درگزر اور نظر اندازی ہو مرد بھی اسی طرح ہو۔

حوزہ علمیہ قسم کے بانی جن کا سب پر حق ہے۔میرے سر و عمامہ پر حق ہے تم پر حق ہے قسم ایران اور انقلاب ایران پر بہت بڑا حق ہے بانی حوزہ علمیہ نے فرمایا۔میں نے کسی مقام پر نہیں پہنچا تھا اگر میں سلام کی خدمت کے قابل ہوا۔تو دو عمل کے اثر کے باعث ہوا نجف میں میری ایک بیوی تھی جو اندھی اور بوڑھی تھی۔بڑے آرام سے اس کو ٹائلٹ میں لے جاتا اس کو اٹھا کر چھت پر لے جاتا صبح اٹھ کے نیچے لے آتا کبھی اس کو تہہ خانے میں لے جاتا اس کے منہ میں نوالے دیتا اور اس کے لئے کھانے پکاتا اور وہ کبھی کبھی مجھے دعا دیتی تھی خدا تجھے نیک جزا دے۔دوسرا توسل ہے وہ بتاتے ہیں میں مریض ہو گیا۔مرنے کے قریب تھا اس وقت میں کربلا میں تھا۔میں نے دیکھا کہ مرنے والا ہوں اس سے پہلے میں نے خواب میں دیکھا تھا۔کہ 10 دن بعد میں مر جاؤں گا کہتے ہیں میں نے امام حسین علیہ السلام کی قبر کی طرف منہ کیا اور کہا اے حسین مرنا کوئی کام نہیں لیکن میں نے اسلام کے لئے کوئی کام نہیں کیا۔آپ خدا سے چاہیں کہ میں صحیح ہو جاؤں اسلام کی کچھ خدمت کر کے پھر مر جاؤں۔اسی وقت امام حسینؑ نے نظر لطف کی میں صحیح ہو گیا لہٰذا عالم تشیع کی خدمت کر سکا۔سچ انہوں نے اسلام کی بہت بڑی خدمت کی ہے غیبت صغریٰ امام زمان سے لیکر اب تک 2 افراد اسلام کی بہت بڑی خدمت کی ہے ایک شیخ طوسی جنہوں نے حوزہ علمیہ نجف کو بنایا دوسرے یہ بزرگ جنہوں نے حوزہ علمیہ قم کی بنیاد رکھی۔

اور میں تم سے کہوں بیوی کی خدمت کرنا اور اس کی غلطیوں کو نظر انداز کرنا اور ان سے درگزر کرنے کا بہت بڑا ثواب ہے۔قرآن فرماتا ہے اگر نظر انداز کر دیا تو بغیر حساب کے جنت میں جاؤ گے۔

"لا ولیعفو اولیصفحو الا تحبون ان یغفر الله لکم"

وہ مرد جو بیوی کی غلطیوں پر صبر کرے۔ وہ عورت جو مرد کی غلطیوں کے باوجود گزارہ کرے اور غلطیوں کو نظر انداز کرے نظر انداز کرنے سے یہ مراد نہیں کہ انسان تند نہ بولے۔ لیکن غصہ کرے یہ ہر بات سے بالاتر ہے اگر تمہاری بیوی نے کوئی غلطی کی ہے تو یوں سمجھئے جیسے کہ اس نے کوئی غلطی نہیں کی یا اگر شوہر نے کوئی غلطی کی تو عورت زاروفریاد کرے بچے کو مارے ناراض ہو جائے۔ گھر کے ماحول کو ٹھنڈا کرے یقیناً یہ گھر جیل خانہ سے بالاتر ہے عورت کا غصے میں آنا مرد کو مارنے کے برابر ہے۔ غصہ اس طرح کہ کچھ نہ بولے اور دسترخوان پر چپ کر کے بیٹھ جائے یہ بداخلاقی ہے ایک طرح کی اذیت ہے اس حرکت سے ایک طرح سے شوہر کو اذیت کرنا ہے اور یہ جہنم میں جانے کا ایک طریقہ ہے معنی (صفح) نظر انداز کرنا مسکراہٹ کے ساتھ بقول امیر المومنین "امر علی الائیم یسبنی" میں ایک پست انسان کے پاس سے گزر رہا تھا اس نے مجھے گالی دی۔ میں نظر انداز کر دیا۔ گویا کہ اس نے مجھے بالکل گالی ہی نہیں دی معنی صفح یہ ہے۔

مالک اشتر امر المومنین کے دائیں بازو کے مانند تھے۔ کوفہ میں تھے گلی میں گزر رہے تھے کہ ایک عربی اپنے دو تین دوستوں کے ساتھ گلی کے سرے پر تھوڑی مٹی اٹھائے ہوئے تھا۔ اس نے ہاتھ سے مٹی مالک اشتہ کے عمامہ کو مل دی۔ مالک اشتر نے اس کو دیکھا بھی نہیں اور گزر گئے۔ لوگو ں نے اس آدمی سے کہا تمہیں معلوم ہے تم نے کیا کیا ہے؟ تم نے اپنے مرنے کا انتظام کیا ہے وہ مالک اشتر تھے ابھی تجھے ختم کر دیں گے۔ اس آدمی کی جان نکل گئی کھڑا ہو گیا اب کیا کرے۔ اس نے دکان کا دروازہ بند کیا اور مالک اشتر کے پیچھے دوڑ پڑا تا کہ دیکھوں کہ مالک اشتر کہاں ہیں؟ لوگوں نے کہا کہ مسجد میں گئے ہیں وہ آدمی مسجد میں آیا مالک اشتر کو ڈھونڈا دیکھا کہ وہ نماز پڑھ رہے ہیں ان کی نماز مکمل ہوگئی یہ آدمی ان کے پاؤں پر گرا ہاتھ پاؤں چومنے لگا اور کہا جناب! میں نے غلطی کی ہے مجھے معاف کر دیجیے انہوں نے پوچھا تم کون ہو اس نے کہا میں وہی ہوں جس نے آپ کے عمامہ پر مٹی لگائی انہوں نے فرمایا میں تجھے نہیں پہچانتا لیکن جب تم نے گیلی مٹی میرے عمامہ کو لگائی میں نے دیکھا تم نے میری توہین کی ہے اور کسی مسلمان کی توہین کرنا

بہت بڑا گناہ ہے۔ مالک اشتر نے کہا میں نے دیکھا کہ یہ بہت بڑا گناہ ہے میں نے مسجد میں آ کر نماز پڑھی اور نماز کے بعد دعا مانگی کہ خدا میرے اور تمہارے گناہ معاف کر دے اس کو کہتے ہیں عفو و صفح اور اسلام اسی کو چاہتا ہے **"عن النبی عن جبرائیل من اھان ولیا فقد بارزنی بالمحاربته"**

اگر ایک مسلمان دوسرے مسلمان کی توہین کرے وہ اس طرح ہے گویا اس نے خدا سے جنگ کی ہے۔ یعنی جناب!!! اگر تم نے اپنی بیوی کی توہین کی تو اس طرح ہے جس طرح خدا سے جنگ کی ہے۔ مواظب رہیں ماہ مبارک رمضان میں خدا سے جنگ نہ کریں۔

علی ابن اسماعیل مدینہ میں آ کر صوبے دار بن گیا یہ امام سجادؑ کے زمانہ میں تھا۔ اس نے بہت برائی کی۔ اس نے اتنی برائی اور ظلم کیا کہ امام نے ایک جلسہ میں فرمایا۔ علی ابن اسماعیل کے ہاتھوں میرا دل خون ہو گیا ہے اس کے گناہوں نے اس کو گرفتار کر لیا۔ آخر عبدالملک مروان نے حکم دیا۔ اس کو معزول کر دیں اور درخت پر لٹکا دیں جو شخص وہاں جائے اس پر جسارت کرے اس بد بخت کو درخت کے ساتھ باندھ دیا لوگ آتے اس پر تھوکتے اس کی توہین کرتے اس کی پٹائی کرتے اور اس کو پتھر مارتے۔

راوی کہتا ہے میں جانتا تھا کہ امام سجادؑ اس کے ہاتھوں بہت ناراض تھے میں نے کہا کہ امام کے گھر جا کر دیکھوں کیا خبر ہے؟ کہتا ہے میں امام کے گھر آیا۔ دیکھا کے امام نے اصحاب کو بلایا انہیں جمع کیا اور ممبر پر جا کر فرمایا اے میرے اصحاب! یہ شخص عزیز تھا ذلیل ہو گیا یہی بدبختی اس کے لئے کافی ہے تم مواظب رہنا اس کی توہین نہ کرنا۔ یہ ذلیل ہو گیا ہے تم اسے ذلیل نہ کرنا اس کے بعد میں نے دیکھا کہ امام نے یہ آیت پڑھی۔

"اخذ العفو و اُمر بالعرف واعرض عن الجاھلین"

یعنی عفو سے کام لو اگر تم مسلمان بننا چاہتے ہو تو تمہارا ملکہ عفو ہو۔

"وأ بالعرف" جب دوسروں سے بات چیت کرتے ہو۔ اچھی اچھی باتیں کرو۔ اچھائی کا حکم کرو اور وہ اچھائی خود تم میں بھی ہو۔ **"و اعرض عن الجاھلین"** اگر کوئی جاہل نادان تجھے کچھ کہے تو بات کو چھوڑ دو **"واذ خاطبھم الجاھلون قالو اسلاماً"** جب عورت

دیکھے کہ افطاری کے وقت شوہر ناراض ہے داد و فریاد کر رہا ہے تو سمجھے کہ یہ مرد جاہل ہے اگر جاہل نہ ہوتا تو غصہ میں نہ آتا۔ جب کہا اس کی بیوی نے اسکے لئے سالن پکا کر ایک اہم کام انجام دیا یہ داد و فریاد کر رہا ہے۔ یہ جاہل ہے سمجھتا نہیں ہے قرآن کہتا ہے۔

"واذا خاطبھم الجاھلون قالو اسلاماً"

بیوی کو سلام کرو اور کہو کہ کتنا اچھا سالن پکایا ہے شاباش تم بہت اچھی عورت ہو مجھے غصہ آ گیا میں کیا کروں بچوں نے مجھے غصہ دلایا انشاء اللہ ایک دن یہ بچے بڑے ہو جائیں گے۔

امام سجادؑ اسی طرح بات کرتے تھے۔ راوی کہتا ہے یہی امام سجاد جس نے حکم دیا تھا کہ اس کے نزدیک نہ جانا میں گیا دیکھوں کیا خبر میں نے دیکھا کہ امام سجادؑ آ رہے ہیں دور سے علی ابن اسماعیل کو سلام کیا۔ اس کے پاس آ کر اس کے کندھوں پر دست لطف پھیرا اور فرمایا خوش ہو جاؤ کیونکہ میں نے عبدالمالک مروان کو خط لکھا ہے کہ تجھے اس ذلت سے نجات دے چند دنوں میں میرے خط کا جواب آ جائے گا اور تم اس ذلت سے نجات پاؤ گے اس کو کہتے ہیں مرد اور اس کو کہتے ہیں مردانگی۔

مردانگی یہ نہیں جو تم بازار میں دوستوں کے ساتھ اور دشمنوں کے ساتھ دکھاتے ہو اس طرح کی مردانگی نہیں ہونی چاہیے۔ میں تم سے تقاضا کرتا ہوں گھر میں مرد بنو ایثار گر اور فداکار بنو محبت خداداد ی کو ختم نہ کرو اور اگر یہ خدادادی محبت گھر سے چلی گئی تو بچہ نامہربان ہوگا۔ بلکہ درحقیقت تم نے بچے کو مار ڈالا ہے اگر کوئی بچے کو روحانی لحاظ سے قتل کر دے تو گویا یوں ہے جیسے اس نے ایک جہاں کو قتل کر ڈالا ہو۔

درس ۱۰

باب ۷

بچے میں حصول محبت:

ہماری بحث بچے میں حصول محبت کے بارے ہے۔ جب بچہ پیدا ہوتا ہے۔ اسکی کچھ خواہشات اور میلانات ہوتے ہیں یہ خواہشات دو قسم کی ہوتی ہیں ان میں سے ایک بالقوہ ہے۔ مثل چنگاری جو راکھ کے اندر ہوتی ہے وقت پر بھڑک اٹھتی ہے لیکن اس میں یعنی اس میں جنسی خواہشات اور مال کی طرف میلان پایا جاتا ہے لیکن بالفصل نہیں بالقوہ ہے آہستہ آہستہ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ فضیلت پیدا ہوتی ہے بچے کے بہت سے میلانات اس طرح کے ہوتے ہیں جب بچہ پیدا ہوتا ہے اس میں ہر کام کی استعداد موجود ہوتی ہے لیکن بالقوہ مثل چنگاری جو راکھ کے اندر ہوتی ہے اور وقت پر بھڑک اٹھتی ہے اسی طرح بچے کی خواہشات اس میں موجود ہوتی ہیں لیکن مناسب وقت پر ظاہر ہوتی ہیں۔

اس کی کچھ خواہشات بالفعل ہوتی ہیں جب وہ دنیا میں آتا ہے یہ خواہشات اسی وقت اس میں ظاہر ہوتی ہیں مثلاً غذا کی طرف میلان۔ ہم سب کو معلوم ہے کہ جب بچہ پیدا ہوتا ہے اس کی فطرت درک کرلیتی ہے کہ وہ بھوکا ہے اور وہ ماں کا پستان چوسے تاکہ سیر ہو جائے۔ ایک خواہش اس میں حصول علم کی ہے اور یہ غذا کی طرح بالفعل ہوتی ہے اسی وقت اس میں موجود ہے حصول علم اور مذہب کی خواہش اس کے ساتھ ساتھ رہتی ہے لہذا حکم دیا گیا کہ اس کے دائیں کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت کہی جائے۔ اور یہ بات ہمیں بتا رہی ہے کہ اسلام کہتا ہے کہ بچہ اذان و اقامت کو درک کرتا ہے یہ اذان واقامت اس کے دائیں کان میں موثر ہے۔ روایات میں پڑھتے ہیں البتہ بعد میں اس کے بارے میں مفصل گفتگو کروں گا اگر بچہ پیدا ہو ماں باپ مواظب

رہیں۔ ہمبستری نہ کریں روایات میں یہاں تک ملتا ہے اگرچہ یہ بچہ کچھ دن یا ایک ماہ یا دو ماہ کا کیوں نہ ہو میاں بیوی اس کے سامنے ہمبستری نہ کرے تو بچہ زانی ہوگا۔ **"فلا یلوم من الانفسه"** "وسائل الشیعہ جلد 14 صفحہ 94" یعنی ماں باپ اپنے آپ کو ملامت کریں کہ وہ خود ہی باعث بنے کہ بچہ بدکار ہو۔

اسی طرح کی روایات اذان و اقامت اور فقہا کے فتویٰ سے معلوم ہوتا ہے حصول علم کی خواہش اس وقت بچے میں ہوتی ہے۔ ایک مطالب بیان کیا جاتا ہے ہو میرے مطالب کی تائید کرتا ہے کہتے ہیں کہ ایک فرانسیسی عورت کا دماغ خراب ہوگیا اور دماغ کے آپریشن کی ضرورت پڑی۔ جب اس کی کھوپڑی اتار کر اس کے مغز کا آپریشن کر رہے تھے تو چاقو ایک مخصوص جگہ کے ایک مخصوص نقطہ پر پہنچا اس فرانسیسی عورت نے جرمنی کا ترانہ پڑھنا شروع کر دیا۔ ڈاکٹروں نے تعجب کیا یہ عورت فرانسیسی ہے لیکن ترانہ جرمنی کا پڑھ رہی ہے آپریشن کے دوران دو تین دفعہ یہ واقعہ پیش آیا جب بھی چاقو ایک مخصوص جگہ پر لگتا یہ ترانہ پڑھنا شروع کر دیتی آپریشن مکمل ہو گیا۔ جب دو تین دن کے بعد اس کو ہوش آیا تو اس عورت سے پوچھا گیا کہ کیا تم تعلیم یافتہ ہو اس نے کہا نہیں اس سے پوچھا گیا کیا تجھے جرمنی کی زبان آتی ہے؟ اس نے کہا نہیں ان سب کی حیرانی میں اضافہ ہوگیا کہ اس عورت کے ذہین میں جرمنی کا ترانہ کیسے ایا انہوں نے میٹنگ بلائی ڈاکٹر اور ماہر نفیسات آئے۔

اور وہ سب اس نتیجہ پر پہنچے جنگ جہانی دوم میں جرمنی والے فرانس پر مسلط ہو گئے۔ فرانس میں داخل ہوئے۔ جب انہوں نے فرانس پر قبضہ کیا تو یہ لوگوں کے گھروں میں رہے۔ یہ بچی پنگوڑے میں تھی یعنی وہ عورت جو جرمنی کا ترانہ پڑھ رہی تھی اور ان سپاہیوں نے اس کے پنگوڑے کے پاس جرمنی کا ترانہ پڑھا کیوں کہ انہوں نے فرانس پر قبضہ کیا تھا اس ترانے نے بچپن میں اس کے دماغ پر اثر ڈالا۔

20 سال سے زیادہ کی عمر میں جب اس کا آپریشن کر رہے تھے تو وہ جرمنی ترانہ جو اس کے ذہن میں تھا آپریشن کے دوران خود بخود واپس آ گیا یہ واقعہ ہمیں بتاتا ہے کہ ساز و آواز چند دن کے بچے پر بھی اثر انداز ہوتے ہیں یہاں تک کہ یہ واقعہ ہمیں بتاتا ہے کہ بچے کہ سامنے لوگوں کی غیبت کرنا بچے کے دماغ پر اثر دالتا ہے بچے کے سامنے گناہ کرنا بچے کے دماغ اور جان پر اثر ڈالتا ہے۔

بہر حال جب وہ پیدا ہوتا ہے حصول علم کی خواہش اس میں زندہ ہے۔ وہ خواہشات جو بچے میں بالفعل ہیں ان میں سے ایک کو خواہش حصول محبت ہے جو ہماری آج کی گفتگو ہے یہ بچہ جب پیدا ہوتا ہے جس طرح غذا کا طالب ہوتا ہے اور ماں کا پستان ڈھونڈتا ہے اسی طرح اس کی فطرت ہے کہ وہ ناز چاہتا ہے ماں کے دل کی دھڑکن کا خواہس مند ہے ماں کے لطیف ہاتھوں کو تلاش کرتا ہے اس کی فطرت کہتی ہے کہ دودھ پینے کے لئے مجھے ماں کا پستان چاہیے تاکہ سیر ہو جاؤں۔ اسکی فطرت کہتی ہے مجھے محبت چاہیے ماں کے دل کی تلاش ہے تاکہ میرا سر ماں کے دل کے پہلو میں ہو اور ماں کا دست نوازش میرے سر پر ہو۔ ماں کا دست نوازش، اس کے دل کی دھڑکن اس کا دودھ اور مہربانی پہلے ہی دن سے بچے کے دل و جان پر اثر دالتی ہے مواظب رہیں کہ جس طرح یہ بچہ پہلے ہی دن سے دودھ کا طالب ہے اسی طرح ناز اٹھوانا چاہتا ہے سب لوگ جانتے ہیں کہ جب ایک ماہ کے بچے کو پیار کریں۔ اس کے سامنے ہنسیں یا مسکرائیں تو وہ بچہ بھی ہنستا اور مسکراتا ہے۔ اگر اس کے سر پر چیخیں اور پکاریں تو وہ روتا ہے فریاد کرتا ہے کہ مجھے ناز چاہیے۔ میں محبت چاہتا ہوں مجھ سے محبت کریں پہلے ہی دن سے بچہ محبت چاہتا ہے پہلے سال میں دوسرے سال میں 10 سال میں 15 سال میں 20 سال میں ہر وقت محبت چاہتا ہے اگر چہ وقت کے ساتھ ساتھ محبت فرق کرتی ہے۔ پھر اس کے بارے گفتگو کروں گا کہ کس طرح اس سے محبت کی جائے اور اس کے ناز اٹھائے جائیں۔

لیکن اب ہماری گفتگو یہ ہے کہ بچپن کے شروع میں ہے۔ماں باپ اس کے ناز اٹھائیں۔اس سے محبت کریں باپ کا کام یہ ہونا چاہیے کہ بچے کو گود میں بٹھائے۔بچوں کی طرح اس کے ساتھ باتیں کرے اس کے سر پر دست شفقت پھیرے لیکن وہ باپ جن کے بچے سو رہے ہیں اور اپنے کام کے لئے چلے جاتے ہیں جب واپس آتے ہیں تب بھی بچے سوئے ہوتے ہیں کئی ہفتے بچے کو نہیں دیکھتے ایسے باپ مواظب رہیں یہ کام بہت خطرناک ہے یہ کام مشکلات پیدا کرتا ہے بچہ ماں اور باپ کی محبت چاہتا ہے بچے کی پہلی اور اہم تربیت ماں کے لئے یہ ہے کہ اس کے ناز اٹھائے بچے کے ساتھ اٹھے بیٹھے باتیں کرے بچے کی باتوں پر توجہ دے دو تین سال سے بچہ باتیں کرتا ہے ماں باپ اس کی باتوں پر توجہ دیں۔بچہ کی بات پر توجہ نہ دینا خطرناک ہے اس کا بہت بڑا خطرہ ہے۔مواظب رہیں باپ جو بھی ہو جس مقام پر بھی ہو جو بھی اسکی مصروفیت ہو ایک دو گھنٹے بچے کو ضرور دے صبح کام پر جانے سے پہلے اور رات کو واپس آ کر اگر رات کو آپکو کام ہے آپ طالبعلم ہیں آپ کو مطالعہ کرنا ہے۔پہلے بیوی بچوں کو وقت دیں پھر اپنے کام انجام دیں لیکن معمولاً ہم سب اس کام کو نہیں کرتے۔یعنی جب تم گھر میں آتے ہو پہلے بیوی پر توجہ دو اس کا درد دل سنو بچوں کی باتوں پر توجہ دو بچے کے سامنے تبسم کرو دست نوازش اس کے سر پر پھیرو۔یہ اس کی روح کی غذا ہے اور اگر یہ مہیا نہ ہو تو بچے کے لئے مشکلات پیدا ہو جاتی ہیں۔وہ بچے جو مہد کودک میں پلتے ہیں یہ ناقص رہ جاتے ہیں استعداد اور رشد کے لحاظ سے ناقص ہوتے ہیں اسی طرح روحی لحاظ سے ان میں نقص رہ جاتا ہے ایسے بچے جن کے باپ کو زیادہ کام ہے اور وہ ان باتوں کی طرف زیادہ توجہ نہیں دیتے بچوں کی غذا کے بارے میں تو فکرمند ہیں لیکن ان کی روحی غذا کی طرف توجہ نہیں دیتے ایسے بچوں میں کم استعداد ہوتی ہے اور ان کی رشد بھی کم ہوتی ہے ان کی روح ناقص رہ جاتی ہے۔ایسے بچوں کے لئے مشکلات پیدا نہ ہوں تو یہ ایک نعمت ہے۔الغرض بچہ محبت چاہتا ہے پہلے ہی دن سے محبت چاہتا ہے جس طرح اس کے جسم کو غذا کی ضرورت ہوتی

ہے اگر اس کو غذا نہ دیں تو وہ بھوک سے مر جائے گا اس کی روح کو بھی غذا کی ضرورت ہے بچے کے ناز اٹھانا بچے سے پیار کرنا اور تم سے پیار لینا یہ روح کی غذا ہے اس کو روح کی غذا بھی ضرور مہیا کرو اگر اس کو روح کی غذا نہیں دو گے تو اس کے لئے عقدہ پیدا ہو جائے گا۔

عقدہ کا معنی کیا ہے؟ پھر بھی ہماری گفتگو میں کلمہ استعمال ہوگا اس لئے عقدہ کا مطلب بتا تا چلوں یہ ایک خطرناک چیز ہے عقد کینسر کے پھوڑے کی طرح ہے جسم میں ایک خطرناک پھوڑے کی طرح ہے خطرناک پھوڑا اور کینسر کا پھوڑا انسان کو ختم کر دیتا ہے عقدہ کا مطلب ہے روحی پھوڑا۔ یہ روحی پھوڑا کیسے بنتا ہے؟ جب ناراضگی آ گاہ ضمیر سے نا آ گاہ ضمیر میں چلی جاتی ہے یہی ہماری گفتگو ہے اس بچہ کو محبت کی ضرورت ہے اگر تم نے اس کو محبت دی تو وہ روحی لحاظ سے شاداب ہو جاتا ہے اس کو خوشی حاصل ہوتی ہے اگر تم نے اس محبت نہ دی بلکہ اس کے تندی کی وہ ناراض ہو جائے گا۔ یہ ناراضگی ایک آ گاہ ضمیر سے نا آ گاہ ضمیر میں چلی جاتی ہے یعنی بچہ تھوڑا سا روتا ہے تھوڑا سا غصہ کرتا ہے کہ باپ نے میرے ساتھ تندی کی۔ اور مجھے ڈانٹا باپ نے میرے ناز نخرے نہیں اٹھائے۔ پہلے متوجہ ہوتا ہے پھر آہستہ آہستہ بھلا دیتا ہے۔ اس بھلانے کا مطلب یہ ہے کہ یہ آ گاہ ضمیر سے نا آ گاہ ضمیر میں چلی گئی۔ پہلی دفعہ دوسری دفعہ دسویں دفعہ 20 دفعہ وہ پھوڑا بن جاتا ہے اور روح کے لئے کینسر کے پھوڑے کا کام دیتا ہے عقدے کا مطلب ہے جب ناراضگی آ گاہ ضمیر سے نا آ گاہ ضمیر میں چلی جاتی ہیں تو کینسر کا ایک پھوڑا بن جاتی ہے۔ اگر یہ کینسر کا پھوڑا بچوں کیلئے پیدا ہو گیا تو بچے کئی حصوں میں تقسیم ہو جاتے ہیں یعنی جن میں عقدہ ہے وہ چار قسم کے ہوتے ہیں ایک قسم ایسے بچے ہوتے ہیں۔ جن کا عقدہ بطور صعودی پھٹتا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ پھوڑا اس کے صبر اور استقامت کے لئے چوٹ ہوتا ہے۔ کہتے ہیں دنیا کے نابغہ اس طرح کے ہوتے ہیں دنیا کے نابغہ عقدہ والے تھے معمولاً ستور، نیوٹن، اینشٹن ایسے ہی تھے۔ انیشٹن کے بارے میں لکھتے ہیں کہ وہ ننگے پاؤں سکول جاتے تھے۔ لوگ اسکی توہین کرتے تھے لیکن جب وہ

عقدہ بڑا ہو گیا اس کے صبر کے لئے ایک چوٹ کا کام دیا۔ اور وہ نابغہ بن گیا۔ بعض اوقات نبوغ اس طرح کا ہوتا ہے لیکن ایسا بہت کم ملین میں سے ایک ایسا پیدا ہوتا ہے۔ یہ تھے ایک قسم کے بچے جب عقدہ پھٹتا ہے تو نابغہ بن جاتا ہے۔

ایک دفعہ ایسا ہوتا ہے یہ عقدہ بہتا نہیں خود بخود ختم ہو جاتا ہے بشرطیکہ صحیح تربیت ہو جائے صحیح معلم اور ایک اچھا ماحول مل جائے یہ مثل پنسلین ہے جو پھوڑے کو خشک کر دیتا ہے اس کا منہ ہی نہیں بنتا کہ وہ بہہ جائے بلکہ پنسلین کا ٹیکہ اس گندے مواد کو ختم کر دیتا ہے۔ ایک بچے کو اگر ایک دانا استاد مل جائے یا یہ کہ پہلے ماں نے اپنی بیوقوفی سے اسے عقدہ بنا دیا تھا لیکن اب ماں باپ سمجھدار ہو گئے ہیں کہ کیسے اس کی تربیت کی جائے۔ اگر ایسے بچوں کی صحیح تربیت کی جائے۔ تو عقدہ پھٹے بغیر ختم ہو جائے گا۔ تیسری قسم خطرناک ہے یعنی کبھی عقدہ روحانی ہیجانات سے مل کر منفجر ہوتا ہے اور اس کا نتیجہ پاگل پن ہوتا ہے اعصاب ضعیف ہو جاتے ہیں اس لئے معمولاً دیوانے عقدہ دار تھے ان کا عقدہ ہوا باعث اور یہ دیوانے ہو گئے۔ بہت سے ایسے افراد جن کے اعصاب ضعیف ہوتے ہیں ان سب کا سرچشمہ یہی ہے۔

بالاخر تیسری قسم کے لوگوں کا نتیجہ پاگل پن ہے جب کوئی فقرہ فاقہ یتیمی دربدری کی زندگی گزارتا ہے یا ماں باپ اس کے ناز نہیں اٹھاتے۔ وہ بڑا ہو کر پاگل بن جاتا ہے اس پاگل پن کا سرچشمہ وہی عقدہ ہے۔ یہ تھی تیسری قسم کم پائی ہے اکثر عقدے معمول کے مطابق منفجر ہوتے ہیں اور یہ 90% ہوتے ہیں معمول کے مطابق سے مراد ہے جب یہ عقدہ منفجر ہوتا ہے ایک جوان نکلتا ہے ایسا جوان باپ کا مقابلہ کرتا ہے معاشرے کے ساتھ میل جول نہیں رکھ سکتا۔ اسی طرح ایک مردہ دل لڑکی ہے جو شوہر کے ساتھ گزارہ نہیں کر سکتی۔ اسی طرح گھر اور بچوں کو نہیں سنبھال سکتی اپنی ساس اور شوہر کے عزیزوں کے ساتھ اس کا گزارہ نہیں ہو سکتا مختصر یہ کہ ایک مردہ دل معاشرے میں زندگی نہیں گزار سکتا۔ بعض اوقات اس طرح عقدہ ہوتا منفجر ہے انسان چاہتا ہے کہ

اپنے آپ کو دوسروں کو دکھائے۔

ایک دن تنگ لباس پہننا ایک دن کھلا لباس پہننا کبھی داڑھی مونڈنا اور کبھی داڑھی رکھنا یہ سب اس بات کی خبر دیتے ہیں کہ عقدہ منفجر ہوا ہے۔ کبھی تنگ لباس پہنتا ہے اس طرح دکھاوا کرنا چاہتا ہے کہ میں بھی ہوں مجھے دیکھو یعنی چاہتا ہے کہ کوئی ایسا کام کرے جس سے انگشت نمائی ہو۔ عورت میں بھی ایسا عقدہ ہوتا ہے اور مرد میں بھی۔

بعض عورتیں جب گلی میں چلتی ہیں ان کا راستہ اور انکے چلنے کا طریقہ بتا رہا ہے کہ میرے طرف دیکھو۔ یہ عقدے والا آدمی تھا اس کے ساتھ ناز نہیں کیا گیا چاہتا ہے کہ اس طریقے سے معاشرہ اس کے ساتھ ناز کرے اس کے ساتھ محبت نہیں کی گئی وہ چاہتا ہے اس راستے سے محبت فروشی کرے اگر لڑکی ایسی ہو تو اس کی صورت حال خطرناک ہے کیونکہ وہ جلد قبول کرتی ہے ایک پھول سے دھوکا کھا جاتی ہے ایک تبسم سے اور ایک بات سے دھوکا کھا جاتی ہے رفیق نااہل اس کے لئے لذت بخش ہے منبر محراب سے واسطہ رکھنا اس کے لئے بہت مشکل ہے یہ ایسے عقدے ہیں جو معمول کے مطابق منفجر ہوتے ہیں لہذا اگر بچہ کے لئے عقدہ پیش آ جائے تو یہ بات بہت خطرناک ہے ایسا بہت کم ہوتا ہے کہ یہ عقدہ اس استقامت اور صبر کے لئے کوڑے کا کام دے اور وہ نابغہ بن جائے۔

بعض اوقات آپ نے کسی یتیم بچے کو دیکھا ہوگا کہ یتیم بچہ ایک مودب، فعال، بااستقامت بن جاتا ہے یہ عقدہ والا تھا لیکن یہ عقدہ اس کی فعالیت اس کی ترقی اور مال جمع کرنے کیلئے ناز نہ ثابت ہوا یہ بہت دولت مند بہت زیادہ پڑھا لکھا اور باشخصیت بن جاتا ہے لیکن ایسا بہت کم ہے۔ ملین میں سے ایک ایسا ہوتا ہے۔

تمہارے بچے ایسے نہیں ہوں گے عقدہ والے عموماً دیوانہ ہوتے ہیں۔ اکثر یہ عقدے دو طرح کے ہوتے ہیں۔ ایک مردہ دل انسان ایک گوشہ نشین بن جاتا ہے اور معاشرہ اس کو رد کر دیتا

ہے اگر عورت ہو وہ شوہر سے اچھا سلوک نہیں کر پاتی اس لئے بہت سی طلاقوں کا سرچشمہ یہی عقدہ ہی کچھ افراد ایسے ہوتے ہیں کہ جب معاشرے میں داخل ہوتے ہیں ان کے برے دوست بن جاتے ہیں ظالم اور خیانت کار بن جاتے ہیں بعض اوقات ایک جوان رات کو ایک بجے گھر آتا ہے گلی کے سرے پر بیٹھنا اس کو لذت بخشتا ہے اسی طرح غلط لوگوں کے ساتھ بیٹھنا ہنسنا اور بات چیت کرنا یہ سب اس کے لئے لذت آور ہے اور اس بات سے لذت محسوس ہوتی ہے کہ لوگ کہیں کہ یہ عجیب آدمی ہے یہ سب عقدہ ہے۔

اگر ماں بچے کے ساتھ ناز نہ کرے اور باپ بچے کو محبت نہ دے جس کا وہ طالب ہے اور خدا نخواستہ باپ سے روحی ضرب لگائے مثلاً کسی جلسہ میں اپنے چار یا پانچ سال کے بچے کو کہے دفع ہو جا۔ یہ دفع ہو جا اس کے لئے ایک عقدہ بن جاتا ہے یہی گم ہو جا اور مر جاؤ'' اس کو ایک ظالم اور قاتل انسان بنا دیتا ہے اس کو ایسا کس نے کیا؟ باپ نے کہ اس نے کہا گم ہو جاؤ۔ میں نے پہلے کہا تھا اگر تم دس دن کے بچے کے سر پر فریاد کرو تو وہ روتا ہے اگر خدانخواستہ تم اپنے بچوں کو دو تین سال کی عمر میں توہین کرو۔ اگر چہ وہ زبان نہیں چلاتا لیکن اس کی روح متاثر ہو جاتی ہے اور اس کی روح میں عقدہ پیدا ہو جاتا ہے اگر تمہارا تین چار یا سات سال کا بچہ ناز چاہتا ہے اگر تم نے اس کے ساتھ ناز نہ کیا ناز کرنے کی بجائے اس کو مارا جان لو مارنا خطرناک ہے۔ اگر خدانخواستہ تیسرے اعصاب ضعیف ہیں اگر یہ بچے میں منتقل ہو جائے تو جان لو یہ بچہ خطرناک بنے گا بد بخت ہے وہ بچہ جس میں عقدہ پڑ جائے جان لیجئے شروع میں یعنی بچپن اور جوانی میں جلد عقدہ پڑ جاتا ہے مواظب رہیے جب بچہ پیدا ہوتا ہے اور سکول جاتا ہے اس کو بہت پیار کیجئے ایک روایت ہے البتہ معلوم نہیں سند کے لحاظ سے کیسی ہے لیکن روایت بہت عظیم ہے پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا۔

''الولد سید سبع سنین و غلام سبع سین وزیر سبع سنین''

تمہارا بچہ سات سال تک سردار ہے۔ اس کے باتوں کو سنیے۔ اسکے ناز اٹھائے اس کو محبت چاہیے اس کو محبت دیجئے۔ سات سال سے چودہ سال تک وہ تمہارا غلام ہے اس سے کام لیجیے

(بعد میں تفصیلاً گفتگو کروں گا) اس کے کاموں کے مواظب رہیے کہ وہ فعال بنے۔اور جب جوان اور بالغ ہو پھر یہ تمہارا وزیر ہے۔ پھر بھی اس کو محبت کی ضرورت ہے اس کے ساتھ محبت کرنے سے مراد یہ ہے کہ کاموں میں اس سے مشورا کرو۔اس کا احترام کرو برہان و دلیل کے ساتھ اس کے ساتھ بات چیت کرو۔

جوان سے بغیر استدلال کی بات نہیں کی جاسکتی۔اگر تم چاہتے ہو کہ جوان تمہاری بات سنیں تو تمہیں چاہیے کہ دلیل لطف و مہربانی اور نصیحت کے ذریعے اس سے گفتگو کرو پھر اسکے بارے گفتگو کروں گا۔

جو کچھ اب تمہیں کہنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ تمہاری بیٹی اور بیٹا چھوٹے ہوں یا بڑے ہوں محبت چاہتے ہیں جس طرح تمہیں ان کے لباس اور ان کی جسمانی غذا کی فکر ہے۔اسی طرح ان کی روح کی فکر بھی کریں ان سے محبت کریں۔ان سے شفقت کریں تمہیں ایسا کام کرنا چاہیے ان کی روح حصول محبت کے لحاظ سے سیر ہو جائے۔ وگرنہ تمہارا بچہ عقدہ دار ہو جائے گا اور اگر ایسا ہوا تو ظالم بن جائے گا وہ اپنے گناہوں کی وجہ سے جہنم میں جائے گا۔اور تم اس لئے کہ تم اس کے کام میں دخیل تھے۔اور تم نے اسے عقدہ والا کیا۔

تم لوگوں سے کہتا ہوں (شاید پھر بھی اس کے بارے میں گفتگو کروں) قرآن میں ایک آیت ہے اس کا ایک معنی ہے اور ایک تاویلی قرآن فرماتا ہے۔

"من قتل نفسا بغیر نفس او فسادفی الارض فکا نماقتل الناس جمیعا ومن احیا ھا فاکانما احیا الناس جمیعا"

اس آیت کا ظاہر معنی یہ ہے۔ کہ اگر کوئی کسی شخص کو ناحق قتل کر ڈالے اس کا گناہ اتنا زیادہ ہے گویا اس نے ایک جہان کو مار ڈالا۔اور اگر کوئی موت کے قریب ہے اور تم اسے زندہ کرو گویا تم نے ایک جہان کو زندہ کر دیا۔ مثلاً حوض کے پانی میں بچہ گر جائے اور مرنے کے قریب ہو لیکن تم اسے نجات دے دو اسی طرح اگر کوئی قریب المرگ ہے تم سے گاڑی کے ذریعے ہسپتال پہنچا دو اور اسے موت سے نجات دو تم نے بقول قرآن گویا ایک جہان کو زندہ کیا یہ آیہ کا ظاہری مطلب

ہے۔لیکن امام صادق علیہ اسلام نے اس آیت کا تاویلی معنی کیا ہے فرماتے ہیں آیت کا مطلب ہے اگرتم کسی کومنحرف کرواس کا گناہ اتنا عظیم ہے۔تم نے گویا ایک جہان کوقتل کرڈالا اور اگر کسی کو سیدھے راستے پر لگا کراس کی تربیت کرواس کا ثواب اتنا ہے گویا تم نے ایک جہان کو زندہ کردیا۔

امام صادق کی تفسیر کے مطابق ہماری گفتگو بہت اہمیت کی حامل ہو جائے گی۔کیونکہ یہ آیت بتاتی ہے اسے ماں باپ اگرتم نے بچے کی صحیح تربیت کرلی۔اورتم ایک صحیح بچہ معاشرے کو دے دوتو گویا تم نے ایک جہان کو زندہ کردیا آیت بتاتی ہے اے باپ!اگرتمہارا بچہ تمہارے غصے کی وجہ سے منحرف ہو جائے عقدہ والا ہو جائے گا یا اے ماں!اگرتم نے بچے کی تربیت نہ کی اس کے طرف توجہ نہ کی اورتمہارا بچہ بے عفت اور منحرف ہو جائے جان لو!اس کا گناہ اتنا زیادہ ہے گویا تم نے ایک جہان کوقتل کرڈالا لہذا گفتگو کو معمولی نہ سمجھیں اگر میں تمہیں کہتا ہوں کہ مواظب رہیں تمہارا بچہ عقدے والا نہ ہو جائے تو آپ اس بات کو معمولی نہ سمجھیں ایک کان سے سن کر دوسرے کان سے نہ نکال دیں۔یہ ایک خطاب نہیں کہ آپ تھوڑا سا متاثر ہوں اور یہاں سے جانے کے بعد اس کو بھلا دیں گویا سنا ہی نہیں یہ ایک سنجیدہ گفتگو ہے۔

ہماری گفتگو عقدے دار لڑکی کے بارے میں ہے ایسا نہ ہو اچانک تمہیں خبر پہنچے کہ ایک خط یا تبسم سے لڑکی گھر سے چلی گئی ہے۔یا تمہیں خبر ملے کہ تمہارا بیٹا اچانک کسی برے دوست کے ساتھ چلا گیا ہے مطلب یہ کہ اگرتمہارا فرزند عقدے والا ہو جائے تو پھر مشکل ہے محراب و منبر سے اس کا واسطہ ہو پھر اس کا واسطہ ظالم اور خائن لوگوں سے ہوتا ہے لہذا آج کی گفتگو کو گزشتہ گفتگو سے زیادہ اہمیت دیں۔

لیکن یہ خیال رکھیئے کہ زیادہ محبت بھی غلط ہے بعض اوقات ایسے گھرانے میں جہاں مثلاً چار لڑکیاں ہیں اور ایک لڑکا۔قرآن شریف میں آیت ہے اور اس میں بہت تاکید کی گئی ہے اس کے لئے دنیا اور آخرت کا عذاب اور تمہارے لئے بھی اسی طرح قرآن فرماتا ہے۔

”لا تحسبن الذین یفر حون بما أتو ویحبون أن یحمد و بمالم بفعلو فلا تحسبنهم بمفازة من العزاب ولهم عذاب الیم“

آل عمران ۱۸۸

قرآن فرماتا ہے تم خیال نہ کرو جو شخص برا کام کرتا ہے اور خیال کرتا ہے اس نے اچھا کام کیا کرو جس کو بیجا توقع ہوتی اور چاہتا ہے کہ لوگ اس کا احترام کریں اس کی کوئی فضیلت نہیں۔ یہ خیال نہ کرنا کہ وہ دنیا اور آخرت سے نجات پیدا کرلے گا۔ بلکہ دنیا آخرت میں اس کے لئے عذاب ہے۔ یہ آیت بتاتی ہے اگر تمہارا بچہ جس طرح تم سے زبردستی کہتا ہے کل جب بڑا ہوگا تو معاشرے سے زبردستی اپنی بات منوائے گا۔ اگر تمہارا بچہ اپنے لئے راضی ہوا اپنی بہن کو اس نے مارا اور تم نے اس کو کچھ نہ کہا جب بڑا ہوگا لوگوں کو مارے گا جب لوگوں کو مارے گا تو ظالم بن جائے گا۔ بچہ جب اپنی بہن کو مارتا ہے اور تم کچھ نہیں کہتے وہ سوچتا ہے کہ اس نے اچھا کام کیا ہے اور وہ بڑا ہوکر لوگوں کو مارتا ہے ایسے بچے میں استقلال نہیں ہوتا۔ جب معاشرے میں قدم رکھتا ہے تو لوگوں سے بیجا توقع کرتا ہے چاہتا ہے کہ لوگ اس کا احترام کریں لیکن لوگ اس کا احترام نہیں کرتے لوگ اُس کا احترام کرتے ہیں جو بافضیت ہو بقول قرآن شریف۔

"یحبون ان یحمد و بما لم یفعلو"

اس کا دل چاہتا ہے لوگ اس کا احترام کریں فرض یہ ہے کہ وہ بافضیلت نہیں ہے لوگ اس کا احترام نہیں کرتے۔ جب لوگ اس کا احترام نہیں کرتے وہ رنجیدہ ہو جاتا ہے معاشرہ اس کو رد کردیتا ہے اس کا دل مردہ ہو جاتا ہے پھر وہ کام نہیں کرتا اور بازار جانے کی حالت اس میں نہیں ہوتی۔

بعض افراد بازار میں نہیں جاسکتے جب بازار جاتے ہیں تو انہیں شرم آرہی ہوتی ہے اگر انسان اس کی جڑ دیکھیں تو معلوم ہوتا ہے اس کا سرچشمہ بچپن ہے بعض اوقات اس طرح اس کا دل چاہتا ہے ہمیشہ حکم دیتا رہے کبھی اُس کو حکم دے کبھی اس کو حکم دے اس کو منع کرے اپنے آپ کو بچے کے حوالے کردیتا ہے۔ تاکہ اس کو سنبھالے وہ مجھے پانی دے اور میں پیوں وہ مجھے روٹی پکڑائے اور میں کھاؤں یہ میرے بچے کو سنبھالے مرتب دوسروں کو امر و نہی کرتا ہے۔ اس کا سرچشمہ کون ہے؟ جس طرح باپ کو حکم کرتا تھا اور باپ بھی اس کی بات قبول کرتا تھا۔ وہ چاہتا ہے

کہ معاشرے کو بھی اسی طرح امر نہیں کرے۔ معاشرہ اسے معزول کر دیتا ہے۔ یہ انسان اگر عقدے والے آدمی سے بدتر نہ بھی ہو تو اس سے بہتر نہیں ہے۔

آپ نے دیکھا ہوگا معمولاً ایسے افراد جو صرف اپنے سے راضی ہوتے ہیں بہت خطرناک ہوتے ہیں بہت ظالم بنتے ہیں ایسے افراد اگر لڑکی ہو تو وہ شوہر داری بچہ داری اور گھر داری نہیں کر سکتی اس طرح مرد زن داری بچہ داری نہیں کر سکتا۔ معاشرے سے میل جول نہیں کر سکتا معاشرے کی کوئی مشکل حل نہیں کر سکتا بلکہ یہی چاہتا ہے کہ دوسرے اس کی مشکل حل کریں۔ یہ خودخواہ اور خودغرض ہوتے ہیں وقت ختم ہو گیا۔ لیکن بات ناقص رہ گئی۔ میرا دل چاہتا ہے کہ اس موضوع کو مکمل کروں لیکن مکمل نہیں ہوا چونکہ میرے نزدیک یہ موضوع بہت اہم ہے کل اگر ہو سکا تو پہلے اس کے بارے میں عرض کروں گا پھر باب ۸ کے بارے۔

خلاصہ یہ ہوا کہ تمہارے بچے بڑے ہوں یا چھوٹے جوان ہو یا نوجوان۔ مخصوصاً چھوٹے بچوں کے بارے میں مواظب رہیں وہ عقدہ دار نہ ہوں اور میں تمہیں بتا رہا ہوں میانہ روی سے کام لینا بہت مشکل ہے خیال نہ کریں کہ تربیت اولاد آسان کام ہے۔ بلکہ بہت مشکل ہے لیکن اہم ترین واجبات میں سے ہے جو بہت ضروری ہے۔

درس ۱۱

باب ۷

بچہ میں حصول محبت:

کل بھی گفتگو نامکمل رہ گئی تھی۔ لہذا مجبور ہیں کہ پھر اسی ساتویں باب کے بارے میں گفتگو کریں۔

موضوع یہ تھا کہ جب بچہ پیدا ہوتا ہے محبت کا طالب ہوتا ہے اور اسے محبت دینی چاہیے ماں کی محبت اور پرلطیف ہاتھ بچے کی شخصیت پر بہت اثر ڈالتے ہیں آہستہ آہستہ بچہ بڑا ہوتا ہے باپ کی شفقت بھی بچے کو متاثر کرتی ہے یہ اس کی روح کی غذا ہے جس طرح ماں باپ اس کو جسم کی غذا مہیا کرتے ہیں اسی طرح اسے روح کی غذا بھی مہیا کریں وہ ہمیشہ بچے پر لطف وعنایت کریں محبت کریں اور مواظب رہیں سخت الفاظ اور سرد الفاظ بچے خصوصاً نوجوان اور جوان کے لئے استعمال نہ کریں اگر تربیت اور نصیحت کرنا چاہتے ہیں تو پیار واستدلال کے ساتھ نصیحت کریں اس لئے اسلام نے یتیم بچے کے بارے میں بہت نصیحت کی ہے روایات میں ملتا ہے۔ اگر کوئی پر لطف ہاتھ یتیم بچے کے سر پر پھیرے اس کے ہاتھ کے نیچے جتنے بال گزریں گے خدا اس کو اتنی نیکی دے گا۔

روایات میں ملتا ہے اگر کوئی یتیم بچے کو گود میں بٹھائے اور اس سے شفقت کرے۔ مہربانی کرے خدا اس کے گناہ بخش دے گا اور قرآن میں اس کی تاکید کی گئی ہے۔ اسلامی معاشرے میں مواظب رہیں کہ یتیمی یتیم کے چہرہ پر نظر نہ آئے۔ قرآن شریف اور روایات میں تاکید کی گئی ہے۔ کہ مرد یتیم کے باپ کی طرح ہوں اور عورتیں بچوں کی ماں کی طرح ہوں۔

اوران بچوں کو ماں باپ کی عدم موجودگی کا دکھ محسوس نہ ہونے دیں۔ سورہ ماعون میں اس

کی تاکید کی گئی ہے۔قرآن فرماتا ہے۔

"رایت الذی یکذب بالدین فذالك الذی یدع الیتیم"

یعنی اے پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم وہ معاشرہ جس میں تیمم موجود ہوں اور یتیمی ان کے چہرے پر ہو۔ یہ معاشرہ اسلامی معاشرہ نہیں ہے۔قرآن فراماتا ہے کیا تجھے بتاؤں کون دیندار نہیں ہے۔اس کے بعد قرآن فرماتا ہے۔حقیقت میں اس آیت شریفہ میں یہی مفہوم بیان کیا گیا ہے کہ اسلامی معاشرے میں یتیم بچوں کا خیال رکھو۔کہ انہیں یتیمی کا درد محسوس نہ ہو۔

جس طرح ضروری ہے کہ یتیم بچوں کی غذا کا خیال رکھیں اسی طرح ضروری ہے کہ ان کی روحانی غذا کا بھی خیال رکھیں جس طرح ضروری ہے اسلامی معاشرے میں کوئی بچہ بھوکا نہ رہے اسی طرح یہ بھی ضروری ہے کہ یتیم بچے بے محبت نہ رہ جائیں۔کیونکہ اگر بچے کو محبت نہ ملے۔تو عقدہ پیدا ہو جاتا ہےاور اگر عقدہ پیدا ہو جائے تو بہت خطرناک ہے۔

کل میں نے عرض کیا تھا کہ ہم اپنے بچوں کی مواظبت کر دیں اور آج یہ کہتا ہوں یتیم بچوں ے مواظب رہیں البتہ اس بات سے ہوشیار رہیے کہ افراط ہمارے کام میں نہ ہو۔محبت میں زیادتی بھی بری چیز ہے یہ افراط اس کی طرح ہے جس کو دو دن میں ایک دفعہ پانی کی ضرورت ہوتی ہے لیکن تم اسے روزانہ پانی دو۔صرف یہی نہیں کہ وہ رشد کرے گا بلکہ سڑ جائے گا۔محبت بھی اسی طرح ہے اگر تم نے اپنے بچوں کو زیادہ پیار دیا۔

اس کا خطرہ عقدہ سے زیادہ نہ ہو کم بھی نہیں ہے۔کیونکہ عقدے کے باب میں میں نے کہا تھا کہ عقدہ والا انسان خائن، ظالم اور مردہ دل ہوتا ہے معاشرہ ان کو قبول نہیں کرتا وہ لوگ جو خود سے راضی رہتے ہوں ان میں استقلال نہیں ہوتا وہ معاشرے سے بے جا توقعات وابستہ رکھتے ہیں دوسروں سے بے جا توقعات رکھتے ہیں لیکن ان کی توقعات پوری نہیں ہوتیں اس طرح خود بخود معاشرے کا فالتو حصہ بن جاتے ہیں۔اگر ان میں اسی طرح کے عقدے پیدا نہ ہوں تو پھر

انشاء اللہ اس کے بارے گفتگو کروں گا۔

روایات میں ملتا ہے بعض اوقات اگر تمہارے بچے زمین پر سوئے ہوئے ہوں تو زمین پر ہی سویا رہنے دیں۔ اپنے بچوں سے کام لیں اپنے بچوں کو خطرات میں جانے دیں مثلاً جس جس جگہ سے ڈرتے ہیں اسے اسی جگہ بھیجئے کبھی کبھی اپنے بچوں کی پرواہ نہ کریں یہ کس لئے ہے۔ ایک ماہر نفسیات استاد ہی ایک فنی واقعہ بیان کیا جاتا ہے ماہر نفسیات سے مراد ایک استاد جو سمجھدار تھا جو متوکل کے بچوں کا استاد تھا جن کا نام ابن سکیت تھا متوکل کے بچے اس کے پاس درس پڑھتے تھے۔ مختصر اتفاقاً کچھ ااچھا انسان تھا۔ ایک دن ابن سکیت نے ارادہ کیا کہ اس کی تربیت کرے۔ کیونکہ اس نے سوچا کہ یہ خلیفہ زادہ ہے نعمتوں میں پرورش پائی ہے کل کو یہ خلیفہ بنے گا تو اس کے ہاتھ میں مملکت کی بھاگ دوڑ ہوگی لہذا اس کو ادب سکھایا جائے ہر روز وہ آتا اور آگے آگے بیٹھتا اور استاد کے پہلو میں بیٹھتا اور معلم سے ناز کرتا اس دن جب وہ آیا تو ابن سکیت نے کہا اسی جگہ بیٹھ جاؤ معلم نے پیچھے بچوں کے جوتوں کے درمیان بیٹھنے کا حکم دیا تھوڑی دیر بیٹھا ظہر ہوگئی اس کو اچھی طرح نہ پڑھایا جب ظہر کا وقت ہو سب دوپہر کے کھانے کیلئے چلے گئے لیکن استاد نے اس کو نہ جانے دیا اور کہا کہ تم نے دوپہر کے کھانے کے لئے نہیں جانا ایک کمرے میں اس کو روکے رکھا اس کو اچھی طرح بھوکا رکھا اس کو کھانے پر بھی نہ جانے دیا اور وہاں بھی اس کو کھانا نہ دیا۔ جب عصر ہوئی۔ سب چھٹی کرنا چاہتے تھے استاد نے سب بچوں کو جمع کیا اور بچوں کو قطار میں بیٹھا کر اس بے گناہ بچے کو سب بچوں کے سامنے بہت مارا اور کہا اب چلے جاؤ بچہ بہت ناراض ہوا کہ اس نے کیا کام کیا ہے؟ کہ اس استاد نے اس کی توہین کی ہے اس کو بھوکا رکھا اور پھر اس کو مارا بھی۔ بچے نے باپ کے پاس جا کر اپنے باپ کو اس بات کی اطلاع دی۔ اس کا باپ بہت غصے میں آ گیا اس نے استاد کو بلا کر پوچھا آج تم نے کیا کیا ہے؟ کہ استاد نے جواب دیا میں چاہتا ہوں تمہارے بچے کو مودب بناؤں تمہارا بچہ ناز و نعمت میں پلا ہے اس نے بے احترامی کو نہیں دیکھا

اور اسے معلوم نہیں کہ دوسروں کی توہین کرنا اور کسی کی شخصیت کو ختم کرنا کتنا برا ہے چونکہ یہ بچہ ناز ونعم میں پروان چڑھا ہے اس لئے اس نے بھوک نہیں دیکھی اور اسے معلوم نہیں کہ بھوک اور فقر کا درد کیسا ہوتا ہے اور تیرے زیر سایہ پروان چڑھا ہے اس لئے اسے نہیں معلوم کہ یتیمی کس کو کہتے ہیں اس پر ظلم نہیں کیا گیا اس لئے اسے معلوم نہیں ظلم اور ظالم کے شکنجہ سے کیا مراد ہے۔

میں چاہتا تھا کہ یہ چیزیں تمہارے بچے کو سکھاؤں۔ بے گناہ میں نے اس کی بے احترامی کی ہے جوتوں کے پاس اس کو بٹھایا تا کہ اس کو بتادوں اور وہ دیکھ لے کہ بے احترامی کتنی بری چیز ہے اور وہ مواظب رہے جب اس کے ہاتھ میں مملکت کے بھاگ دوڑ ہو کسی کی بے احترامی نہ کرے کسی کی توہین نہ کرے کسی کی شخصیت کو تباہ نہ کرے میں نے اس کو بھوکا رکھا تا کہ اس کو سمجھا دوں کل جب مملکت کی بھاگ دوڑ اس کے ہاتھ میں ہو تو وہ صرف اپنی اور اپنے اردگرد لوگوں کی فکر میں نہ رہے وہ جان لے کے بھوک وفقر بیچارگی بھی ہے اور بہت سخت ہے روزہ جو کچھ تمہیں سکھاتا ہے ان میں سے ایک یہ ہے ہم بھوک کو سمجھ سکیں اور جان لیں جو بھوکا رات کو سوتا ہے اس کے لئے کتنا مشکل ہے۔

استاد نے کہا! اس کے مارنے کا یہ مقصد تھا کہ وہ دیکھ لے کہ بے جا مارا اور بے جا قید کتنی مشکل ہے ہم مواظب رہیں کسی پر بے جا ظلم نہ کریں۔ لہذا جب ہم بچے سے محبت کرتے ہیں اس روح کی اچھی غذا دیں اس کو سیراب نہ کرین اس کی روح کو شاداب کریں نوازش کریں سخت الفاظ اس کے لئے استعمال نہ کریں کہ وہ معاشرے کا اضافی عضو بن جائے اور معاشرے کا مغدود عفو بنے۔

یہ اس کے اپنے لئے بھی برا ہے اور معاشرے کے لئے بھی کوئی مشکل حل نہیں کرسکتا اگر عقدے والا ہو جائے تو وہ بھی معاشرے کا اضافی عضو ہے کہنا چاہیے کہ معاشرے کے کینسر کا پھوڑا ہے اور یہ کہنا درست ہے کہ ظلم وخیانت کا سرچشمہ یہی عقدہ ہے ان دونوں باتوں کیلئے ایک

تاریخی بات بیان کرتا ہوں یہ تاریخی جملہ ہماری کل اور آج کی گفتگو کے لئے بہت موثر ہے ہارون الرشید کے دو بیٹے تھے امین اور مامون امین ایک اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ زبیدہ کا بیٹا تھا اگر چہ ہارون الرشید کا حرمسرا تھا۔ جس میں سو سے زیادہ جوان اور خوبصورت عورتیں اس نے ایک ہی جگہ جمع کی ہوئی تھیں۔ لیکن زبیدہ ملکہ اور صاحب شخصیت تھی ہارون کے دوش بدوش رہتی تھی امین زبیدہ کا بیٹا تھا زبیدہ کو بچے کی تربیت کرنی نہیں آتی تھی۔ لہذا ایک سست بچہ معاشرے کے حوالے کر دیا لیکن مامون ایک کنیز کا بیٹا تھا جو اس کی باورچن تھی۔

بعض تاریخوں میں ذکر کیا گیا ہے زبیدہ ہارون جو اکھیل رہے ہیں جوا یہ تھا جو وہ فلاں چیز کو دے معاملہ یہاں تک پہنچ گیا۔ کہ زبیدہ نے کہا کہ اگر تم جیت یا ہار گئے اس کنیز کے ساتھ ہمبستری کرنا اتفاقاً ہارون ہار گیا اور کنیز کے ساتھ ہمبستر ہوا وہ کھانا پکا رہی تھی اس لئے دھوئیں سے آلودہ تھی۔ زبیدہ نے اس کو مجبور کیا کہ وہ اس کے ساتھ ہم بستری کرے مامون اس عورت سے پیدا ہوا لہذا کہنا چاہیے کہ اس کی ماں نہیں تھی یا یہ کہ اس طرح کی تھی مامون کے لئے عقدہ پیدا ہو گیا۔ خصوصاً زبیدہ اس کی توہین کرتی دوسرے بھی اس کی توہین کرتے باپ بھی اس کی توہین کرتا کہ اس کی ماں باورچن اور کنیز ہے۔ ان باتوں اور سرزش نے اس کو عقدے والا بنا دیا۔ امین۔

زبیدہ ہمیشہ ہارون سے کہتی تھی تم میرے بیٹے کی پرواہ کیوں نہیں کرتے ہو ہارون کو معلوم تھا کہ اس میں خلیفہ بننے اور مملکت کے انتظام چلانے کی لیاقت نہیں لیکن مجبور بھی تھا کہ خلافت امین کو دے۔ اجتماعی لحاظ سے ضروری بھی تھا۔ کیونکہ زبیدہ کا بیٹا تھا لیکن دوسری طرف یہ کہ ہارون کو پتہ چل گیا تھا کہ یہ خلافت سنبھالنے کے قابل نہیں۔ زبیدہ بھی ہر مرتبہ یہ کہتی کہ تم میرے بچے کے بارے میں لاپرواہ کیوں ہو۔

ایک رات ہارون نے کہا زبیدہ سے میں آج ثابت کروں گا میں کیوں اس کے بارے میں لاپرواہی کرتا ہوں اور مامون کو اہمیت دیتا ہوں اس رات کو جب زبیدہ ہارون بیٹھے ہوئے تھے

ہارون نے امین کو بلایا امین سو رہا تھا اس کو اٹھایا کہ تمہارا باپ تمہیں بلا رہا ہے۔اٹھو وہ اسی خواب آلودگی کی حالت میں باپ کے سامنے آیا ہارون نے کہا میں نے آج رات تعیم کی ہے کہ تمہیں اور مامون کو انعام دوں جو تم مانگو میں دون گا کوئی سی تین چیزیں مانگ لو اس نے کہا کہ مجھے اپنا فلاں باغ دے دو باپ نے پوچھا اسے کیا کرو گے؟اس نے جواب دیا بس چاہتا ہوں دن کو وہاں تفریح کیا کروں ہارون نے پوچھا اور کیا چاہیے اس نے کہا کہ مجھے آپ کا گھوڑا چاہیے باپ نے پوچھا اسے کیا کرو گے اس بیٹے نے جواب دیا اس پر سوار ہو کر تفریح کیلئے جایا کروں گا تیسری چیز مجھے آپ کی کنیز خاص چاہیے باپ نے پوچھا اس کو کس لئے چاہتے ہو اس نے جواب دیا کیوں کہ وہ ایک خوب صورت عورت ہے۔باپ نے کہا! جاؤ میں نے یہ چیزیں تمہیں دے دیں۔

امین چلا گیا مامون کو حاضر کیا گیا۔ جب مامون کو بیدار کیا گیا کہ تمہارا باپ تمہیں بلا رہا ہے وہ فوج کے ساتھ تیار ہو کر باپ کے پاس آیا اس نے ہاتھ منہ دھویا ہوا تھا جوتا پاؤں میں اور شمشیر ہاتھ میں لئے اپنے باپ سے پوچھا کیا حکم ہے؟مامون نے سوچا شاید جنگ وغیرہ ہو اور مجھے لشکر کا سالار بنانا ہو ہارون نے اس سے کہا میں چاہتا ہوں اسی وقت تین انعام دوں جو تمہارا دل چاہے کہو۔اس نے کہا میرا پہلا انعام یہ ہے کہ اس سال میرے نام پر اسلامی ممالک سے مالیات کم کر دیں ہارون نے کہا میں نے کم کر دیا مامون نے کہا۔میری دوسری خواہش یہ ہے کہ قیدیوں کو میرے نام پر معاف کر دیں انکی سزا میں کمی کر دیں۔ہارون نے کہا یہ بھی کر دیا مامون نے کہا میرے تیسری خواہش یہ ہے میرے نام پر فوج کی تنخواہ زیادہ کر دیں ہارون نے کہا یہ بھی کر دیا اب تم جاؤ۔

اس کے بعد ہارون نے زبیدہ کی طرف رخ کیا اور کہا تم نے دیکھا کہ یہ مامون نے کیا کیا تمام مملکت کو اس نے اپنے ہاتھ سے راضی کر دیا کیونکہ لوگ یا فوجی ہیں غیر فوجی فوجیوں کی تنخواہیں بڑھ گئیں اور اس کے نام غیر فوجیوں کی مالیات میں کمی آ گئی اور ظالم وخائن قیدیوں کو بھی مامون

کے نام پر نجات مل گئی لہذا تمام مملکت مامون سے راضی ہوگئی اگر میں ان کے بارے لاپرواہی کرتا ہوں اور مامون کی طرف توجہ دیتا ہوں اسکی وجہ یہی ہے کہ امین ایک غیر عقل، کاہل اور عیاش ہے جبکہ مامون میں عقل ذہانت زیادہ ہے لہذا امام رضا علیہ السلام کو خراسان (مشہد) میں بلانا اور شورش کو ختم کرنا اس کی چالاکی ہے۔

حضرت امام علیہ اسلام کا واقعہ سیاسی لحاظ سے بہت عجیب تھا لیکن اس نے اسلامی ممالک میں موجود ولولہ و جوش کو ختم کر دیا۔ لیکن یہ عقل مند آدمی بقول ہارون خلافت کی لیاقت رکھتا ہے عقدہ یہ تھا اس کا عقدہ یہاں تک پہنچا جب اس کا باپ ہارون فوت ہو گیا خلافت امین کو ملی مامونؑ نے امین سے جنگ کی پہلے وہ خراسان کا صوبیدار تھا جب اسے معلوم ہوا کہ خلافت امین کو مل گئی ہے۔ اس کے ماتحت نہ ہوا بلکہ دونوں بھائیوں نے جنگ کی چونکہ امین قابل آدمی نہیں تھا ایک عیاش انسان تھا صرف اپنے سے راضی تھا۔ وہ جنگ نہ کر سکا اور اس نے شکست کھائی۔

مامون نے حکم دیا کہ قید خانہ میں اس کا سر تن سے جدا کیا جائے اور سر کو میرے پاس لے آئیں سر کو مامون کے نزدیک لایا گیا اس نے حکم دیا کہ اس کے سر کو دارلامارہ کے سامنے لٹکا دیں لوگ اس کی توہین کریں بھائی کا سر ہے لیکن وہ عقدہ جو اس کے ہاتھوں پیدا ہوا اور ہارون کی خلافت کے زمانے میں باپ کی محبت کی کمی کے وجہ سے پڑا وہ یہاں تک پہنچا اس نے اپنے بھائی کو قتل کر کے اس کا سر دروازے پر لٹکا دیا اور کہا کہ لوگ آئیں اور اس کی توہین کریں۔ ایک عربی آیا اس نے امین کے چہرے پر تھوکا اور کہا خدا تیرے باپ پر تیرے بھائی پر اور خود تجھ پر لعنت کرے جب مامون نے یہ واقعہ سنا تو اس نے کہا کہ سر کو اس کے بدن کے ساتھ رکھ کر دفن کر دیں۔

مامون عقدے والا تھا اس نے بہت ظلم کیا ایک ظلم خود امین پر اگر تمہارا بچہ عقدے والا ہو گیا تو معاشرے میں زندگی نہیں گزار سکتا اور اگر اسے ماں باپ کی طرف سے محبت نہ ملے وہ بھی

عقدے والا ہوتا ہے۔اور پھر معاشرے میں زندگی نہیں گزار سکتا۔

ایک اہم بحث رہ گئی ہے یہ بحث ہم سب کے لئے ہے اور وہ یہ ہے بعض اوقات بچے میں عقدہ بڑ جاتا ہے بعض اوقات بڑے جوان حتیٰ کہ بوڑھے عقدے والے ہو جاتے ہیں جبکہ پہلے عقدے والے نہ تھے ماں سے ایسی محبت ملی لیکن جب جوان ہوا بڑا ہوا اس وقت اس میں عقدہ پڑ گیا ماں باپ مواظب رہے انہوں نے ایک سالم بچہ اور جوان معاشرے کو دیا لیکن بڑا ہو کر وہ خود پسند بن گیا۔

اس لئے ہم سب مواظب رہیں کہ بڑے ہو کر ہم عقدے والے نہ ہوں مثلاً وہ لڑکی اور لڑکا جس کی شادی نہ ہوئی ہو دیر ہو گئی خود بخود یہ لڑکی اور لڑکا عقدے والا ہو جاتا ہے عقدہ کا معنی میں نے بتایا تھا کہ خواہش شعور سے لاشعور میں چلی جاتی ہے اور وہاں کینسر پھوڑے کی طرح بن جاتی ہے۔

چودہ سال کی لڑکی یا لڑکا جبکہ بالغ بھی نہ ہوئے ہوں لیکن شادی کیطرف سے مائل ہیں یہ خواہش ہے اس خواہش کا جواب ملنا چاہیے اسلام کہتا ہے ماں باپ اولاد کی شادی جلد کریں لڑکے اور لڑکیاں جلد شادی کریں یہ خرافات جو اسلامی معاشرہ میں موجود ہیں یہ مشکلات نابود ہونی چاہئیں یہ مشکلات ہیں جو جوانوں کیلئے عقدہ بنتی ہیں۔

اسلام کہتا ہے جلدی شادی کرو اگر کسی کی شادی جلدی نہ کی گئی یا خود اس نے جلد شادی نہ کی اس کے لئے عقدہ بن جاتا ہے پچیس سال کے جوان کے لئے اچانک خود بخود بن جاتا ہے۔اسی طرح خواہشات انسان کیلئے عقدہ بن جاتی ہیں۔ نبی اور امام دونوں نے سفارش کی ہے (نہج البلاغہ)

"ان اخوف ما اخاف علیکم اثنان اتباع الھوی وطول الامل و اما اتباع الھوی فیصد عن الحق واما طولا مل فیسی

الاخرۃ“

فرماتے ہیں میں تمہارے لئے دو چیزوں سے سب سے زیادہ ڈرتا ہوں۔ھوای وہوس کی پیروی۔لمبی خواہشات فرماتے ہیں۔اگر خدانخواستہ تم ھوای پرست ہو گئے۔حق کو پامال کر دو گے۔اگر تمہاری خواہشات زیادہ ہوگئیں تو تم آخرت کو بھلادو گے تم مرتب اپنی آرزو اور خواہشات کی فکر کرو گے بے جا خواہشات غلط خیالات اور وسوسہ 20 سال کے بعد 50 سال بعد بالا آخر اس کو ختم کر دیں گے یہ خواہشات اگر لڑکی میں ہوں تب بھی خطرناک ہیں لڑکے میں ہوں خطرناک ہیں۔خواہشات اس بات کا سبب بنتی ہے کہ انسان اپنی چادر سے زیادہ پاؤں پھلائے یہ لڑکی کے لئے خطرناک ہے لڑکے کیلئے خطرناک ہے لڑکی اور لڑکے میں گرہ بن جاتی ہے کبھی یہ گرہ پاگل پن تک پہنچ جاتی ہے اور کبھی اس سے انسان ظالم اور خائن ہو جاتا ہے۔

اور درنتیجہ کسی شخص کے ساتھ زندگی نہیں گزار سکتا حتی اپنے شوہر اپنے بیوی اور اپنے ہی والدین کے ساتھ اس کا گزارہ مشکل ہو جاتا ہے ایک مصنف ایک جملہ لکھتا ہے جو ہم سب کے لئے خصوصاً جوانوں کے لئے بہت اچھا ہے کہتے ہیں ایک عورت پاگل ہوگئی اس کو پاگل خانے لے گئے ماہرین نفسیات نے اس کا بہت علاج کیا لیکن ویسے کوئی فائدہ نہ ہوا اتفاقاً اس طرح کے پاگل پن کا ٹھیک ہونا بہت مشکل کام ہے۔جو معمولی سا دیوانہ ہو جائے ممکن اس کا نفسیاتی علاج کیا جائے تو ٹھیک ہو جائے لیکن وہ افراد جن کے اعصاب ضعیف ہیں اور وہ افراد جن کا عقد ہیجانی طریقے سے انفجار ہوا ان کا صحیح ہونا مشکل ہے کیوں کہ جو چیز ان کی دیوانگی کا سبب بنتی ہے وہ چیز اس کو دیوانگی میں برقرار رکھنے کا سبب ہے بالاخر اس عورت کا نفسیاتی علاج کرتے رہے اس کی باتوں کو نوٹ کیا انہوں نے دیکھا کہ عورت ہمیشہ ایک بات کرتی ہے تمام پاگلوں کو اپنے اردگرد جمع کر کے کہتی ہے میرا ایک خوبصورت شوہر ہے ایک خوبصورت بیٹا ہے اور ایک خوبصورت بیٹی ہے ایک ہماری کار ہے عصر کو جب میرا شوہر دفتر سے آتا ہے۔تو ہم میاں بیوی دونوں اپنی کار میں بیٹھ

کرسمندر کے کنارے جاتے ہیں وہاں سیر وتفریح کے بعد رات کوگھر آجاتے ہیں ہر روز یہی بات کرتی ہے آہستہ آہستہ انہوں نے سوچا کہ اس بات کا کوئی سبب ہے اس کی ہم کلاس کو اکھٹا کیا اور پوچھا جب یہ عورت تمہاری ہم کلاس تھی یہ کیا چاہتی تھی اس نے زندگی میں تمہارے ساتھ کیسی باتیں کیں؟ اس کے ماں باپ کو بلایا ہمسایوں کو بلایا۔ اس سے پوچھا اس عورت کا خیال کیا تھا؟ اس کی خواہشات کیسی تھیں۔ اس کی کلاس فیلوز نے تو یہی بتایا جو وہ تکرار کرتی تھی انہوں نے بتایا اس کی عجیب خواہشات تھیں وہ کہتی تھی میں چاہتی ہوں۔ میرے شوہر کی اچھی اور اونچی پوسٹ ہو اور وہ بہت خوبصورت اور فیشن پرست ہو۔ میں چاہتی ہوں دو بچے پیدا کروں ایک کار کوٹھی اور سمندر کے کنارے ایک گھر چاہتی ہوں عصر اپنی کوٹھی سے سمندر کے کنارے جاؤں اور پھر اپنی کوٹھی میں آجاؤں۔

اس لڑکی نے شادی کی اس کا شوہر بے کار تھا بالکل کوئی کام نہیں کرتا تھا اور خوبصورت بھی نہیں تھا کوٹھی اور سمندر کے کنارے گھر تو کیا تہران کی ایک سب سے گھٹیا جگہ پر ایک کرائے کا مکان تھا۔ کار بھی نہیں بلکہ ایک گدھا بھی نہیں تھا جس پر سوار ہوتی۔

مصنف لکھتا ہے اس کے پاس گزارے کے پیسے بھی نہ تھے ان کے پاس اتنے پیسے نہ تھے کہ ٹیکسی پر سوار ہو کر اپنے ماں باپ کے گھر مل آئے۔ یہ خواہشات چونکہ پایہ تکمیل تک نہ پہنچیں اور انہوں اسے عورت پر اتنا اثر ڈالا مصنف لکھتا ہے اس وجہ سے وہ عقیم بھی ہوگئی اور اس کا کوئی بچہ پیدا نہ ہوا اس کی خواہشات نے اس پر اثر ڈالا عقدہ منفجر اور عورت کو پاگل بنا دیا۔ میں عورتوں سے سفارش کرتا ہوں اپنے کام خدا کے سپرد کر دیں نہ کہ آرزو خواہشات کے مواظب رہیے جوان خصوصاً لڑکیاں اپنے پاؤں چادر سے زیادہ نہ پھیلائیں سب مواظب رہیں بے جا غصہ نہ کیجئے ممکن ہے تم عقدہ والے نہ ہو لیکن بے جا غم و غصہ تمہیں عقدے والا کر دے خواتین! ممکن ہے تمہارے والدین نے تمہیں عقدے والا نہ بنایا ہو اگر تم نے زندگی میں غصہ کیا تمہارے دل مردہ

ہو جائیں گے اگر عقد ے والی ہو گئیں پھر تم ظالم بن جاؤ گی اور خیانت کار نہ بھی بنو تو بھی شوہر داری نہیں کر سکتی ہو بچہ داری نہیں کر سکتیں اگر دنیا نہ بھی تباہ ہو تمہاری آخرت ضرور تباہ ہو جائے گی۔

میاں بیوی ایک دوسرے کا احترام کریں میاں بیوی ایک دوسرے کے ساتھی اور لباس ہیں میاں بیوی ایک دوسرے کے کاموں میں مدد کریں لیکن زیادہ ایک دوسرے کا احترام کرنا غلط ہے زیادہ احترام کرنا اور بہت زیادہ محبت کرنے سے میاں بیوی خود پسند بنتے ہیں۔

10 سال کے بچے کا احترام کیا جائے۔لیکن 10 سال کے بچے کا احترام کیسا ہونا چاہیے۔اس کا احترام یہی ہے جب تم دستر خوان لگاؤ ایک پلیٹ اپنے لئے رکھ رہے ہیں تو ایک پلیٹ بچے کے لئے بھی لگا دیں ایک گلاس اپنے لئے اور ایک گلاس بچے کے لئے لگا دیجیے اگر چمچ اور کانٹا اپنے لئے لگائیں تو صرف چمچہ اس کے لئے نہ ہو یہ سب کچھ صحیح ہے اسی طرح اگر مہمانوں کے سامنے چائے گر گئی تو بچے سے ناراض نہ ہوں۔

لیکن اگر تمہارا 10 سال کا بچہ کسی محفل میں وارد ہوا گر تم اس کے لئے کھڑی ہو جاؤ تا کہ اس جگہ بیٹھ جائے تو یہ غلط ہے یہ افراط ہے اسی طرح آخر تک افراط گری تمام کاموں میں غلط ہے قرآن نے مومنین کے بارے میں فرمایا۔

"والزین اذا انفقولم یسر فو الولمیقترو کان بین ذالک قواما"

مومن وہ ہے جب انفاق کرتا ہے وہ افراط تفریط سے کام نہیں لیتا۔کوئی فرد افراط سے کام لیتا ہے اور جو کچھ اس کے پاس ہوتا ہے وہ دے دیتا ہے اور کوئی تفریط سے وہ دیکھ رہا ہے کہ اس کا بھائی بھوکا ہے اسکے بھائی اور بہن نے افطار نہیں کیا کہتا ہے مجھے کیا؟ **(وکان بین ذالک قواما)**

یعنی مثلاً اگر روزانہ 100 تومان تمہاری تنخواہ ہے تو میانہ روی سے خرچ کریں اور اپنی

حیثیت کے مطابق انفاق بھی کریں اگر آیہ کا مطلب یہ ہوگا۔(**واذ انفقو لم یسرض**)

انفاق وصدقہ میں اسراف نہ کریں اور اگر آپ کا مطلب یہ ہو کہ انسان گھر میں عیاسی نہ کرے تو انسان کو چاہیے کہ اپنی حیثیت کے مطابق بیوی اور بچے کو اختیار دے اگر بخل سے کام لے تو معلوم ہے یہ کام غلط ہے اس بخل کیوجہ سے کام یہاں تک پہنچ جاتا ہے کہ اس کی بیوی اس بات کیلئے تیار ہو جاتی ہے کہ یہ مر جائے اگر بخل نہ کرے اور عیاشی کرے۔کبھی اس کو دھوکا دے کبھی اس سے قرض لے کیوں کہ میری بیوی خوشحال ہو اس سال میں قالین بدلوں یہ سب بھی غلط ہے۔"**واذ انفقو لم یسر فوولم یقسر وکان بین ذالک قواما**"

یہ آیہ شریفہ ایک چیز ہمیں بتاتی ہے کہ زندگی میں معتدل رہیں علماء علم اخلاق خصوصاً قدیم علماء ایک جملہ لکھتے ہیں کہتے ہیں فضیلت حد اعتدال میں ہے حد اعتدال تمام اچھی خوبیاں لوٹا دیتا ہے اگر تم نے معراج السعادۃ کا مطالعہ کیا ہو جامعہ اسعادۃ کا مطالعہ کیا ہو اگر ابن سکو یہ کی کتاب پڑھی ہو اگر فیض اور غزالی کی کتاب دیکھی ہو۔اب اسی کے در پے ہیں کہ تمام اچھی صفات حد متوسط میں ہیں صحیح ہو یا نہ ہو یہ اور بات ہے میری نظر میں یہ صحیح نہیں ہے لیکن بحرحال علما علم اخلاق لکھتے ہیں تمام صفات خوب حد وسط ہیں افراط تفریط رزیل ہیں یہ بات ہماری بحث کیلئے بہت مفید ہے۔

مواظب رہیے زندگی میں میانہ روی سے کام لیں افراط وتفریط غلط ہے۔اپنے بچوں کے بارے میں ان کے حقوق کے بارے میں افراط صحیح نہیں ہے تفریط گری بھی صحیہ نہیں۔تا کہ تمہارے بچے میانہ رو ہوں زندگی میں ایک دوسرے کے مواظب رہیں گر کسی میں ظریفت نہیں ہے تو اس کا زیادہ احترام نہ کریں۔اس کی ظرفیت کے مطابق اس کا احترام کریں اگر اس کی ظرفیت سے زیادہ اس کا احترام کریں گے تو وہ اپنے آپ میں مست ہو جاتا ہے۔

تم نے دیکھا ہو گا کہ بعض افراد کسی ریاست یا پوسٹ کی قابلیت نہیں رکھتے اور اگر انہیں

پوسٹ مل جائے تو وہ بہت مالدار بن جاتے ہیں اور اپنے آپ میں گم ہو جاتے ہیں ظالم بن جاتے ہیں۔

یہ سب اس لئے ہیں یہ پیسے یہ پوسٹ اور یہ بے جا احترام اس کو خود پسند بنا دیتا ہے بنا پر رہیں ہماری آخر گفتگو جو پہلی گفتگو سے زیادہ اہم ہے یہ ہوئی کہ مرد اور عورت مواظب رہیں عقدے والے نہ ہوں۔ اگر تم خود ہی اس طرح ہو گئے تو ظاہر ہے تم اپنے بچوں کو میانہ روی نہیں بنا سکتے۔

درس ۱۲

باب ۸

فطرت خدا جوئی:

ہماری گفتگو مذہب کے بارے میں ہے اور یہ باب شاید گزشتہ سب بابوں سے زیادہ اہم ہے اس لئے اس پر بہت زیادہ توجہ کی ضرورت ہے سائنس، قرآن اور روایات کی رو سے انسان میں ایک عزیزہ (خواہش) ہے جس کو عزیزہ مذہب کہتے ہیں یعنی انسان ابتداہی سے خدا اور انسان کا طالب ہے قرآن فرماتا ہے۔

"فاقم و جهك لذين حنيفا فطرة الله التى فطر الناس عليها لا تبديل لخلق الله ذالك الدين القيم"

اس دین کو دیکھو جس میں افراط ہے نہ تفریط وہ دین جو فطری ہے خدادادی ہے وہ دین ہے جس پر انسان کی فطرت خلق ہوئی ہے وہ دین جو ہے یہ آیت ہمیں بتاتی ہے بچہ سے ابتداء سے خدا جو اور خدایاب ہے اسلام جو اسلام یاب ہے اور ہم اس عزیزہ کی مواظبت کریں۔ روایات میں ملتا ہے **"کل مولود یولد علی الفطرة حتیٰ یکون ابواه یهو دانه ونیصرانه"**

بچے کی فطرت خدایابی اور اسلام یابی ہے اگر تم دیکھو کہ وہ اپنی فطرت سے منحرف ہو گیا جان لو ماں باپ نے اس کو منحرف کر دیا ہے یہودی ماں باپ بچے کو یہودی بنا دیتے ہیں وگرنہ فطرت بچے کی فطرت اسلام ہے۔ یہ فطرت ہر انسان میں ہے البتہ ممکن ہے روزمرہ عوامل کے اثر سے یہودی بن جائے یا دھریہ۔ اور اس فطرت خدایابی و خدا جوئی پر پردہ پڑ جائے کیونکہ وہ ختم ہونے والی نہیں ہے قرآن فرماتا ہے۔ **"الا تبديل لخلق الله"** وہ فطرت ختم نہیں ہوگی۔ لہذا

ایک بندراستے پرطغیان کرتا ہے قرآن فرماتا ہے جولوگ منکر خدا ہیں اور جو اسلام جو اور اسلام یاب نہیں ہیں ایسا جب کسی بندراستے پر پہنچتا ہے تو خدا جو بن جاتا ہے۔

"فاذر کبوافی الفلق دعوالله مخلصین له الدین فاذانجاهم الی البرّاذاهم یشر کون"

جب کسی سمندر میں بے بس ہو جائیں وہاں خدا کی آواز بلند کرتے ہیں خدا کو نہیں مانتے بت پوجتے ہیں کمیونسٹ ہیں لیکن اگر سمندر میں جائیں اور سمندر میں طوفان آجائے یا اگر کبھی فضا میں جہاز خراب ہو جائے اللہ اللہ اور خدا خدا کی آوازیں بلند کرتے ہیں۔ ہمارے ایک دوست نے بتایا ایک ڈاکٹر منکر خدا تھا اس کے ساتھ کئی دفعہ میٹنگ کی اس کے ساتھ باتیں کیں اس نے قبول نہ کیا۔ اتفاقاً اس کا ایک ہی بیٹا تھا اس کا آپریشن ہونا تھا اس کو آپریشن روم میں لے گئے ہمارا دوست بتاتا ہے میں ڈاکٹر کے پاس تھا جب اس بچے کو آپریشن روم میں لے گئے ڈاکٹر نے اس کے کمرے کے باہر رونا شروع کر دیا اور کہا کہ اے خدا میرے فریاد کو پہنچ وہ کہتا ہے میں ڈاکٹر کے قریب گیا اور کہا تو تو خدا کو نہیں مانتا اس نے جواب دیا مجھے چھوڑ دو میری ایک خاص حالت پیدا ہوگئی ہے اور مجھے اپنے خدا سے بچے لینے دو۔ یہ ہے فطرت خدایابی و خداجوئی۔ جو قرآن کے بقول سرشت انسان ہے عزایزہ انسان ہے۔ جب بچہ پیدا ہوتا ہے اسی وقت سے یہ عزایزہ بیدار ہوتا ہے۔ اس لئے تمہیں کہا جاتا ہے جب بچہ پیدا ہو اس کے دائیں کان میں اذان دیں اور بائیں کان میں اقامت کہو یہ فطرت ہے ماں باپ پر واجب ہے کہ اس کی فطرت کو بیدار کریں۔ شاداب کریں بالاخر اس کی فطرت کو قوی کریں وہ چیز جس پر سب کو توجہ کرنی چاہیے اور جان لیں کہ علم واستدلال سے یہ فطرت بیدار نہیں ہوتی بلکہ کسی اور چیز کی ضرورت ہے وہ دلیل اچھی رہے جو ہم سب کو آنی چاہیے اور یہ کہ ہر کوئی اپنے حال کے مطابق خدا پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم امامت اور قیامت کو ثابت کر سکے پھر اس کے بارے میں گفتگو کروں گا۔ لیکن آج کی گفتگو

فطرت ہے اگر ہم چاہتے ہیں کہ فطرت قوی کریں تو یہ کام برھان سے نہیں ہوسکتا اگر یہ فطرت قوی کرنا چاہتے ہیں تو اس کے لئے عمل کی ضرورت ہے فطرت منبر و محراب سے شاداب ہوتی ہے لہذا تم سب پر ضروری ہے کہ منبر و محراب سے واسطہ رکھیں اس سے ضروری ہے یہ ہے کہ تمہارے بچے بھی محراب و منبر سے سروکار رکھیں۔

اگر تم چاہتے ہو تمہارا بیٹا کمیونسٹ نہ بنے اگر تم چاہتے ہو تمہارا بیٹا غلط جگہوں پر نہ جائے اگر تم چاہتے ہو تمہاری لڑکی ایک شائستہ لڑکی ہو تا کہ شوہر داری کر سکے تو تمہاری اولا د روحانیت اور محراب و منبر سے سروکار رکھتی ہو۔اس فطرت کو خدا سے رابطہ کر کے شاداب کر لے اگر تم چاہتے ہو تمہارا بیٹا فحاشی کے مراکز میں نہ جائے تو تم اس کی نماز کا خیال رکھو اور پھر یہ کہ اول وقت باجماعت نماز پڑھے مودب اور دل سے نماز پڑھے اگر ایسا نہیں کرے گا تو بے چارہ ہو جائے گا قرآن فرماتا ہے اگر تمہارا بیٹا نماز کی مواظبت نہ کرے تو لوگ اس کو بدبختی کی وادی میں لے جائیں گے۔

"فخلف من بعد هم خلف اضا عو اصلوة و اتبعو الشهوات فسوف يلقون غيا"

اگر تمہارا بیٹا اچھی طرح نماز نہ پڑھے نہ یہ کہ نماز نہ پڑھے بلکہ اگر اچھی طرح نہ پڑھے اس نے نماز کو ضایع کر دیا۔اگر تمہاری لڑکی ھوی و ہوس کی تابع ہوگئی (سوف یہاں تحقیقی ہے) تو تم یقین کرلو وہ گمراہ ہو جائے گی۔تو اسے چاہیے نماز سے اس کا سروکار ہو اور خیال رکھیں کہ ساز و آواز اور ھویات سے اس کا سروکار نہ ہو۔اگر تم چاہتے ہو تمہارا بیٹا اور بیٹی تمہارا بلکہ معاشرے کا چشم و چراغ بنے تم مواظب رہو اس کے مذہب کا عزایزہ شاداب اور قوی ہو قرآن فرماتا ہے اس کے قوی کرنے کے لئے عبادت کی ضرورت ہے۔

"واعبد ربك حتى ياتيك اليقين" حجر 99

اگر تم چاہتے ہو اور تم خدا پر یقین رکھتے ہو اور تم کو خدا پر یقین حاصل ہو جائے نہ کہ علم بہ خدا۔ خدا کا علم اور معاذ کا علم کوئی کمال نہیں ہم سب کو معلوم ہے خدا ہے۔ قیامت ہے لیکن پھر ہم کیوں گناہ کرتے ہیں؟ ہماری زندگی میں گناہ کیوں موجود ہیں؟ کیوں کہ یقین اور ایمان نہیں علم ایمان اور یقین سے جدا ہے یقین دل سے مربوط ہے علم عقل سے مربوط ہے۔

تم ایک دفعہ برھان نظم کے ذریعے ثابت کرتے ہو خدا ہے 40 دلیلیں لاتے ہو کہ خدا ہے 50 دلیلیں لاتے ہو قرآن ہے 50 دلیلیں لاتے ہو قیامت کا وجود ہے پھر بھی جھوٹ بولتے ہو کیوں؟ کیونکہ اس ایمان علمی کا فائدہ کوئی نہیں البتہ فائدہ ہونا چاہیے کس چیز کا فائدہ ہوتا ہے ایمان عاطفی و ایمان قلبی کا وہ چیز جس کا دل پر اثر ہو۔ یعنی دل یقین کرلے۔ دل کس چیز کا یقین کرے دل یقین کرے خدا ہے قیامت ہے اس کو کہتے ہیں یقین۔

آیہ شریفہ فرماتی ہے کیا تم چاہتے ہو کہ دل یقین کرے خدا ہے یعنی اس فطرت کی آب یاری ہو یعنی وہ عزایز مذہبی جو تمہارے میں بچپن سے ہے جسے تم ماں کے پیٹ سے اپنے ساتھ لائے ہو جو تمہاری سرشت ہے وہ قوی ہو اگر تم چاہتے ہو **(وعبد ربك)** اپنے پروردگار کی عبادت کرو۔ خدا سے رابطہ جتنا قوی ہوگا اتنا ہی ایمان قوی ہوگا ماہ رمضان کا روزہ ایمان کو قوی کرتا ہے آدھی رات کو نماز پڑھنا ایمان کو قوی کرتا ہے۔ نماز کو اہمیت دینا اس عزایزہ کی آبیاری کرتا ہے بے نوا کی مدد کرتا معاشرے کی خدمت کرنا ایمان کو قوی کرتا ہے دل یقین کرتا ہے خدا ہے قیامت ہے اس کا فائدہ ہے۔

قرآن فرماتا ہے اگر اول درجے کا یقین پیدا ہو جائے تو پھر زندگی میں گناہ نہیں ہوگا۔ پھر انسان اس دنیا سے دل نہیں لگائے گا پھر اس طرح نہیں ہوگا کہ مقام مرتبہ انسان کا دھوکا دے۔ سورہ الھکم التکاثر یہی بتاتی ہے۔ اسی مرتبہ اول درجے کہ یقین کو اپنے بچے کیلئے درست کرو تو پھر کام درست ہو جائے گا اپنے لئے بھی ایمان قلبی کا درجہ اول درست کرو کام درست ہو جائے

گا پھر زندگی میں گناہ نہیں ہے۔

"بسم اللہ الرحمن الرحیم الھیکم التکاثر حتی زرتم المقابر"

یعنی دنیا نے اس انسان کو مشغول کیا ہے۔تم سو رہے ہو۔اس وقت بیدار ہو گے جب قریب الرگ ہو گے **(حتی زر تمالمقابر)** 70 سال خواب میں سو رہے جب بیدار ہو گے پہلے تم سو رہے تھے۔اب بیدار ہوئے ہو۔اس حدیث میں پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم فرماتے ہیں **(الناس ینام اذا،ماتو انتھو)** لوگ سو رہے تھے جب مریں گے پھر بیدار ہوں گے۔

70 سال ریشمی کپڑے کی طرح کاروبار تجارت میں تنا ہوا ہے پوسٹ گھر اور مال و دولت میں تنا ہوا ہے اس پر زرق برق دنیا میں ریشمی کپڑے کی طرح تنا ہوا اچانک مر جاتا ہے اس وقت بیدار ہوتا ہے قرآن فرماتا ہے لوگ معمولاً اس طرح کے ہوتے ہیں۔

"کلا سوف تعلمون ثم کلاسوف تعلمون کلالو تعلمون علم الیقین"

قرآن تین دفعہ تکرار کر رہا ہے کاش درجہ اول کا یقین رکھتے ہوں اس عزایزہ کا درجہ اول کا قوی ہونا علم الیقین کہلاتا ہے۔قرآن کی رو سے علم الیقین حق الیقین سے لیا گیا ہے وہ حق الیقین کا آخری درجہ ہے جس کا سورۃ الھکم التکاثر میں تین مرتبہ اشارہ ہوا ہے درجہ دوم عین الیقین درجہ اول علم الیقین ہے۔

درجہ اول یہ ہے کہ دل یقین کرے کہ وہ خدا کے محضر میں ہے۔اس آیہ کو دل یقین کرے **"الم یعلم بان اللہ یری"** (علق) کیا تم نہیں جانتے کہ خدا دیکھ رہا ہے اس کو یقین کر لو قرآن فرماتا ہے اے کاش تمہیں اس درجہ اول کا یقین ہو لترون الجحیم۔

تم اگر اس مرتبہ تک پہنچ جاتے تو جہنم کو چشم دل سے دیکھ لیتے۔انسان اگر یقین پیدا کر لے دیکھتا ہے دیکھنے کی دو قسمیں ہیں ایک چہرے پر کو جو دو آنکھ سے دیکھتا ہے اس کی زیادہ اہمیت نہیں ہے۔اور ایک دفعہ وہ چشم دل سے دیکھتا ہے کیا تجھے معلوم ہے کہ چشم دل سے کیا مراد ہے؟ اب

تمہارا روزہ ہے عموماً بھوکے اور پیاسے ہو بھوک اور پیاس کو دیکھتے ہو لیکن کس آنکھ کے ساتھ؟ چشم دل کے ساتھ یعنی بھوک اور پیاس کی درک کرتے ہو بعض اوقات انسان اس مقام پر پہنچ جاتا ہے کہ وہ خدا کو درک کر لیتا ہے اس پیاسے انسان کی طرح جو کہ پیاس کو درک کرتا ہے اسی طرح انسان جہنم کر درک کرتا ہے۔

زید بن حارث پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ممبر کے پاس بیٹھے ہوئے تھے پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے دیکھا کہ عالم ملکوت میں ہیں آپ نے پوچھا **(یا زید کیف اصبحت)** اے زید تمہاری کیا حالت ہے تم نے کس حالت میں صبح کی انہوں نے جواب دیا **(اصبحتُ موقنا)** میں نے حالت یقین میں صبح کی۔ انہوں نے بہت بڑا دعویٰ کیا کہ میں نے یقین پیدا کر لیا ہے۔ پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے پوچھا تمہاری دلیل کیا ہے؟ اانہوں نے جواب دیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم جہنم کو دیکھ رہا ہوں جنت کو دیکھ رہا ہوں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم جہنمیوں اور بہشتیوں کا بتاؤں (لب گز زیدش طفی) یعنی کہ بس مصفی نے کہ بس ایک نوجوان جو نہ فلسفی ہے نہ عارف نہ فقیہ نہ متکلم نہ اسے برھان نظم کا پتہ ہے اور نہ برھان صدیقین کا لیکن اسکے دل کو یقین ہے کہ خدا ہے آیہ شریفہ بتا رہی ہے کاش درجہ اول کا یقین تمہیں حاصل ہوتا اور تم جہنم کو دیکھ لیتے اس کے بعد قرآن فرماتا ہے بدبختی یہ دنیا نے تجھے مشغول بنا دیا ہے اور تم جہنم کو نہیں دیکھتے لیکن ایک وقت آئے گا عین الیقین کے ساتھ دیکھو گے **"ثم لترونها عین الیقین"** ایک دفعہ تم اپنی آنکھوں سے دیکھ لو گے اس وقت تمہیں جہنم میں لے جائیں گے۔ جب جہنم میں جاؤ گے تم خود اس کی آگ ہو گے کیا تجھے معلوم ہے کہ تم خود جہنمی خود جہنم کی آگ ہو۔

"یاایها الذین امنو قوانفسکم واهلیکم نارا وقودها الناس والحجارة"

یعنی اے ایمان والو تجھے یقین ہے کہ خدا اور قیامت ہے تم خود اور اپنے بیوی بچوں کو جہنم کی آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن تم خود ہو۔

"انکم وما تعبدون من دون الله حصب جهنم"

تم خود جہنم کا ایندھن ہو۔ اور وہ سب کچھ جو تمہارے دلوں میں ہے معاذ اللہ جب انسان جہنم میں جاتا ہے تو خود ہی آتش جہنم ہوتا ہے اس وقت اس سے نعمتوں کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔ **"ثم لتسئلن یومئذعن النعیم"** سوال کریں گے جناب کیا تمہارے پاس عقل تھی۔ تم صحیح و سالم تھے کیا روحانیت اور محراب و منبر سے تمہارا کوئی واسطہ نہیں تھا۔ کیا مسلمان اور شیعہ نہیں تھے تم جہنمی کیوں ہوئے؟ جواب حسرت ندامت کے علاوہ کچھ نہ ہوگا۔ یہ آیہ اور یہ سورہ ہمیں کیا کہتی ہے یہ سورہ ہمیں بتاتی ہے اگر درجہ اول کا ایمان تمہارے دل میں موجود ہو پھر تمہاری زندگی میں گناہ نہیں ہوگا پھر یقیناً جہنمی نہیں ہوگے۔ قرآن کہتا ہے اے ماں باپ تم ایسا کرو کہ ایمان کا پہلا درجہ تمہارے بچے میں زندہ ہو جائے اگر یہ زندہ ہو گیا پھر تمہارا بچہ تمہیں اور اپنے آپ کو رسوا نہیں کریگا قرآن کہتا ہے اے ماں باپ! اپنے بچوں کے مذہبی عزایزہ کی آبیاری کرو اس کو اتنا قوی کرو کہ وہ اس مقام پر پہنچ جائے جہاں نہ صرف تمہارے لئے بلکہ پورے معاشرے کا نور چشم بن جائے اور جان لو! اگر آبیاری نہیں کرو گے تمہاری بیٹی تمہارے لئے باعث شرم بن جائے گی صرف تمہارے ہی لئے نہیں بلکہ پورے خاندان کے لئے باعث شرم بن جائے گی اور اس کا سر جھکا دے گی۔ اور وہ اپنے سر کو بلند نہیں کر سکتے اس کا پہلا مرتبہ یہ ہے کہ تمہاری اولاد نمازی ہو۔

روایات میں ملتا ہے 7 سال کا بچہ نمازی ہو وہ اچھی طرح نماز پڑھ سکے مواظب رہیں تمہارے بچے روزہ رکھیں اچھی طرح روزہ رکھیں اور وہ اس مقام تک پہنچ جائیں کہ انہیں روزے سے لذت محسوس ہو۔ آج جبکہ 14 ماہ مبارک ہے افسوس کرے شرمندہ ہو کہ چودہ

روزے گزر گئے۔ ہمارا اور ان کا فرض ہے تمہیں بھی بتا دوں کوئی چیز سوائے ایمان کے انسان کو کنٹرول نہیں کر سکتی۔

سال تحصیلی میں ہفتے میں ایک یہ بحث ہوتی تھی کہ کونسی چیز انسان کو کنٹرول کرتی ہے؟ میں اسی جلسہ میں تھا ہر کسی نے اس کے بارے کچھ نہ کچھ کہا کسی نے کہ عقل کسی نے کہا علم ایک نے کہا وحدانیت اخلاقی کسی نے کہا تربیت کسی نے کہا قانون کسی نے کہا نظارت ملی اور کسی نے کہا ایمان میں نے کہا یہ سب غلط ہیں صرف ایمان ایمان عطفی انسان کو 100% کنٹرول کر سکتا ہے وگرنہ کوئی چیز اور کوئی شخص تمہیں اور تمہاری اولاد کو کنٹرول نہیں کر سکتی ہے؟ اگر اس میں ایمان عاطفی ہوگا تو وہ معاشرے کی خدمت کرے گا۔ یعنی جب ڈاکٹر آتا ہے اور اپنے کلینک کو کھولتا ہے تو وہ فقیر اور بے نوا کی فکر میں ہے لیکن اگر اس میں ایمان نہ ہو جس چیز کی اس کو فکر نہیں ہوگی وہ فقیر و بے نوا ہوگا۔ جب کوئی فقیر اس کے پاس جائے گا یہ دیکھتا ہے کہ اس کی دوا اور غذا کوئی چیز نہیں ہے صرف یہ کہتا ہے پہلے میری فیس دو پھر نسخہ لکھوں گا۔ ٹھیک ہے اس کے پاس علم ہے وہ سپیشلیسٹ ہے اس کے علم نے اس کو کیوں انسان نہ بنایا اس کی مہربانی کو کیوں ختم کر دیا؟ اس بات کے لئے تیار ہے ورزانہ تین چار یا پانچ ہزار تومان کما لے اس ملت کا خون چوس لے لیکن اس بات کے لئے تیار نہیں کہ ایک فقیر کو بغیر فیس کے نسخہ لکھ دے وہ انسان نہیں ہے کیونکہ ایمان عطفی اس میں نہیں ہے۔

مرتب تم نے لوگوں کا خون چوسا گرانفروشی واحتکار کیا دھوکا دیا اور اپنے بیٹے کو مالدار کیا بیٹی کو سامان دیا کیا تم ان کو کنٹرول کرو گے کیا یہ شخصیت اس کو کنٹرول کرے گی پیسہ شخصیت اس کو کنٹرول نہیں کر سکتی اچانک تمہیں خبر ملے گی کہ تمہارا بیٹا شراب سے پکڑا گیا۔ بس تمہاری بیٹی اور بیٹے کو کیا چیز نور چشم بن سکتی ہے صرف اور صرف ایمان عطفی۔

''وعبد ربک حتی یاتیک الیقین'' جو تمہیں اور تمہارے لڑکے کو کنٹرول کر سکتا ہے وہ ہے

تمہارے بیٹے کا مسجد سے سروکار رکھنا تمہاری لڑکی کا روحانیت سے تعلق رکھنا اور اسی طرح محراب و منبر سے تعلق رکھنا۔ دینی کتابوں سے دلچسپی رکھتا ہے اسی عزایزہ کے بارے میں ماں باپ کی لاپرواہی بدبختیوں کا سبب بنتی ہے۔ جس طرح دوسری تمام خواہشات کے بارے میں بتایا اگر یہ خواہشات پوری نہ ہوں اس کے لئے عقدہ بن جاتی ہیں یہاں بھی یہی ہے یہاں بھی اگر عزایزہ مذاہب کو پورا نہ کریں یہ عزیزہ مردہ ہو جاتا ہے اور عقدہ بن جاتا ہے مذہب اور روحانیت کے خلاف ہو جاتا ہے اس طرح کیوں ہوتا ہے؟ اس لئے کہ جناب الحاج مسجد کی صف اول میں ہوتا ہے حاجن پردادار ہے لیکن ان کی لڑکی ننگے سر سڑکوں پر چلتی ہے بیٹا روحانیت کا سب سے بڑا دشمن ہے ایسا کیوں ہے؟ کیونکہ حاجی صاحب اور حاجن صاحبہ کو عزایزہ کو سیر کرنا چاہیے تھا انہیں اولاد کی فکر کرنی چاہیے تھی انہوں نے نہ کی وہی جو میں نے پہلے دن پڑھا تھا پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے جب بچوں کو دیکھا متاثر ہوئے پھر فرمایا افسوس ہے آخر زمانے کے ماں باپ پر لوگوں نے پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ایسا کیوں ہے؟ انہوں نے فرمایا کیوں کہ یہ بچے کی دنیا کی فکر میں ہیں لیکن ان کے دین کی فکر میں نہیں ان کی آخرت کی فکر میں نہیں ہیں پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا میں ان سے بیزار ہوں اور وہ مجھ سے بیزار ہیں۔ تمہیں کہہ دوں اور تمہاری اولاد دیندار ہو کوئی شخص انہیں گمراہ نہیں کرسکتا لیکن اگر دیندار نہ ہو تو گمراہ کیا جائے گا۔

کسی نے شیطان کو خواب میں دیکھا (روایت بھی ہے) شیطان حضرت موسیٰؑ کے پاس آیا یہ اس خواب کی طرح ہے جس نے شیطان کو خواب میں دیکھا حصرت موسیٰؑ نے دیکھا کہ اس کندھے پر کچھ طناب ہیں انہوں نے شیطان سے پوچھا یہ کیا ہے؟ شیطان نے جواب دیا یہ طنابیں ہیں جن کے ذریعے میں لوگوں کو گمراہ کرتا ہوں تا کہ ان کو جہنم میں لے جاؤں۔ انہوں نے دیکھا یہ طناب رنگ برنگی ہیں انہوں نے پوچھا یہ رنگ برنگی کیوں ہے؟ شیطان نے جواب دیا یہ سب کو ایک راستے سے گمراہ نہیں کرسکتا ہر کسی کو الگ الگ طریقے سے گمراہ کرتا ہوں۔ اس کے

پاس ایک زنجیر بھی تھا انہوں نے پوچھا یہ کس لئے ہے؟ شیطان نے کہا سید رضی کے لئے ہے میں نے تین مرتبہ اس کو زنجیر میں ڈالا لیکن انہوں نے توڑ دی شیطان ہر کسی کو ایک الگ راستے سے گمراہ کرتا ہے۔

یہ جملہ جو علی علیہ السلام نے نہج البلاغہ میں کہا ہے تم جوانوں کے لئے کہا ہے اپنے لئے نہیں ہے خود امام کا مقام اس سے بالاتر ہے یہ ہمارے لئے ہے اس جملے میں امیر المومنین علیہ السلام بیان کرنا چاہتے ہیں اے جوان !اگر تم میں ایمان عاطفی ہو اگر تمام دنیا تمہاری طرف سے رخ پھیر لے پھر بھی اور اگر ساری دنیا تجھے مل جائے پھر بھی تمہیں گمراہ نہیں کر سکتی۔

"واللہ لو اعطیت اقالیم السبعہ و مماتحت فلا کھا علی ان اعصی اللہ فی نملہ اسلبھا جلب شعیرہ مافعلت" (نہج البلاغہ خطبہ 224 شرح فشردہ صفحہ 412 جلد 2) خدا کی قسم !اگر کائنات کو علیؑ کے ہاتھ پر رکھ دیں صرف ایران نہیں بلکہ پوری دنیا اگر علیؑ کے ہاتھ میں رکھ دیں اور کہیں کہ ایک چیونٹی پر ظلم کرو اور بغیر وجہ کے چھلکے کو چیونٹی کے منہ سے نکالو۔ میں علی اس کام کو نہیں کروں گا۔ ایمان عاطفی انسان کو اس طرح بنا دیتا ہے امیر المومنین فرماتے ہیں اگر تمہارے بچے کے پاس ایمان عاطفی ہو تو پھر پیسہ اس کو گمراہ نہیں کر سکتا اس کو جاسوس نہیں بنا سکتا علم اس کو گمراہ نہیں کر سکتا کائنات اس کو گمراہ نہیں کر سکتی امیر المومنین نہج البلاغہ میں فرماتے ہیں اگر مجھے رات سے صبح تک برہنہ کانٹوں پر گھسیٹیں یہ اس سے بہتر ہے کہ میں کسی پر ظلم کروں یا کسی مسلمان کی توہین کروں۔ یہ ہمارے متعلق ہے یہ علیؑ کے متعلق نہیں ہے انہوں نے یہ ہمارے لئے کہا ہے یعنی اے والدین !اگر تمہارا بیٹا دیندار ہوا۔ محراب و منبر اور نماز سے اس کا سروکار ہوا اور اس میں ایمان عاطفی ہو اور اس کا دل یقین کر لے کہ خدا ہے جب اپنے کام یا نوکری پر جائے گا تو وہ ضعیف و بے نوا کے فکر میں ہوتا ہے۔ خوش ہوتا ہے اور اس بات سے تھکتا نہیں ہے کہ اس نے مسلمانوں کی 10 مشکلات کو دور

کر دیا ہے۔

لیکن جان لو اگر تمہارا بیٹا دیندار نہ ہوا جب کام پر جائے گا تو وہ عیاشی کی فکر میں ہوگا پیسے کی فکر میں ہوگا جس چیز کی اسے فکر نہیں ہوگی وہ انقلاب اور ضعیف لوگ ہیں دین چاہتا ہے انسان دوسروں کی بھلائی کرے دین چاہتا ہے انسان دوسروں کی خدمت کرے۔

تمہیں ایک تاریخی واقعہ سناؤں ہارون الرشید مکہ میں آیا۔ مکہ کے لوگوں نے اس سے کہا ہمارے پاس قاضی نہیں ہے ہمارے لئے ایک قاضی معین کرو۔ ہارون نے کہا میں تو لوگوں کو نہیں پہچانتا تم جاؤ کسی کو لے آؤ میں اس کو قاضی بنادوں۔ ایک جوان کو لائے ہارون نے دیکھا یہ بہت جوان ہے۔ لیکن ہارون کو نہیں معلوم تھا کہ وہ دیندار ہے ہارون نے کہا میں چاہتا ہوں تمہارا امتحان لوں جوان نے کہا امتحان لے لیں ہارون نے کہا میرے اور یحییٰ کے درمیان ایک جھگڑا ہے تم اس کو حل کردو۔ جوان نے پوچھا؟ کس بات کا جھگڑا ہے۔ جھگڑا بتایا گیا جوان نے کہ اس طرح تو نہیں ہوسکتا قضاوت کا قاعدہ یہ ہے میں تمہاری جگہ پر بیٹھوں اور تم اور یحییٰ میرے سامنے دوزانو بیٹھو تم جھگڑا بیان کرو میں دیکھوں گا کہ تم میں سے کون مدعی ہے اور کون منکر بہت اعتماد کے ساتھ جوان بات کررہا تھا ہارون اٹھا اس کے مقابلے میں یحییٰ کے ساتھ بیٹھ گیا اور انہوں نے جھگڑا بیان کیا ہارون مدعی تھا جوان نے ہارون سے کہا شاہد ہارون نے کہا میرے پاس گواہ نہیں ہیں جوان نے جواب دیا حق تمہارے ساتھ نہیں ہوگا ہارون نے دیکھا یہ عجیب دیندار جوان ہے۔ بہت یقین کے ساتھ بات کررہا ہے ہارون نے کہا اے جوان! افسوس تو مکہ کا قاضی ہے میں چاہتا ہوں تمہیں بغداد لے جاؤں اور قاضی القضات بنادوں جوان کا رنگ اڑ گیا اس نے درخواست کی خدا کے لئے مجھے چھوڑ دو۔ میں آیا تھا ایک اچھا کام کروں گا میں کنویں میں جارہا ہوں۔ جوان نے کہا ایسا نہیں ہوسکتا ہارون نے ضد کی نہیں تم ضرور میرے ساتھ چلو زبردستی اس کو لے جاکر اس کو قضاوت کی حساس ترین پوسٹ پر فائز کیا تین چار دن نہیں گزرے تھے دن کو وہ کام کرتا گفتگو

کرتا لیکن رات جب بستر پر جاتا عزایزہ مذہبی اور وجدان اخلاقی کے تازیا نے مرتب اس کو لگے۔

وہ دیکھتا ہے کہ وہ ظلم کے زیر پرچم آ گیا ہے قرآن فرماتا ہے جو زیر پرچم ہو (فتمسکم النار) اس کا ٹھکانہ آتش ہے وہ سوچتا اور کہتا جب میں اور ہارون تمام ظالموں کے ہمراہ آتش میں ہوں گے تو لوگوں کا کیا بنے گا جب میں ہارون کے ساتھ جہنم میں جاؤں گا تو کیا ہوگا؟ بالآخر یہ سوچ کر وہ مر گیا اس کے بعد ہارون نے کہا کہ ہمارے ہاں سیشن جج نہیں ہے ملک اور ادھر اُدھر سے دو تین افراد کو ڈھونڈ یئے تا کہ میں امتحان کروں کسی کو سیشن جج بناؤں متدن اور فضیلت میں مشہور ہو لوگ ادھر اُدھر گھومتے پھرتے رہے اور تین افراد کو زبردستی لے آئے وہ چاہتے تھے ان کو جج بنائیں انہوں نے سوچا فرار کی کوئی راہ نہیں کیا کریں کس طرح ظالموں کے ہاتھ سے نجات حاصل کریں تمہیں معلوم ہے ان کا مطلب کیا تھا؟ وہ چاہتے تھے کسی طریقے سے ایسے مقام اور قدرت سے فرار کریں اور فقر وفاقہ کی طرف رخ کریں کام درست ہو جائے گا ان میں سے ایک کو ہارون کے پاس لائے۔ ہارون نے اس کا نام پوچھا ''مااسمک''یعنی تیرا نام کیا ہے؟ اس نے جواب دیا حب الدنیا یعنی دنیا کا چاہنے والا۔ ہارون نے کہا اچھا بتاؤ تمہاری کنیت کیا ہے ''ماکنیک''یعنی تیری کنیت کیا ہے؟ اس نے جواب دیا ''ابوالہویٰ'' میں ھویٰ وہوس مجھ پر مسلط ہے ہارون نے کہا عجیب تیرکنیت ہے ہارون نے پوچھا ''مانقش خاتمک'' تیری انگوٹھی پر کیا لکھا ہے؟ اس نے جواب دیا ''المجنون'' پاگل۔ ہارون نے کہا کیا تو دیوانہ ہے؟ دوسرا آیا پہلے اس نے یہی سوال کیا تیری انگوٹھی پر یہ کیا لکھا ہوا ہے۔ اس نے آسمان کی طرف دیکھنا شروع کر دیا اور کہا ہد ہد کہاں ہے مجھے تو دکھائی نہیں دے رہا۔ ہارون نے کہا اس کو باہر لے جاؤ پھر ہارون نے تیسرا شخص بلایا یحییٰ سے کہا یہ تم کیا لائے ہو۔ یحییٰ نے کہا خدا کی قسم یہ عاقل اور سمجھدار ہیں یہ عالم ہیں چونکہ یہ چاہتے ہیں ظلم کے قریب نہ جائیں یہ تمہارے پاس قضاوت کرنا نہیں چاہتے انہوں نے

بھلول کی طرح اپنے آپ کو دیوانہ ظاہر کیا ہے بھلول اس طرح نہیں تھا بھلول ہارون کے عزیز و اقارب میں سے تھا بہت عالم، دانا اور باشخصیت تھے لوگ زبردستی اس کو ہارون کے پاس لے جانا چاہتے تھے اس نے دیکھا کوئی چارہ نہیں اس نے حضرت امام موسیٰ کاظمؑ سے مشورہ کیا کہ میں کیا کروں انہوں نے کہا کہ تم اپنے آپ کو پاگل ظاہر کرو سارا مسئلہ حل ہو جائے گا صبح باہر آیا ایک لکڑی پر سوار ہو کر کہتا ہے میرا گھوڑا کہیں تمہیں ٹانگ نہ مار دے۔ اور بچوں سے کھیلنا شروع کر دیا۔ لیکن اسی بھلول نے بتایا میں عقل مند ہوں تم ہی دیوانے ہو۔ ایک دن یونہی بھلول دربار آئے لوگوں نے انہیں گزرنے دیا کیونکہ کہ لوگ جانتے تھے وہ اچھی باتیں کریں گے۔ ہارون کے پاس آیا اور اس کو ایک درہم دے کر واپس چل دیا۔ ہارون نے اس کو آواز دی اور کہا ادھر آؤ یہ کیا ہے؟ بھلول نے کہا میں نے کچھ دن پہلے نذر مانی تھی کہ فقیر اور بے چارہ ترین افراد کو ایک درہم دوں گا کل رات میری حاجت پوری ہو گئی میں نے سوچا فقیر ترین اور ذلیل ترین فرد کون ہے میں نے جتنا بھی سوچا تمہارے علاوہ مجھے کوئی نظر نہ آیا میں اس لئے آیا ہوں تا کہ ایک درہم تجھے دوں کیونکہ میری مراد پوری ہو گئی ہے۔ بھلول دیندار ہے اپنے دین کی خاطر ہے شخصیت اور ہر چیز کو دے دے۔ اور جو شخص حاضر نہیں اس کو ذلیل ترین فرد سمجھتا ہے۔ اس کو دیوانہ اور بد بخت سمجھتا ہے۔

ایک دن ہارون نے دیکھا بھلول کھیل رہا ہے۔ ہارون نے پوچھا بھلول کیا کر رہے ہو بھلول نے جواب دیا میں گھر بنا رہا ہوں مٹی کے مکان بناتے بچوں سے کھیلتے۔ ہارون نے کہا تو عجیب آدمی ہے۔ بھلول نے پوچھا میں نے کیا کیا ہے؟ ہارون نے کہا تم نے دنیا اور اس میں موجود ہر چیز کو بھلا دیا ہے۔ بھلول کھڑے ہوئے اور اس سے کہا میں عجیب مرد نہیں ہوں تم عجیب مرد ہو ہارون نے پوچھا میں نے کیا کیا ہے؟ بھلول نے کہا تم نے آخرت کو بھلا دیا ہے۔

اس طرح کے بہت نمونے ہیں یعنی ماں باپ اس عزایزہ کو آباد کرے اپنے آپ میں اس کو آبیاری کریں خصوصاً اپنی اولاد میں اس کی آبیاری کریں تا کہ ان بچوں کا خدا سے رابطہ ممکن

ہو۔ یہ جملہ بہت پیارا ہے اے جوانوں اور والدین لوگ کہتے ہیں جوانی کی عبادت بڑھاپے کا عصا ہے۔ یہ بہت اچھی بات ہے اے جوانو تمہارا رابطہ خدا سے محکم ہو خدا کے رابطے سے دست عنایت خدا تمہارے سر پر ہوگا پھر تم ایک کسی بندراستے پر نہیں پہنچو گے۔

(انہ لیس لہ سلطان علی الذین امنووعلی ربھم یتوکلون) (نحل ۹۹)

کی تاکید کی گئی ہے جن افراد نے ادبیات عربی پڑھی ہیں انہیں معلوم ہے اس میں تین چار جگہ تاکید کی گئی ہے یقیناً بے شک جن وانس میں سے کوئی بھی اس شخص کو جو خدا پر یقین رکھتا ہے قیامت پر یقین رکھتا ہے۔ گمراہ نہیں ہوسکتا۔

(انہ لیس لہ سلطان علی الذین امنو وعلی ربھم یتوکلون انما سلطانہ علی الذین یتولو نہ والذین ھم مشرقون) (نحل ۱۰۰)

گفتگو ناقص رہ گئی۔ میں چاہتا تھا کہ آج اس موضوع کو مکمل کروں کیونکہ ابھی اور بہت سے باب ہیں پتہ نہیں کہ مکمل ہوں یا نہ ہوں اس لئے چاہتا تھا آج اس موضوع کو ختم کروں لیکن بہت ناقص رہ گیا ہے۔ کسی نتیجہ پر نہیں پہنچے لہٰذا کل اسی باب کے بارے میں گفتگو کروں گا مجھے امید ہے ایک تنبیہہ کی حالت ہم سب میں خصوصاماں باپ میں پیدا ہوگی۔

درس ۱۳

باب ۸

پھر فطرت خدا جوئی:

ہمارا موضوع عزیزہ مذہب تھا اس کو قرآن سے ہم نے ثابت کیا کہ پہلے ہی دن سے جب بچہ پیدا ہوتا ہے تو دستورات اسلامی اس کے بارے عملی ہونی چاہیے۔ یہ طے پایا کے آج بھی اس کے بارے گفتگو کروں گا اجتماعی لحاظ سے مفید ہے مجھے امید ہے خصوصاً عورتیں اس بات پر زیادہ توجہ دیں گی۔

آج کی دنیا اور تمدن کے نام سے مشہور ہے۔لیکن درحقیقت بات اسطرح نہیں ہے بلکہ یہ دور وحشت کا دور ہے اگر ہم چاہیں کہ اس کے لئے محترم نام قرار دیں تو اسے پریشانی غم وغصہ اور مایوسی کا دور کہتے ہیں جہاں بھی تمدن زیادہ ہے وہاں یہ سوغات زیادہ ہے یہ تحفہ وہاں زیادہ ہے یہ ایک مصیبت ہے جس کا آج کی دنیا کو سامنا کرنا پڑ رہا ہے اور ہر روز اس میں اضافہ ہو رہا ہے گزشتہ سال اس سال سے بہتر تھا یقیناً آئیندہ سال اس سال سے بدتر ہوگا۔

یہ پریشانی و بے چینی، زندگی میں سرگردانی اور مایوسی ہر جگہ دیکھنے میں آتی ہے اور ہر فرد خصوصاً عورتوں اور جوانوں میں یہ اس حدتک پہنچ چکی ہے کہ متمدن مما لک میں ہر سال کئی ملین افراد خودکشی کر رہے ہیں یعنی زندگی سے مایوس ہو چکے ہیں۔لہذا خودکشی میں پناہ لیتے ہیں متمدن مما لک میں تکالیف و درد اتنا زیادہ ہے کہ صرف جرمنی میں ایک دن میں کئی ملین خواب آور گولیاں استعمال ہوتی ہیں امریکہ میں بھی یہی کچھ ہے انگلستان میں بھی یہی کچھ ہو رہا ہے ایران اسلامی میں بھی تھوڑا بہت دیکھنے میں آتا ہے اکثر نفسیاتی ماہرین مدعی ہیں کہ 2/3 نفسیاتی امراض کا سرچشمہ مایوسی ہے۔

نفسیاتی کتابوں میں لکھتے ہیں۔2/3 پاگل پن اعصاب کی کمزوری ان سب کی جڑ یہی

پریشانی ڈپریشن اور زندگی سے مایوسی ہے دنیا کی حالت یہی ہے کیا کرنا چاہیے کیا کہنا چاہیے یعنی اس اجتماعی دور کی دوا کیا ہے۔

اس فن میں بعض سپیشلسٹ یعنی ماہرین نفسیات کہتے ہیں اس کی دوا صرف ایک چیز ہے اور وہ ہے مذہب وایمان کا دل میں راسخ ہونا۔ سب کہتے ہیں ہمارے پاس دوا نہیں ہے۔ سب کہتے اس کا کوئی چارہ نہیں اس کا چارہ صرف یہ لوگ محراب و منبر سے سروکار رکھیں وہاں کہتے ہیں کلیسہ سے سروکار اور ہم کہتے ہیں مسجد ومحراب سے سروکار رکھیں قرآن بھی اس کی تاکید کرتا ہے۔

قرآن شریف اور اہلبیتؑ کی روایات سے معلوم ہوتا ہے اگر تم چاہتے ہو تمہیں کوئی غم نہ ہو اگر تم چاہتے ہو تم پریشان ونگران نہ ہوں اگر چاہتے ہو زندگی میں سرگردان نہ رہو۔ تمہیں چاہیے کہ زندگی سے مایوس نہ ہوں اس کی دوا صرف ایک چیز ہے وہ ہے ایمان جو دل میں راسخ ہو چکا ہو قرآن فرماتا ہے ''**الا بز کر الله تطمئن القلوب**'' عد28

آ گاہ ہو جاؤ ذکر خدا سے دلوں کو سکون ملتا ہے اگر تم خدا کے ساتھ ہو جاؤ یا خدا تمہارے دل میں راسخ ہو جائے اور اپنے آپ کو محضر خدا میں دیکھو بند راستوں میں خدا تمہارا اعتماد اور پناہ ہو پھر تم پریشان نہیں ہو گے۔ بلکہ ایک پرسکون دل کے ساتھ باوقار اور مطمئن ہو گے۔

''الا ان الولیاء الله لا خوف علیهم ولا هم یحزنون''

بہت تاکید کے ساتھ قرآن فرماتا ہے تم سب افراد عالم جان لو، آ گاہ ہو جاؤ دوست خدا یعنی وہ لوگ جن کا خدا سے سروکار ہو جن کا رابطہ خدا سے محکم ہو یہ ماضی کے بارے غمگین نہیں ہوتے ہیں اور آئیندہ کا بھی انہیں کوئی خوف نہیں ہوتا کیونکہ انسان ماضی کے بارے میں غمگین ہوتا ہے اور آئندہ کے بارے میں بے چین ہوتا ہے قرآن فرماتا ہے مومن کو آئندہ کا خوف ہے نہ گزشتہ کا غم وغصہ۔

ان روایات سے بہتر قرآن سورہ انعام میں فرماتا ہے '**فایالفریقین احق بالا**

من ان كنتم تعلمون" یعنی کونسے دو گروہ ہیں جو امن میں ہیں جن ک دل امن میں ہے جنہیں غم وغصہ نہ ہو جنکا دل پریشان مصطرب نہ ہو کونسا دل مطمئن ہے؟ کونسا دل مستحق ہے کہ سرگرداں نہ ہو اور زندگی سے مایوس نہ ہو قرآن فرماتا ہے (انعام 82)

"الذین امنو ولم یلبسو ایما نھم بظلم اولنك لھم الا من وھم مھتدون"

جن میں ایمان عاطفی ہے جن افراد کا محراب و منبر سے رابطہ ہے بالاخر وہ لوگ یو ایمان لائے ہیں اور ان کا گناہوں سے باز رکھتا ہے۔ وہ امن کے حقدار ہیں خدا پر ایمان ہی اضطراب و بے چینی کو ختم کرتا ہے ایک بزرگ نقل کرتے ہیں تہران سے بغداد جانے کے لئے ایک ہوائی جہاز نے حرکت شروع کی زمانہ طاغوت میں 40 افراد اس طیارے میں بیٹھے تھے بزرگ بتاتے ہیں بغداد پہنچنے کے قریب خطرے کا الارم بجا کہ جہاز کے پہیے نہیں کھل رہے اور ہم نے تہران ٹیلی گرام کیا ہے اس نے کہا ہے کوئی چارہ نہیں یا تہران واپس آ جاؤ یا بغداد جا کر ہوائی اڈے کے چکر لگاؤ جب پٹرول ختم ہو جائے گا طیارہ خود بخود زمین پر گر پڑے گا تباہ ہو جائے گا یا بچ جائے گا جب خطرہ لاحق ہوا بزرگ کہتے ہیں میں بھی اس طیارے میں بیٹھا ہوا تھا میں نے دیکھا کہ سب کے چہرے کا رنگ اڑا ہوا ہے ہزاروں لوگ ہیں انکی عجیب حالت ہے رو رہے ہیں لیکن یہ بزرگ آرام سے بیٹھے رہے۔ بتاتے ہیں جو میرے پاس بیٹھا ہوا تھا اس کا رنگ اڑا ہوا تھا اس سے بات نہیں ہو رہی تھی اس نے میری طرف منہ کیا بڑی ناراضگی کے ساتھ مجھے کہتا ہے تم بہرے ہو؟ میں نے جواب دیا نہیں اس نے کہا تم نے سنا نہیں؟ بزرگ نے جواب دیا کیوں نہیں اس نے کہا مجھے آپ کے چہرے پر کوئی خوف اور پریشانی نہیں دکھائی دیتی۔ بزرگ کہتے ہیں میں نے اس سے کہا ماشاءاللہ "**کان ومالم لمیشالم یکن**"۔

جب میں طیارے میں بیٹھا میں نے بسم اللہ پڑھی تھی جب طیارہ بلند ہوا میں نے آیت الکرسی پڑھی اگر میری قسمت میں موت ہے میں مر جاؤں گا۔ اگر میری قسمت میں موت نہیں

تو آیت الکرسی اور بسم اللہ مجھے نجات دے گی۔ میں کس چیز سے ڈروں! مجھے دیکھ کر کچھ لوگوں میں بھی ہمت آئی انہوں نے آہستہ آہستہ مجھے وصیت کرنا شروع کی۔ میں نے ان سے کہا اگر ہم مرے تو سارے مریں گے اور بچ گئے تو سارے بچ جائیں گے ایک نے کہا میری ماں کا گھر فلاں محلہ میں ہے وہاں جا کر میری بیٹی کو میرا اسلام پہنچانا اور کہنا کہ فلاں کام کرتا وہ بتاتے ہیں طیارہ بغداد آیا ہم نے دیکھا ایمبولینس مریضوں والی اور مردوں والی پہنچی ہوئی ہیں ڈاکٹر بھی وہاں پہنچے ہوئے ہیں اور منتظر ہیں کہ جہاز زمین پر گرے۔ وہ بتاتے ہیں لوگوں کی اور حالت خراب ہوگئی رونے دھونے میں اضافہ ہوگیا پھر اعلان ہوا پٹرول ختم ہونے والا ہے اپنی بیلٹ باندھ لیں لیکن کسی میں ہمت نہیں تھی میں نے اٹھ کر سب کو بیلٹ باندھی اور آخر میں اپنی بیلٹ باندھی اچانک خطرے کی گھنٹی بجی طیارہ گر پڑا زمین تباہ ہوگئی لیکن ہم میں سے کسی کو کچھ نہ ہوا جو سب سے پہلے طیارے سے باہر آیا وہ میں تھا لیکن باقی سب کو کھینچ کھینچ کر ایمبولینس میں ڈال ڈال کر ہسپتال لے جایا گیا۔

ماں باپ اگر تم چاہتے ہو کہ تمہارے بچے خوشحال ہوں اگر چاہتے ہو تمہاری لڑکیاں خوشبخت ہوں اور جب ان کی شادی ہو شوہر داری کر سکیں اور بچہ داری اور گھر داری کر سکیں تو تمہیں چاہیے کہ ایمان ان کے دل میں زندہ کریں ایسا کام کریں ان کے اعتقاد میں اضافہ ہو وہ اعتقاد پیدا کریں کہ اس جہان میں خدا کے علاوہ کوئی پناہ نہیں جناب! اگر تم چاہتے ہو تمہارا بیٹا معاشرے کا مشکل کشا بنے اور تمہارے لئے باعث افتخار بنے۔ تو تم اس کے دل میں ایمان راسخ کرو۔

وہ لڑکی جس کے اعصاب ضعیف ہیں اگرچہ اس کا شوہر بہت عالی ہو مالی لحاظ سے بھی اچھا ہو لیکن جس عورت کے اعصاب ضعیف ہوں آہستہ آہستہ زندگی اس کے لئے موت بن جائے گی۔ اضطراب اور پریشانی کے ساتھ اگر وہ محل میں بھی ہو یہ محل اس کے لئے زندان بن جاتا ہے اگر تم نے اپنے بیٹے کے لئے تجارت خانہ بنایا محل اس کے لئے تیار کیا یعنی اسے مالی لحاظ سے

خوب محکم کر دیا لیکن اگر اس کا خدا سے رابطہ نہ ہو تو اس کے اعصاب ضعیف ہو جاتے ہیں وہ پریشان ہو جاتا ہے یہی زندگی کی زرق و برق اس کے لئے تاریکی بن جاتے ہیں اس کے لئے پریشانی اور مایوسی کا سبب بنتی ہیں اور آہستہ آہستہ یہی زندگی موت کا سبب بنے گی۔ میں نہیں چاہتا تم اپنی بیٹی اور بیٹے کی فکر نہ کرو اور ان کے مستقبل کا انتظام نہ کرو۔

میں تو یہ کہتا ہوں اس کے ساتھ ساتھ اس سے اہم یہ ہے۔ ایسا کام کرو جس سے تمہارا بیٹا اور بیٹی متدین ہوں۔ عزیزہ مذہب اور اس خدادادی فطرت کو اس میں زندہ کرو۔ اس کی آبیاری کرو۔ اگر تم نے اس کے آبیاری کر دی پھر اس کی زندگی میں کوئی خوف نہیں ہوگا امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں جو خدا سے ڈرے وہ کسی اور چیز سے نہیں ڈرتا اور جو خدا سے نہ ڈرے وہ ہر چیز سے ڈرتا ہے۔

"من خاف الله عزوجل اخاف الله منه کل شیی ومنل لم یحف الله عزوجل اخافه والله من کل شئی " (بحارالااوار جلد 7 صفحہ 338)۔ تمہاری بیٹی کے سامنے عزیز ہو تم ایسا کام کرو کہ تمہاری لڑکی متدین ہو امام مجتبیٰ علیہ السلام نے آخری وقت فرمایا روایت مائیں لڑکیوں کو جہیز میں دین اس روایت کو سونے کے پانی سے ساتھ لکھ کر تجارت خانہ اور گھر میں نصب کریں۔ امام نے جنادہ سے فرمایا۔

"جناده من اراد عزا بلا عشیرة وغنیٰ بلا مال وهیبتهٖ بلا سلطان فلیتقل عن زل معصیته الله الی عز طاعته"

امام نے فرمایا جنادہ تم چاہتے ہو کہ بغیر سلطنت کے قوی اور خاندان کے علاوہ عزیز بنو خدا کی معصیت کا لباس اتار دو اور اس کی اطاعت کا لباس پہن لو تم نے دیکھا ہوگا بعض ایسے افراد ہوتے ہیں کہ لوگ ویسے ہی ان سے ڈرتے ہیں۔

یہ کیسے ہو جب پہلی دفعہ ہمارے استاد بزرگوار رہبر عظیم انقلاب کو پکڑا۔ ان کو تہران لے گئے

ان کو عجیب حالت میں پکڑا۔تہران وقُم کنٹرول کرنے کے بعد ایک عجیب دستہ جس میں بڑے بڑے لوگ شامل تھے انہوں نے ان کو گرفتار کیا انہوں نے فرمایا یہ مجھ سے اتنا ڈرتے تھے کہ ان کے بدن کانپ رہے تھے حتیٰ جب نماز کا وقت ہو گیا میں نے ان لوگوں سے کہا میں نماز پڑھ لوں۔لیکن وہ ڈر رہے تھے کہ میں گاڑی سے اتروں بالاخر اصرار کے بعد یہ لوگ کونے میں چلے گئے۔میں جس طرح گاڑی میں بیٹھا ہوا تھا تیمم کیا اور گاڑی میں ہی نماز پڑھی میں نے دیکھا کہ یہ بید کی طرح لرز رہے تھے۔رہبر عظیم انقلاب کہتے تھے میں نے ان کی دلداری کی میں نے ان سے کہا کہ تم مجھ سے کیوں ڈرتے ہو۔آخر کیا وجہ ہے ایک طالب علم کے پاس تو ایسی کوئی چیز نہیں پھر یہ خوف وحشت کس لئے ہے؟ یہ کیسی عزت ہے تمہارے مرجع وقت میں ہے؟ یہ کہاں سے حاصل ہوئی خدا کے رابطے سے نماز شب سے آدھی رات میں خدا سے راز و نیاز اور خلوص کے ساتھ معاشرے کی خدمت اور مسلمانوں کی مشکلات کو حل کرنے سے حتیٰ کہ حیوانوں کے دل رکھنے سے حاصل ہوئی۔خدا کی خاطر یہ سب کام اثر رکھتے ہیں۔خدا سے رابطہ جتنا زیادہ ہوگا۔رعب وعزت میں اتنا ہی اضافہ ہوگا۔بالا آخر اگر تم چاہتے ہو تمہاری بیٹی خوشحال ہو تو تمہیں چاہیے کہ با ایمان ہو سب علما علم اخلاق اور ماہرین نفسیات نے یہی کہا ہے۔زندگی دو قسم کی ہوتی ہے۔

ایک زندگی یہ ہے کہ محل ہو اچھی بیوی یا اچھا شوہر ہو اچھی سواری اور اچھا کاروبار اور اچھی تنخواہ ہو یہ ایک قسم کی زندگی ہے دوسری زندگی یہ ہے کہ انسان چٹائی پر زندگی گزار رہا ہے لیکن اس کا دل خوش ہے سب نے یہ کہا ہے کہ وہ پہلی زندگی انسان ساز نہیں ہو سکتی خوشحال کن نہیں ہو سکتی جو زندگی خوشحال کن ہو سکتی ہے وہ دوسری زندگی ہے اگر چہ انسان چٹائی پر ایک کرائے کا مکان میں ایک سوکھی روٹی سے گزارا کرے۔لیکن اس حالت میں کہ وہ اپنی بیوی کا ساتھی ہو اسے کوئی غم نہ ہو۔آئندہ کا کوئی خوف نہ ہو وہ بہترین لذتوں میں ہے اگر چہ کرائے کے گھر میں چٹائی پر ہے۔لیکن جو اپنی بیوی کا ساتھی نہ ہو جسے

گزشتہ کا غم ہے اور آئندہ کے بارے پریشان ہے اگر چہ محل میں ہو اس کے لئے دستر خوان پر غذا اتنی ناگوار ہے گویا کہ وہ دوائی کھا رہا ہے۔ یہی طرح طرح کی غذا اس کے لئے معدہ اور انتڑیوں کے زخم کا باعث بنتی ہے اور وہ مجبور ہے کہ مرتے دم تک اس زخم معدہ سے گزارا کرے۔ اگر تم خوشحال زندگی چاہتے ہو کسی سے نہ ڈارو۔ بلکہ خوشحال اور شجاع زندگی گزارو۔ تو تمہیں چاہیے کہ خدا پر بھروسہ رکھو۔ ایمان کے بارے کل بتایا تھا ایسا ایمان نہ ہو جو فلسفہ اور علم کلام سے پیدا ہو بلکہ ایسا ایمان ہو جو مسجد محراب سے پیدا ہو جو ماہ مبارک رمضان سے پیدا ہو ایسا ایمان جو اول وقت نماز ادا کرنے سے حاصل ہو۔

"وعبد ربك حتىٰ يا تيك اليقين" (حجه 94)

ایسا ایمان جو عبادت کے راستے حاصل ہو۔ اس کو حاصل کرو دیکھو پھر تم کتنے شجاع ہو گے۔ اس ایمان کو حاصل کرو دیکھو بے چینی پریشانی غصہ ناامیدی اور زندگی کے چکر یہ سب کس طرح ختم ہوتے ہیں بعض اوقات انسان کہتا ہے پتہ نہیں میں کیوں غمگین ہوں جتنا بھی سوچتا ہوں مجھے معلوم نہیں اس غم کا سرچشمہ کیا ہے کیوں کہ وہ دیکھتا ہے مالی لحاظ سے اچھا ہے اولاد کے لحاظ سے اچھا ہے بیوی اور گھر کے لحاظ سے بھی ٹھیک ہے کسب کے لحاظ سے بھی ٹھیک ہے لیکن اس کا دل غمگین ہے کیا تمہیں معلوم ہے اس کا سرچشمہ کیا ہے؟ جب خدا سے رابطہ نہ ہو پھر خود بخود پریشانی آتی ہے۔

"اوذلظلمات فی بحر لجی یغشه موج من فوقه موج من سحاب ظلمات بعضها فوق بعض" (نور 40)

خدا کے علاوہ زندگی تاریک ہے۔ گناہ میں ملوث زندگی وحشت ناک ہے روشن زندگی یہ نہیں انسان اپنے کمرے میں زیادہ بلب روشن کرے۔ نہیں یہ زندگی کو روشن نہیں کرتے یہ تمہاری غلطی ہے بغیر وحشت کی زندگی یہ نہیں ہے کہ تمہارے کئی بیٹے ہوں اور وہ گھر میں ہوں نہیں ایسا

نہیں بلکہ یہی بعض اوقات وحشت کا سبب بنتے ہیں بغیر وحشت کے زندگی یہ ہے انسان کے پاس خدا ہو زندگی اس وقت نورانی ہے جب ایمان اور نور تمہارے دل میں راسخ ہو پھر تمہیں کوئی ڈر اور وحشت نہیں۔

حشام بن عبدالملک مکہ میں آیا جب اس کے کام مکمل ہو گئے وہ مسجد الحرام میں بیٹھ گیا اس نے لوگوں سے کہا تم ادھر اُدھر تلاش کرو کوئی صحابی رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم مل جائے تا کہ میں اس سے بات چیت کروں لوگ گئے ادھر اُدھر تلاش کیا اور واپس آ گئے کہا کوئی صحابی نہیں ہے بلکہ ان کے تابعین میں سے ہیں تابعین یعنی شاگردان اصحاب رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم یا جنہوں نے صحابی رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو دیکھا ہے ہشام نے پوچھا وہ کون ہے؟ لوگوں نے بتایا وہ طاؤس یمانی ہے۔ اس نے کہا طاؤس کو لے آؤ تا کہ اس سے بات کرسکوں لوگ آئے انہوں نے دیکھا طاؤس نماز پڑھ رہے ہیں لوگوں نے ان سے کہا ہشام تمہیں بلا رہا ہے انہوں نے پوچھا کس لئے؟ لوگوں نے کہا ہمیں نہیں معلوم بس وہ چاہتا ہے تمہارے ساتھ بات کرے۔ انہوں نے تعیم کی کہ وہ اس ظالم کو سرکوب کریں گے طاؤس کے پاس شمشیر نہیں ہے۔ لیکن یہی طاؤس جس کے پاس ہتھیار نہیں تعیم کرتا ہے کہ ہشام کو سرکوب کرے۔

وہ آئے انہوں نے دیکھا ہشام زرق و برق خیمہ میں بیٹھا ہوا ہے۔ فخر و تکبر کے حال میں جبکہ لوگ قطار میں ادھر اُدھر بیٹھے ہوئے تھے ہشام تیار ہے۔ طاؤس سے بات چیت کرے۔ طاؤس اپنے جوتوں سمیت اس خیمہ میں پہنچ گئے۔ ہشام کے سامنے جوتے اتار کر بغیر اجازت کے ہشام کے پہلو میں بیٹھ گئے اور جوتے اس کے سلطانی گدے پر رکھ دیئے پھر کہا ہشام تمہاری کیا حالت ہے؟ ہشام اچانک پریشان ہو گیا۔ اور کہا تم نے اس طرح کیوں کیا (ہشام نے کہا) تم نے غلطی کی ہے تجھے چاہیے تھا جوتے خیمہ کے باہر اتارتے کوئی تمہارے جوتے چرا رہا تھا جو تم نے میرے گدے پر رکھ دیئے ہیں۔ انہوں نے پوچھا اور کیا؟ ہشام نے کہا میری اجازت

کے بغیر تم بیٹھ گئے۔ انہوں نے پوچھا اور کیا؟ اس نے کہا تم نے کہا تمہارا کیا حال ہے تم نے یہ نہیں کہا یا امیر المومنین کم از کم یہ کہہ دیتے یا بن مروان طاؤس نے کہا ان سب کا جواب موجود ہے۔

اپنے جوتوں کو میں نے تمہارے گدے پر رکھا اس کا جواب یہ ہے کہ میری ایک جائے نماز ہے۔ یہ خدا سے مربوط ہے کئی سال سے میں اس پر نماز پڑھ رہا ہوں جب میں نماز پڑھنا چاہتا ہوں میں اپنے جوتے جائے نماز پر رکھ لیتا ہوں۔ جو خدا کا گدا ہے۔ آج تک خدا نے مجھ سے اعتراض نہیں کیا کہ اپنے جوتے جائے نماز پر کیوں رکھے ہیں لہذا یہ تو کوئی اعتراض نہیں رہا مسئلہ یہ کہ میں تمہاری اجازت کے بعیر کیوں بیٹھ گیا؟ اس کی وجہ یہ ہے میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے سنا ہے اگر کوئی بیٹھا ہوا ہو اور کوئی مومن اس کے سامنے کھڑا رہے اور یہ اس کے لئے ذلت ہو تو پرودگار اس مسلمان کو جو بیٹھا ہوا ہوگا جہنم کی طرف لے جائے گا میں چاہتا ہوں تم جہنم میں نہ جاؤ اس لئے جہان میں کھڑا تھا وہاں ہی بیٹھ گیا۔ ہشام نے پوچھا تم نے امیر المومنین کیوں نہیں کہا۔ طاؤس نے جواب دیا۔ سب تجھے امیر المومنین نہیں مانتے سب تجھے خلیفہ نہیں مانتے۔ امیر مومنان یعنی سب مومنوں کے امیر چونکہ سب مسلمان تجھے امیر المومنین نہیں مانتے اس لئے میں کیوں جھوٹ بولتا اور کہتا یا امیر المومنین۔

چوتھا اعتراض تمہاری جہالت کی وجہ سے ہے کہ میں نے ہشام کیوں کہا اس لئے قرآن شریف میں جب خدا کسی ظالم کا ذکر کرتا ہے اس کی کنیت سے پکارتا ہے مثلاً "**تبت یدا ابی لھب وتب**" لیکن اچھے لوگوں کا تزکرہ کرتا اور کہا تو نام لیتا ہے مثلاً موسیٰ عیسیٰ، شعیب، ابراہیم، میں نے تمہارا احترام کیا ہے اور کہا یا ہشام اور یہ نہیں کہا یا بن ضروان ہشام نے کہا طاؤس تم مجھے نصیحت کرو اس نے کہا میری نصیحت یہ ہے۔ میں نے امیر المومنین علیہ اسلام سے سنا ہے۔ اگر کوئی قدرت مند ہو اور اس قدرت کی وجہ سے کسی پر ظلم کرے تو روز قیامت آتشیں زنجیر کے ساتھ جہنم کی طرف دھکیلا جائے گا افسوس اس پر صد افسوس پھر طاؤس بغیر اجازت کے ہشام کے خیمہ سے باہر آ گئے یہ روحانی

طاقت کہاں سے پھوٹی؟ اس طرح کی مثالیں تاریخ میں بہت زیادہ ہیں۔

ایران کو حاصل کرنا چاہتے تھے سعد وقاص سپہ سالار لشکر تھا یہ قادسیہ میں آئے جہاں فوجوں کی ملاقات ہوئی ایران کی فوج بہت مسلح تھی۔ اور اس کا سپہ سالار تھق جو بہت بہادر تھا۔ رستم آیا اس نے جب لشکر اسلام کو دیکھا وہ وحشت ناک ہو گیا۔ لہذا اس نے ایک آدمی سعد وقاص کے پاس بھیجا کہ تم کسی کو ہمارے پاس بھیجو تا کہ ہمیں پتہ چلے کہ تم کیا چاہتے ہو سعد وقاص نے ایک مسلمان بھیجا وہ ایک معمولی فوجی تھا اسے رستم کے پاس بھیجا دیکھو رستم کیا کہتا ہے جب وہ مسلمان آیا اس نے دیکھا رستم ایک بہت خوبصورت خیمہ میں تخت زریں پر تختہ لگائے ہوئے ہے وہ سمجھ گیا ایرانی چاہتے ہیں کہ جاہ وجلال سے مسلمانوں کو متاثر کریں جب وہ سمجھا تو اس نے ارادہ کیا کہ وہ اپنے کام کو انجام دے وہ سب سوار تھے اپنے گھوڑے سے اُترے انہوں نے اسی خیمہ کے ساتھ اپنے گھوڑے کو باندھا پھر اندر داخل ہوئے نیزہ ان کے ہاتھ میں تھا یہ ان کا عصا تھا وہ وقار اور اطمینان کے ساتھ آئے۔ اندازہ لگایئے ایک عربی ایک لاکھ سے زیادہ افراد کے سپہ سالار کے پاس آیا جبکہ اس زریں خیمہ کے دروازے پر ننگی تلواروں کے ساتھ کچھ لوگوں نے اس کا محاصرہ کیا ہوا تھا اس نے ایک ہیبت ناک صورتحال دیکھی لیکن اس نے بڑے اطمینان کے ساتھ آہستہ آہستہ قدم اٹھائے اور نیزے کی نوک فرش کو پھاڑ رہی تھی وہ آگے جا رہے تھے کامل بن اثیر کہتا ہے نیزے کی نوک فرش کو پھاڑ رہی تھی وہ بغیر تعظیم اور اسلام کے رستم کے سامنے پہنچ گئے فرش کو ہٹا کر زمین پر بیٹھ گئے رستم نے کہا تم فرش پر کیوں نہیں بیٹھے انہوں نے جواب دیا ہمیں پسند نہیں کہ ہم فرش پر بیٹھیں بعض مورخین اس طرح لکھتے ہیں کہ اس مسلمان نے رستم کو جواب دیا ابھی جلدی ہے یہ ہمارا مال نہیں چند دنوں بعد یہ ہمارا مال ہو جائے گا اور پھر ہم اس پر بیٹھیں گے بہر حال جو بھی ہو اس نے ضرور کہا کہ ہمیں پسند نہیں ہم اس پر بیٹھیں اس نے پوچھا تم لوگ کس لئے آئے ہو؟ انہوں نے جواب دیا ہم اس لئے آئے ہیں کہ تا کہ مستضعفین کو نجات دلائیں ظلم کا خاتمہ کریں اس لئے آئے ہیں کہ ہم سب خدا کے بندے ہیں یہ کوئی

بات نہیں کچھ لوگ ظلم کریں اور کچھ مظلوم واقع ہوں۔ رستم نے پوچھا کیا تم ہمیں کچھ مہلت دے سکتے ہو؟ تا کہ ہم کچھ دن اس پر غور وفکر کرلیں۔ انہوں نے کہا ہاں رستم نے پوچھا کیا تم پہ سالار ہو؟ تم کہہ رہے ہو ہاں اس نے کہا نہیں میں ایک مسلمان ہوں۔ اسلام میں یہ بات ہے کہ ایک فوجی تین دن مہلت دے سکتا ہے۔ میں بھی تجھے تین دن مہلت دیتا ہوں رستم نے کہا نہیں تین دن کم ہیں مسلمان نے کہا اسلام میں تین دن مہلت ہے اس کے بعد اسلام اور ہر چیز تمہاری زرین فرس، یہ صحرا اور سبز ایران اور یہ سب محل تمہارے ہوئے اور ہم سب واپس لوٹ جائیں گے یا جنگ کر کے ہم تمہیں نابود کردیں گے بہت اعتماد کے ساتھ وہ باہر آگئے۔ پہلا دوسرا اور بالآخر تیسرا دن بھی گزر گیا۔ رستم چاہتا تھا جنگ نہ کرے لیکن اس کے اردگرد افراد نے اس کو دھوکا دیا اور اس کو مجبور کیا کہ وہ جنگ کرے مسلمانوں نے پہلے ہی حملہ سے ایران پر قبضہ کرلیا یہ طاقت کہاں سے آئی؟

”ومن اراد عزابلا عشیره وھیبته بلا سلطان فلینتکل عن ذل معیصته الی عنر طاعته“

میں والدین کو سفارش کرتا ہوں ایسا کام کرو کہ تمہارے بچے متدین ہوں تمہارے بچے اول وقت میں نماز پڑھیں مواظب رہیں تمہارے بچے کی زندگی میں گناہ نہ ہوں۔ ماں باپ ایسا کریں گے کہ یہ بچے خدا سے صلح کرین ایسا کام کریں کہ تمہارے جوان منبر ومحراب سے سروکار رکھیں۔ تم مطالعہ کرو جو کچھ میں کہتا ہوں دوسرے بھی یہی کہتے ہیں غیر مسلم نے بھی کہا علما علم اخلاق اور ماہر نفسیات نے بھی کہا ہے کہتے ہیں جرائم کو اگر شمار کیا جائے تو آپ دیکھیں گے معمولاً ایسے افراد بیشتر جرم کا شکار ہوتے ہیں جنکا محراب ومنبر سے واسطہ نہ ہو تم اس ایران میں جرم اور مجرم اور ظالم اور خیانت کار افراد کو شمار کرو تو دیکھو گے %95 مجرم ایسے ہیں جو نماز نہیں پڑھتے اور جن کا محراب ومنبر سے کوئی واسطہ نہیں وہ ایک ایسے گڑھے میں گرے ہوئے ہیں جہاں سے پھر ان کو کوئی نہیں نکال سکتا۔ انہیں چند ہی دنوں میں ایک بزرگ نے ٹیلی ویژن پر بتایا۔ ایک پولیس

مین تھا۔ جو اطلاعات سے مربوط تھا وہ کہتا ہے جرائم کو جب ہم ایران میں ماہ رمضان یا مقدس دنوں میں مثلاً روز عاشورہ سے قبل تک اور 21 رمضان کو دیکھتے ہیں وہ صفر تک پہنچ جاتے ہیں کیوں؟ کیونکہ ان دنوں منبر ومحراب سے سروکار ہوتا ہے تھانے سے کوئی سروکار نہیں پھر اسے تھانے نہیں لے جاتے کیوں کہ وہ چوری نہیں کرتا چاقو نہیں چلاتا اور خیانت نہیں کرتا معاذ اللہ کسی نامحرم عورت کی طرف نگاہ نہیں کرتا تم ایسا کام کرو کہ تمہاری اولاد منبر ومحراب سے سروکار رکھے۔

اے بوڑھے جب تم مسجد جانے لگو اپنے بیٹے کو ساتھ لے جاؤ یہی کتابیں لے جاؤ اے ماں باپ بچوں کے سامنے توضیح المسائل پڑھو اسے مجبور کرو اور تشویق دلاؤ کہ وہ اخلاقی کتابیں پڑھے ان کیلئے روایت اور تفسیر کی کتابیں خریدو بالآخر ایسا کام کرو کہ یہ خدا پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم اور قرآن واہلبیت سے سروکار رکھیں۔ اگر تم چاہتے ہو تم اور تمہاری اولاد سعادتمند بنے۔ وگرنہ جان لو خدا کے علاوہ زندگی تاریک ہے نماز کے بغیر زندگی بدبختی لاتی ہے۔ دنیا اور آخرت میں بدبختی۔ چونکہ مصائب نہیں پڑھوں گا اس کی وجہ ایک روایت پڑھوں گا اور تقاضا کرتا ہوں ماں باپ خصوصاً جوان اس روایت پر توجہ دیں۔

صرف ایک اختلاف ہے کہ سورہ العصر میں **"والعصر"** کا مطلب کیا ہے؟ ہر کسی نے اس کا ایک معنی بیان کیا ہے۔ رہبر انقلاب فرماتے ہیں والعصر کا مطلب ہے قسم بہ امام زمانہ ہر کسی نے اس کے بارے میں کچھ نہ کچھ کہا ہے۔ والعصر کے اور بھی معنی ہیں۔

فخر رازی اپنی تفسیر کبیر میں لکھتے ہیں عصر سے مراد نماز عصر ہے اس کے بعد ایک روایت نقل کرتے ہیں۔ میرا مقصد بھی یہی روایت ہے۔ جوانوں کے لئے ہے ایک عورت دیوانوں کی طرح پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی خدمت میں آئی۔ اور کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم مجھے آپ سے خصوصی بات کرنی ہے اصحاب چلے جائیں اصحاب اٹھ گئے۔ عورت بیٹھ گئی اس نے کہا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم میں ایک شادی شدہ عورت ہوں معاذ اللہ میں نے زنا کیا ہے اور حاملہ ہوگئی۔ بچہ پیدا ہوا۔ میں نے بچے کو سرکہ میں ڈال کر مار دیا اس کے بعد میں نے اس سرکے کو

بیچ دیا ہے۔

گناہ بہت بڑا ہے خودزنا بہت بڑا گناہ ہے آدم کسی اور حق الناس بہت بڑا گناہ ہے پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اس کا حکم اس کو بتایا۔ خدا کی پناہ بعض اوقات انسان نہیں چاہتا لیکن پھر بھی کنویں میں گر پڑتا ہے۔ انسان نہیں چاہتا ہے لیکن گناہ کی تہہ میں چلا جاتا ہے گناہ پر گناہ انجام دیتا ہے اور اسفل السافلین میں پہنچ جاتا ہے۔ پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا تمہیں معلوم ہے تم کیوں گڑھے میں گری؟

”انی ظننت انکِ ترکت صلوۃ العصر“ تفسیر کبیر فخر رازی ذیل سورہ العصر رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا میرا خیال ہے تم نے عصر کی نماز ترک کی ہے۔ میرا خیال ہے تم بے نماز ہو اس لئے اس گڑھے میں گری ہو وگرنہ جو نماز پڑھے وہ اس گڑھے میں نہیں گر سکتا۔

اے والدین اگر تمہاری بیٹی نماز نہ پڑھے اچانک خدانخواستہ کسی گڑھے میں گر جائے گی۔ کہ پھر ہزار عاقل بھی اس کو نہیں نکال سکیں گے اگر تمہارا بیٹا نماز کی پرواہ نہ کرے کبھی نماز پڑھ لے اور کبھی نہ پڑھے اس کی صبح کی نماز قضا ہو جائے اس کی زندگی سیاہ ہے۔

ایک عزیز نے یادگاری لکھی تہرانکے علوی ہائی سکول کے دفتر میں اس نے کیا خوب لکھا میری زندگی کا ایک تاریک دن وہ ہے جب میں خواب سے بیدار ہوا میں نے دیکھا سورج طلوع ہو چکا ہے اور میری نماز قضا ہو گئی ہے۔ انسان کا سیاہ دن وہی دن ہے تمہاری اولاد کا سیاہ دن وہ دن ہے جب وہ روزہ نہ رکھے صبح کی نماز نہ پڑھے۔

جو عورت نماز نہ پڑھے اس کا دن سیاہ ہے وہ لڑکا جو نماز میں لاپرواہی کرتا ہے اس کی عزت نہیں ہے اس کی زندگی خوش نہیں ہے اگر خوش زندگی چاہتے ہو وہ صرف ایک چیز سے ہے اور وہ ایمان ہے۔

درس ۱۴

باب ۹

عزت کس کے لئے ہے؟

ہماری گفتگو بچے کی شخصیت کے بارے میں ہے یہ بہت پرارزش گفتگو ہے۔ ماں باپ خصوصاً مائیں اس موضوع پر توجہ دیں اسلام انسان کی شخصیت کو بہت زیادہ اہمیت دیتا ہے اور فرماتا ہے مسلمان صاحب شخصیت ہے صاحب عزت ہے۔ اسلام انسان کی شخصیت اور عزت کو اتنی ہمت دیتا ہے کہ اس نے ہر انسان کی عزت کو خدا اور رسول کی عزت کے ساتھ ذکر کیا ہے اور فرمایا۔

"ولله العزة ولرسوله وللمومنين ولكن المنافقين لا يعلمون"

عزت خدا، رسول اور مومنین کیلئے لیکن منافقین نہیں جانتے حتیٰ کہ قرآن میں شخصیت کو ایمان و عمل صلح کی جزا قرار دیتا ہے اور فرماتا ہے۔ **"ان الذین امنوا وعملو الصالحات سیجعل لهم الرحمن ودا"**

اگر تم باایمان ہو اپنے ایمان کے مطابق عمل کرو۔ خداوند تمہیں شخصیت دے گا تیری محبت کو دلوں میں ڈالے گا پھر تم معاشرے کے محبوب بن جاؤ گے۔ کل میں نے جو امام حسنؑ سے روایت بیان کی ہے وہ روایت اس آیہ شریفہ کے قریب ہے۔ امام مجتبیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں۔

"من ارد عصرا بلاة وغنى بلا مال وهيبة بلا سلطان فلينتقل عن ذل معصيته الله الى عز طاعته"

اگر تمیں شخصیت کی ضرورت ہو اپنے خدا سے رابطہ محکم کرو تمہاری زندگی میں گناہ نہ ہو۔ اس روایت سے معلوم ہوتا ہے مومن کی ایک جزا اور اس کے عمل صالح کا نتیجہ یہ ہے کہ خدا انسان کو

شخصیت دیتا ہے۔ اس بات کی اسلام میں اتنی اہمیت سے اسلام نے فرمایا اگر کوئی ایسا کام کرے کہ وہ لوگوں کے درمیان چھوٹا وحقیر شمار ہو اور اس کی شخصیت ختم ہو جائے یہ کام حرام ہے اس کا گناہ بہت بڑا ہے؟ جس طرح مسلمانوں کی توہین کرنا اور اس کی شخصیت کو ختم کرنا بہت بڑا گناہ ہے اسی طرح انسان خود اپنی شخصیت کو تباہ کرے اس نے بہت بڑا گناہ انجام دیا۔ یہ جملہ۔

''من اہان ولیا فقد بارزنی بالمحاربۃ'' یہ ہمیں بہت کچھ سکھاتا ہے امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں اگر کوئی انسان مسلمان کی توہین کرے۔ اور اس کی شخصیت کو کم کرے وہ اس طرح ہے گویا اس نے خدا سے جنگ کی ہے۔ اس کا بہت بڑا گناہ ہے کہ اگر انسان کوئی ایسا کام کرے جو لوگوں کے درمیان جھوٹا بننے کا سبب ہو وہ کام حرام ہے۔ اس لئے مانگنا بہت بری بات ہے حتیٰ کہ روایات میں پڑھتے ہیں اگر سوال کرنے کے باعث انسان کی شخصیت ختم ہو جائے حرام ہے مگر یہ مجبور ہو کر مثلاً اس کے پاس رات کا کھانا نہ ہو اتنی چیز کا سوال کرے جس سے اس کی احتیاج پوری ہو جائے لیکن اگر رات کا کھانا ہے اور وہ سختی سے اپنا گزارہ کرتا ہے اگر وہ گدائی کرنا چاہتا ہے اسکا بہت بڑا گناہ ہے حتیٰ کہ روایات میں ملتا ہے جس کو ضرورت نہ ہو اور وہ مانگے تو گناہ ہے۔

روز قیامت صف محشر میں اس طرح آئے گا کہ اس کے چہرے پر گوشت نہیں ہوگا یعنی ذلت و بے شخصیت وارد محشر ہوگا حتیٰ کہ روایات میں ملتا ہے اگر کوئی بغیر ضرورت کے کسی سے سوال کرے جس سے اس کی شخصیت کم ہو جائے یا ختم ہو جائے اس نے آتش جہنم کو اپنے لئے مہیا کیا۔

پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے سوال نہ کرنے پر اتنی گفتگو کی ہے کہ صدر اسلام میں مسلمان جب دسترخوان پر بیٹھے پانی اگر دسترخوان کے دوسری طرف ہوتا تو اپنے دوست سے پانی نہ مانگتے بلکہ خود اُٹھ کر پانی لے لیتے۔

حتیٰ کہ تاریخ میں ملتا ہے اگر کسی کا دوست پیدل ہوتا اور وہ خود سوار اور اگر چھڑی اس کے ہاتھ سے گر جاتی تو وہ اپنے دوست سے یہ نہ کہتا کہ مجھے چھڑی پکڑاؤ بلکہ خود اتر کر پکڑ لیتا اسی طرح اگرچہ انسان بچے یا

اپنی بیوی سے سوال کرے پہلے اپنی شخصیت کو ختم کرتا ہے پھر سوال کرتا ہے انسان جس کام کو خود انجام دے بہت فرق ہے اس چیز میں کہ انسان دوسرے سے خواہش کرے تم اس کام کو انجام دو بہت فرق ہے اس چیز میں کہ انسان دوسرے سے خواہش کرے تم اس کام کو انجام دو انسان کسی کے لئے کام کرے یہ اور کوئی اس کے لئے کام کرے یہ اور ہے مثلاً تم گھر میں کام کرو اپنی بیوی کا ہاتھ بٹاؤ۔ تم کامیاب ہو لیکن سارے کام وہ کرے مسلم ہے۔ تمہارا سر نیچا ہے اگر چہ کم سر نیچا ہے لیکن اگر تم اپنے ضمیر کی طرف توجہ دو تم سر بلندی اور سر نیچا ہونے کو اچھی طرح درک کرلو گے لہذا اسلام کہتا ہے دوسرے کی شخصیت پر ضرب لگانا گناہ ہے، بہت بڑا گناہ ہے اسلام اس موضوع کو اتنی اہمیت دیتا ہے کہ روایات میں ملتا ہے عمار سواتی ایک اچھا راوی ہے کہتا ہے میں امام صادقؑ کی خدمت میں آیا میں نے امام صادق سے کہا اے فرزند رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم! میرا دوست مکہ جانا چاہتا ہے (مستحبی) میں نے اسے جانے نہیں دیا اور کہا یہ پیسہ تم جو سفر پر خرچ کرنا چاہتے ہو تم اپنی بیوی بچوں کی رفاہ پر خرچ کرو۔ اسی طرح کی جاہلانہ باتیں اب بھی ہیں لوگ کہتے ہیں یہ پیسے جو تم مکہ میں خرچ کرنا چاہتے ہو فقیر کو دو اور اجتماعی کاموں میں صرف کرو۔

وہ کہتا ہے جب میں نے امام سے یہ جملہ کہا! امام صادق علیہ السلام کو غصہ آ گیا امام نے فرمایا اس بے جا بات کی وجہ سے نقصان اٹھاؤ گے وہ کہتا میں امام صادقؑ کے گھر سے باہر آیا میں مریض ہو گیا اور میرا مرض ایک سال طول پکڑا۔ دوست کو صرف یہی تھا کہ اس سال مکہ نہ جاؤ اور پیسوں کو اور پیسوں کو اپنی بیوی، بچوں پر خرچ کرو۔ ایک روایت میں ملتا ہے کوئی شخص امام صادقؑ کی خدمت میں آیا اور اس نے کہا میں چاہتا ہوں مکہ جاؤں امام صادقؑ نے فرمایا تمہارے ساتھی کون لوگ ہیں جب اس نے ساتھیوں کے بارے میں بتایا امام نے دیکھا کہ یہ شخص ان افراد کے برابر نہیں کیونکہ مالی لحاظ سے ان کی حالت اچھی ہے اور یہ شخص فقیر ہے امام صادقؑ نے فرمایا تم مکہ نہ جاؤ یہی امام صادقؑ جنہوں نے عمار سواتی سے کہا تم نے ایسی بات کیوں کی تم نقصان اٹھاؤ گے وہ کہہ رہے ہیں تم مکہ نہ جاؤ اس لئے کہ ان ساتھیوں کے ساتھ تمہارا گزارا نہیں ہوگا اگر تم چاہو کہ

ان کی طرح خرچ کرو تمہارے پاس اتنا ہے نہیں اگر چاہو کہ خرچ نہ کرو تو تمہاری شخصیت ختم ہو جائے گی تم ان کی نظروں میں گر جاؤ گے تمہاری شخصیت مکہ جانے سے اہم ہے۔

اس طرح کی روایات اور آیات اور بھی بہت ہیں اسلام یہ جو کہتا ہے کہ مسلمان صاحب شخصیت ہو اس کی وجہ یہ ہے کہ جو افراد باشخصیت نہیں ہوتے معمولاً انہیں گناہ سے ڈر نہیں لگتا اگر تم شمار کرو تو دیکھو گے کہ خائن ایسے ہیں جو بے شخصیت ہیں بڑے بڑے لوگ اور ایسے افراد جو معاشرے میں عزیز ہیں اور معاشرہ ان کی شخصیت کا قائل ہے سچ مچ ان کی ایک اجتماعی اور دینی شخصیت ہوتی ہے معمولاً ایسے افراد گناہ نہیں کرتے گناہ بے شخصیت افراد کا مرہون منت ہے۔ اگر کوئی شخص کم فروشی کرتا ہے لاشعوری طور پر وہ اپنی شخصیت کو ختم کر کے کم فروشی کرتا ہے جس وقت وہ ایک گرہ کپڑا کم ناپتا ہے۔ یا چینی وغیرہ کم تولتا ہے اسی وقت اپنی شخصیت کو ختم کر دیتا ہے۔ ایسے افراد جو فراڈی اور غش (ملاوٹ) کرنے والے ہیں معمولاً بے شخصیت افراد ہوتے ہیں کیونکہ پہلے اپنی شخصیت کو ختم کرتا ہے اور بعد میں گناہ کرتا ہے عورتیں جو پردے کے بارے لاپرواہی کرتی ہیں ان کی کوئی شخصیت نہیں اگرچہ مالی لحاظ سے اچھی ہوں اس کے پاس سواری ہو لیکن جب تم ان کی زندگی دیکھو گے تو تمہیں معلوم ہو جائے گا ان کی شخصیت نہیں اور ایک پست خاندان سے تعلق رکھتی ہے کم دیکھنے میں آیا ہے کہ ایک بے حجاب عورت نجیب خاندان سے ہو مگر یہ کہ اس کی دوست نے اس کو خراب کیا ہو۔ اس کے شوہر نے اس کو خراب کیا ہے وگرنہ باشخصیت عورت پردادار ہوتی ہے بے عفتی پردہ میں لاپرواہی اور بے شخصیتی کی وجہ سے ہوتی ہے لہذا علمای علم اخلاق کہتے ہیں معمولاً بے شخصیتی گناہوں کا سرچشمہ ہے چونکہ جو انسان بے شخصیت ہے وہ نہ گناہ کرتا ہے۔ گناہ پر گناہ انجام دیتا ہے یعنی اپنی شخصیت پامال کئے جاتا ہے جب شخصیت مکمل طور پر ختم ہو جاتی ہے یہ ایک بے حیا اور بے آبرو انسان بن جاتا ہے پھر یہ کام کو انجام دیتا ہے۔ برے کام انجام دیتا ہے علی الاعلان چوری کرتا ہے چیزوں میں ملاوٹ کرتا ہے اگر انسان کی بے شخصیت ختم ہو جائے وہ

ایک معمولی انسان بن جاتا ہے مصیبت کے وقت استقامت سے کام نہیں لیتا۔قرآن فرماتا ہے۔"ان الانسان خلق هلوعا اذا مسه الشر جزوعا و اذا مسّه الخير منوعا" انسان معمولاً ہلکی شخصیت والاخلق ہوا ہے اس لئے جب اسے کوئی مصیبت پیش آتی ہے گریہ وزاری کرتا ہے اور اگر کوئی مال یا قدرت وطاقت اسے ملے تو وہ سرکش بن جاتا ہے بے شخصیت انسان اسی طرح ہے اگر اسے کوئی مصیبت پیش آئے تو خدا سے ناراض ہو جاتا ہے اسلام اور انقلاب سے غضبناک ہوتا اور لوگوں سے ناراض ہو جاتا ہے۔

پھر وہ صبر واستقامت سے مصیبت کا مقابلہ نہیں کرسکتا بے شخصیت آدمی کو قدرت دولت مل جائے وہ اس دولت اور طاقت سے سوء استفادہ کرتا ہے۔ایسے افراد جو پست خاندان سے ہوتے ہیں یا جو بے شخصیت ہوتے ہیں اگر انہیں کوئی پوسٹ مل جائے دیکھنے میں بھی آیا ہے اور تاریخ میں بھی ملتا ہے کہ اس قدرت سے انہوں نے بہت مظالم ڈھائے ہیں بے شخصیت اور پست افراد کو جب دولت مل جاتی ہے وہ دوسروں کی آبروریزی کرتے ہیں اور اس پیسے کا غلط استعمال کرتے ہیں لہذا بے شخصیت آدمی کو اگر مشکلات کا سامنا کرنا پڑے تو وہ صبر سے کام نہیں لیتا اور اگر قدرت وطاقت مل جائے اس کا صحیح استعمال نہیں کرتا اسلام جو اس بات پر بہت زور دیتا ہے کہ مسلمان باشخصیت بنیں اس کی وجہ یہی ہے اسلام دیکھتا ہے کہ بے شخصیت افراد خائن اور ظالم ہوتے ہیں ہمیں معلوم ہے کچھ افراد جو بے شخصیت اور پست خاندان کے تھے انہوں نے علم حاصل کیا یہی علم ان کے لئے وبال بنا اور معاشرے کے لئے مصیبت بنا پوسٹ اور مقام بنا ان کے لئے بدبختی کا باعث بنا لہذا اے مسلمان تو اپنی شخصیت کو ہاتھ سے نہ جانے دے جہاں تک ہو سکے انسان ایسا کام کرے جس سے اس کو شخصیت ملے۔

بچوں کے بارے یہ بہت اہم گفتگو ہے ہم مواظب رہیں کہ وہ باشخصیت بڑے ہوں ممکن ہے غفلت کا ایک لمحہ یا ایک بے جا حرف بچے کی شخصیت کو ختم کردے یا جوان اور نوجوان کی

شخصیت کوختم کردے اور ایک پست انسان معاشرے کے سپرد کرے سوال پیدا ہوتا ہے ہم کیا کریں کہ ہمارے بچے باشخصیت بنیں۔

قبلاً اس بارے کی گفتگو کی تھی کہ مواظب رہیں اس بچے کو محبت کی ضرورت ہے اس بچے سے محبت کریں خواتین محترم! مواظب رہیں اپنے بچوں کو دوسروں کے حوالے نہ کریں بلکہ بچوں کو اپنا دودھ پلائیں بچوں کے سر پر دست نوازش پھیریں باپ محترم آپ مواظب رہیں اپنے بچوں کو اپنی گود میں بٹھائیں اپنے پاس سلائیں اس کے ساتھ لطف مہربانی کریں یہ چیزیں بچے کی شخصیت اعلیٰ کرتی ہیں۔ان بچوں کے برعکس جو دوسروں کے رحم وکرم پر پروان چڑھتے ہیں معمولاً یہ بے شخصیت افراد ہوتے ہیں پھر ظالم بن جاتے ہیں۔ایسے ادارے جنہیں ظالم اور سنگدل افراد کی ضرورت ہوتی ہے۔یہ ایسے افراد کا انتخاب کرتے ہیں جن کا ماں باپ نہ ہو۔یا ماں باپ کے پاس پروان نہ چڑھے ہوں صحیح بھی ہے کیوں کہ جنہوں نے ماں باپ کو نہ دیکھا ہو اور جن بچوں نے اپنی ماں کا دودھ نہ پیا ہو وہ بچے جنہوں نے باپ کی نوازش کو نہ دیکھا ہو پہلے ہی دن سے ان کی شخصیت ختم ہو جاتی ہے۔

مواظب رہیں اپنے بچوں کی توہین نہ کریں ادب کرنا ضروری ہے پھر اس کے بارے میں گفتگو کروں گا لیکن توہین کرنا حرام ہے بچے کی توہین کرنا اگر چہ بچہ بہت چھوٹا ہو اس کے سر پر چیخنا بچے کی شخصیت کو ختم کر دیتا ہے مخصوصاً جوان اور نوجوان کی توہین نہ کریں۔اسی انقلاب کے دوار ان جوانوں کے بہت سے خطوط میرے پاس آئے ہیں جب شروع سے آخر تک میں نے ان خطوط کا مطالعہ کیا۔دیکھتا ہوں کہ یہ جوان گنہگار ہوا ہے جب اس کی وجہ دیکھتا ہوں معلوم ہوتا ہے کہ ماں نے جو اس لڑکی کی توہین کی یا باپ نے لڑکے کی یا لڑکی کی توہین کی ایسی توہین نے اس کی شخصیت کو ختم کر دیا لہذا والدین نے ایک گنہگار اور ظالم معاشرے کے سپرد کیا۔خصوصاً بچوں کے سامنے اجنبی لوگوں اور عزیز اقارب کے سامنے ان کی توہین نہ کریں۔

ایک اور چیز جس کا لحاظ رکھنا چاہیے لیکن اس کا لحاظ نہیں رکھا جاتا وہ یہ ہے کہ ہم اپنے بچوں کے درمیان فرق نہ کیا کریں لڑکا ہو یا لڑکی زہین ہو یا کند ذہن کا مالک اچھا ہو یا برا۔ اگر بچہ یہ دیکھ لے کہ بہن کے مقابلے میں یا بھائی کے مقابلے میں تم نے اس کے لئے فرق رکھا ہے یہ دیکھتے ہی اس کی شخصیت ختم ہو جاتی ہے بعض اوقات اس طرح کے فرق جو ماں باپ کی بے توجہی کا باعث ہوتے ہیں یہ بچے کی بدبختی کا سبب بن جاتے ہیں لڑکی ہو یا لڑکا یہ فرق اس کے لئے عقدہ بن جاتا ہے۔ اور اس کا انجام یہ ہوتا ہے بچہ بے شخصیت بد بخت ظالم اور گنہگار بن جاتا ہے بالآخر مواظب رہیں اپنے بچوں کی توہین نہ کریں ہر جگہ اپنے بچے کی شخصیت کا خیال رکھیں لیکن اس کی شخصیتؐ کے قائل ہو جائیں اسطرح نہ ہو کہ اپنے لئے تو کانٹا رکھیں لیکن اس کے لئے نہ رکھیں یا اپنے لئے الگ گلاس رکھیں اس کے لئے الگ گلاس نہ رکھیں یہ اس کی شخصیت کو ختم کرتا ہے تم خود اس کو باشخصیت پروان چڑھاؤ اس طرح نہ ہو جب کھانا تقسیم کرنے لگو اپنے بچوں کے درمیان فرق رکھو یا خود اپنے اور بچے کے درمیان فرق کرو یہ چیز بچے کی بے شخصیتی کا موجب بنتی ہے۔ مواظب رہیں اگر آپ کے بچے کے مثلاً اچھے نمبر نہیں آئے اس سے منہ نہ موڑیں نصیحت کے ذریعے اس کو سمجھائیں خوش زبان سے اس کو کہیں تاکہ آئندہ اس کے نمبر اچھے آئیں۔ اب جبکہ اس کے نمبر اچھے نہیں آئے۔ اگر تم اس کی توہین کرو گے تو تم یقین رکھو آئندہ اس کے نمبر اور بھی کم آئیں گے یقین کریں اس کی شخصیت ختم ہو جائے گی اس کی استعداد ختم ہو جائے گی بالکل اس کی توجہ پڑھائی کی طرف نہیں ہوگی یہ چاہے اس کے نمبر اچھے آئیں تم لوگ ہو جو اپنے بچوں کو باشخصیت معاشرے کے سپرد کرو گے۔ یہ روایت جو پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے مروی ہے اس پر فکر کیجئے

"الولد سید سبع سنین و خادم سبع سنین و زیر سبع سنین فان رضیت مکانفته لا خدی و عشرین والا فاضرب علی کتفه قدا عزرت الی الله فیه"

اس کا مطلب کیا ہے؟ بچے کے کچھ دور ہوتے ہیں بچپن کا دور بچپن کے دور میں اس سے ناز کریں اور با شخصیت عطا کریں اور اس کی شخصیت یہ ہے کہ اس سے کام لیں۔ پھر اس کے بارے مفصل گفتگو کروں گا۔ بچے کی فعالیت کے بارے ایک مشکل گفتگو ہونی چاہیے نوجوانی کے دوران ماں بیٹی سے کہے کھانا پکاؤ۔ جب بیٹی کھانا پکائے ماں اس کو انعام دے اسی طرح بیٹے سے کہے جاؤ تم فلاں چیز لے آ ؤ۔ جب بیٹا وہ چیز لے آئے اس کو شاباش کہے یعنی اچھے لہجے سے اس سے کام کروائے۔

دور سوم بہت حساس ہے۔ یہ دور جوانی ہے پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم فرماتے ہیں اس دور میں اولاد تمہاری وزیر ہے۔ اس کا مطلب کیا ہے؟ اگر بادشاہ اچھا بادساہ ہو وہ ظلم نہیں کرتا بلکہ کاموں میں وزیر سے مشورہ لیتا ہے اور یہ دیکھتا ہے کہ وزیر کیا کہتا ہے۔ ایک باپ اپنے 17 سالہ یا 20 سالہ جوان سے وزارت کے کام لے۔ یعنی اس سے کام لے لیکن مشورے کے طور پر بجائے اس کے کہ یہ کہے جاؤ اور ضرور وہ کام کرو بلکہ یہ کہے عزیز بیٹے اگر میں وہ کام انجام دوں تو اچھا ہے؟ بعض اوقات نادان باپ اور عاقل ماں اور غافل ماں کو ان کا سب سے بڑا بیٹا کچھ کہتا ہے۔ تو یہ کہتے ہیں دفع ہو جاؤ۔ تم چھوٹا منہ اور بڑی بات والی بات کر رہے ہو یہ جملہ بچے کی شخصیت کو ختم کر دیتا ہے اگر دوسری اور تیسری دفع بھی یہ جملہ دہرایا تو گویا معاشرے کو ایک ظالم بچہ تحویل میں دینا ہے اور اگر تمہارے بچے بہت اچھے ہوں تو معاشرے کو زندہ دل بچے تحویل دینا ہے۔

18,17 سالہ لڑکی جو اپنے لئے شوہر کا انتخاب کرنا چاہتی ہے وہ تم سے مشورہ کرے تم بھی اس کے لئے اچھا شوہر انتخاب کرو۔ اور اس کی شادی کرو لیکن اگر لڑکی کو یہ کہا جائے تم مر جاؤ تمہیں ایسی باتوں سے کیا غرض یہ باتیں لڑکی کو بے شخصیت بنا دیتی ہیں بعض اوقات لڑکی بے عفت ہو جاتی ہے۔

تمہارا بڑا بیٹا جب تیسرے دور یعنی دوران جوانی میں ہو اس دور میں وہ اپنی شخصیت کا قائل ہوتا ہے اس دور میں جوان اپنے آپ کو بہت بڑا سمجھتے ہیں اپنی فکر کو وہ تمہاری فکر سے زیادہ بلند سمجھتے ہیں علمی لحاظ سے وہ اپنے آپ کو بالا سمجھتے ہیں اگرچہ یہ ان کی غلطی ہے کیونکہ جوانی کا جنون ہے لیکن ہمارا وظیفہ یہ ہے کہ ان کو اپنا وزیر قرار دیں ان کو دستور دیئے جائیں لیکن بطور مشورہ ماں باپ بعض اوقات کہتا ہے کھاؤ پکاؤ برتن دھو بلکہ یہ کہتے ہیں ضرور یہ کام کرو۔ اگر اولاد یہ کہہ دے کہ مجھے کام ہے یہ کہتے ہیں تمہیں کوئی کام نہیں تم اس کام کو انجام دو اگر پھر بھی وہ کام نہ کرے تو یہ برا بھلا کہتے ہیں۔

لوگوں کی طرف دیکھو ایسی اولاد والدین کے لئے ذلت کا باعث بنتی ہے۔ ان کی استعداد ختم ہو جاتی ہے اور یہ یا دیوانہ ہو جاتے ہیں یا ان کے اعصاب ضعیف ہو جاتے ہیں پھر یہ شوہر داری اور گھر داری نہیں کر سکتے اولاد کو ضروری امر و نہی کریں لیکن مشورے کی صورت میں۔

پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم اور آئمہ طاہرین علیہ السلام کا طریقہ امر و نہی نہیں تھا۔ یہ لوگ اگر یہ کہنا چاہتے تھے کہ فلاں کام کرو۔ یہ کہتے اگر یہ کام کیا جائے اچھا ہے قرآن میں یہ ہے جو پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا دستور ہوتا تھا مشورہ کرو۔ اس کا مطلب کیا ہے؟ اس کا مطلب یہ تھا کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم مسلمانوں کے ساتھ مشورہ کرو۔ ان کی شخصیت کے قائل ہو جاؤ قرآن فرماتا ہے۔ "**وشاورھم فی الامر فاذا عزمت فتوکل علی اللہ**" آل عمران 159

اس کا مطلب ہے اے پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم! اپنے اصحاب کا احترام کرو ان کی شخصیت کے قائل ہو جاؤ لوگوں سے پوچھو کیا کریں؟ لیکن تصمیم کرنا تمہارا اپنا کام (فاذ عزمت فتوکل) تصمیم کرنا تمہاری اپنی مرضی لیکن تصمیم سے پہلے اصحاب سے مشورہ کرو۔ یہ آیہ شریفہ ماں باپ کو کہتی ہے تصمیم گری تمہارا اپنا کام بیٹی کی شادی کرنا تمہارا ذمہ تم ہی تصمیم کرنا لیکن اپنی بیٹی کے

ساتھ مشورہ کرو۔اس کو بھی کچھ سمجھو اس کی شخصیت کے قائل ہو جاؤ جب تم اس کی شخصیت کے قائل ہو جاؤ گے وہ خوشی سے کھل جائے گی اس کی استعداد بڑھ جائے گے وہ اس قابل ہو جائے گی کسی کام کی تصمیم کر سکے وہ شوہر داری۔

بچہ داری کر سکتی ہے گھر داری کر سکتی ہے اسی طرح تمہارا لڑکا لہذا ہم اپنے بچوں خصوصاً نوجوان اور بالخصوص جوانوں کے شخصیت کے قائل ہوں ہم سخت اور تند الفاظ استعمال نہ کریں ایک بہت بڑی غلطی جو خواتین میں دیکھنے میں آتی ہے خدا کرے یہ انقلاب اسی غلطی کو عورتوں کے درمیان سے ختم کر دے۔وہ توہین بچوں کی ہے لوگوں کے درمیان عموماً رواج ہے البتہ باشخصیت عورتیں نہیں بلکہ معمولی عورتیں جب ایک دوسرے سے ملتی ہیں اظہار ارادت کرنا چاہتی ہیں تو دو چار گندے الفاظ استعمال کرتی ہیں۔اظہار ارادت کرنا اچھا ہے لیکن یہ حرف اچھے نہیں یہ الفاظ غلط ہیں مسلمان گندے اور گھٹیا الفاظ نہ کہے۔مسلمان کو گالی نہیں دینی چاہیے ہم کیا کریں کہ ہمارے بچے کی زبان پاک ہو انشاء اللہ اس کے بارے گفتگو کروں گا۔

لیکن ابھی صرف مردوں کو اور بالخصوص عورتوں کو یہی بتانا چاہتا ہوں عائشہ رضی اللہ تعالی عنہ پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے پاس بیٹھی ہوئی تھیں یہودیوں نے پروگرام بنایا کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو گالی دیں ایک شخص آیا اس نے کہ سام علیکم یعنی تجھے موت آئے پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے کہا علیکم یعنی جو کچھ تو نے کہا وہ تم خود ہو یعنی اگر تم نے سلام کہا تم پر سلام ہو اور اگر تم نے سام کہا تم پر موت ہو پہلا یہودی آیا اس نے بھی یہ کہا۔سام علیکم پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا علیکم عائشہ رضی اللہ عنہ کا رنگ سرخ ہو گیا پیلا پڑ گیا اور انہوں نے صبر کیا دوسرا یہودی آیا اس نے بھی کہا سام علیکم پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا عائشہ رضی اللہ تعالی عنہ نے پھر صبر کیا جب تیسرا یہودی آیا اس نے کہ سام علیکم پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا علیکم اس دفعہ عائشہ رضی اللہ تعالی عنہ سے صبر نہ ہوا انہوں نے کہا **"یا ابناء القردة و الخنازير"** اے بندر و خنزیر بچو۔

جب ہم گالی دیتے ہیں ہم کہتے ہیں کتے کے بچے عرب کہتے بندر وخنزیر کے بچے عائشہؓ نے کہا بندر وخنزیر کے بچے یہ تم کیا کر رہے ہو سام علیکم کیا ہے؟ یہودی چلے گئے ہمارا مقصد یہاں ہے پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے عائشہؓ کی طرف منہ کر کے کہا عائشہؓ تم نے گالی کیوں دی؟ عائشہؓ نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم آپ نے دیکھا کہ وہ کیا کہہ رہے تھت پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا وہ صحیح ہے لیکن میں نے ان کو جواب دے دیا میں نے کہا علیکم اگر انہوں نے سلام کیا ان پر سلام ہو اور اگر انہوں نے سام کہا ان پر سام ہو۔

اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا عائشہؓ تجھے معلوم نہیں گالی بہت بری شکل میں مجسم ہو گی ہر کتے اور سور سے زیادہ پست شکل میں مجسم ہو گی۔ اور قبر میں عالم برزخ اور قیامت میں انسان کا ساتھی ہو گی مواظب رہو اپنے لئے برا ساتھی انتخاب نہ کرو عائشہؓ نے فرمایا تم نے اس طرح گالی کیوں دی؟

روایات میں ملتا ہے تاریخ میں پڑھتے ہیں امیر المومنین ایک دن گزر رہے تھے انہوں نے دیکھا اہل لشکر جنگ صفین میں معاویہ کو گالی دے رہے تھے۔ ظاہر ہے یہ کہہ رہے ہوں گے خبیث معلون اور اسی طرح کے الفاظ بڑی بڑی گالیاں دیتے تو یہی کہتے تمہارا باپ کیسا ہے تمہاری ماں کیسی ہے حضرت علیؑ نے گالیوں کو سنا تو انہوں نے لشکر کی طرف منہ کر کے فرمایا گالیاں نہ دو گالیاں بری شکل میں مجسم ہوں گی۔ اس کے بعد امیر المومنین نے فرمایا گالیاں دینے کی بجائے دعا کرو۔ اور کہو خدایا ناسمجھ جو علیؑ کے ساتھ جنگ کرتے ہیں انہیں ہدایت دے لہذا ایک دوسرے کو گالیاں دینا بہت غلط ہے عورتوں کے درمیان یہ بہت مشہور ہے یہ غلط کام ہے اور بچوں کو گالیاں دینا اس سے بھی غلط ہے۔ بچے کا کام کھیل ہے اسے کھیلنا چاہیے اچانک باپ کہتا ہے اس دیوانے کو دیکھو یہ کہنا اسی حد تک بچہ کو دیوانہ بنا دیتا ہے۔

لہذا ہم روایت میں پڑھتے ہیں اپنے بچوں کو دیوانہ نہ کہو کیونکہ جب تم دیوانہ کہتے ہو وہ سچ مچ نادان ہو جاتا ہے یعنی بے شخصیت ہو جاتا ہے بے وقوفوں والے کام کرتا ہے ماں آدھی رات کو اٹھ کر بچے کو دودھ پلانا چاہتی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ دو چار گالیاں بھی سنا دیتی ہے یہ کیا بات

ہوئی یہی بات اس بچے پر اثر ڈالتی ہے چہ جائیکہ 8,7 اور 10 سال کا بچہ یہ گالیاں بچے کو متاثر کرتی ہیں بچے کی شخصیت کو ختم کر دیتی ہیں یہ ظالم یا کم از کم مردہ دل بنتا ہے تمہیں معلوم ہے یہ طلاق دینا، اسلامی ممالک ایران اور متمدن ممالک مثلاً امریکہ اور انگلستان وغیرہ میں ظلم اور فحاشی کے پھیلانے کے لئے ہے۔

لیکن تمہیں معلوم ہے مسلمانوں کے درمیان طلاق کا سرچشمہ کیا ہے؟ جب میں مطالعہ کرتا ہوں، انقلاب کے بعد اس بحث سے میرا بہت تعلق پیدا ہو گیا ہے پورے ایران سے مجھے بہت ٹیلی فون اور بہت زیادہ خطوط آتے ہیں اور جو کچھ میں درک کرتا ہوں 50% طلاقیں لڑکی کے ماں باپ یا لڑکے کے ماں باپ کی وجہ سے ہوتی ہیں یا دونوں کے ماں باپ کی وجہ سے ہوتی ہیں یا لڑکا عقدہ والا ہوتا ہے یا لڑکی یا دونوں جب ہم مطالعہ کرتے ہیں یہ عقدہ بھی ماں باپ کے قصور کی وجہ سے ہوتا ہے گویا 80% طلاقوں میں والدین کا قصور ہوتا ہے کسی مدرک کے بغیر بات نہیں کر رہا کہ 80% طلاق والدین کے قصور کی وجہ سے ہے 20% طلاقیں بھی ماں باپ کی وجہ ہیں جو بچے کو بے شخصیت بنا دیتے ہیں اور جوانوں سے مشورہ نہیں کرتے اور ان کے لئے عقدہ پیدا ہو جاتا ہے اگر اس کی جوانی میں اس سے کام لیں اسے شاباش نہیں کہتے بلکہ شاباش کی بجائے برا بھلا کہتے ہیں بعض اوقات تم نے دیکھا ہوگا؟

امید ہے ہمارے جلسہ میں کوئی ایسا نہیں ہوگا منفی سوچ کے مالک بہت افراد ہوتے ہیں اگر بیٹا بازار سے پھل لائے یا روٹی یا گوشت لائے جب وہ لے کر آئے ماں باپ شاباش کہنے کے بجائے اس میں عیب تلاش کرتے ہیں دیکھتے ہیں روٹی خمیر ہے یا نہیں گوشت میں قصاب نے چربی تو نہیں زیادہ دی اور پھل میں کوئی خرابی ہے یا نہیں اور کہتے ہیں دیکھو تم کیا لائے ہو؟ کیا تمہیں معلوم ہے اس کا گناہ کتنا عظیم ہے خاتون محترم! یہ خدا سے جنگ کرنے کے برابر ہے اے روزہ دار "**من اهان وليا فقد بار زمنی بالمحاربه**" جو ولی کی اھانت کرتے ہیں بے شک اس نے مجھ سے لڑائی کی۔

لوگوں نے امام صادق علیہ السلام سے پوچھا اے فرزند رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم یہ ولی کون

ہے؟امام نے فرمایاہمارے شیعہ یعنی تمہارے بچے تمہارا بارہ تیرہ اور چودہ سال کا بچہ بازار جا کر گوشت لایاتم اسے شاباش کیوں نہیں کہتے ہو؟اگر چربی زیادہ ہے تو قصاب نے دی ہے جاؤ قصاب سے کہو چربی کیوں دی ہے؟ بچے کااس سے کوئی تعلق نہیں اپنے بچے سے کہوعزیز شاباش لیکن عورتیں ایسانہیں کرتیں عورتیں عموماً اپنے بچوں کو گالیاں دیتی ہیں اور برا بھلا کہتی ہیں۔ معمولاً مردوں کے اعصاب کمزور ہیں جب ان کے اعصاب کمزور ہوتے ہیں وہ گھر میں آتے ہیں میں نے کہا تھا واجب ہے جب تم گھر میں داخل ہوں تو گرمجوشی سے بچوں سے ملئے۔

حضرت زہراء(س) بیٹھ جاتیں حسن وحسین کھیلتے حضرت زہراء بچوں کو بارک اللہ کہتیں اپنے گلو بند کو توڑ کر کہتیں دانے اکٹھے کرو کون زیادہ جمع کرتا ہے۔تم زیادہ جمع کرتے ہو یا وہ امیر المومنین علیہ السلام بھی اسی طرح تھے اپنے بچوں سے کھیلتے تھے۔ جب تم رات میں آتے ہو اپنے بچوں سے کھیلو نہ کہ بچے کو جھڑکو اور کھیلنے سے منع کرو جو بچہ نہ کھیلے وہ مریض ہوتا ہے بچے کا کام شیطانی کرنا ہے اس کے ساتھ اچھے لہجے سے بات کریں بچہ جان اس طرح نہ کھیلو یہ صحیح نہیں اس طرح کرو لیکن وہ ایک برائی کرتا تم مشہور بلند کر دیتے ہو میں تمہارے لئے خطرے کی گھنٹی بجاتا ہوں۔ یہ گالیاں اور نامناسب الفاظ بڑی مشکل میں مجسم ہوتی ہیں اور قبر میں انسان کے ساتھ محشور ہوتی ہیں۔

اس کا ایک اثر یہ ہوتا ہے۔تمہاری شکل پر اثر انداز ہوتی ہیں تمہیں درندے کی شکل میں تبدیل کر دیتی ہیں وہ باپ جس کی بچوں سے نہیں بنتی بیوی سے نہیں بنتی بلکہ گھر آتے ہی گھر کے ماحول کو سرد بنا دیتا ہے جب وہ باپ گھر میں داخل ہوتا ہے گویا گھر میں ہوا داخل ہو گیا ایک بیٹا اس طرف جا رہا ہے دوسرا بیٹا اس طرف جا رہا ہے ایک وہاں بیٹھ رہا ہے اور دوسرا صحیح طرح ہو کر بیٹھ رہا ہے وہ باپ باپ نہیں ہے۔ یہ باتیں یہ خوف تمہارے لئے ملکہ پیدا کرتی ہیں اور ملکہ تمہارے لئے شکل بناتا ہے تم کتے کی شکل اختیار کر لیتے ہو بشرطیکہ کہ چشم بصیرت ہو اگر تم خود چشم بصیرت رکھتے ہو اپنے آپ کو کتے کی شکل میں پاؤ گے۔ جو چشم بصیرت نہیں رکھتا۔ **”وکشفنا عنك غطائك فبصرك اليوم حديد“** ق 22

جس دن سب کی چشم بصیرت ہوگی خود کو بھی دیکھو گے کہ کتے ہو اور دوسروں کو بھی دیکھو گے وہ کتے ہیں۔ خاتون محترم! اپنے بچے بچوں کی توہین خصوصا نوجوان کی توہین اور بڑے بیٹے اور بڑی بیٹی کی توہین یہ یکے بعد دیگرے جمع ہو گئیں مجسم ہوں قبر میں تمہارے ساتھ ہوں گی کئی ملین سال عالم برزخ میں تمہارا رفیق ایک درندہ کتا ہوگا اور درندہ کتا ہر روز تمہیں کاٹے گا۔ ایک بزرگ کو خواب میں دیکھا گیا خاتون! متوجہ رہیں اس میں فرق نہیں تمہارا چھوٹا بچہ ہو یا کوئی اور ایک بزرگ عالم کو کسی نے خواب میں دیکھا اس عالم سے کہا تمہارا کیا حال ہے؟ اس نے کہا میرا حال بہت اچھا ہے میرے قصر میں حورالعین ہیں سب کچھ ہے لیکن میں اذیت میں گزار رہا ہوں انہوں نے پوچھا کیوں؟ اس نے کہا صبح ایک بچھو آتا ہے اور وہ میرے پاؤں کے انگوٹھے پر ڈنگ لگاتا ہے اس لئے تکلیف میں زندگی گزارتا ہوں دوسرے دن پھر وہ صبح آجاتا ہے انہوں نے پوچھا ایسا کیوں ہے؟ انہوں نے جواب دیا اس لئے کہ میں نے ایک مسلمان کی توہین کی ہے میں نے توبہ نہیں کی بغیر توبہ کے دنیا سے آ گیا ہوں خدانخواستہ تم ایک بچے کی شخصیت کو ختم کردو وہ ظالم بنے خدانخواستہ یہی چیز تمہارے لئے ایک بچھو بن جائے اور وہ ہر روز تمہیں صبح عالم برزخ میں ڈسے اور تم اس کو برداشت کرتے رہو۔

یہ گفتگو ناقص رہ گئی لیکن اور اس کے بارے گفتگو نہیں کروں گا کیونکہ ابھی آگے بہت باتیں رہ گئی ہیں اور یہ بحث ناقص اور مختصر ہوئی لیکن پھر اس کے بارے میں گفتگو نہیں ہوگی باب 10 کے بارے گفتگو کروں گا۔

درس ۱۵

باب ۱۰

''اسلام میں تعلیم و تعلم اولاد''

ہماری گفتگو تعلیم و تعلم کے بارے میں ہے روایات میں ملتا ہے کہ تعلیم و تعلم بچے کا حق ہے اکثر روایات میں یوں پڑھتے ہیں کہ ماں باپ پر اولاد کا حق یہ ہے کہ بچوں کو عالم بنائیں۔

''قال رسول اللہ (ص) حق الولد علی والدہ ان یعلمہ الکابتہ والرمایہ وان لا یرزقہ الا طیبتہ'' کنز خیر 45340

جملہ بہت سی روایات میں ملتا ہے تعلیم و تعلم جس کا ذکر روایات میں آیا ہے یہ تین قسمیں ہیں اگر ماں باپ تین قسموں میں کوتاہی کریں تو وہ قصور وار ہیں اور اولاد روز قیامت اس کے بارے والدین سے سوال کر سکتی ہے۔

پہلی قسم بچے کی دنیا کے متعلق ہے سکول کالج اور یونیورسٹی کی تعلیمات۔یعنی معلومات ظاہر ہے یہ معلومات جتنی بھی زیادہ ہوں گی انسان کے لئے اتنی ہی فضیلت ہے ماں باپ کو چاہیے اس کے حق کا لحاظ رکھیں۔

دوسری قسم اولاد کی زندگی کے بارے میں ہے یعنی ایسی تعلیم جو انسان کی زندگی کے بارے میں ہو مثلاً ماں کو چاہیے بیٹی کو شوہر داری، اور بچہ داری سکھائے۔10-15 سال تک کی لڑکی کو معلوم ہونا چاہیے کس طرح شوہر داری کرے یہ ماں کا وظیفہ ہے۔گفتار و کردار اور شوہر داری اپنی لڑکی کو سکھائے اسی طرح بچے داری کا طریقہ سکھائے بعض اوقات تم نے سنا ہوگا کہ ایک لڑکی نے میٹرک اور ایف اے تو کیا ہوا لیکن بچے کو دھونا نہیں جانتی اس کو پاک کرنا اور دھونا نہیں جانتی۔لڑکی کے لئے یہ بہت بری بات ہے بلکہ درحقیقت یہ ماں کے لئے شرمناک ہے۔

بہت دفعہ ایسا ہوا ہے لڑکی کی شادی ہو جاتی ہے لیکن اسے کھانا پکانا نہیں آتا۔ مہمانداری نہیں آتی۔ اسے معلوم نہیں کس طرح سالن اور چاول پکائے جائیں یہ لڑکی کا نقص ہے اگرچہ تعلیم یافتہ ہو درحقیقت یہ ماں کا نقص ہے جس نے بیٹی کو سکھایا نہیں بعض اوقات اس طرح بھی ہوتا ہے لڑکی کی شادی ہو جاتی ہے اسے ایک بٹن لگانا نہیں آتا چہ جائیکہ اس کو سلائی اور کڑھائی بھی آئے۔ یہ لڑکی کا نقص ہے اگرچہ اس کی بہت جہیز ملا ہو۔ تعلیمی لحاظ سے بھی اچھی ہو میٹرک بی اے، یا ڈاکٹری کی ہوئی ہے لیکن ایک لڑکی کو پہلے مراحل میں خانہ داری بچہ داری اور شوہرداری آنی چاہیے دوسرے مرحلہ میں میٹرک ایف اے بی اے اور ڈاکٹر ہو یہ ضروری ہے۔ لڑکی کو ماں طرز شوہرداری سکھائے خود ماں کو بھی شوہرداری آنی چاہیے۔

زبان سے بھی کہے کہ اس طرح شوہرداری کرنا۔ جب شوہر گھر آئے اور اگر اس کے ہاتھ میں کوئی چیز ہو عورت بلند ہو۔ خوشی خوشی اس کو سلام کرے شکریہ ادا کرے روٹی ہو یا پھل یا گوشت۔ ماں لڑکی کو سکھائے فوراً اُٹھے جو کچھ شوہر کے ہاتھ میں ہے اس کو اٹھا لے اور شوہر کا شکریہ ادا کرے مختصر یکہ شوہرداری بچہ داری اور خانہ داری کرنا عورت کے لئے واجب ہے۔

وہ لڑکا جو شادی کرنا چاہتا ہے۔ ماں باپ اس کو سکھائیں کس طرح بیوی سے برتاؤ کرنا ہے۔ اسے سمجھائیں کہ تم گھر میں مرد بننا اور مروت و ایثار اور عفو سے کام لینا۔ اس کے علاوہ میں خود بھی اس کے بارے مفصل بیان کروں گا۔ اچھے لہجے میں باپ اعتماد کے ساتھ اپنے بچے سے کہے بچہ جان! اگر تم چاہتے ہو دنیا و آخرت میں سعادتمند رہو۔ تو اس طرح بیوی سے برتاؤ کرنا کہ ایثار وفاداری سے کام لینا۔ گھر میں عفو صلح سے کام لینا۔ باپ کو چاہیے رات کو بیٹھ کر اپنے بچے کو سکھائے کہ وہ معاشرے میں کس طرح زندگی گزارے اور اس کو بتائے خوش معاملہ والا انسان دوسروں کے حال میں شریک ہوتا ہے۔

مواظب رہو سچے بنو باحقیقت بنو کہیں ایسا نہ ہو معاشرہ تمہیں رد کر دے بلکہ معاشرے کے دل

میں جگہ پیدا کرو رمضان کی راتوں میں بعض اوقات دیکھا جاتا ہے۔ رات دس گیارہ بجے جوان بیٹھے یا کھیل رہے ہوتے ہیں یہ جوان کے لئے شرمناک ہے بجائے اس کے کہ یہ مسجد میں اور قرآن یاد کرنے میں اپنا وقت گزاریں یہ سڑکوں پر پھرتے ہیں۔ ماں باپ اس وقت اپنے وظیفہ کا احساس کریں۔ ورنہ انسان فساد میں مبتلا ہو جائے گا اور پھر اچانک تمہیں خبر ملے گی جو تمہارے اور قم مقدس کے لئے شرمناک ہوگی۔

مائیں توجہ کریں کہ لڑکیاں کہاں جاتیں ہیں؟ کس کے ساتھ ان کا تعلق ہے ان سے کہو اگر تمہارے برے دوست بنیں گے تم کنویں میں گر پڑو گے پھر تمہیں ہزار عقلمند بھی کنویں سے نہیں نکال سکتے۔ اگر تمہارا بیٹا بازار میں کام کرتا ہے اس کو سکھاؤ۔ اگر تم حقہ باز ہو گے یا اگر تمہاری دکان پر حرام آیا ہے۔ قرآن کہتا ہے **"یمحق اللہ الر باوزیر بی الصدقات"**

صدقہ تمہارے مال کو زیادہ کرتا ہے اور حرام، سود چیزوں میں ملاوٹ اور کم فروشی یہ چیزیں مال میں بدبختی بنتی ہیں اور مال کو نابود کر دیتی ہیں اس آیت کو بیٹے کے سامنے پڑھو طرز کسب اس کو سکھاؤ اور کہو بیٹا دوکان میں سر جھکائے اگر عورت تمہاری دکان پر آئے جب وہ جائے تو تجھے معلوم نہ ہو کہ وہ بوڑھی تھی یا جوان خوبصورت تھی یا بدصورت دیہاتی تھی یا شہری۔ میرے عزیز بیٹے! دکان پر تم شریف رہنا تا کہ ہر قسم کی عورتیں تمہاری دکان پر آئیں اور تیری پیٹھ پیچھے تیرے تعریف کریں تم اچھے اور مہربان رہنا تا کہ میرے عزیز ہمسائے اور تاجر تجھ سے مطمئن رہیں۔

یہ ماں باپ کا وظیفہ ہے کہ بیٹے سے بات چیت کرے۔ ماں کا وظیفہ ہے بیٹی سے بات چیت کرے۔ بیٹی سے کہے تم دکان پر نہ جانا اگر تمہیں کسی چیز کی ضرورت ہے میں تمہارے لئے لے آؤں گی یا باپ تمہارے لئے لے آئے گا لیکن تم خود لینا چاہتی ہو تو میں تمہارے ساتھ جاؤں گی۔ اگر لڑکی اکیلی دکان پر جائے ایک ہی دفعہ میں کام ہو جائے گا اگر ایسا ہو گیا پھر خاندان اور قسم کے لئے بے عزتی ہے۔ (ایک ہوس رانی کی آن) تمام عمر کی شرمندگی ہے اور ماں کی غفلت کا

ایک لمحہ بیٹی کا تمام عمر سر جھکا دیتا ہے یعنی لڑکی نماز جمعہ اور خرید کے لئے اکیلی جائے اور وہ بھی کسی جوان کی دکان پر۔تہران میں انسان سنتا تھا کہ ایسی دکانیں ہیں آہستہ آہستہ معلوم ہوا سب قم میں بھی ہیں۔قم میں بھی انسان سنتا ہے کہ شریف اور عفیف لڑکی لیکن ناسمجھ اس سے بالاتر یہ ہے جو شریف نہیں ہیں یہ بات ماں باپ کے لئے شرم آور ہے۔

ماں باپ بیٹے سے بات چیت کریں (تربیت کے بارے پھر عرض کروں گا کردار و گفتار پر بات چیت کروں گا۔شور برپا کرنے سے بیٹی کو انسان نہیں بنایا جاسکتا بیٹے کو آگاہ نہیں کیا جاسکتا ماں جب اپنی بڑی بیٹی سے بات کرنا چاہتی ہے اسے چاہیے اپنے اعصاب پر کنٹرول رکھے تبسم اور استدلال سے بیٹی سے بات کرے)

قرآن میں سورہ لقمان میں ایک آیت ہے یہ آیت ہم سب خصوصاً ماں باپ کو بتاتی ہے کہ بیٹی اور بیٹے سے کس طرح بات چیت کی جائے۔قرآن فرماتا ہے۔" **و اذ قال لقمان لا بنه وهو يعظه يا بنى لا تشرك بالله اِنّ الشرك لظلم عظيم** "لقمان 13

قرآن فرماتا ہے لقمان اپنے بیٹے کو نصیحت کررہے تھے اور کہہ رہے تھے میرے عزیز بیٹے شرک نہ کریں کیوں کہ شرک بہت بڑا گناہ ہے اس آیت میں کئی نقاط بیان ہوئے ہیں۔

یا بنیمیرے چھوٹے بیٹے یعنی عزیزم جانم! جب تم اپنی بیٹی اور بیٹے سے چاہتے ہو بات کرو تو کہو عزیزم جانم" **وهو يعظه** "یعنی مہربانی سے اس سے بات چیت کرو۔" **ان الشرك لظلم عظيم** " استدلال کے ساتھ بات کرو یعنی ماں لڑکی سے کہے میری پیاری بیٹی تم اکیلی دکان پر نہ جایا کرو تم میرے ساتھ جایا کرو خدانخواستہ کوئی دشمن تمہیں اکیلی کو دیکھ کر تہمت نہ لگا دے کہ تمہاری اور تمہارے خاندان کی عزت برباد ہو جائے گی اس طرح بیٹے سے استدلال سے بات کرو اور کہو میرے بیٹے! رات کو باہر نہ جایا کرو۔رات دس بجے ایک نوجوان مسجد میں یا گھر میں بیٹھ کر قرآن پڑھے اور دعائے ابوحمزہ ثمالی پڑھے۔اس ماں باپ پر لعنت ہے جو خود سوئے

رہیں اور تجھے رہا کر دیں کہ سڑکوں پر پھرو یا گلیوں میں۔

یا خواتین اور لڑکوں پر شہوت آمیزہ نگاہیں ڈالیں یا معاذ اللہ ناشائستہ کام کریں۔ کہیں میرے بیٹے میں اور آپ معاشرے میں زندگی گزارنا چاہتے ہیں ہمیں صاحب شخصیت ہونا چاہیے تمہیں آبرومند ہونا چاہیے صاحب شخصیت ہونا چاہیے جو جوان 12,11 بجے تک سڑکوں پر فٹبال کھیلے یا گلیوں کے سرے پر بیٹھ کر باتیں کرے اس کی کوئی شخصیت نہیں ہوتی۔

میرے بیٹے تجھے کوئی اچھی لڑکی نہیں دے گا پھر تم مجبور ہو گے ایک پست لڑکی سے شادی کرو اور ایک پست کاروبار انتخاب کرو بالآخر معاشرہ تجھے رد کر دے گا اولاد سے اس طرح بات چیت کرنی چاہیے اور یہ واجب ہے بلکہ سکول، کالج اور یونیورسٹی کی تعلیم سے بھی زیادہ ضروری ہے سکول و کالج وغیرہ کی تعلیم بھی ہو کیوں کہ میں نے کہا تھا فضیلت ہے کہ اسلام تین قسم کے علوم کو علم جانتا ہے۔ باقی علوم بھی فضیلت ہیں اسلام نے ہر علم کے اچھا ہونے کی تائید کی سوائے اس علم کے جو معاشرے کے لئے ضرر ہو مثلاً عجیب وغیرہ علم جیسے جادو سحر اہل روح کو حاضر کرنا مقناطیسی خواب اور ایسے علوم جس سے لوگوں کو دھوکا دیا جاتا ہے یا ایسے علوم جس سیت لوگوں کو زندگی گزرنے سے روکا جاتا ہے یعنی ایسے علوم جو فساد کا باعث بنتے ہیں ان علوم کے علاوہ اسلام سب علوم کی تائید کرتا ہے۔ ان کی فضیلت کی تائید کی ہے لیکن تین قسم کے علم کو اسلام علم سمجھتا ہے اور باقی سب کی فضیلت کا قائل ہے پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم مسجد میں داخل ہوئے دیکھتے ہیں کہ ایک شخص کے گرد بہت ہجوم ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم پوچھتے ہیں کیا بات ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ یہ علامہ ہیں یہ بہت علم والا ہے پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے پوچھا اس کا علم کیا ہے؟ لوگوں نے جواب دیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم! یہ جانتا ہے ہر کسی کا آباؤ اجداد یہ سات آٹھ بلکہ دس پشت تک آباؤ اجداد بتا سکتا ہے بقول ہم طلبہ کے علم رجال خوب جانتا ہے اس کا علم انساب خوب سے ہے یہ بتا سکتا ہے کہ تم کس کے بیٹے ہو تمہارا باپ کس کا بیٹا ہے تمہارا دادا کس کا بیٹا ہے اور تمہارے دادا کے دادے کا

بتا سکتا ہے حضرت علی علیہ والہ وسلم نے فرمایا یہ علم نہیں جس کے یہ جاننے کا کوئی فائدہ ہوا اور نہ ضرر ہو آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا "**انما العلوم ثلاثه**" اسلام میں تین قسم کے علوم ہیں "**آیة محکمه سة عادلة فریضة قائمة**" ایک توحید علم اصول دین جس سے خدا اور اس کی صفات پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم امامت اور قیامت کو جان سکے۔ دوسرا علم اخلاق تا کہ جان لے کون کون سی چیزیں بری ہیں اور کونسی چیزیں اچھی ہیں اور جان لے بری چیزوں کو کیسے دفعہ کیا جائے اور اچھائی اور فضیلت کو اپنایا جائے۔

تیسرا علم وہ علم فقہ ہے۔ مسئلہ جاننا آپ نے فرمایا یہ علم ہے "**انما العلوم ثلاثه وما سواهن فضل**" ان تین علوم کے علاوہ باقی فضیلت ہے یعنی ایک لڑکی ہو یا لڑکا، میٹرک ایف اے وغیرہ کیا ہو اسلام نے تائید کی ہے کہ یہ اچھا ہے یا کسی فن میں ماہر ہے اسلام کی رو سے یہ ضروری اور اچھا ہے۔

ہمارا انقلاب اسلامی اگر چاہتا ہے کہ کسی مقام پر پہنچے کہ انشاء اللہ کسی مقام پر پہنچ جائے گا، تو ہمیں چاہیے کہ ہمیں ہم فراہنگی اور علمی لحاظ سے خودکفیل ہوں ظاہر ہے اگر ہمارے اسلامی معاشرہ میں ہر ہسپتال میں دس ماما بلکہ دس لیڈی ڈاکٹر جوز چہ بچہ کے لئے ماہر ہوں تو یہ بہت اچھا ہے بلکہ ضروری ہے کہ اس انقلاب میں یہ کام عملی ہو اور یہ مسلم افضل بھی ہے۔ اس سے زیادہ فضیلت دوسری قسم میں ہے یعنی بیٹے اور بیٹی کو زندگی گزارنے کی تعلیم دینا تیسری قسم پہلی اور دوسری قسم سے بالاتر ہے ابھی تمہارا بیٹا بالغ نہیں ہوا نہ صرف یہ کہ صحیح نماز پڑھے اس کا وضو صحیح ہو۔ اچھی طرح اور صحیح تیمّم کر سکتا ہو۔ تمہارا بیٹا قرآن پڑھتا ہو۔ تمہارے بیٹے کا احکام کا پتہ ہو۔ جس گھر میں توضیح المسائل نہ ہو وہ گھر اس گھر کی مانند ہے جس میں مفاتح قرآن اور سجدے گاہ نہ ہو۔

کیا تم نے دیکھا ہے کہ کسی گھر میں سجدے گاہ نہ ہو کسی ایسی جگہ تم گئے ہو جہاں کے لوگوں سے تم پوچھو قبلہ کہاں ہے اور وہ کہیں ہمیں معلوم نہیں۔ یا کوئی ایسا گھر ہے جس میں سجدے

گاہ، مفاتح اور قرآن نہ ہو؟ اور جن کو قبلہ کا نہ پتہ ہو؟ لہذا جس گھر میں توضیح المسائل نہ ہوں وہ گھر اس گھر کی مانند ہے جس میں سجدے گاہ نہ ہو۔

تمہاری نو سال کی لڑکی نہ صرف روزہ رکھے اور نماز کو بغیر غلطی کے پڑھے بلکہ اچھی طرح روزہ رکھے اور اسے اچھی طرح احکام آتے ہوں۔ اچھی طرح وضو کرنا اور تیمم کرنا جانتی ہو۔ جس لڑکی کو نو سال مکمل ہو چکے ہیں اگر اسے معلوم نہ ہو کیسے وضو کیا جاتا ہے یہ لڑکی تارک الصلوۃ ہے۔ وہ جہنم میں جائے گی اور ماں باپ بھی اس کے پیچھے جہنم میں جائیں گے۔

"یا ایها لذین امنو قو اانفسکم واهلیکم نارا وقو دها الناس و الحجاره"

نہ صرف تم صحیح وضو کرو بلکہ تمہاری بیٹی صحیح وضو کرے نہ صرف تم پردے دار بنو بلکہ تمہاری نو سال کی لڑکی کو معلوم ہونا چاہیے کہ اسلام میں چہرہ سینہ بال اور پاؤں کی صورت حال کیسی ہے؟ تمہاری اولاد کو چاہیے تو اضیح المسائل پڑھیں۔ مسائل کو سیکھیں تمہارا فرض یہ ہے کہ رات کو اپنی بیٹی اور بیٹے کے لئے تو اضیح المسائل پڑھو۔ اپنی بیوی کے لئے توضیح المسائل پڑھو۔

تمہیں چاہیے توضیح المسائل کھول کر اپنی بیوی اور بچوں کے لئے مسئلہ پڑھو پھر کہو جو زیادہ جلدی یاد کرے گا اس کو انعام دیا جائے گا۔ اس کے بعد انعام دو اور اچھا انعام دو۔ پھر آئندہ رات مشق کریں دھرائیں کہ کل رات میں نے کیا کہا تھا؟ جو جلدی اور اچھا جواب دے اس کو تشویق کرو۔ اسے ترغیب دلاؤ بارک اللہ کہو۔ پیسے دو۔ بہت تشویق کرو تا کہ تمہارے بیوی بچے مسئلہ دان ہو جائیں۔ مردوں اور عورتوں کا وظیفہ یہی ہے۔

مردوں اور عورتوں کا وظیفہ یہ ہے کہ با اخلاق ہوں۔ اور اپنے بچوں کو اخلاق سکھائیں ان کو معلوم ہو حسد کیا ہے؟ اور حسد کو کس طرح ختم کیا جا سکتا ہے؟ تمہاری چھوٹی لڑکی ہو حسد سے اپنے دو تین سالہ بھائی کے ساتھ کھیلتی ہے اور بھائی بھی حسد سے کھیلتا ہے ان کو بتایا جائے حسد کیا اس کا ریشہ یہ ہے، بچوں کی زبان میں اس کو سکھایا جائے کہ حسد کو اس طرح ختم کرو۔

اسی طرح تمہاری نو سال کی لڑکی اپنی استعداد کے مطابق اصول دین کو سیکھے۔ کیونکہ اصول دین میں تقلید جائز نہیں۔ یعنی تمہارے لڑکے کو معلوم ہو اصول دین پانچ ہیں اول توحید ہے۔ یعنی خدا ایک ہے اور دو نہیں ہیں اگر تم کہو کیوں؟ اگر وہ کہے مجھے نہیں معلوم تو یہ درست نہیں۔ انہیں دلیل سے معلوم ہونا چاہیے یہ مسئول ہے ماں باپ بھی مسئولہیں۔ ہر کسی کو چاہیے اپنی استعداد کے مطابق اصول دین کو جانے۔ اور استدلال کے ساتھ جانے۔ ایک چھوٹی لڑکی اپنی استعداد کے مطابق اصول دین کو سمجھے ایک عام انسان بھی استدلال کے ساتھ جانے۔

اس کو سرسری نہ سمجھیں۔ ان کے بارے غفلت اور بے توجی نہ برتو۔ ان کو اگر یونہی سمجھا کہیں ایسا نہ ہو روزِ قیامت پکڑے جاؤ۔ قرآن فرماتا ہے۔ "**الا ذالك هو الخسران المبين**" یعنی یہ وہ باپ ہے جو اولاد کی خاطر جہنم میں جائے گا وہ ماں ہے جو بیٹی کی خاطر جہنم میں جائے گی پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم گزر رہے تھے۔ ایک عورت چرخہ کات رہی تھی عورت ان پڑھ ہے۔ ابھی نئی نئی مسلمان ہوئی ہے۔ پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ایسی عورت سے پوچھا کس دلیل کے ساتھ خدا عالم میں موجود ہے؟ تم جو مسلمان ہو تم کہتی ہو خدا ایک ہے دو نہیں ہیں۔ تمہارے پاس کیا دلیل ہے؟ عورت نے چرخے سے ہاتھ ہٹالیا۔ اس نے کہا! یارسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم یہ چرخہ جو اتنا چھوٹا سا ہے اس کو میرے ہاتھ کی ضرورت ہے اگر بس اس کو گھماؤں تو یہ گھومتا ہے وگرنہ نہیں گھومتا۔ جب یہ چھوٹا سا چرخہ چلانے والے کا نیاز مند ہے۔ تو کیا یہ عالم اس عظمت و بزرگی کے ساتھ مدبر کا ضرورتمند نہیں ہے؟ پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم بہت خوش ہوئے اور اصحاب کی طرف منہ کر کے فرمایا "**علیکم بدین العجائز**"

اس بوڑھی عورت سے توحید کو سیکھیے۔ ہر کوئی اپنی استعداد کے مطابق جانے۔ جوان عزیز جن کا تعلق محراب منبر سے ہے۔ جو میٹرک ایف اے، بی اے اور ڈاکٹر ہیں۔

بعض اوقات الجبرے کے فارمولے ایک لڑکی کو دیئے جاتے ہیں وہ ان کو فوراً حل کر لیتی

ہے اس لڑکی سے اگر پوچھا جائے جس کو تم پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم سمجھتی ہو وہ کس کا بیٹا ہے؟ تو اسے معلوم نہیں ہوتا البتہ اب انشاء اللہ ایسا نہیں ہوگا۔

زمانہ طاغوت میں ایک مقابلہ رکھا ہوا تھا کہ علی کس کا بیٹا ہے؟ یہی میٹرک پاس میں سے ایک گروہ نے کہا علی معاویہ بن ابی سفیان کا بیٹا ہے کسی نے جواب دیا علی محمد بن عبداللہ کے بیٹے ہیں ۔ایک گروہ نے جواب دیا۔علی عمران کے بیٹے ہیں ایک گروہ نے جواب دیا علی ابی طالب کے بیٹے ہیں۔اگر کبھی تجھ سے پوچھا جائے کہ حضرت امام صادق علیہ السلام کس کے بیٹے ہیں۔اور تمہیں معلوم نہ ہو باعث شرم ہے۔کہ ایک پڑھا لکھا نوجوان توحید کو ثابت نہ کر سکے ہم سب کو چاہیے چہاردہ معصومین علیہم السلام کی حالات زندگی کو ایک دفعہ پڑھیں۔اگر چہ مختصر اگر چہ مرحوم محدث قسمی کی منتھمی الآ مال ہو اس پر ارزش کتاب کو ایک دفعہ پڑھیں بالاخر چہاردہ معصومین علیہ السلام کی حالات زندگی کو بوڑھوں جوانوں، تعلیم یافتہ اور ان پڑھ سب لوگوں کو معلوم ہو۔اگر چہ واجب نہیں لیکن افضل ہے کیوں کہ اگر انسان کو معلوم نہ ہو پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی چند سالہ زندگی کیسے گزری؟ انسان کے لئے باعث شرم ہے کہ انسان کو معلوم نہ ہو امام زمانہ کب پیدا ہوئے؟ ان کا ظہور کیسے ہوگا اور کیا ہوگا اگر چہ یہ واجب نہیں لیکن با افضل ضرور ہے۔

یہ اولاد کا حق ہے کہ انہیں اس طرح کا علم سکھایا جائے۔اولاد کا ماں باپ پر یہ حق ہے کہ وہ ان کو اخلاقِ اسلامی سکھائے۔ان کو سکھائیں۔معارف اسلامی کیا ہے؟ ان کو سکھائیں فقہ اسلام کیا ہے۔اس کام پر وقت لگانا چاہیے۔یہ کام مدرسہ کے حوالے نہ کریں اگر چہ مدرسہ والوں کی بھی ذمہ داری ہے۔فرہنگ کی ہمیشہ ذمہ داری تھی خصوصاً اس انقلاب میں سکول کالج اور مدرسہ کے اساتذہ کی ذمہ داری ہے کہ لڑکی اور لڑکے کی تربیت کریں ان کو مسلمان بنائیں رکھیں لیکن اگر والدین یہ کہیں کہ صرف استاد میرے بچوں کی تربیت کریں۔تو یہ غلط بات ہے۔اسلام کی رو سے یہ بات صحیح نہیں ہے۔یہ بچے کا حق ادا کرنا نہیں ہے یہ جہنم میں جانا ہے۔جس طرح تمہیں خود کو معلوم

ہے۔خدا ہے اور کیوں خدا ہے؟اسی طرح تمہاری اولاد کو بھی معلوم ہو خدا ہے خدا کیوں ہے؟تمہاری نوسال کی لڑکی کو قیامت کے بارے میں معلوم ہونا چاہیے۔

ایمان کے بارے میں گفتگو کی ہے خواتین!بات تم لوگوں سے ہے تم ایسا کام کرو کہ جہنم کا ڈر تمہاری بیٹی کے دل میں جاگزین ہو جائے۔یہ لڑکی عفیف ہوتی ہے یہ لڑکی باخبر حقیقت ہوجاتی ہے اور یہ تمہارے لئے سرفراز ہوتی ہے باپ محترم!ایسا کام کرو تمہارا بیٹا آتش جہنم سے ڈرے۔اس کے دل میں ڈر بیٹھ جائے۔اسے معلوم ہو کہ آتش جہنم کیا ہے یہ تمہارے لئے سر بلندی کا باعث ہے تجھے یقین ہونا چاہیے یہ واجب ضروری ہے اگر لڑکے اور لڑکی کو معلوم ہو جائے جہنم ہے پھر اس جاننے کی وجہ سے رات کو گیارہ بجے تک (جیسے کہ پہلے کہا تھا) گلی کوچوں میں نہیں ہوگا۔

تاریخ میں پڑھتے ہیں پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم ایک جنگ میں شریک ہوئے۔خواتین اس جملہ کو بہت اہمیت دیں۔آج کی گفتگو کو اہمیت دیجیے میں چاہتا ہوں آج کی گفتگو کو اہمیت دوں۔

پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا طریقہ یہ تھا جب جنگ پر جاتے تھے تو کچھ لوگوں کو مدینہ کی پاسداری کے لئے چھوڑ جاتے تھے۔یہ چند افراد آکر ان لوگوں کے گھروں کی حفاظت کرتے تھے جو جنگ میں گئے ہوتے۔ایک جنگ میں پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم شریک ہوئے چند فوجیوں کو انہوں نے مدینہ میں رکھا تاکہ مدینہ کی حفاظت کریں۔ان میں ایک پاک نوجوان جو مدینہ اور اپنے گھر کی پاسداری کر رہا تھا،نے اپنے دوست کے گھر دروازہ کھٹکھٹایا یا عورت دروازے پر آئی اس مرد نے پوچھا کیا تمہیں کسی چیز کی ضرورت ہے؟ معلوم نہیں؟ شاید پردہ پیچھے ہٹ گیا اور اس کی نظر عورت پر پڑ گئی یا شاید عورت نے برے انداز میں بات کی۔

بقول قرآن شیطان نے دھوکا دیا وہ بھڑک اٹھا اور وہ مرد اندر داخل ہو گیا۔اس عورت کے سینے پر اس نے ہاتھ رکھا۔اس نے شور کیا اور اوپر چلی گئی کہتی تھی تم کیا کر رہے ہو آتش

آتش۔ آتش یہی جملہ آتش آتش سبب بن کہ وہ مرد گھر سے باہر آ گیا عورت اپنے کام میں مصروف ہوگئی لیکن اس اندر اندرونی طلاطم کو سکون نہیں آ رہا تھا وہ مرد یہی کہہ رہا تھا آتش آتش بالآخر پھر وہ مدینہ میں حفاظت نہ کرسکا پھر گھر کی حفاظت نہ کر سکا۔ اس نے گھر کی سرپرستی اپنے کچھ دوستوں کے حوالے کردی۔ اور خود بیابان میں چلا گیا۔ وہاں نماز پڑھتا اور روتا اور کہتا آتش آتش۔ پھر جملہ نوجوان میں طلاطم پیدا کر گیا۔ پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم آئے لوگوں نے پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو بتایا اس طرح ہوا ہے۔ اور مرد نے توبہ بھی کرلی ہے۔ اور بیابان میں صدا آتش آتش بلند ہے۔

پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم مسجد میں آئے کیونکہ نماز کا وقت تھا۔ پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم ظہر وعصر کے درمیان منبر پر جاتے تھے۔ پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے لوگوں کو بھیجا اس کو لے آیئے۔ جب آیا پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم نماز میں مشغول تھے انہوں نے صف میں کھڑے ہو کر پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھی پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم منبر پر گئے۔ وہ اچانک گھبرا گیا میں کس طرح پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی طرف دیکھوں اس کو کہتے ہیں ایمان عاطفی قرآن شریف اس کے بارے میں فرماتا ہے۔

"قل اعملو فسیری الله عملکم و رسوله و المومنون" توبہ 105۔ خاتون محترم! اس آیہ کو بار بار اپنی لڑکیوں کے سامنے پڑھو۔ باپ محترم! بار بار جوانوں سے کہو قرآن فرما رہا ہے جو کام چاہتے ہو کرو لیکن خدا پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم آئمہ طاہرین دیکھ رہے ہیں امام زمانہ دیکھ رہے ہیں وہ منبر کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ جب پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم اس کی طرف متوجہ ہوئے کہ کس طرح آنکھ سے آنکھ ملائیں، پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے سر نیچے کرلیا۔ پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم چاہتے تھے موعظہ کریں پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے سورہ الھکم التکاثر پیش نظر رکھا۔ وہی سورہ جس کو ایمان کے بارے فرمایا تھا" **بسم الله الرحمن**

الرحيم الهكم التكاثر ھتی زرتم المقابر" جون منبر کے نزدیک ایک غبارے کی طرح پھٹا" **کلا سوف تعلمون ثم کلا سوف تعلمون کلالو تعلمون علم الیقین .لترون الجحیم ثم لر ونہا عین الیقین ثم لتسئلن یو مئذ عن النعیم**"

دنیا نے لوگوں کو غفلت میں ڈالا ہے اے کاش لوگ جانتے۔ اے کاس لوگ سمجھتے اے کاش لوگوں کو علم ہوتا اور علم یقین کا مرتبہ حاصل ہوتا پھر انسان جہنم کو دیکھتا جہنم میں ڈالا جاتا ہے اس سے سوال ہوتا ہے خدا کی نعمتوں سے کیا کیا۔ سورہ مکمل ہوا۔ اچانک وہ لڑکا زمین پر گر پڑا لوگوں نے سوچا شاید اس نے غش کھایا ہے۔ لوگ اس کے پاس گئے دیکھا وہ مرگیا ہے۔ خاتون! اگر تمہاری لڑکی جہنم کو درک کرلے اگر جہنم کو اس طرح درک کرلے جس طرح پیاسا پیاس کو درک کرتا ہے پھر بے عفت میں نہیں ہوتی۔ عاشقانہ خط نہیں لکھتی۔ اگر کسی کو جہنم کا یقین ہو جائے تو پھر رات کو گیارہ بارہ بجے تک ادھر ادھر نہیں گھومتا۔ گلی کے سروں پر نہیں بیٹھتا۔ اور حقہ نہیں چلاتا۔ بالآخر فحش جگہوں پر نہیں جاتا۔ اگر تم نے اس کا سراغ لگایا تو وہ مسجد میں ہوگا۔ اگر محراب و منبر سے ملے گا۔ یہ چیز ضروری ہے۔

"**حق الولد علی الو الدہ ان یعلمہ**" بہت سے بزرگ کہتے ہیں بچے کا حق والد پر صرف یہی ہے کہ وہ اس کو علم دین کی تعلیم دین یعنی اخلاق، معارف اسلامی اور فقہ کی پھر اس کے بارے انشاءاللہ گفتگو کروں گا۔

درس ۱۶

باب ۱۰

اسلام میں تعلیم و تعلم:

بحث تعلیم و تعلم کے بارے میں ہے۔ بچے اور نوجوان کے بارے میں ہے۔ اس کے بارے کل گفتگو کی تھی لیکن ناقص رہ گئی۔

آج بھی اس کے بارے گفتگو کرنی چاہیے کہ تعلیم و تعلم اسلام کی نظر میں غیر معمولی اہمیت کا حامل ہے۔ ثواب کا جتنا وعدہ تعلیم و تعلم کیلئے دیا گیا اتنا کسی اور چیز کے لئے نہیں دیا گیا۔ تعلیم و تعلم اور تفکر کا اتنا ثواب ہے کہ امام صادقؑ فرماتے ہیں۔ "**تفکر ساعته خير من عبارة سبعين سنة**" بحارہ جلد ۷۱ صفحہ ۳۲۷

ایک لمحہ تفکر کرنا ستر سال کی عبادت سے بہتر ہے۔ اس کا اتنا ثواب ہے کہ شہید علیہ الرحمتہ فرماتے ہیں۔ اگر علمی مجلس ہو ملائکہ آ کر اس عالم اور شاگرد کے نیچے پر بچھاتے ہیں اور پھر افتخار کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمارے پر تعلیم و تعلم کے لئے فرش بنے۔ "مینۃ المرید صفحہ ۱۰ بحارہ جلد صفحہ ۱۷۷ح ۴"

تعلیم و تعلم کا اتنا ثواب ہے کہ جنگ خیبر میں امیر المومنین سوار تھے اور پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم پیدل تھے اور لشکر جانے کیلئے تیار تھا۔ پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے امیر المومنین سے فرمایا۔

"**يا علی لئن يهدی الله بك رجلاً خير لك مماطلعت عليه الشمس**"

تم محاذ جنگ پر جا رہے ہو۔ بے شک اس کا ثواب زیادہ ہے لیکن اس سے زیادہ ثواب یہ ہے۔ اگر کسی کی ہدایت کر سکتے ہو اور کسی بے راہ کو راستے پر لے آؤ تو اس کا ثواب دنیا اور اس میں

موجود ہر چیز سے زیادہ ہے۔قرآن اس سے بھی زیادہ فرماتا ہے۔

"ومن احیا ھا فکا نما احیا الناس جمیاً" مائدہ ۲۳

اگر ایک ماں باپ اپنی تعلیم سے ایک مسلمان بچے کو معاشرے کے حوالے کریں یا ایک استاد کسی کی تربیت کردے۔اس کا اتنا ثواب ہے گویا اس نے ایک جہان کو زندہ کردیا۔شیعہ فرقہ کے نزدیک تعلیم و تعلم کی اتنی اہمیت ہے کہ مرحوم محدث رحمتہ اللہ علیہ شب قدر کے حوالے سے شیخ صدوق سے ایک جملہ نقل کرتے ہیں، شیخ صدوق شیعوں کیلئے باعث افتخار ہیں اور شیعوں کا دین ان کا مرہون منت ہے، مرحوم محدث قمی مفاتیحا لجنان میں ان سے نقل کرتے ہیں کہ صدوق فرماتے ہیں۔ہم ایک ایسے جلسے میں شریک تھے جس میں علماء شیعہ سب سے بہتر عمل کونسا ہے؟ سب نے جواب دیا تعلیم و تعلم یعنی ۲۱ اور ۲۳ ماہ رمضان کی رات میں سب سے بہتر عمل یہ ہے انسان ایک مسئلہ یاد کرے۔اگر اس رات تم نے تفکر کیا۔اور آج کی رات منبر کے پاس بیٹھ کر ایک جملہ سیکھ لیا تو یہ ہر عمل سے بہتر ہے۔لہذا بعض بزرگ جب ان کی کتاب کو جب دیکھا جاتا ہے تو انکی کتاب پر تاریخ ہوتی ہے۔اور ۲۳ ماہ رمضان کی رات انکی کتاب مثلاً صاحب جواہر کہ جن کی فقہ راجع تقلید کیلئے ہتھوڑی کی مثل ہے یہ ایسے انسان ہیں جو تاریخ میں کم نظر بلکہ بے نظیر ہیں۔اس انسان نے ایک جواہر نامی کتاب لکھی جسکی اب ۴۲ جلدیں چھپ چکی ہیں۔جواہر کے آخر میں انہوں نے تاریخ لکھی ہے کہ ۲۳ ماہ رمضان کو اس کو مکمل کیا۔لہذا صاحب جواہر کے نزدیک بہترین عمل، قرآن دعاؤں وغیرہ کی نسبت، فقہ لکھنا ہے۔(جواہر فی اللوحق ۴۵۳)

اسی طرح ہمارے استاد بزرگوار علامہ طباطبائی رحمہ اللہ علیہ میزان کی ۲۰ویں جلد سے ۲۳ ویں ماہ مبارک رمضان کی شب فارغ ہوئے۔یہ وہ کتاب ہے جو پر ارزش اور بے نظیر تفسیر ہے جو شیعوں کیلئے مایہ افتخار ہے۔اس سے معلوم ہوتا ہے آقای طباطبائی کے نزدیک بھی افضل عمل تعلیم و تعلم تھا۔قرآن کی رو سے عالم کی خلقت تکوینی اور تشریعی دونوں تعلیم و تعلم کیلئے ہے۔قرآن فرماتا

ہے طلاق ۱۲

"اللہ اللذی خلق سبع سموات ومن الارض مثلھن یتنزل الا مر بینھن لتعلموا"

خدا وہ ہے جس نے سات آسمان بنائے سات زمینیں بنائیں بالا آخر عالم وجود کو خلق کیا تا کہ تم جان لو۔ خلقت تشریعی کے لئے فرماتا ہے۔ (جمعہ ۸) **"اھوالذی بعث فی الامیین رسولاً منھم یتلو علیھم ایاتہ ویز کیھم ویعلمھم الکتاب و الحمکۃ"**

پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم معجزہ لیکر آئے۔ تعلیم و تعلم کیلئے آئے۔ تعلیم و تربیت کیلئے آئے تعلیم و تعلم کو قرآن نے اتنی اہمیت دی ہے قرآن فرماتا ہے۔ قرآن کی رو سے قم اس کرہ زمین میں سب جگہوں سے افضل ہے اور اس کا تمدن سب جگہوں سے بالاتر ہے۔ سورہ یٰسین میں واقعہ **"واضرب لھم مثلاً اصحاب القریہ اذجاء ھا المر سلون"**

(یٰسین) یعنی پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم! ان کے لئے مثال بیان کرو۔ اس گاؤں کی مثال بیان کرو جس میں پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم آئے۔ پھر آخر میں قرآن فرماتا ہے۔

"وجاء من اقصی المدینہ رجل یسعیٰ"

(شہر کے آخر میں کسی کی فریاد بلند ہوئی پیغمبروں کی پیروی کرو) پہلے یہ دیہات تھا پھر شہر بن گیا۔ پہلے دیہات تھا اس کی کیا وجہ ہے؟ چونکہ پہلے اس میں کوئی عالم نہیں تھا۔ پھر یہی دیہات قرآن کی نظر میں شہر بن گیا۔ چونکہ اس میں عالم آ گئے۔ یہ آیہ بتاتی ہے وہ شہر ہے جہاں تعلیم و تعلم ہے تمدن وہاں ہے جہاں تعلیم ہو۔ وہ شخص متمدن ہے جس کا واسطہ تعلیم و تعلم سے ہے۔ جس جگہ علم اور تعلیم و تعلم نہیں قرآن اس جگہ کو کم ارزش سمجھتا ہے۔ اِس لئے قرآن فرماتا ہے اگر عالم اس دنیا سے چلا جائے پھر زمین اس عالم کے فوت ہونے سے کم ارزش ہو جاتی ہے۔ قرآن فرماتا۔

ہے۔

"اولم یروانا ناتی الارض ننقصها من اطر افها"

امام سجاد علیہ السلام فرماتے ہیں کیا تم نہیں دیکھتے ہمارے فوت ہونے سے یہ زمین کم ارزش ہو جائیگی۔امام صادقؑ فرماتے ہیں۔اگر عالم اس دنیا سے چلا جائے تو زمین کم ارزش ہو جاتی ہے۔زمین اس وقت پر ارزش ہے جب اس میں عالم موجود ہو۔فرد اس وقت پر ارزش ہوتا ہے جب عالم ہو یا متعلم قرآن میں اس طرح کی بہت سی آیات موجود ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے روایت ہے۔

"یوزن یوم القیامة مدار العلماء ودم اشهداء فیرجح علیهم مراد العلماء علی دم الشهداء"

تمہیں معلوم ہوگا شہید کا بہت بڑا اجر و مقام ہے۔بقول امام صادقؑ ہر چیز کی ایک حد اور قدر و منزلت ہے سوائے شہید کے۔یعنی شہید کی قدر و منزلت کی کوئی حد نہیں۔اتنی فضیلت کے باوجود کہا گیا ہے کہ عالم کی تحریر شہید کے خون سے افضل ہے۔تعلیم و تعلم کی اتنی فضیلت بیان کی ہے۔روایت میں آیا ہے عالم کا چہرہ دیکھنا عبادت ہے۔عالم کی در و دیوار کو دیکھنا عبادت ہے۔عالم سے بات چیت کرنا اگر چہ علمی گفتگو نہ ہو عبادت ہے۔اس طرح کی آیات اور روایات فراوان ہیں بالا آخر آپ سب کو بتاؤ تب اسلام کو عالم کی ضرورت ہے۔اسلام چاہتا ہے ہم سب عالم اور دانا بنیں۔اسلام کو جاہل برا لگتا ہے اور نادان کو اس نے رد کیا ہے۔امام صادقؑ واضع الفاظ میں فرماتے ہیں۔

"تفقهو فی الدین فان من لا یتفقه فی الدین فهو عرابی" (منیۃ المرید صفحہ ۱۴) جاؤ دانا بنو علوم اسلامی کے ماہرین بنو کیونکہ جسکی زندگی میں تعلیم و تعلم نہ ہو اور جسکا تعلق محراب و منبر سے نہ ہو۔وہ صحیح مسلمان نہیں ہے وہ زمانہ جاہلیت کے عربوں کیطرح ہے۔اسلام کہتا ہے۔میں مسلمان

نادان کو نہیں بلکہ دانا کو چاہتا ہوں اب بات یہ ہے کہ اسلام نے اس بات پر اتنی اہمیت کیوں دی ہے؟ کیا وجہ ہے کہ ایک گھنٹہ کا علمی جلسہ ۷۰ سال کی عبادت سے بالاتر ہے؟ یہ تین چیزوں کی وجہ سے ہے۔ جسطرح اسلام ایسے افراد کا خواہاں ہے جو محاذ جنگ پر لڑیں اور اسلام کی حفاظت کریں اسی طرح ایسے افراد کا خواہاں ہے جو مدافع اسلام ہوں یعنی اسلام جوانوں سے چاہتا ہے جسطرح وہ رزمی ہوں اسی طرح اسلام کے دفاع کرنیوالے ہوں۔ اسلام کا دفاع صرف ہم عمامہ والوں سے مربوط نہیں بلکہ ہر ایک کا ذمہ ہے۔ بعض خیال کرتے ہیں یہ صرف روحانیوں کے ذمہ ہے ایسا نہیں ہے۔ اسلام نے سب کو دستور دیا ہے۔ قرآن شریف میں ہے۔ حوزہ علیہ ہوتا کہ ایسے ماہرین پیدا ہوں جو مدافع اسلام ہوں اور اس چیز کو واجب قرار دیا ہے۔

"فلو لا نفر من کل فرقة منهم طائفة لیتفقهم فی الدین ولینذروقومهم اذا رجعوا الیهم لعلهم یحزرون" (توبہ ۱۲۲)

یعنی سب مسلمانوں پر لازم ہے کہ ان کے پاس حوزہ علمیہ ہو۔ افراد حوزہ میں آ کر علم حاصل کر کے حوزہ علمیہ کی مدد کریں تا کہ حوزہ میں ماہرین بنیں لیکن قرآن اور روایات سے معلوم ہوتا ہے سب لوگ مدافع اسلام ہوں ایک جوان جو میٹرک یا ایف اے ہے اگر ایک جوان کمیونسٹ سے اسکی ملاقات ہو جائے تو اسے معلوم ہو اسے کس طرح جواب دینا ہے اگر اسے جواب نہ دے تو اس کا اسلام صحیح نہیں بس قرآن کہتا ہے مجھے آگاہ مسلمان کی ضرورت ہے اور جس طرح مجھے مجاہد کی ضرورت ہے اسی طرح مدافع کی ضرورت ہے۔

اسلام کو ہشام بن حکم کی ضررت ہے۔ ہشام بن حکم حوزہ میں نہیں گیا اور نہ ہی فقہ فلسفہ اور علم کلام میں ماہر تھا لیکن امام صادقؑ کے پاس آتا جاتا رہتا تھا۔ امام صادقؑ ان کو اتنا پسند کرتے کہ روایات میں ملتا ہے۔ ہشام ایک جلسہ میں وارد ہوا جہاں بوڑھے اور صاحب شخصیت بیٹھے ہوئے تھے ابھی اسکی داڑھی نہیں اگی ہوئی تھی۔ ایک ۱۷، ۲۰ سالہ نوجوان تھا۔ امام صادقؑ کھڑے ہوئے

اور کہا آ گے آ جاؤ امام نے اسے اپنے پہلو میں بٹھایا بوڑھے صاحب شخصیت نے کہ اور کہا امام کیوں کھڑے ہوئے اور ہم پر اسکو مقدم سمجھا اور اسے اپنے پہلو میں جگہ دی۔ امام صادقؑ نے توجہ کی اور انہیں کہا کیا تم نے قرآن نہیں پڑھا قرآن کہتا ہے اس کام کو کرو۔ **"یرفع الذین امنو منکم والذین اوتو العلم درجات"** اسلام نے سب امتیازات کو کچل ڈالا۔ پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا۔ **"فروغ ابدینہ ومائی الجاھلیہ تحت قدمی"** یعنی زمانہ جاہلیت کے امتیازات کو ختم کر دیا صرف ایک امتیاز قابل قبول ہے۔ وہ علم اور تقوئی وایمان ہے قرآن فرماتا ہے۔ عالم متدین نہ صرف ایک درجہ امتیاز رکھتا ہے بلکہ کئی درجے امتیاز رکھتا ہے۔ امام صادقؑ نے فرمایا قرآن کہتا ہے میں اس کا اسطرح احترام کروں۔ امامؑ نے فرمایا کس کو معلوم ہے میں اس کا کو کیوں اتنا احترام کروں۔ **"ھذا ناصرنا بلسانہ"** اس لئے کہ یہ زبان سے ہماری مدد کرتا ہے۔ اے عزیز جوانو! دو گروہ اسلام کی مدد کرتے ہیں۔ ایک گروہ محاذ جنگ میں اپنے خون سے اور دوسرا گروہ اپنی زبان سے اسلام کا مدافع ہے۔ اس لئے ہشام بن حکم کو امامؑ نے فرمایا **"ھذا ناصر بلسانہ"** پھر ایک دن ہشام امام صادقؑ کی خدمت میں آیا۔ امام نے فرمایا میں نے سنا ہے تمہارے اور عمر بن عبید جو بہت بڑا عالم تھا کہ درمیان ایک واقعہ پیش آیا ہے۔ ہشام نے جواب دیا جی ہاں فرزند رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم امام نے فرمایا مجھے وہ واقعہ بتاؤ۔ ہشام نے کہا آقا! آپ کے سامنے میری زبان لڑکھڑا جائیگی۔ میں آپ کے سامنے نہیں بول سکتا۔ امام نے فرمایا نہیں تم مجھے بتاؤ۔ اس نے اسطرح واقعہ بیان کیا اے فرزند رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم! میں بصرے گیا میں نے دیکھا عمر بن عبید درس دے رہا ہے۔ میں دروازے کے پاس جوتے اتارنے کی جگہ پر بیٹھ گیا۔ میں نے اس کی طرف منہ کیا اور پوچھا۔ میں پردیسی ہوں کیا آپ میرے ایک مسئلے کا جواب دیں گے۔ اس نے پوچھا تمہارا مسئلہ کیا ہے؟ میں نے پوچھا۔ جناب آپ کی آنکھیں ہیں؟ اس نے جواب دیا یہ کونسا مسئلہ تم پوچھ رہے ہو تم دیکھ رہے ہو

کہ میری آنکھیں ہیں؟ میں نے اس سے کہا اگرچہ احمقانہ سوال کیا ہے لیکن میں اس کا جواب دوں گا۔ میں نے پوچھا کس لئے تمہیں آنکھوں کی ضرورت ہے؟ اس نے کہا دیکھنے کیلئے۔ میں نے پوچھا تمہارے کان ہیں؟ اس نے کہا ہاں۔ میں نے پوچھا کان کس لیے چاہتے ہو۔ اس نے جواب دیا سننے کیلئے۔ میں نے پوچھا تمہارے ہاتھ پاؤں ہیں؟ میں نے پوچھا تمہیں ہاتھ پاؤں کی کیا ضرورت ہے؟ اس نے کہ کام کرنے اور چلنے پھرنے کیلئے کیا تمہارے میں قوہ لامسہ ہے؟ جی ہاں کیونکہ اس سے سختی ونرمی معلوم ہوتی ہے۔ کیا تمہارے میں قوہ شامہ ہے؟ جی ہاں تاکہ خوش بو اور بد بو معلوم کرسکوں۔ کیا تمہارے میں قوہ ذائقہ ہے؟ جی ہاں تاکہ میٹھے اور کڑوے کا پتہ چل سکے پر میں نے پوچھا کیا تمہارے میں دل ہے؟ جی ہاں کہا! میں نے پوچھا دل کس لئے ہے؟ اس لیے کہ صحیح کو باطل سے جدا کرسکوں۔ میں نے کہا تمہارے اس دل کیلئے خدا نے ایک چیز بنادی تاکہ صحیح کو باطل سے جدا کرسکو اور رشک کے موقع پر اس سے رجوع کرسکو۔ کیا انسانوں کیلئے اور اس عالمِ خلقت کے لئے خدا نے بنام امام کسی کو قرار نہیں دیا تاکہ جب شک میں پڑ جاؤ تو اس سے رجوع کرو اور حق کو باطل سے جدا دیکھ سکو۔ اس نے کوئی نہیں جواب دیا تھوڑی دیر اس نے سوچا۔ اس نے اپنا سر بلند کیا اور پوچھا؟ تم کہاں کے رہنے والے ہو؟ میں نے کہا۔ دیں اہل کوفہ ہوں۔ اس نے پوچھا کیا تم ہشام بن حکم تو نہیں ہو؟ میں نے کہا جی ہاں۔ وہ کھڑا ہوا اس نے مجھے بغل میں لیا اور مجھے چوما اور مجھے اپنے پہلو میں بٹھالیا۔ اس نے میری خاطر درس کی بھی چھٹی کردی۔ امام صادقؑ بہت خوش ہوئے آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا ہشام اس دلیل کو تم نے کہاں سے سیکھا ہے؟ اس نے کہا میں نے آپ کے درسوں سے سیکھا ہے۔ امام نے فرمایا یہ صحف ابراھیم اور زبور داؤد میں ہے۔ امام اس لئے ہشام کا اتنا احترام کرتے تھے۔ ہم سب کو چاہیے ہم مدافع اسلام ہوں۔ اصحاب رسول و آئمہ طاہرینؑ سب اسی طرح کے تھے۔ ان کے مرد اور خواتین سب اسی طرح تھے۔ اگر مسلمان دانا و آگاہ ہو وہ فریب نہیں کھاتا ہے۔ ایک انسان تھا اس نے بصرے میں

دعویٰ کیا میں بہت اچھا انسان ہوں اس کا دعویٰ یہاں تک پہنچا جب لوگ اس کے ارد گرد گھڑے ہوئے تو اس نے کہا چخ چخ (جیسے کتے کو کرتے ہیں) لوگوں نے پوچھا یہ کیا؟ اس نے جواب دیا کتا مسجد الحرام میں داخل ہونے لگا تھا میں نے اس کو دور کیا ہے۔ اس کے مریدوں نے کہا دیکھیں کیسا انسان ہے۔ بصرے میں بیٹھ کر مکہ کے حالات سے آگاہ ہے۔ ایک بھولے انسان نے گھر آکر اپنی بیوی کو یہ واقعہ بتایا۔ بیوی نے کہا تم اتنے اچھے انسان کی دعوت کیوں نہیں کرتے نہ صرف اسکی بلکہ اس کے مریدوں کی دعوت نزدیک کرو تا کہ ہم نزدیک سے اسکو دیکھیں۔ مرد خوشحال تھا۔ اس نے کہا بہت اچھا۔ اس نے اس شخص کو معہ اس کے مریدوں کے دعوت دی۔ یہ عورت چاہتی تھی عملاً اس کو پرکھے۔ اس نے دستر خوان بچھایا کھانے میں پلاؤ اور مرغ تھا۔ اس نے ہر پلیٹ میں چاول اور اوپر کچھ مرغ ڈالا۔ اور کہا کہ ہر ایک کے آگے رکھتا جائے۔ جب خود اس شخص کی باری آئی اس نے عورت سے کہا میں چاہتی ہوں پورا مرغ اس شخص کو دوں لیکن شاید دوسرے لوگوں کو برا لگے اس لئے میں مرغ کو چاولوں کے نیچے رکھ دیتی ہوں۔ جب پورا دستر خوان لگ گیا اس شخص نے دیکھا ہر کی پلیٹ میں چاولوں پر مرغ ہے سوائے اس کی پلیٹ کے۔ اس نے فریاد بلند کی تم لوگوں نے میری توہین کی ہے؟ ہر ایک کو مرغ دیا لیکن مجھے مرغ نہیں دیا۔ عورت دروازے کے پیچھے سے بول۔ جناب آپ تو بصرے سے مسجد الحرام میں کتا دیکھ لیتے ہیں لیکن مرغ تو آپ کو چاولوں کے نیچے نظر نہیں آتا۔ وہ وہاں سے اٹھا اور فرار کر گیا۔ اسلام اس طرح کے ذہین و دانا افراد چاہتا ہے جو ہر کسی کے فریب میں نہ آجائیں۔ اس طرح کی بہت سی خواتین ہیں لیکن اب گفتگو کا موقع نہیں شاید زمانے کا تقاضا بھی نہ ہو۔ ایسی ایسی خواتین چاہتا ہے۔ یہ خاتون میٹرک پاس نہ تھی لیکن اس نے اسلام کیلئے کام کیا۔ اسی طرح ہشام بن حکم اس کے پاس بی۔ اے کی ڈگری نہیں تھی لیکن محراب و منبر سے اس کا واسطہ تھا۔ اسلام میں اسطرح کی مثالیں بہت موجود ہیں۔ اسلام اگر چہ یہ کہتا ہے تعلیم و تعلم کیلئے ایک گھنٹہ بیٹھنا ستر سال کی عبادت سے بہتر ہے۔ اس وجہ ہے اسلام چاہتا ہے ایسے افراد

بنیں جو مدافع اسلام ہوں۔

لڑکیوں سے عرض کرتا ہوں اگر تم لوگ ایک لاپرواہ لڑکی کے سامنے اسلامی حجاب کو ثابت نہ کر سکیں تو تم ناقص ہو اگر چہ تم بی اے ہو۔ لڑکوں سے گزارش ہے اگر چہ تم ڈاکٹر بن جاؤ اور طبعی علوم میں ماہر بن جاؤ۔ اگر ایک جوان نے تمہارے ساتھ بات چیت کی اور تم اسے جواب نہ دے سکو تو تم ناقص ہو اسلام کی رو سے تم جاہل ہو۔ تم سب مدافع اسلام ہو۔ اسلام تعلیم و تعلم کو اتنی اہمیت دیتا ہے اسکی وجہ یہ ہے کہ اگر انسان عالم ہوگا تو پھر اس پر ظلم نہیں کیا جائے گا۔ ظلم اس پر کیا جاتا ہے جو جاہل ہوتا ہے۔ تم اسلامی ممالک کو دیکھو۔ کمزور ملک میں استعمار مسلط ہے۔ ان کی کوئی فرہنگ نہیں ہے اور اگر ہے بھی تو اس کا کوئی فائدہ نہیں۔ تم ایران اور زمانہ طاغوت میں اس کی فرہنگ کو دیکھو وہی فرہنگ ہمیں ارث میں ملی ہے اب بھی ہماری فرہنگ ناقص ہے۔ ہماری فرہنگ اسلامی اور خود کفیل ہونی چاہیے۔ ہسپانیہ پر قبضہ کرنا چاہتے تھے۔ وہ ہسپانیہ جو علوم میں ماہر تھا وہ ہسپانیہ جس نے مغرب کو تمدن دکھایا۔ وہ ہسپانیہ جس کے بارے تاریخ انگلستان لکھتی ہے اگر انگلستان محترم ہوا ہے وہ ہسپانیہ کیوجہ سے ہوا ہے۔ اس ہسپانیہ پر قبضہ کرنا چاہتے تھے۔ بہت بری طرح اس پر قبضہ کیا گیا انہوں نے مسلمان کا قتل کیا صرف ایک رات میں ۱۸ ہزار افراد کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ اور لوگوں کی لاشوں کو آویزاں کر دیا۔ ظلم و ستم یہاں تک پہنچ گیا۔ محمد بن رافع کہتا ہے۔ میں چھوٹا بچہ تھا۔ میرے باپ نے مجھے ایک کمرے میں بلایا اور زمین میں سے ایک کتاب کو نکال کر کہا یہ قرآن ہے۔ میں اس کو یہاں دفن کر رہا ہوں۔ مواظب رہے کسی کو نہ بتانا حتیٰ ماں کو بھی نہ بتانا۔ کہ تم مسلمان ہو اور یہ تمہاری کتاب ہے یا اگر انہیں معلوم ہو جائے یہ تمہاری کتاب ہے وہ تمہیں مار ڈالیں گے۔ وہ کہتا ہے میں نے دوبارہ کتاب کو زمین میں دفن کو دیا۔ اور باہر آ گیا میں مدرسہ میں گیا ہے اور ان کے بدن کے آدھے حصے کو سڑک کے اس طرف اور دوسرے آدھے حصے کو سڑک کے اُس طرف پھینک دیا ہے اس نے مجھے کہا آؤ یہاں سے چلیں اس طرح اس نے

مجھے شہر سے باہر بھیج دیا۔ یہ مسلمانوں کے ساتھ کیا اور بالآخر ہسپانیہ پر قبضہ کرلیا گیا تمہیں معلوم ہے ہسپانیہ پر کیوں قبضہ ہوا؟ سب مورخین لکھتے ہیں ۲ چیزوں کی وجہ استعماری ہسپانیہ پر قابض ہو گئے۔ ایک نالائق حکومت کی وجہ سے جو اسلامی میں تھی۔ پہلے استعماری فرہنگ لائے پھر مرکزِ فحشاء یہاں تک کہ شراب مفت مہیا تھی جوانوں کیلئے مفت عورتیں مہیا تھیں۔ جب مراکز فحشاء زیادہ ہو گئے اور فرہنگ استعماری کا غلبہ ہو گیا۔ پھر انہوں نے ایک ہی رات میں ہسپانیہ پر قبضہ کر لیا۔ سب جگہ اسی طرح ہے۔ اصفہان میں ایک شاعر تھا۔ یہ ہمیشہ سب کو طنز کرتا امامزادہ عالم تاجر کا سب اور شاعر ہر کسی کو طنز کرتا بدگوئی اس کی فطرت تھی۔ اس کے نوکر نے بتایا کہ اس نے مجھے کہا جاؤ میرے گھوڑے کو پانی پلا کر واپس آ گیا۔ اس نے مجھ سے کہا تم بہت جلدی واپس لوٹ آئے ہو۔ میں نے کہا ہاں مدرسہ کا دروازہ کھلا تھا میں نے مدرسہ میں جا کر اس کو پانی پلایا ہے۔ اس نے کہا جاؤ اور اس گھوڑے کو بیچ دو یہ اب بوجھ نہیں اٹھائے گا اب وہ چاہتا تھا مذاق کرے کہ جو مدرسہ کا پانی پیتا ہے وہ سست ہو جاتا ہے۔ جب اس جملہ کو مجھے بتایا میں نے کہا اتفاقاً یہ اچھا جملہ ہے۔ جو مدرسہ کا پانی پیئے وہ کسی کا بوجھ نہیں اُٹھاتا وہ اگر عالم ہو بوجھ اٹھاتا ہے نہ کسی پر بوجھ ڈالتا ہے۔ بقول قرآن شریف ''لایظلمون ولا یظلمون''

یعنی ظلم کرتا نہ ظلم برداشت کرتا ہے مسلمان درندہ ہے نہ گدھا۔ درندہ ظلم کرتا ہے اور گدھا ظلم برداشت کرتا ہے لیکن ظلم کرتا ہے نہ ظلم برداشت کرتا ہے۔ جو قوم برداشت کرتی ہے وہ گدھے کی طرح ہے۔ وہ روز قیامت گدھے کی شکل میں محشور ہوگی اور جو قوم دوسروں پر ظلم کرتی ہے وہ درندے کی صورت میں وارد محشر ہوگی ان آیات و روایات سے معلوم ہوتا ہے اسلام کہتا ہے مجھے ظالم اور مظلوم کی ضرورت نہیں۔ مجھے دانا کی ضرورت ہے تا کہ ظلم برداشت نہ کرے اسلام نے تعلیم و تعلم کو اتنی اہمیت دی اسکی ایک وجہ یہ ہے کہ تم لوگ تعلیم و تعلم کی طرف راغب ہو جس طرح کل عرض کیا تھا اسی طرح بچوں کو پروان چڑھاؤ۔ یہی وجہ ہے قرآن فرماتا جو دانا نہ ہو اس کا ایمان صرف زبان کی حد تک ہے۔

بعض افراد ایسے ہیں جن کا ایمان انکی زباں تک محدود ہے اور ایمان نے ان کے دلوں میں رسوخ نہیں کیا۔ ایسے افراد علمی نہیں ہوتے بقول ابا عبداللہ الحسین صلی اللہ علیہ والہ واٰسلم جو اپنے خطبے میں فرماتے ہیں۔

"الناس عبید الدنیا والدین لعق علی السنتهم"

یعنی لوگ معمولاً دنیا پرست ہیں۔ دین صرف انکی زبان کی نوک پر ہے جب دین صرف انکی زبان پر ہوگا اگر خیر ان تک پہنچے تو بہت خوشحال ہوتے ہیں۔ خدا کا شکر ادا کرتے ہیں۔ اگر اس کا کاروبار بیوی بچے سب اچھے ہوتے ہیں وہ اطمینان میں ہوتا ہے لیکن اگر جنگ کا سامنا کرنا پڑے یا کوئی کمی اجائے تو یہ چیخ و پکار کرتا ہے۔ نہ صرف انقلاب اور خدا سے گلا کرتا ہے۔ بلکہ گھر میں بیوی بچوں سے الجھتا ہے۔ باہر گاہکوں سے اچھا سلوک نہیں کرتا ہے۔ قرآن کہتا ہے **"خسر الدنیا الا خرة"** یعنی اس نے دنیا آخرت میں گھاٹا کھایا۔ اگر رساں عالم نہ ہوتو اس کا دین زبان تک محدود ہوتا ہے امیر المومنین نہج البلاغہ میں فرماتے ہیں۔

"الناس ثلاثه عالم زبانی ومتعلم علی سبیل نحاة وهمج رعاء اتباع کل ناعق یمیلون مع کل ریح لم یست فیو بنو رالعلم ولم یلجئو الی رکن وثیق"

حضرت علیؑ فرماتے ہیں لوگ ۳ قسم کے ہوتے ہیں ایک قسم کے لوگ عالم ہوتے ہیں دوسری قسم کے لوگ ان کا سہارا یعنی متعلم ہوتے ہیں۔ یعنی وہ لوگ جن کا تعلق محراب و منبر اور دینی کتابوں سے ہوتا ہے۔ تیسری قسم کے لوگ **"همج رعاء"** یعنی پست مچھر ہیں۔ ان مچھروں کی دو قسمیں ہیں ایک قسم وہ ہے جو استقلال رکھتے ہیں مثلاً ہر دن کی کھیاں۔ دوسری قسم وہ ہے جو استقلال نہیں رکھتے۔ کاٹتے ہیں رات کو مخصوصاً خاکی مچھر جس طرف ہوا کا رخ ادھر ہو یہ چلے جاتے ہیں امیر المومنینؑ فرماتے ہیں اگر انسان عالم یا تابع عالم نہ ہو وہ **"همج رعاء"** ہے پھر فرماتے ہیں۔ جہاں سے آواز آتی ہے اسی طرف چلے جاتے ہیں جہاں بھی ہوں ماتم کرتے ہیں علم علی ہو تب بھی ماتم کرتے ہیں علم معاویہ ہو تب بھی ماتم کرتے ہیں اس کے بعد ہے جہاں ہوا جائے یہ بھی وہاں

چلے جاتے ہیں کیونکہ نور علم سے ان کے دل روشن نہیں ہوئے۔ کیونکہ عالم سے ان کا کوئی واسطہ نہیں ہوتا۔ ایک دن صحیح ہوتے ہیں تو ایک دن کمیونسٹ بن جاتے ہیں اور ایک دن توبہ کر لیتے ہیں۔ جو لگ ہج ہوتے وہ اسی طرح ہوتے ہیں۔ اسلام چاہتا ہے تم عقل کے تابع رہو علم کے تابع رہو۔ اگر عالم نہیں ہو تو متعلم یعنی طالب علم بنو۔ تمام فساد اسی جگہ سے پھوٹتے ہیں امیر المومنینؑ فرماتے ہیں دو قسم کے لوگوں نے علی کی کمر توڑی۔

"قصم ظهري رجلان عالم متهتك وجاهل متنسك" (بحار اجلد صفحہ ۱۱۱)

ایک عالم بے عمل نے علیؑ کمر توڑ دی مثل عمرو عاص۔ ایک جاہل مقدس مثلاً نہروان کے خوارج نے نماز شب پڑھتے تھے لیکن نادان تھے۔ ناسمجھ تھے انکی ناسمجھی یہاں تک پہنچ گئی کہ انہوں نے علیؑ کو کافر کہا۔ بقول جرجرداق مسیحی انکی ناسمجھی یہاں تک پہنچ گئی کہ انہوں نے ولی خدا کو مسجد خدا میں قربتہ الی اللہ مار ڈالا۔ اگر ہم کہتے ہیں تابع عالم ہو جاؤ اس لئے جو تابع عالم نہیں ہوتا وہ شخص قربتہ الی اللہ مطہری کو مار ڈالتا ہے۔ جس کا تعلق علیؑ سے نہیں ہوتا وہ خود بخود علی ولی خدا کو قربتہ الی اللہ مسجد میں قتل کر دیتا ہے۔ ابن ملجم نے قربتہ الی اللہ تلوار ماری۔ عالم بن اگر عالم نہیں ہو تو متعلم بنو۔ محراب و منبر سے تعلق رکھو۔ خواتین و مرد حضرات! ایسا کام کرو کہ تمہارے جوان محراب و منبر سے تعلق رکھیں۔ لا پرواہی نہ برتو۔ اگر تمہارے جوانوں کو کوئی شبہ ہے انکو ایسے افراد کے پاس لے جاؤ جوان کے شبہ کو دور کر دیں۔ عزیز جوانو! میں تم سب کو کہتا ہوں اسلا مخصوصاً مکتب تشیع فولاد سے زیادہ محکم ہے۔ اسکی بنیاد بہت محکم ہے۔ ہر مشکل کا اس کے پاس جواب ہے۔ ایسا نہیں ہو سکتا کہ ماہر علم تمہارے شبہ کا جواب نہ دے۔ اگر تمہیں کوئی شبہ ہو تو ماہر عالم کی طرف رجوع کرو اور اپنے شبہ کو دور کرو ایسا نہ ہو نفس امارہ اور شیطان تجھے وسوسہ میں ڈالے اگر عالم نہیں متعلم بنو۔ اللہ کا شکر ہے دینی کتابیں مثلاً معارف اسلامی علم کلام اور اخلاق میں بہت زیادہ لکھی گئی ہیں۔ جوانو! توضیح المسائل اور محراب و منبر سے تعلق قائم کرو۔ جان لو یہ تمہارے نفع کیلئے ہے۔ جان لو امیر المومنین علیہ السلام فرماتے ہیں اگر محراب و منبر سے تعلق قائم نہ کرنے کی وجہ سے ہے۔ دیر ہو گئی ہے لیکن ایک جملہ بتاتا

جاؤں بہت سے جاہل الٹ سمجھتے ہیں۔امیر المومنینؑ نہج البلاغہ میں فرماتے ہیں معاویہ کو خط لکھا آپ نے فرمایا معاویہ میں نے سنا ہے تم مسجد بنا رہے ہو پھر نہج البلاغہ میں فرماتے ہیں معاویہ تم اس عورت کی طرح ہو جو زمانہ جاہلیت میں زنا کر کے پیسوں کو صدقہ میں دے دیتی ہے۔لوگ اس سے کہتے ہیں۔

"**فویل لك لا تزن ولا تتصدقی**" تیرے لئے ویل ہے نہ زنا کر اور نہ صدقہ دے۔اگر انسان جاہل ہو پھر اس طرح ہو جاتا ہے لوگوں کو مال حرام قربۃً الی اللہ دیتا ہے۔اگر انسان جاہل ہو۔مظلوم کو قربۃً الی اللہ مارتا ہے یہاں تک کہ گناہ کو ثواب کی غرض سے انجام دیتا ہے۔قرآن فرماتا ہے۔

"**ھل انبئکم بالا خسرین اعمالاً الذین ضل سعیھم فی الحیاۃ الدنیا و یحسبون انھم یحسنون صنعا**"

کیا تم چاہتے ہو گھاٹا اٹھانے والے افراد تمہیں بتاؤں۔پھر فرماتا ہے ایسے افراد وہ لوگ ہیں جو برے کام کرتے ہیں لیکن خیال کرتے ہیں وہ اچھے کام انجام دیتے ہیں۔جاہل کا کام یہی ہے امیر المومنینؑ فرماتے ہیں "**الجاھل اما مفرط او مفرط**" جاہل یا افراط گر ہے یا تفریط گر ہے یہ دونوں غلط طریقے ہیں۔دونوں خلاف اسلام ہیں۔بہترین وہ شخص ہے جو معتدل اور میانہ رو ہوتا ہے۔اس کا عالم سے رابطہ ہوتا ہے۔تمہارے بچوں کا عالم سے رابطہ ہونا چاہیے۔

درس ۱۷

باب ۱۱

بچے کے بارے ماں باپ کے وظائف:

ہماری گفتگو تہذیب نفس کے بارے میں ہے یعنی ماں باپ کا وظیفہ ہے اپنے بچے، جوان اورنو جوان کی تربیت کریں۔ اخلاقی برائیوں کو ان سے دور رکھیں اور اچھائیوں کو ان میں راسخ کریں۔ جسطرح ماں باپ کا یہ وظیفہ ہے کہ وہ مہذب بنیں۔ بری صفات کو اپنے اندر سے نکال دیں اور اچھی صفات پیدا کریں اس طرح کا فرض ہے اپنے بچوں میں اچھی صفات پیدا کریں اور انکے دلوں میں سے بری صفات نکالیں۔ تہذیب نفس ایک مفصل اور پراز بحث ہے۔ لہذا ایک دو تین بلکہ چار سال اس کے بارے گفتگو ہو معمولاً وقت ختم ہو جاتا لیکن بحث ختم نہیں ہوتی۔ ایک دو جلسوں میں اس بحث کو پایہ تکمیل تک نہیں پہنچایا جا سکتا ہم سب کو خصوصاً جوانوں کو یہ معلوم ہونا چاہیے کہ یہ مسئلہ اسلام کی رو سے سب سے زیادہ واجب ہے۔ نماز واجب ہے لیکن اس سے زیادہ واجب تہذیب نفس اور مسئلہ اخلاق ہے۔ روزہ حج اور جھاد یہ سب واجب ہیں لیکن اس نسب سے زیادہ واجب تہذیب نفس اور اخلاق ہے سب فقہاء خصوصاً جنہوں نے علم اخلاق پر کام کیا ہے مثلاً شہید ثانی۔ استاد بزرگوار علامہ طباطبائی اور رہبر انقلاب آیت اللہ خمینی اس سب نے اقرار کیا ہے کہ تہذیب نفس سب واجبات میں سے واجب تر ہے لہذا یہ اہم مسئلہ ہے یہ اتنا اہم مسئلہ ہے کہ تقریباً ۲ ثلث قرآن اسی مسئلہ کے بارے میں ہے۔ بالواسطہ یا بلا واسطہ ار یہ کہا جائے کہ قرآن اصولاً اخلاق اور آدم سازی کی کتاب ہے تو یہ غلط نہ ہوگا۔ یہ مسئلہ اتنا اہم ہے ہمارے استاد بزرگوار رہبر انقلاب مدعی تھے کہ سب آیات قرآن اخلاق سے مربوط ہیں کوئی ایسی نہیں جو اخلاق سے متعلق نہ ہو۔ اگر اتنی گہرائی سے ان کو نہ سمجھیں تب بھی مسلم ہے ۲ ثلث قرآن تہذیب

نفس کے متعلق ہے۔ یہ مسئلہ اتنا اہم ہے سورۃ شمس میں خدا نے ۱۱ مرتبہ قسم کھائی اور اس کے بعد فرمایا۔

"قد افلح من زکھا و قد خاب من دسیھا" یہ سورۃ منفرد ہے یعنی قرآن میں کوئی سورۃ ایسی نہیں جس میں گیارہ بار قسم کھائی ہے۔(خدا نے ۱۱ بار) کھانے کے بعد فرمایا رستگاری اور نجات صرف ان کے لئے ہے جو مہذب ہوں اور جو اپنے دلوں سے برائیاں نکال دیں۔اس کے بعد خدا نے فرمایا بد بخت ہے وہ شخص جس پر بری صفات حکم فرما ہوں۔ یہ مسئلہ اتنا اہم ہے کہ ایک لاکھ ۲۴ ہزار پیغمبر اسی لئے آئے تھے قرآن شریف میں ہے۔

"ھوا الذی بعث فی الا میین رسولاً منھم یتلو علیھم ایاته ویز کیھم ولیعلمھم الکتاب والحکمة"

پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم معجزہ لے کر آئے۔تہذیب نفس اور سطح علم کو بالا کرنے کیلئے آئے پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم اسلام نے فرمایا۔

(بعثت لاتمم مکارم الاخلاق)

پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مبعوث ہوا ہوں تا کہ لوگوں کو مہذب کروں اور اچھی صفات اور فضیلت کو لوگوں کے دلوں میں راسخ کروں۔ چونکہ یہ مسئلہ بہت اہم ہے اسلیئے ہم بھی اس کو بہت اہمیت دیں گے خصوصا اپنے بچوں کے لئے۔اگر تم روایات اہل بیت کی طرف رجوع کرو مثلاً بحار الانوار مرحوم علامہ مجلسی کو دیکھو تو تمہیں معلوم ہو جائے گا اس کتاب کی اکثر روایات اخلاق کے بارے میں ہیں اگر چہ اس میں فقہ معارف اسلام اور تفسیر کے بارے میں بھی روایات ہیں لیکن اگر اخلاقی روایات کا مطالعہ کریں تو معلوم ہوگا اکثر اخلاق سے مربوط ہیں قرآن شریف فرماتا ہے۔

(والبلد الطیب یخرج نباته باذن ربه والذی خبث لا

یخرج الا نکدا) دل کوزمین سے تشبیہ دی گئی ہے۔اگرزمین آباد ہوگئی۔اگرزمین میں اچھا بیج بویا گیا ظاہر ہے اچھی فصل اُگے گی لیکن اگر دل سیم زدہ ہوگیا۔زمین شور ہوگئی تو پھر وہ پھل نہیں دے گی اگر تمدرخت کوزمین شور میں بویا گندم کے دانہ کوشورزمین میں بوتو یہ درخت اور گندم کا دانہ تباہ ہو جائے گا۔قرآن فرماتا ہے پاک اور صاف دل اس طرح ہوتا ہے۔اگر تم نے اپنے بچوں کومہذب بنالیا اگران کے دل حسد کینہ،بخل سے پاک ہو گئے گویا یہ زمین آباد ہوگئی۔اچھی فصل دے گی یہ بچہ ایسا ہوگا کہ اسے بہن بھائیوں کی فکر ہوگی۔حتیٰ اگر ایک سیب اس کو دیا جائے گا تو اسے اچھا نہیں لگے گا کہ وہ تنہا سیب کھائے وہ بہن بھائیوں کے ساتھ مل کر کھائے گا اس طرح اس کے بہن بھائی بھی ایسے ہی بنیں گے جب یہ بچہ بڑا ہوگا اس کو اب یہی فکر ہوگی کہ معاشرے کی مشکلات کوحل کیا جائے۔لیکن اگر تمہارے بچے کوصرف اپنی فکر ہوگی اور وہ حاسد بخیل بنے گا بچپن میں ہی اپنی بہن کو مارے گا جس بچے پر اس کا تسلط ہوگا اس پر حکم چلائے گا۔اسکی غذا چھین لیتا ہے جب بڑا ہوتا ہے۔حقہ اور باز چیزوں میں ملاوٹ کرنیوالا بنتا ہے جونک کی طرح دوسروں کا خون چوستا ہے قرآن فرماتا ہے۔

(قل کل یعمل علی شاکلتہ) اسرار۸۴

اس کا مطلب ہے کوزے سے وہی ٹپکتا ہے جو اسمیں ہوتا ہے اگر بری صفات تم پر مسلط ہوں تمہارا دل ایک کوزے کی مانند ہے جس میں شراب ہو۔پس جس کوزے میں شراب ہو اس میں سے شراب ٹپکتی ہے اور اگر تمہارا دل پاک ہو اچھی صفات تمہارے پر مسلط ہوں تمہارا دل ایک ایسے کوزے کی طرح ہے جس میں پانی ہو۔اس کوزے میں سے پانی ٹپکے گا۔گھر میں تجربہ کرو یقیناً تم نے پہلے بھی مشاہدہ کیا ہوگا اب بھی تجربہ کر سکتے ہو اگر تم میں بری صفات ہیں گویا یہ شراب کا کوزہ ہے۔جس سے شراب ٹپکتی ہے۔تمہارا حاسد بچہ دوسرے بچوں سے گھل مل کر نہیں رہتا حتیٰ اپنے بہن بھائیوں سے اس کا گزارا نہیں ہوتا۔اگر تم نے اسکے سامنے کسی دوسرے بچے کو چوما تو اس کا

رنگ بدل جاتا ہے۔اگراس کی قدرت میں ہوتو وہ بچے کو اندھا کر ڈالے۔اگر تمہارا حاسد بچہ دیکھ لے کہ ماں شیر خوار بچے کو چوم رہی ہے اور اسکو دودھ پلا رہی ہے اسکا حسد گل کھلاتا ہے۔اگر تمہارا بچہ مہربان ہوگا تو تم دیکھو گے کہ یہ بچہ ۳،۴ سال کی عمر سے ہی مہربان ہوگا جب شیر خوار بچہ روتا ہے تو یہ بھی رو پڑتا ہے اگر آپ بچے کو چپ کرا دیں تو اسے سکون ملتا ہے وگرنہ یہ بھی روتا ہے۔جب ماں شیر خوار بچے کو چومتی ہے تو وہ بھی ہنستا ہے اور آ کر ماں کی طرح بچے کو پیار کرتا ہے۔خود ہم بھی اسی طرح ہیں یا گر ایک متکبر انسان ہو کسی کے ماتحت نہیں رہتا۔محراب و منبر سے اس کا تعلق نہیں ہوتا۔ضعیف و بے چارے افراد کیساتھ نہیں بیٹھتا۔حق اور حقیقیت کو قبول نہیں کرتا۔لہذا قرآن فرماتا ہے۔

"وما ارسلنك فی قریة من نزیر الا قال متر فوها انا بما ارسلتم به کافرون" اسراء ٨٤

قرآن فرماتا ہے کہ ہم نے کوئی پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم ایسا نہیں بھیجا جسکی قر تمند، سرکش اور صاحب نعمت نے انکی مخالفت نہ کی ہو ایک لاکھ ۲۴ ہزار پیغمبروں کی لوگوں نے مخالفت کی۔قرآن فرماتا ہے جن لوگوں نے مخالفت کی معمولاً متکبر تھے نہ کہ مستضعف۔قرآن اور تاریخ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے جو سب سے پہلے پیغمبروں کے قریب آئے وہ ننگے پاؤں اور متواضع انسان تھے۔سرکش اور متکبر نہ تھے۔متکبر لوگ جان بوجھ کر حق کو نہ مانتے اور کہتے مجھے معلوم ہے حق ہے لیکن قبول نہیں کروں گا۔بلکہ اعلان حق کے مقابلے میں ناحق کہتے تا کہ حق ختم ہو جائے۔ایسے لوگ ہر وقت موجود ہوتے تھے۔حضرت آدمؑ کے زمانے سے اب تک بلکہ روز قیامت تک موجود ہے تم سب کے ذہن میں یہ آیت جو میں نے پڑھی ہے ہونی چاہیے **"قل کل یعمل علی شکلته"** کوزے سے وہی ٹپکتا ہے جو اس میں ہوتا ہے۔اگر تمہارے اندر بری صفات ہونگی تو تمہاری فکر اور کردار بھی برا ہوگا اس کے برعکس اگر تمہارا دل پاک ہوگا تمہاری فکر اور کردار

پاک اور اچھا ہوگا۔اگر تمہارے دل میں بری صفات ہونگی۔ یہ تمہیں بد بخت بنا دیں گی قرآن شریف فرماتا ہے **"قد خاب من دسیھا"**

اگر تمہارے بچے میں بری صفات ہونگی تو وہ یقیناً بیچارے ہو جائیں گے ان بری صفات کو ختم کرو وگرنہ قطعاً بیچارے ہو جائیں گے۔ جب انسان تاریخ اور افراد کا مطالعہ کرتا ہے دیکھتا ہے کہ ایسے ہی ہوتا ہے۔قرآن لوگوں کو ۲ حصوں میں تقسیم کرتا ہے۔ایک قسم وہ لوگ ہیں کہ جب حق کو دیکھتے ہیں نہ صرف حق کو قبول کرتے ہیں بلکہ بہت خوشحال ہوتے ہیں اور خوشی کے آنسو بہاتے ہیں اور خدا کا شکر ادا کرتے ہیں کہ ہم نے حق کو ڈھونڈ لیا ہے قرآن فرماتا ہے۔

"واذا سمعو ما نزل الی الرسول تری اعینھم تفیض من الدمع مما عرفو امن الحق" مائدہ ۸۳

جب یہ حق کو سنتے ہیں اس قدر خوشحال ہوتے ہیں خوشی کے آنسو بہاتے ہیں اور کہتے ہیں خدا کا شکر ہے ہم نے حق کو پالیا ہے۔قرآن کہتا ہے دوسری قسم وہ لوگ ہیں جب حق کو دیکھتے ہیں اس کو قبول نہیں کرتے اور جب دیکھتے ہیں کہ انکی تلوار حق نہیں کاٹ سکی تو کہتے ہیں قران فرماتا ہے۔

"واذقالو اللھم ان کان ھزا ھو الحق من عندک فامطر علینا حجارۃ من اسماء اوئتنا بعذاب الیم" انفال ۳۲

جب دیکھتے ہیں حق ترقی کر رہا ہے۔خدا سے موت کے طالب ہوتے ہیں۔ کہتے ہیں اے خدا! ہمارا دل چاہتا ہے آتش یا سنگ آسمان سے آئے اور ہمیں نابود کردے تا کہ ہم اسلام کی ترقی کو نہ دیکھ سکیں۔اس آیہ شریفہ کے ذیل میں لکھتے ہیں جب پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام کا ہاتھ بلند کیا اور انہیں خلافت پر نصب کیا۔ایک شخص بلند ہوا اور پیغمبر صلی اللہ علیہ

والہ وسلم کے سامنے آ کر کہنے لگا۔ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم یہ کام جو آپ نے انجام دیا ہے آپکی اپنی طرف سے ہے یا خدا کی طرف سے ہے؟ اگر آپ کی طرف سے ہے تو مجھے قبول نہیں ہے اور خدا کی طرف سے ہے میں اس کو نہیں دیکھ سکتا۔ آپ خدا سے چاہیں کہ آسمان سے آتش یا سنگ آئے جو مجھے نابود کر دے۔ آیہ شریفہ نازل ہوئی۔ **"سال سائل بعذاب واقع" معارج ۱**

دیکھیے انسان کتنا بدبخت ہے۔ مرنے کیلئے تو تیار ہے لیکن حق کو نہیں دیکھ سکتا۔ یہ بری صفات کی صورتحال ہے۔ چونکہ آج غدیر کا دن ہے اور یہ دن حضرت علی علیہ السلام سے منسوب ہے۔ اس لئے انکی تاریخ بیان کرتا ہوں تم دیکھنا کہ امیر المومنینؑ کو کیوں قتل کیا؟ امیر المومنین کو حسد نے قتل کیا۔ امیر المومنینؑ کو دولت کی محبت ریاست کی چاہت نے قتل کیا۔ مولا امیر المومنینؑ نے ۲۵ سال خانہ نشینی اختیار کی اس کے بعد زبردستی خلافت ان کے سپرد کی گئی۔ نہج البلاغہ میں ہے میں نے ان لوگوں سے کہا اب گرے ہوئے پانی کو اُٹھایا نہیں جا سکتا۔ اب پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا خلیفہ نہیں بنا جا سکتا انہوں نے قبول نہ کیا اور یہ کام زبردستی ان کے سر پر ڈال دیا۔ امیر المومنینؑ فرماتے ہیں لوگوں نے زبردستی علیؑ کی بیعت کی۔ جب لوگ مولا امیر المومنینؑ سے بیعت کرنا چاہتے تھے آپؑ منبر پر گئے اور ایک خطبہ دیا آپ نے فرمایا۔ میرا انداز پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا انداز ہوگا جس طرح پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم بیت المال کو تقسیم کرتے تھے میں اسی طرح تقسیم کروں گا۔ میں ہر ایک کے ساتھ اس وقت تک ہوں جب تک حق اس کے ساتھ ہوگا۔ اگر ظلم واقع ہوا تو اس کو جڑ سے اکھیڑ دوں گا۔ اگر چہ وہ لوگ تعلق والے ہوں۔ اگر میں نے دیکھا کہ کوئی بیت المال کو وہ رقم حق مہر کی دی ہو۔ سب نے آواز بلند کی اللہ اکبر یعنی جی ہاں ٹھیک ہے۔ بالآخر لوگوں نے بعنوان خلیفہ حضرت علیؑ کی بیعت کی علیؑ خلیفہ ہو گئے۔ پہلے دن لوگوں نے سمجھا شاید علیؑ مذاق کر رہے ہیں۔ جب لوگوں نے دیکھا بیت المال صرف وہاں مصرف ہو رہا

ہے جہاں اسلام کہتا ہے دولت پرست اور ریاست طلب لوگ مثل طلحہ وزبیر شعلہ ور ہوئے۔ لہذا امیرالمومنینؑ کے پاس آ کر کہنے لگے ہم یہاں بے کار ہیں ہماری بھی کوئی فکر کیجئے۔ امیرالمومنینؑ نے فرمایا یہاں کوئی پوسٹ نہیں اگر پوسٹ ہوتی تو کوئی حرج نہیں تھا۔ بغض علیؑ ان کے دل میں بیٹھ گیا۔ وہ لوگ جن کے لئے عثمان کے زمانہ میں خلافت کے بہت امکانات تھے اب حضرت علیؑ کے عدل کے ساتھ صبر ان کے لئے مشکل تھا۔ ایک رات گلہ وشکوہ کیلئے حضرتؑ کے پاس آئے۔ حضرت علیؑ کے سامنے شمع جل رہی تھی جبکہ حضرت بیت المال کا حساب کر رہے تھے۔ مولا نے ان کے دو کی طرف منہ کیا۔ کیونکہ نسبتاً یہ اچھے انسان تھے رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے اصحاب خاص تھے نماز شب پڑھتے تھے۔ محاذ جنگ پر جاتے تھے۔ امیرالمومنینؑ زبیر کی تعریف کرتے اور کہتے اچھا انسان تھا زبیر کو اس کے بیٹے عبداللہ نے خراب کیا خدا نہ کرے کوئی دولت پرست اور مقام پرست ہو۔ امیرالمومنینؑ نے اپنا سر بلند کیا اور فرمایا تمہیں کوئی کام ہے؟ انہوں نے گلہ شروع کیا یا علی ہم آپ کے عزیز ہیں۔ جونہی انہوں نے بات شروع کی حضرت علیؑ نے شمع بجھا دی اندھیرا ہو گیا۔ طلحہ وزبیر نے کہا آپؑ نے شمع کیوں بجھا دی؟ آپؑ نے فرمایا یہ شمع بیت المال کی لئے جل رہی تھی۔ یہ شمع بھی مسلمانوں کے بیت المال کی ہے۔ یہ گفتگو ہے مسلمانوں کے متعلق نہیں۔ میرے کان ہیں تمہاری زبان ہے۔ بتاؤ کیا چاہتے ہو؟ انہوں نے جب یہ دیکھا کہ علیؑ راضی نہیں بیت المال کی شمع جلے کس طرح راضی ہوں گے کہ انہیں بیت المال دیا جائے انہوں نے بات کو قطع کیا اور چلے گئے۔ پھر ایک دفعہ حضرت علیؑ کے پاس آئے اور ایسی باتیں کرتے رہے حضرت علیؑ سنتے رہے حضرت علیؑ نے انہیں ایک جملہ کہا اتفاقاً گھر کے اوپر رہتے تھے نیچے تجارت خانہ تھا۔ حضرت نے فرمایا آج تجارت خانے میں اہم مال آیا ہوا ہے۔ حضرت نے کہا سیڑھی لگا کر چوری کرتے ہیں کچھ مجھے دے جانا باقی تم دونوں لے جانا۔ انہوں نے تعجب کیا اور کہا کیا مطلب؟ ہم چوری کریں؟ حضرتؑ نے فرمایا تم مجھے کیوں کہتے ہو چوری کرو اور ہمیں

دو۔ میں تمہیں کہتا ہوں تم چوری کرو اور مجھے دو حضرت علیؑ نے فرمایا بیت المال تمہیں دوں وہ بھی چوری ہے۔ اور مال تجارت کو چرائیں وہ بھی چوری ہے۔ دونوں میں کوئی فرق نہیں ہے جب انہوں نے دیکھا کہ ان کا کام نہیں ہوگا۔ صبح انہوں نے بیعت کو ختم کیا اور مکہ کی طرف چل پڑے تا کہ حضرت علیؑ کے خلاف قیام کریں۔ اب غور کریں علیؑ کو کس چیز نے مار ڈالا۔ دولت پرستی اور مقام پرستی نے انسان کو علیؑ کے ساتھ جنگ کرنے کی لئے تیار کیا۔ اگر ہمارے استاد عظیم امام خمینی تہذیب نفس کو واجب تر سمجھتے ہیں تو تعجب نہ کیجئے۔ طلحہ و زبیر کو کس چیز نے متحرک کیا؟ دولت پرستی اور مقام پرستی نے۔ انہوں نے مکہ حضرت عائشہ کو دھوکا دیا۔ اتفاقاً عائشہ اور علیؑ کے درمیان بہت اختلافات تھے یہاں تک کہ عائشہ نے مدینہ آنے کی لئے حرکت شروع کی دی۔ اس کو خبر دی گئی کہ عثمان کا قتل ہوگیا ہے۔ اس نے کہ الحمدللہ۔ پھر خبر دی گئی علیؑ خلیفہ ہو گئے ہیں وہ بہت ناراض ہوئی اور کہا۔ اے کاش آسمان میرے سر پر گر پڑتا اور میں مرجاتی تا کہ میں یہ نہ سنتی کہ علیؑ خلیفہ ہو گئے ہیں لہذا وہ مکہ لوٹ آئی ادھر طلحہ و زبیر نے کہا اب اس سے بہت فائدہ اٹھایا جاسکتا ہے۔ انہوں نے عائشہ کو آگے کیا۔ سپہ سالار لشکر بن گئی۔ لوگ عائشہ کے اردگرد جمع ہو گئے اور تا کہ بصرہ میں حضرت علیؑ سے جنگ کرنے کیلئے آئے۔ جب وہ بصرے آئے تو بصرے میں بنام کعب بن ثور ایک آدمی تھا۔ جو بصرے کا قاضی تھا۔ وہ اتنا اچھا تھا لوگ مستجاب الدعوۃ کہتے تھے۔ سب لوگ اس التماس دعا کیا کرتے تھے۔ جب حضرت علیؑ کوفہ آئے اس شخص نے دیکھا اب میری شمع میں روشنی نہیں ہوگی۔ پھر کوئی اس کو التماس دعا کے لئے نہیں کہے گا۔ کوئی اس کے اردگرد نہیں جمع ہوگا۔ اس کا حسد اس کو بصرے لے آیا لیکن اس لئے کہ بصرے میں تبلیغ کریں۔ یہاں علیؑ ہیں علیؑ کو بعنوان امامت کرتا ہے۔ طلحہ و زبیر چالاک تھے انہوں نے دیکھا اس کعب بن ثور سے بہت فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے۔ اس کو لشکر کا قاضی بنا دیں۔ اور درباری بنا دیں۔ پھر اس سے بہت فائدہ اٹھایا جاسکتا ہے۔ انہوں نے سوچا کہ ہم ۶۰ ہزار آدمی ہیں یہ کعب

بن ثور ۴۰ ہزار افراد جتنا کام کر سکتا ہے۔ میں کہتا ہوں مقدس افراد اور پاکدامن خواتین! مواظب رہیں بری صفات تمہارے اندر موجود نہ ہوں وگرنہ تمہاری نماز جماعت نماز تہجد اور نماز اول وقت تباہ ہو جائیگی۔ یہ رات کو ۲ بجے کعب کے گھر آئے۔ وہ مشغول عبادت تھا۔ یہ اس کے سامنے آکر بیٹھ گئے اور انہوں نے حضرت علیؑ پر تنقید کرنا شروع کی اور بتایا ہم حضرت علیؑ سے جنگ کے لئے تیار ہیں تاکہ انہیں خلافت سے معذول کر دیں۔ ہم چاہتے ہیں تم بھی ہمارے لشکر میں آجاؤ۔ اس کا رنگ بدل گیا۔ اس نے کہا تم کیا کہہ رہے ہو؟ علیؑ سے کس طرح جنگ کی جاسکتی جبکہ انکی شان میں قرآن کی بہت زیادہ آیات نازل ہوئی ہیں۔ جس دن سے پیغمبر معبوث ہوئے پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم اول دن سے آخر دن تک علیؑ علیؑ کیا۔ جب وہ ایسی باتیں کر رہا تھا انہوں نے اس کے سامنے اشرفیوں کی ایک تھیلی رکھدی۔ اب اس کے حسد نے کام کرنا شروع کیا۔ تاریخ میں ملتا ہے۔ وہ نماز تہجد پڑھتا ہے یقیناً نماز تہجد میں اس نے دعا مانگی ہوگی خدا علیؑ کو موت دے اور ہم ان کے ہاتھوں خوشحال ہوں۔ محبت دولت اور حسد دونوں مل گئے اس نے کہا میں بچہ ہوں جو تم مجھے اخروٹ سے دھوکہ دے رہے ہو۔ مورخین نے اس جملہ کی تحلیل کی اور بتایا کہ اس جملہ کا مطلب ہے یہ پیسے کم ہیں۔ انہوں نے دوسری تھیلی اس کے سامنے رکھی۔ اس نے کہا علیؑ سے جنگ نہیں کی جاسکتی ہمیں شکست ہوگی ہماری آبروریزی ہوگی۔ انہوں نے اس کو تیسری تھیلی پیش کی۔ کعب نے کہا۔ سچ میں بھی سوچ رہا تھا کہ علیؑ خلافت کے قابل نہیں۔ جب صبح ہوئی اس نے عائشہ کے اونٹ کی باگ ڈور سنبھالی اور کہا لوگو! تم پر واجب ہے امیر المومنین کی مدد کرو اس نے قرآن اٹھایا قرآن کے ساتھ چاہتا ہے قرآن جنگ کرے۔ تلوار اٹھائی اور عائشہ کے اونٹ کے آگے آگے لوگوں کو نصیحت کر رہا تھا کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم بیوی کی مدد کرو کعب ایک مقدس انسان کے علاوہ ایک عالم بھی تھا۔ اگر انسان میں بری صفات موجود ہوں تو پھر علم بھی کچھ نہیں کر سکتا۔ بقول قرآن اگر بغیر تزکیہ کے عالم بنو گے تو درندہ ہو گے۔

"فمثلہ کمثل الکب ان تحمل علیہ یلھث اور تتر کہ یلھث" عالم غیر مہذب ایک درندے کتے کیطرح ہے اگر حملہ کرو تو وہ بھی حملہ کرتا ہے۔ اگر حملہ نہ کرو تب بھی وہ حملہ کرتا ہے۔

"یا مشرا لعضد ھذہ امکم فانھا صلوٰ تکم وصو مُکم" یہ عائشہ تمہاری ماں ہے۔ یہ تمہاری نماز اور روزہ ہے اسکی خوب حفاظت کرو اسلام یعنی عائشہ اسلام یعنی علیؑ سے جنگ کرنا۔ جنگ کیلئے کون آتا ہے؟ نہیں ان کا حسد طلحہ و زبیر؟ نہیں بلکہ محبت و دولت و مقام۔ لوگ؟ نہیں بلکہ ان کی حالت آتی ہے علیؑ سے جنگ کے لئے آئے دونوں لشکروں کے درمیان جھڑپ ہوئی اور دونوں طرف سے کافی افراد قتل ہوئے۔ پہلے ان لوگوں نے حضرت علیؑ کے لشکر پر تیر پھینکے امیر المومنین اور ان کے لشکر نے صبر کیا۔ جب انہوں نے تیر پھینکنے بند کر دیئے تو پھر حضرت علیؑ کے لشکر نے تیر پھینکنے شروع کیے پہلا تیر کعب بن ثور کے سینہ پر لگا۔ اس زمانے میں تیر اس طرح نہیں تھے کہ فوراً انسان مر جائے۔ صرف خون جاری ہوتا البتہ اگر کسی حساس جگہ پر لگ جاتا مثلاً دل یا سر وغیرہ پر لگ جاتا پھر موت کا خطرہ ہوتا۔ کعب تیر لگنے سے اونٹ پر سے گر پڑا۔ امیر المومنینؑ نے امام حسنؑ کو دستور دیا انہوں نے پہلے ہی حملے میں سب کو متفرق کر دیا۔ راوی کہتا ہے ۔مولا امیر المومنین رات کو مقتولین کے درمیان گھوم رہے تھے۔ انہوں نے کسی کو اہمیت نہ دی۔ جب کعب بن ثور کے پاس پہنچے انہوں نے دیکھا کعب منہ کے بل پڑا ہے علیؑ نے اس عصا کے ساتھ جو ان کے ہاتھ میں تھا اس کو سیدھا کیا۔ حضرت علیؑ نے اس کی طرف دیکھ کر فرمایا کعب !تم نے دیکھا وہ تیر جو تم چاہتے تھے میرے سینے پر لگے وہ تیر تیرے سینے پر لگا اور تو نے اپنی دنیا و آخرت خراب کر لی۔ انہوں نے فرمایا۔ دیکھا تیرے حسد نے تجھے کہاں پہنچایا خدا نہ کرے انسان حاسد ہو۔ مرحوم محقق نراقی رحمتہ اللہ کہتے ہیں ایک شخص کا ہمسایہ بہت اچھا تھا اسکی مالی حالت اچھی تھی۔ یہ شخص اپنے ہمسائے سے حسد کرتا لیکن اس کا کچھ بگاڑ نہ سکا لہذا اس نے ارادہ کیا کہ وہ خود کو

قتل کر ڈالے۔ وہ گیا اور اس نے ایک غلام خرید لیا اور اس غلام کی خدمت کی۔ غلام بہت حیران تھا کہ یہ شخص کیوں میری اتنی خدمت کرتا ہے کیا یہ دیوانہ ہو گیا ہے؟ بہت زیادہ خدمت کے بعد ایک رات اس نے غلام سے کہا تجھے معلوم ہے میں نے تمہاری اتنی خدمت کیوں کی ہے؟ اس نے کہا نہیں اس نے کہا اس لئے کہ میں چاہتا ہوں کل تم ہمسایہ کے چھت پر میرے ہاتھ پاؤں باندھ کر میرا گلا کاٹ دو غلام نے پوچھا۔ اس کی کیا وجہ ہے؟ اس نے جواب دیا۔ اس لئے کہ میرے ہمسائے کو پکڑ کر جیل میں لے جائیں۔ غلام نے کہا تم تو مر جاؤ گے تمہیں کیا فائدہ ہوگا؟ اس نے کہا ٹھیک ہے میں مر جاؤں گا لیکن اس کو جیل لے جائیں گے وہ تکلیف اٹھائے گا۔ محقق نراقی فرماتے ہیں غلام نے اس کا گلا کاٹ دیا پر نالے میں خون جاری ہو گیا۔ لوگ دوڑ آئے اور غلام کو پکڑ لیا تھا نے لے آئے۔ انہوں نے پوچھا تم نے اپنے آقا کو قتل کیوں کیا ہے؟ اس نے ساری بات بتائی آقا قتل ہو گیا لیکن ہمسایہ جیل میں نہ گیا۔ بری صفات زندگی کو تلخ بنا دیتی ہیں۔ ایک شخص بازار آیا دیکھتا ہے کہ ہمسائے کی دکان بند ہے وہ بہت خوشحال ہوتا ہے کہ ہمسائے کی حالت خراب ہو گئی ہے کہتا ہے الحمد للہ یہ حسد کارفرما ہے۔ تمہیں نہیں معلوم حسد کیا ہے؟ یہ انسان کو برباد کر دیتا ہے۔ یہ انسان کی دنیا و آخرت خراب کر دیتا ہے۔ مرد خواتین مواظب رہیں تمہارے بچے بری صفات کے ساتھ پروان نہ چڑھیں بحث ناقص رہ گئی پھر اس کے بارے گفتگو کرنی چاہیے۔ ایک دو دن کے بعد انشاء اللہ پھر اس کے بارے میں گفتگو کروں گا۔

درس ۱۸

باب ۱۲

علی اسلام کی بقا کا سبب:

آج اس کی شہادت ہے جو اللہ کے گھر میں پیدا ہوئے اور خدا ہی کے گھر میں شہید ہوئے۔انہوں نے خدا کے لئے تریسٹھ سال تکلیف اٹھائی یا تلوار چلائی یا صبر کیا۔آج اس ہستی کی شہادت ہے سب مورخین اور روایات اہلبیت نے اقرار کیا اگر وہ نہ ہوتے اسلام نہ ہوتا۔وہ اسلام کی ایجاد اور بقا کا سبب ہیں۔آج اس کی شہادت جس کے بارے ۳۰۰ سے زیادہ آیات نازل ہوئی ہیں۔آج اس کی شہادت ہے جس کے بارے قرآن فرماتا ہے اسلام بغیر علیؑ کے ناقص ہے۔جب پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے امیر المومنین کو بلند کیا اور فرمایا۔

"من کنت مولا فھذا علی مولا" اس وقت یہ آیہ شریفہ نازل ہوئی۔
"الیوم اکملت لکم دینکم و امت علیکم نعمتی و رضیت لکم الا سلام دیناً" یعنی اب تک اسلام ناقص تھا علیؑ کی ولادت کی وجہ سے اسلام کامل ہوا ہمارے استاد بزرگوار رہبر انقلاب فرماتے ہیں اس آیہ سے پتہ چلتا ہے علیؑ اسلام کیلئے فصل ہیں۔یا فصل کی سی حیثیت رکھتے ہیں۔اسلام جنس ہے اور علی فصل ہیں۔آیہ سے پتہ چلتا ہے۔علیؑ مقوم اسلام ہیں۔جنس فصل کے بغیر قوام پذیر نہیں ہوتی۔ایک اور آیت اسی مطلب کو بیان کرتی ہے۔ابھی پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے حضرت علیؑ کو خلافت پر نصب نہیں کیا تھا تو یہ آیت نازل ہوئی۔

"یایھا الرسول بلع ما انزل الیك من ربك و ان لم تفعل فما بلغت رسالته" مائدہ ٦٧

اے میرے پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم !علیؑ کو خلافت پر نصب کرو اگر ولایت کا مسئلہ حل نہ

ہواتو گویا آپ نے اسلام کا کوئی کام نہیں کیا۔علیؑ کے بغیر اسلام کچھ نہیں ہے۔اسلام کے لئے پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی ۲۳ سالہ زحمت علیؑ کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔اسلام اس وقت باقی اور دائم ہے جب علیؑ اس کے ساتھ ہو۔

اس بات کو پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہر موقع پر حدیث ثقلین میں بیان فرماتے ہیں۔حدیث ثقلین وہ حدیث ہے جس کو سنی وشیعہ نقل کرتے ہیں۔مرحوم آیۃ اللہ امینی جو کہ ایک عظیم شخصیت ہیں انہوں نے اپنی نفیس کتاب ''الغدیر'' مین ۵۰۲ راویتیں نقل کی ہیں۔اسلام میں اس کے علاوہ ایسی کوئی روایت نہیں جو اتنی مشہور ہو۔پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم جب کوئی مناسب موقع دیکھتے فرماتے۔

''انی تارك فیكم علی الثقلین كتاب الله و عترتی بغتر قاحتی یرد الحوض ما ان تمسكتم فلن تضلو ابدا'' آپصلی اللہ علیہ والہ وسلم فرماتے ہیں تمہارے درمیان سے جارہاہوں جبکہ ۲ بھاری چیزیں اسلام کیلئے ۲ سہارے اور طاقتیں تمہارے درمیان چھوڑے جارہاہوں۔ایک قرآن اور دوسری میری عترت یعنی علیؑ اگر تم نے اس سے تمسک کیا تمہارے لئے گمراہی نہیں۔بعثت کے آغاز میں آپ نے یہی کہاوسط میں یہی کہاحتیٰ موت کے وقت یہی کہا۔اگر یہ فرض کیا جائے انہوں نے اپنی زندگی میں کچھ نہیں لکھا تھا۔لیکن اب لکھنا چاہتے تھے اور سنی اور شیعہ نے اس کا اقرار کیا ہے آپصلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا قلم دوات لاؤ تاکہ لکھ دوں۔ظاہر ہے جس جملہ کو آپ نے بار بار فرمایا وہی اپنے خط مبارک پر لکھنا چاہتے تھے۔

''انی تارك فیكم الثقلین كتاب الله وعترتی لن یغتر قا حتی یرد علی الحوض''

یہ روشن چہرہ جہاں کے انسانوں کے لئے باعث فخر ہے۔اس کے بارے کتاب لکھی جاتی

ہے۔ جرجرداق مسیحی نے یہ کتاب لکھی ہے۔ یہ بہت اچھی کتاب ہے اس میں ایک مسیحی نے حضرت علیؑ کے بارے میں چند شعر لکھے ہیں۔ یہ شخص اپنے اشعار میں کہتا ہے مجھ سے نہ پوچھ کہ میں نے علیؑ کے بارے شعر کیوں لکھے میں جو نصرانی ہوں مجھے چاہیے باپ عیسیٰؑ اور مریمؑ کے بارے میں شعر لکھوں میں نے حضرت علیؑ کے بارے شعر لکھے؟ اس لئے کہ فضیلت کا عاشق ہوں۔ میں اس دنیا میں گھوما پھرا ہوں میں نے دیکھا کہ حضرت علیؑ فضیلت کا چشمہ ہیں اس لیے انکے بارے شعر لکھے ہیں۔ شاعر شعر لکھتا ہے عالم کتاب لکھتا ہے پھر افتخار کرتا ہے۔ میں وہ ہوں جس نے علیؑ کے بارے کچھ لکھا۔ اس عظیم شخصیت نے ۶۳ سال زندگی گزاری۔ ۳۳ سال پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ساتھ۔ سنی وشیعہ نے اقرار کیا ہے اگر علیؑ نہ ہوتے اسلام ابتداء میں ہی ختم ہو جاتا۔ جس وقت علیؑ نے عمرن عبدود سے مقابلہ کیا پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا۔ "**برز الاسلام کلہ مع الکفر کلہ**" تفسیر نمونہ جلد ۱۷ صفحہ ۲۵۵

اسلام کل کفر کے ساتھ لڑائی کر رہا ہے۔ اگر غالب آ جائے تو کفر غالب آ جائے گا اور علی غالب آ گئے تو اسلام غالب آ جائے گا۔ اصد اور حنین کی جنگ میں جس کے بارے میں اشارہ کیا۔ اگر علی نہ ہوتے پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم قتل ہو جاتے۔ اگر علیؑ نہ ہوتے اسلام ختم ہو جاتا۔ بالاخر ۸۷ جنگوں کا سامنا کرنا پڑا اور علیؑ کے مبارک ہاتھوں کامیابی ہوئی۔ دشمن اور دوست جانتے ہیں اور اقرار کرتے ہیں کہ اسلام مسلمانوں کے ہاتھوں۔ حجاز میں پھیلا اور ۵۰ سالہ دنیا کو نہ ہلا سکا۔ اسکا سبب حضرت علیؑ ہیں۔ یہ سب تو تھا پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے زمانے میں پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے بعد منافقین اور یہودیوں نے ارادہ کیا تھا کہ سلام کو ختم کر دیں۔ انہوں نے پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی زندگی میں بہت کوشش کی کہ اسلام نہ پھیلے لیکن ایسا نہ ہو سکا لہذا انہوں نے اس کام کے لئے پروگرام بنایا۔ مدینہ کے اندر اور باہر حتیٰ حجاز کے باہر اس زمانے میں قیصر وکسریٰ آج کے امریکہ اور روس کی طرح تھا۔ ان دو طاقتوں نے مصمم ارادہ

کیا تھا۔اسی طرح یہودی اور منافقین جو مسلمانوں کے ہاتھوں متفرق ہوئے تھے۔انہوں نے نقشہ بنایا ہوا تھا۔ان سب نے نقشہ کشی کی ہوئی تھی۔پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے زمانے میں مایوس ہو گئے تھے لہذا انہوں نے پروگرام بنایا پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے بعد اسلام کو نابود کریں گے۔انہوں نے یہ پروگرام بنایا کہ جب پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم فوت ہو جائیں گے ''مسلمان مدینہ میں ایک دوسرے سے لڑائی کریں تا کہ دشمن مدینہ کے باہر سے اپنا کام شروع کر دے'' ثقیفہ بنی سعد میں جب حضرت علیؑ کو ان کے مقام سے ہٹا دیا گیا حضرت نے دیکھا کہ صبر اور خانہ نشی سے اسلام کی حفاظت کرنی چاہیے۔آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے دیکھا کہ اگر اتفاق و اتحاد آگے نہ بڑھا اگر لڑائی جھگڑا ہوا اور امامؑ اپنا حق لینا چاہیں تو مرکزی حکومت میں اختلاف پیش آئے گا اور لوگ ایک دوسرے کے جانی دشمن ہو جائیں گے اور اس زمانے کا امریکہ اور روس یعنی روم اور ایران کے بادشاہ قیصر و کسریٰ حملہ کر دیتے۔کیوں کہ آپ بھانپ گئے تھے کہ لوگ یہودی اور منافق مدینہ سے باہر حملہ کیلئے تیار ہیں۔لہذا آپؑ نے صبر کیا۔علیؑ کا صبر اس موقع پر شمشیر چلانے سے بالاتر تھا۔کیونکہ صبر علیؑ نے اسلام کو شخصیت بخشی جس طرح علیؑ کی تلوار نے اسلام کو شخصیت بخشی تھی اب بھی علیؑ کے صبر کیوجہ سے اسلام ہم تک پہنچا۔اگر علیؑ کا صبر نہ ہوتا ایک ماہ نہ گزرتا کہ اسلام پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی طرح مر جاتا۔

''**علی الا اسلام اسلام**'' ''اسلام پر اسلام'' ہو جاتا۔اگر چہ علیؑ کے لئے صبر کرنا مشکل تھا۔اتنا مشکل کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے زمانے میں تلوار چلانے سے زیادہ مشکل تھا۔نہج البلاغہ میں فرماتے ہیں صبر علیؑ جنگ لڑنے سے زیادہ مشکل تھا۔حضرت علیؑ فرماتے تھے۔

''صبرت وفی العین قزی وفی الحلق شجاً''

یعنی میں نے صبر کیا جبکہ میری آنکھوں میں کانٹے اور گلے میں ہڈی ہوا امیر المومنینؑ کے کلام سے معلوم ہوتا ہے۔ان کے صبر کا نتیجہ تلوار چلانے سے یقیناً بالاتر ہے۔یہ امام حسنؑ کے صبر

اور امام حسینؑ کے قیام کی طرح ہے۔ اگر امام حسنؑ کا صبر امام حیسنؑ کے قیام سے بالاتر نہ بھی ہو کہ نہیں ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا!

"ابنای هذان امامان قاما او قعدا" بھار جلد ۴۳ صفحہ ۲۸۷

ایک کو صبر کرنا چاہیے تا کہ قیام دوسرے کے لئے زمین ساز ہو اور دوسرا قیام کرے تا کہ ظلم کو جڑ سے اکھاڑ دے۔ حضرت علیؑ نے ۳۰ سال صبر کیا اگر چہ صبر کرنا بہت مشکل تھا لیکن اس کا نتیجہ تھا۔ امیر المومنین مظلوم اور دوسروں کے بارے اتنے حساس تھے کہ راوی کہتا ہے۔ میں نے دیکھا امیر المومنین رو رہے ہیں اور آنسو زمین پر گر رہے ہیں۔ اتنے غصے میں تھے کہ کہتے تھے علیؑ کیلئے موت شربت ہے لوگوں کی طرف منہ کر کے کہتے تھے۔ اے لوگو! تم علیؑ کی مدد کیوں نہیں کرتے تا کہ ظلم کو ختم کریں اور پھر فرماتے ہیں۔ میں نے سنا ہے۔ ایک یہودی کی لڑکی جو اسلام کی پناہ میں تھی وہ مظلوم واقع ہوئی ہے۔ اس کے پاؤں سے پازیب اتار کر اس کو لے جا رہے تھے اور وہ یہودی کی لڑکی فریاد کر رہی تھی ہائے اسلام کوئی اس کی فریاد کو نہیں پہنچا تھا۔ علیؑ ظلم کے بارے اس قدر حساس تھے۔ لیکن یہی علیؑ مالک بن نویرہ، کے واقعہ کو برداشت کرتے ہیں اور صبر کرتے ہیں۔ بقول ابن ابی الحدید مالک بن نویرہ کا وقعہ تاریخ اسلام میں ایک سیاہ نقطہ ہے۔ مالک بن نویرہ وہ شخص ہے جس کے بارے پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ یہ بہشتی ہیں۔ مالک نویرہ مسجد میں آئے صلی اللہ علیہ والہ وسلم منبر پر تھے۔ مالک نے کہا یا رسول اللہصلی اللہ علیہ والہ وسلم! میں نے ہمیشہ آپ کی خدمت میں حاضر نہیں ہو سکتا۔ آپ مجھے دین سکھایئے حضرتصلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا دین یعنی شہادتیں دین یعنی رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے کہنے پر عمل کرنا اور دین یعنی ولایت کی شہادت۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے حضرت علیؑ جو منبر کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کی طرف اشارہ کیا کہ میرے بعد یہ میرے وصی ہیں۔ اس واقعہ کو چند ماہ گزرے تھے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی رحلت کی خبر مالک بن نویرہ کو پہنچی۔ وہ تسلیت اور تبریک کے لئے آئے۔ جب وہ آیا اس نے دیکھا

سارا معاملہ الٹ ہو گیا ہے اس نے پوچھا علیؑ کہاں ہیں۔ کیا تمہیں یاد نہیں کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے مجھے دین سکھایا تھا؟ کیا علیؑ پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے وصی نہیں ہیں؟ لوگوں نے کہا صلاح نہیں تھی کہ علیؑ خلیفہ ہوتے۔ اس نے پوچھا کیوں؟ جونہی اس نے کہا کیوں؟ اس کو مار پیٹ کر مسجد سے نکال دیا۔ اس کے بعد خالد بن ولید صحرا میں گیا۔ تا کہ کوئی اور بات نہ کرے اور فرمایا بلند نہ کرے۔ رات کو وہ مالک بن نویرہ کا مہمان ہوا۔ مالک نے ان کا بہت احترام کیا۔ یہ لوگ زکوٰۃ لینے کے عنوان سے گئے تھے۔ مالک نے کہ میں اسلام کی وحدت کے لئے زکوٰۃ دوں گا اگر چہ تم نے رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے مخالفت کی ہے۔ اس کے بعد انہوں نے حملہ کیا مالک بن نویرہ ان کے خیمہ میں تھا۔ انہوں نے سب لوگوں کو مار ڈالا حتیٰ کہ مالک بن نویرہ بہشتی کو بھی شہید کر دیا۔ مورخین لکھتے ہیں اسی رات خالد بن ولید نے مالک بن نویرہ کی بیوی سے ہمبستری کی ابن ابی الحدید لکھتا ہے اسی رات ان لوگوں نے کھانا پکایا اور دیگ کے نیچے مالک بن نویرہ کے سر کو رکھا لیکن سر نہ جلا۔ یہ خبر حضرت علیؑ کو ملی وہ لوگوں کے سامنے بارش کی طرح رو رہے تھے۔ وہ درد دل در و دیوار سے کرتے جب تک جناب زہراءؑ سے کرتے جب زہراءؑ نہیں تھیں تو وہ اپنا در و دیوار سے کرتے۔ بعض نقل کرتے ہیں حضرت علیؑ ایک گڑھا کھود لیتے اپنا درد اس گھڑھے کو بیان کرتے اور اس کو بھر دیتے۔ امیر المومنین مسلمانوں کے بیت المال کے بارے بہت حساس تھے۔ ایک موقع پر اپنے صوبے داروں کو خط لکھتے تھے۔ اے صوبیدارو!

"ادقوا اقلامکم وقربو بین سطورکم واحزفوا عن فضولکم فان اموال المسلمین لا تتحمل الاضرار" حجاز جلد ۷۳ صفحہ ۴۹

آپ کہتے ہیں اے صوبیدارو! جب مجھے خط لکھو تو خط کے لئے باریک قلم استعمال کرو مواظب رہو قریب قریب سطریں لکھو۔ سطروں کے درمیان زیادہ فاصلہ نہ رکھو کلام کو لکھو قلم کو نہ

گھساؤ۔ کیونکہ اگر قلم گھساؤ گے اگر سطروں کے درمیان فاصلہ ہوگا۔ اگر قلم موٹی ہوگی تو کاغذ اور سیاہی زیادہ استعمال ہوگی اس طرح بیت المال کو نقصان ہوگا۔ اور بیت المال کو اسطرح کے نقصان برداشت کرنے کی طاقت نہیں۔ ایک طرف سے امیر المومنین علیہ اسلام کو خبر دی گئی کہ بنی امیہ مسلمانوں کہ بیت المال کو کھا رہے ہیں۔ حتیٰ کہ کام یہاں تک پہنچا جب چاہتے تھے کہ ارث کو تقسیم کریں انہوں نے سونے کے جہازوں کو کلہاڑی سے توڑا۔ امیر المومنینؑ نہج البلاغہ میں فرماتے ہیں۔ بیت المال کو اس طرح کھا رہے تھے۔ جسطرح بھوکا اونٹ گھاس پر پہنچ کر گھاس کو کھاتا ہے۔ علیؑ یہ سب دیکھ رہے تھے لیکن صبر پر مجبور تھے۔ ''خطبہ بشقشقیہ'' امیر المومنینؑ نے بصید ابوذر کی جلاوطنی اور ان کے زخمی اور آبلوں سے بھرے ہوئے۔ پاؤں کو دیکھ رہے تھے لیکن صبر پر مجبور تھے۔ آپ علیہ اسلام نے ۲۵ سال اسی طرح صبر کیا لیکن ان کا صبر ان کے بیٹے حسنؑ کے صبر کی طرح اسلام کی بقاء کا سبب تھا۔ اگر علی کا صبر شامل حال نہ ہوتا پہلے ہی دن منافقین اور یہودی خصوصاً یہ دو گروہ جنہوں نے زمینہ ہموار کیا ہوا تھا منافقین خود مدینہ میں خنجر چلاتے اور یہودی قیصری وکسریٰ کے ذریعے حملہ کرتے اور حجاز کو خاک کا ٹیلہ بنا دیتے اور اسلام کو مکمل تباہ کر دیتے۔ لیکن علیؑ نے ایسا نہ ہونے دیا۔ جب ۲۵ سال مکمل ہوئے اس وقت مسلمان بیدار ہوئے۔ انہوں نیدیکھا کہ ہم سے عجیب غلطی ہوئی ہے۔ بقول علیؑ نے ایسی غلطی جس کی تلافی نہیں ہوسکتی۔ پھر ان لوگوں نے اصرار کیا کہ علیؑ آپ خلیفہ بنیں علیؑ نے بہت کہا اب نہیں ہوسکتا اب مجھے رہا کریں۔ لیکن مجبوراً وہ خلیفہ بنے پانچ سال انہوں نے خلافت کی۔ اس پانچ سال میں علی نے اس قدر صبر مشقت اور مصیبتوں کو برداشت کیا کہ گزشتہ ۲۵ سال میں اتنی برداشت کرنی پڑیں اس پانچ سال میں علی نے اتنا خون جگر پیا کہ ساری زندگی میں اتنا نہ پیا اس پانچ سال کے دوران ہر دنؑ کیلئے ایک بہت بڑی مصیبت تھا۔ علیؑ برسر اقتدار آئے انہیں اس پانچ سال میں ۳ جنگیں لڑنا پڑیں پانچ سال لوگ ولایت کے ساتھ لڑتے رہے۔ ۳ جنگیں علیؑ کو پیش آئیں ایک

جنگ جمل ہے جو ١٩ ماہ رمضان کو ذکر کی تھی۔ میں نے کہا تھا حسد دولت اور مقام پرستی کیوجہ سے جنگ جمل واقع ہوئی اس میں تقریباً ٢٠ ہزار مسلمان مارے گئے۔ مواظب رہیے ہم حاسد نہ ہوں مقام پرست نہ ہوں جان لو! مقام طلبی تمہیں بیچارہ کردے گی۔ ہمارے استاد بزرگوار مرحوم داماد رحمتہ اللہ جن کا روحانیت حوزہ علمیہ تم پر بہت زیادہ حق ہے۔ یہ بارش کی طرح روتے اور ہمیں نصیحت کرتے تھے ہمیں کہتے بشر عجیب ہے۔ شیطان اس کے پاس آتا ہے۔ شیطان درونی یعنی نفس امارہ یا شیطان بیرونی وہ فرماتے تھے شیطان مجھ طلبہ کے پاس آتا ہے اور کہتا ہے اگر میں تجھے تقویت پہنچاؤں یہ اسلام کو تقویت پہنچانا ہے کیونکہ تم اسلام کے نمائندے ہو۔ چونکہ تم اسلام کے نمائندے ہو جن تمہیں تقویت پہنچائے گویا اس نے خدا کو تقویت پہنچائی۔ جو تجھے زمین پر دے مارے گویا اس نے اسلام کو زمین پر دے مارا اور ایسا انسان اسلام کے بارے لاپرواہ ہے جو تمہاری تقلید نہیں کرتا جس طرح ہو سکے اس کو نیچا گرا دے۔ ایک جملہ جناب فرماتے تھے جو بہت محققانہ اور گہرا ہے۔ فرماتے تھے اگر انسان ریاست طلب بن جائے اس کا کام یہاں تک پہنچ جاتا ہے کہ وہ دین کو تباہ کر دیتا ہے۔ اگر انسان دولت پرست ہو جائے تو وہ رشوت لیتا ہے حق کے نام سے سود لیتا ہے۔ لیکن شریعت کا لبادہ اوڑھ کر تو یہ اچھا انسان نہیں ہے اگرچہ اس نے ٣٠ سال علیؑ کو دیکھا ہوا اور مسجد رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی صف اول میں تمام عمر گزاری ہو لیکن اگر ریاست طلب یا دولت پرست ہو جائے تو پھر عجیب طرف جاتا ہے ١٩ رمضان کو میں نے کہا تھا مقام پرست دولت کے طالب اور حاسد لوگوں کی وجہ سے جنگ جمل واقع ہوئی۔ حضرت علیؑ کے ہاتھوں اس جنگ کا خاتمہ ہوا۔ لیکن علیؑ مسلمانوں کے قتل کی وجہ سے گریہ و زاری کرتے ہیں۔ کیونکہ وہ دیکھتے ہیں ٢٠ ہزار مسلمان مارے گئے لیکن مجبور تھے کہ فتنہ کی آتش کو بجھا دیں اگر حضرت علیؑ اقدام نہ کرتے تو یہ مسلمانوں کو مار ڈالتے دوسرے لفظوں میں اگر حضرت علیؑ جنگ نہ لڑتے تو یہ اسلام کو ختم کر دیتے۔ اس کے بعد جنگ صفین واقع ہوئی۔ یہ جنگ جنگ جمل سے بھی

بدتر تھی۔ جنگ صفین میں معاویہ سرپرست وسپہ سالار تھا۔ معاویہ منافق تھا خود وہ اور اس کے دوست سب بے ایمان تھے۔ جب وہ اسلامی ممالک پر مسلط ہوا ایک شخص بتاتا ہے میں نے معاویہ کو اکیلا کمرے میں دیکھا کہ وہ پریشان ہے وہ کہتا ہے میں نے پوچھا تم کیوں پریشان ہو؟ اسی وقت موذن کی آواز آئی۔

"اشهد ان لا اله الا الله" معاویہ کہتا ہے جب تک یہ آواز بلند ہے میں پریشان رہوں گا اگر میں آواز کو خاموش کر سکا تو میں خوشحال ہو جاؤں گا۔ یہ تھا معاویہ۔ اس معاویہ کو علیؑ نے معذول کیا ہے یہ سیاست دان اتنا شیطان تھا کہ پیش بینی کرتا تھا۔ مدینہ آیا اس نے دیکھا عثمان ایک عجیب خطرے میں ہے۔ یہ عثمان کے پاس گیا اس سے کہا حالات کیسے ہیں؟ کیا تم چاہتے کہ میں تمہارے لئے **Body Gaurd** بھیج دوں۔ عثمان نے کہا نہیں۔ اس نے کہا تم کچھ افراد کو مدینہ سے نکال دو عثمان نے کہا۔ میں ایسا نہیں کر سکتا۔ معاویہ نے کہا تم مجھے یہ لکھ دو کہ تمہارے خون کا انتقام لوں عثمان نے لکھا میرا خون بہا معاویہ لے گا۔ معاویہ نے ایک بوڑھی عورت کو ۱۰ ہزار درہم دیے اور اسے کہا چند دنوں کے بعد عثمان قتل ہو جائے گا تم اس کا خون آلود کرتا میرے پاس لا کر انعام حاصل کرنا اسی طرح ہوا عثمان قتل ہوا یہ عورت پہلے ہی سے تیار تھی یہ عثمان کا خون آلود کرتا لیکر شام چلی گئی۔ عثمان کی قمیض کی کہانی یہاں سے چلی معاویہ نے قمیض اور عثمان کے خون بہا کا بہانہ کیا اور کہا علیؑ نے عثمان کو قتل کیا اس لئے میں چاہتا ہوں علیؑ سے انتقام لوں معاویہ کے اطراف چند ہزار نفر جاہل اور نادان تھے اس نے ان لوگوں کی نادانی سے فائدہ اٹھایا اور ان سب کو علیؑ کے ساتھ جنگ لڑنے کے لئے تیار کیا۔ اگرچہ معاویہ جانتا تھا کہ وہ لوگ کیسے ہیں پھر بھی اس نے امتحان کیا بدھ کے دن اس نے لوگوں کو نماز جمعہ کی دعوت دی۔ سب لوگ آ گئے خطبہ پڑھا گیا اور نماز جمعہ ادا ہوئی۔ ایک آدمی نے بھی معاویہ پر اعتراض نہ کیا کہ آج تو بدھ ہے نہ کہ جمعہ۔ معاویہ سمجھ گیا ان لوگوں کے ساتھ ملکر علیؑ سے لڑائی کی جا سکتی ہے۔ جہل نے

علیؑ کو مارا معاویہ کی سیاست نے علیؑ کو مارا بلکہ اس سے بالاتر عمرو عاص کی مقام طلبی اور دوست پرستی نے علیؑ کو مارا۔ معاویہ نے عمرو عاص کو بلا بھیجا کیونکہ معاویہ ان کو جانتا تھا۔ یہ حق و باطل کو جانتا تھا۔ اول شب سے صبح تک سوچتا رہا۔ آہستہ آہستہ کہتا رہا جبکہ لڑکے اور غلام سن رہے تھے۔ اپنے گھر کے صحن میں گھومتا رہا اور کہتا رہا۔ کیا کروں؟ شام جاؤں یا نہ؟ اگر شام جاؤں تو ریاست، دولت اور دنیا مل جائے گی۔ لیکن پھر آخرت نہیں ہوگی بہشت نہیں ملے گی جہنم میں جاؤں گا لیکن اگر بیٹھا رہوں خدا و پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی خوشنودی کا باعث ہے میں سعادتمند ہوں گا مجھے بہشت ملے گی۔ لیکن پھر دنیا نہیں ملے گی۔ جاؤں یا نہ جاؤں؟ اپنے آپ سے کہتا رہا لیکن صبح اذان کے وقت اس نے تصمیم کر لی کہ معاویہ کے پاس جاؤں گا جب معاویہ کے پاس آیا اور اس سے کہا کس کے ساتھ علیؑ سے لڑو گے۔ کچھ پیسے معاویہ کے سامنے پڑے تھے۔ اس نے کہا اس سے عمرو بن العاص نے کہا کیا اس سے ہو سکتا ہے؟ معاویہ نے کہا اپنا ہاتھ مجھے دو اور میرے ساتھ بیعت کرو کہ علیؑ کیساتھ جنگ میں تم میرے ساتھی ہو گے۔ عمرو عاص نے کہا۔ اچھا میں ہاتھ تمہیں دوں اس کا مطلب ہے۔ میں اپنا دین تمہیں دے دوں۔ اس دین کے بدلے تم مجھے کیا دو گے؟ معاویہ نے کہا جو کچھ تم چاہو گے۔ عمرو بن العاص نے کہا میں مالیات کے ہمراہ مصر کی صوبیداری چاہتا ہوں یعنی جب ہم علیؑ پر غالب آ گئے میں مصر کو لے لوں گا اس کا صوبیدار بن جاؤں گا اور اس کی سب مالیات لے لوں گا۔ معاویہ نے کہا بہت ہے اس نے کہا بہت نہیں میں تمہیں دین دے رہا ہوں۔ اس نے معاویہ کی بیعت کی علیؑ مغلوب ہو گئے لیکن کس چیز کے ذریعے علیؑ نے شکست کھائی ریاست طلبی اور دولت پرستی کی شمشیر کے ذریعے لوگ آئے ۱۸ ماہ مسلمان قتل ہوتے رہے۔ طرفین کے کئی ہزار نفر قتل ہو گئے اس طرف جاہل انسان تھے جبکہ اس طرف ۹۵ سال کے بوڑھے کی طرح کے انسان تھے وہ بوڑھا شخص جس کے بارے رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ وہ اہل بہشت سے ہیں۔ بالآخر ایک دن مالک کے ہاتھوں کامیابی

ہونیوالی تھی۔اب وقت تھا کہ منافقین اپنا کام کرتے۔منافق اور سرکش لوگ بھی امیر المومنینؑ کے لشکر میں تھے۔عمر و عاص جیسے سیاستدان بھی معاویہ کے لشکر میں موجود تھے۔معاویہ نے کہا کیا کرنا چاہیے؟اس نے کہا قرآن کو نیزہ پر بلند کریں اور کہیں آؤ ہم صلح کریں جب ان کی طرف سے صلح کی آواز بلند ہوئی۔عمر و عاص نے منافقین سے کہا اب تمہارے کام کرنے کا موقع ہے۔جو منافقین امیر المومنینؑ کے لشکر میں موجود تھے۔انہوں نے کہنا شروع کر دیا کہ اب قرآن سے تو ہم نہیں لڑ سکتے۔اب مسلمان کا قتل بس کر دیں۔اب صلح کا موقع ہے۔دیکھو!اب معاویہ کی طرف سے صلح کی آواز بلند ہے۔قرآن کی آواز دیکھو۔وہ پکار رہا ہے صلح کرو۔جو کچھ قرآن کہہ رہا ہے ہم عمل کرنا چاہتے ہیں متعصب اور سرکش لوگوں نے دھوکا کھایا علیؑ کے پاس آئے اور کہا اے علیؑ !اب قرآن سے نہیں۔امیر المومنین نے فرمایا!یہ فریب ہے۔یہ صلح کی صورت میں جنگ ہے۔بالآخر منافقین نے علیؑ کو گھیرے میں لے لیا اور کہا اگر مالک اشتر نے جنگ بند نہ کی تو ہم آپ کو مار ڈالیں گے۔حضرت علیؑ نے مالک کو بلایا۔مالک آئے اور انہوں نے کہا مولا اجازت دیجیے صرف پانچ منٹ میں ان کا کام تمام ہو جائے گا۔علیؑ نے کہا واپس آ جاؤ اگر تم واپس نے آئے تو پھر علیؑ کو اس دنیا میں نہ دیکھ سکو گے۔مالک واپس آ گئے۔صلح ہونا قرار پائی اور یہ طے پایا حکم قرار دیں۔بیابان میں ۲ لشکر ایک طرف دوسرا دوسری طرف اور درمیان میں منبر قرار دیں ۲ نفر منبر پر آئیں ایک علیؑ کی طرف سے اور ایک معاویہ کی طرف سے وہ کہیں گے دونوں لشکروں کو قبول ہوگا۔حضرت علیؑ نے کہا ابن عباس جائیں لوگوں نے قبول نہ کیا اور کہا یہ آپ کے رشتہ دار ہیں۔امامؑ کو مجبور کیا ابوموسیٰ اشعری کو قبول کریں۔

معاویہ کی طرف سے عمر و عاص نے سازش کی۔یعنی عمر و قاص نے ابوموسیٰ اشعری کو دھوکا دیا اور کہا نہ معاویہ نہ علی آؤ ہم تم مل کر باگ ڈور سنبھالیں۔ابوموسیٰ نے کہا اچھا کیا کریں اس نے کہا منبر پر جاؤ تم علی کو خلافت سے خلع (ہٹا دو) کر دو اور میں منبر پر آ کر معاویہ کو خلافت سے خلع

کر دوں گا۔

ابوموسیٰ نے کہا تم منبر پر آؤ۔ عمرو عاص نے کہا نہیں آپ مولا ہیں آپ کا احترام واجب ہے پہلے تم منبر پر جاؤ۔ ابوموسیٰ منبر پر گیا اور کہا لوگو! تم سب گواہ رہنا اس نے اپنی انگوٹھی اتاری اور کہا جس طرح میں نے اس انگوٹھی کو اپنی انگلی سے اتارا اس طرح میں علیؑ کو خلافت سے خلع کرتا ہوں۔ یہ کہہ کر وہ منبر سے نیچے آ گیا۔ عمرو عص منبر پر گیا خطبہ دیا اور تعریف کے بعد اس نے انگوٹھی اتاری اور کہا جس طرح میں نے انگوٹھی اتاری اس طرح علیؑ کو خلافت سے خلع کرتا ہوں پھر اس نے انگوٹھی پہن کر کہا جس طرح میں نے انگوٹھی پہنی ہے اسطرح میں معاویہ کو خلافت پر نصب کرتا ہوں۔

جنہوں نے علی کو گھیرے میں لیا اور مالک اشتر کو جنگ سے واپس بلایا وہی کہنے لگا ہم نے غلطی کی ہے۔ امیر المومنین نے فرمایا یہ غلطی کس نے کی ہے میں نے یا تم نے۔ (ان لوگوں نے کہا تم نے اشارہ کیا فضول حکم قرار دیا) علیؑ نے کہا میں نے حکم دیا تھا یا تم نے؟ انہیں منافقین، سرکش اور جاہل لوگوں نے آواز بلند کی علیؑ (معاذ اللہ) کافر ہو گئے ہیں **"لاحکم الا اللہ"** یعنی حکم صرف خدا کے لئے ہے۔ علیؑ نے بہت کہا کہ یہ غلطی کس نے کی ہے؟ بجائے اس کے با استدلال بات کرتے بلکہ کہنا شروع کیا علی کافر ہو گئے۔ اوران لوگوں کو کہا اے علی! اگر آپ نے توبہ کرلی تو ہم آپ کو چھوڑ دیں گے اور آپ نے توبہ نہ کی آپ کافر ہیں ہم آپ سے جنگ کریں گے۔

کس چیز نے بشر کو اس جگہ پہنچایا یا جنگ صفین جو یہاں تک پہنچی اور اگر کوئی آپ سے پوچھے جنگ صفین کیوں برپا ہوئی یا اگر آپ سے کہا جائے جنگ صفین کیوں اس طرح ختم ہوئی کہ مسلمانوں کیلئے باعث شرم ہے کہ تاریخ میں اس سے بالاتر مسلمانوں کے لئے باعث شرم نہیں تو تمہیں کہنا چاہیے مقام پرستی اور دولت پرستی کی وجہ سے۔ علیؑ کو جھل، نادانی، سرکشی اور بیوقوفی نے قتل کیا۔ نادانی اور سرکشی سے خدا پناہ دے۔ شیطان نے خدا سے غصے میں کہا تو نے مجھے اپنی بارگاہ سے

روند دیا ہے میں تیرے بندوں کو گمراہ کروں گا۔

تم خیال کرتے ہو گے کہ ابن ملجم علی کو نہیں پہچانتا ہوگا۔ یقیناً بن ملجم ہم سب سے بہتر علیؑ کو پہچانتا تھا ایک مقدس انسان تھا۔ اس کی پیشانی سجدوں سے شخت ہو چکی تھی یہ وہ انسان جو علیؑ کی نماز میں صف اول میں جائے نماز بچھاتا تھا۔ ابن ملجم حضرت علی علیہ اسلام کے لوگوں میں شمار تھا لیکن اس نے دشمنی کی اس کی دشمنی یہاں تک پہنچ گئی کہ اس نے علی کو مار ڈالا جب لوگ اس سے پوچھتے تم نے ایسا کیوں کیا؟ وہ کہتا قسمت میں یہی تھا جو بد بخت ہو وہ جیسا بھی ہوگا وہ سعید اور خوشبخت نہیں ہوسکتا۔ وہ سرکشی کرتا ہے یہ تھی جنگ صفین۔

اس کے بعد جنگ نہران واقع ہوئی۔ حضرت علیؑ کے لشکر سے چار ہزار افراد خوارج کے نام سے جدا ہو گئے۔ ان کی فکر یہ تھی " **ان الحکم الا اللہ** "حکم صرف خدا کے لئے ہے۔ بقول امیر المومنین کتنا اچھا شعر ہے۔ لیکن اس کا کتنا برا استعمال کیا گیا ہے؟ تم لوگوں نے دیکھا ہوگا بعض اوقات کسی پرچم کے نیچے بد بختیاں آتی ہیں عثمان کے کرتے کے پرچم کے نیچے جنگ صفین واقع ہوئی " **ان الھکم الا للہ** " کے زیر پرچم قتل علی واقع ہوا۔ یہ لوگ علی سے لڑے۔ حضرت علیؑ ان سے جنگ کرنے پر مجبور ہو گئے

انہوں نے اتنی زمین سازی کی کہ مورخین لکھتے ہیں خوارج کا ایک گروہ جا رہا تھا۔ علیؑ کے شیعوں میں سے ایک آدمی اپنی حاملہ بیوی کے ساتھ جا رہا تھا۔ ان لوگوں نے اس کو پہچان لیا۔ اس آدمی کے پاس اور پوچھا علی کیسے انسان تھے اس آدمی نے علی کی تعریف کی انہوں نے اس کی بیوی کے سامنے اس مرد کو قتل کر دیا۔ پھر عورت کے سامنے آئے پوچھا تمہارے پیٹ میں لڑکا ہے یا لڑکی۔ اس نے کہا مجھے نہیں معلوم انہوں نے اس کی عورت کے پیٹ میں خنجر مار کر بچے کو نکالا اور اس عورت کی آنکھوں کے سامنے بچے کو قتل کر دیا۔ عورت مرتے وقت اپنے معصوم بچے کو دیکھ رہی تھی۔

امیر المومنینؑ ان لوگوں کو قتل کرنے پر مجبور ہو گئے۔ وہ سرکشی کی وجہ سے مارے گئے لیکن علی کے لئے اتنا سخت تھا نہج البلاغہ میں فرماتے ہیں اگر علیؑ نہ ہوتے اس فساد کو اور نہ کوئی ختم

کر سکتا۔ یہاں تک اس دن میں شہید ہوئے لیکن انہیں سکون آ گیا۔

خلاصہ یہ ہوا امیر المومنین نے ۳۰ سال صبر کیا۔ ۳۰ سال اسلام کے لئے کام کیا لیکن ان کے لئے بہت مشکل تھا جو افراد علی کے مقابلے میں آئے ایسا نہیں تھا کہ علی کو پہچانتے نہ تھے بلکہ بہت اچھی طرح پہچانتے تھے لیکن دولت پرستی، سرکشی ریاست طلبی جہالت اور احساسات سب جمع ہو گئے۔ اور ابن ملجم کی تلوار کی صورت میں حضرت علی کی مانگ پر لگی۔ امیر المومنین کو سکون آیا۔ جب تلوار علی کی مانگ پر لگی آپ نے فرمایا **"فزت برب الکعبه"** خدا کی قسم میں کامیاب ہو گیا۔ سچ مجھے سکون آ گیا اگر چہ علی کی مصیبت انسانوں کے لئے مصیبت ہے لیکن علی کے لئے سکون بخش ہے۔

تاریخ اور اس کے سیاہ چہرے کے لئے صرف یہی کافی ہے کہ مولا کو رات کو غسل و کفن دیا اور رات کی تاریکی میں ہی ان کو دفن کیا گیا۔ ان کی قبر معلوم نہ تھی۔ ان میاں بیوی کی قبر معلوم نہ تھی۔ ان میاں بیوی کی جناب زہراءؑ کی قبر تو اب بھی معلوم نہیں۔ لیکن علی کی قبر ہارون الرشید کے زمانے میں ہرن نے قبر کو ظاہر کیا تو آئمہ طاہرین مثلاً موسیٰ کاظمؑ اور امام علی رضا اور دوسروں نے تائید کی اس وقت علی کی قبر ظاہر ہوئی۔

کیا یہ مسلمانوں کے لئے شرمناک نہیں علی جیسی ہستی کی قبر مخفی ہوتا کہ دشمن قبر کو کھود نہ لیں۔ کیا یہ شیعوں کے لئے جگر کا خون نہیں کہ زہراء کی قبر ابھی تک مخفی ہے؟ ان میاں بیوی نے اسلام کے لئے بہت خون جگر پیا اور بہت مشکلات دیکھیں۔

درس ۱۹

باب ۱۳

بچوں کی تہذیب نفس پر توجہ:

ہماری گفتگو اولاد کی تہذیب نفس کے بارے تھی۔اس کے بارے ہماری گفتگو ناقص رہ گئی تھی۔آج بھی خدا کے حکم اور حضرت مہدیؑ کی مدد سے اسی کے بارے گفتگو کروں گا۔امید ہے یہ ہم سب کے لئے مفید ہے۔یہ بہت پر ارزش بحث ہے یہ وہ بحث ہے جس پر عمل کرنا اگرچہ بہت مشکل ہے لیکن بہت ضروری ہے۔

تعلیم و تعلم کے بارے میں گفتگو کی تھی۔ہم نے جان لیا کہ اسلام میں علم کی بہت قدر منزلت ہے۔جس چیز کی طرف ہمیں توجہ دینی چاہیے وہ یہ ہے کہ عالم کی بیشک اسلام میں بہت قدر و منزلت ہے بشرطیکہ عالم باتقویٰ ہو۔عالم باعمل ہو اگر علم عالم کو نفع نہ دے تو وہ اس شمع کی طرح ہے جو جلتی ہے تاکہ دوسرے اس سے فائدہ حاصل کریں لیکن خود اس کے تلے اندھیرا ہو ایسے عالم کی اسلام میں کوئی قدر و منزلت نہیں۔قرآن فرماتا ہے۔

"یرفع اللہ الذین امنو منکم والذین او تو العلم درجات"

عالم نہ صرف ایک درجہ بلکہ کئی درجے دوسروں پر فضیلت رکھتا ہے۔یہی قرآن عالم بے تقویٰ کو اور عالم بے عمل کو اس گدھے سے تشبیہ دیتا ہے جس نے اپنے اوپر کتابیں رکھی ہوئی ہوں جس طرح کتابوں کا بوجھ گدھے کو کوئی فائدہ نہیں دے سکتا اسی طرح بغیر تقویٰ کے عالم کو کوئی فائدہ نہیں دیتا۔سورہ جمعہ میں ہے۔

"مثل الذین حملو التورۃ ثم لم یحملوھا کمثل الحمار یحمل اسفارا" جمعہ 5

بےعمل عالم کی مثال اس گدھے کی طرح ہے جس نے کتابوں کا بوجھ اٹھایا ہوا ہو بے عمل کو گدھے سے تشبیہ دی گئی ہے۔ یعنی اسلام میں بےعمل عالم اتنا پست ہے کہ اس کی قدر منزلت ایک عام انسان جیسی بھی نہیں۔اس کے لئے اتنا سخت عذاب ہے۔ پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا۔

"اشد الناس عذابا یوم القیام عالم لم نیفعه علمه"

یعنی روز قیامت سب سے زیادہ سخت عذاب بےعمل کو ہوگا۔

روایت میں ہے۔

"ابغض الناس عند الله عالم لا ینفع من علمه شئیی"

یعنی خدا کے نزدیک مبغوض ترین افراد بےعمل اور بےتقویٰ عالم ہے روز قیامت عالم بے عمل کا عذاب سب سے زیادہ دردناک ہوگا۔روایات میں ملتا ہے۔عالم بےعمل دوزخ کو بدبودار کردے گا۔اتنی گندی بوآئے گی۔ کہ دوزخی پریشان ہوں گے اور خدا کی بارگاہ میں اس بدبو کی شکایت کریں گے۔

روایات میں ہے دوگروہ ایسے ہیں جن سے بدبو آئے گی۔ایک وہ مرد اور عورت جنہوں نے زنا کیا ہوگا اور بغیر توبہ کے اس دنیا سے چلے گئے۔ان کی شرمگاہ سے بہت بدبو آئے گی۔اور پورے جہنم کو بدبودار کردے گی۔اور دوسرا عالم بےعمل عالم کے بدن سے گندی بوآئے گی۔ایک دفعہ یوں ہوتا ہے۔کہ عالم بےعمل نے نہ صرف اپنے گھر کو خراب کیا اپنی بیوی اور بچوں کو علم اور روحانیت سے دور کیا یعنی نہ صرف اپنے اطراف کو فاسد کیا بلکہ یوں بھی ہوتا ہے کہ ایک عالم ایک دیہات کو خراب کرتا ہے۔یا ایک شہر کو فاسد کرتا ہے اور اپنے بےتقویٰ ہونے کی وجہ سے ایک ملک کو خراب کرتا ہے اس کا عذاب دردناک ہے۔

عالم غیر مہذب عالم بےعمل سے زیادہ برا ہے۔کیونکہ قرآن بےعمل عالمکو گدھے سے

تشبیہ دیتا ہے لیکن عالم غیر مہذب کو کتے سے تشبیہ دیتا ہے۔ **"واتل علیهم نبا الذی ایانتا فانسلخ منها فاتبعه الشیطان فکان من الغاوین"**

اے پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم انہیں بتاؤ ایک عالم تھا لیکن وہ علم پر عمل نہیں کرتا تھا کیونکہ غیر مہذب تھا اس نے شیطان کی پیروی کی اور گمراہ ہو گیا قرآن فرماتا ہے۔

"ولو شئنا لر فعناه بها و لکنه اخلده الی الارض و اتبع هواه"

علم کی وجہ سے اس کو بالا جانا چاہیے اس کو عالم ملکوت کو تسخیر کرنا چاہیے لیکن چونکہ اس میں بری صفات تھیں اس لئے ان صفات نے اس کو زمین میں دھنسا دیا۔ اس کے بعد فرماتا ہے۔

"مثله کمثل الکلب ان تحمل علیه یلهث اوتتر که یلهث"

عالم غیر مہذب اس درندے کی طرح ہے کہ اگر اس پر حملہ کریں تو وہ اپنے منہ کو کھول کر اور زبان کو باہر نکال کر حملہ کرتا ہے اور اگر حملہ آپ اس پر نہ حملہ بھی کریں تب بھی وہ حملہ کرتا ہے قرآن فرماتا ہے عالم غیر مہذب اسطرح ہے اس کا وجود اسلام اپنے اپنے قبیلے کے لئے مضر ہے اس کا وجود پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے لئے بھی مضر ہے خدانخواستہ اگر ایک عالم دولت پرست ہو جائے تو وہ ابو ہریرہ بن جاتا ہے خدانخواستہ ایک عالم حاسد ہو تو وہ شریح قاضی بن جاتا ہے شریح قاضی کا کام یہاں تک پہنچ جاتا ہے کہ ابی عبداللہ الحسینؑ کے قتل کا حکم صادر کرتا ہے۔ قرآن فرماتا ہے۔

"قل کل یعمل علی شاکلته"

اگر انسان حاسد ہو جائے تو غیبت کرتا ہے تہمت لگاتا ہے۔ افواہیں پھیلاتا ہے جب تم غیبت کرنے والے، زبان چلانے والے اور افواہیں پھیلانے والوں کا مطالعہ کرو گے تو تمہیں معلوم ہوگا کہ اس کا سبب حسد ہے۔

جس طرح حاسد ہے اسی طرح متکبر ہے چونکہ وہ مغرور ہے خود کو اوپر لے جانا چاہتا ہے اس

لئے دوسروں کو نیچا گراتا ہے۔زبان سے زخم لگاتا ہے غیبت کرتا ہے تمام گناہ سرچشمہ بری صفات ہیں اگر عالم غیر مہذب ہو غیر متقی ہو وہ اس طرح ہوگا اس لئے مواظب رہنا چاہیے۔

ماں باپ! میں یہ نہیں کہتا کہ تمہاری لڑکیاں سکول نہ جائیں یا تمہارے لڑکے یونیورسٹی نہ جائیں۔لیکن میں صرف یہ کہتا ہوں کہ یہ متقی ہوں۔مہذب ہوں۔تم تحقیق کرو گے ایسے افراد کی جو اپنے ملک کے خلاف جاسوسی کرتے ہیں ایسے افراد کی تحقیق کرو جو استعماروں کے ساتھ زندگی گزارتے ہیں۔اور استعماروں کو جونک کی طرح معاشرے کیساتھ لگایا ہوا ہے۔ایک بار بردار یا ایک کاشتکار، ایک کاروباری، ایک تاجر اس کام کو نہیں کرسکتا اور ابھی تک ان لوگوں نے ایسا نہیں کیا۔

مملکت کو کون بیچ سکتا ہے؟ تمہارا بیٹا جب عالم ہو یا یونیورسٹی کا طالب علم ہو لیکن غیر مہذب ہو۔استعماروں ضعیف اور بے چارے لوگوں پر کون مسلط ہوسکتا ہے جابر افراد کی حکومت کو لاسکتا ہے؟ یونیوسٹی کے طالب علم جو متقی نہ ہوں۔جنہوں نے اپنی تربیت نہ کی ہو اور جو غیر مہذب ہوں۔یہ مغرب پرست تعلیم یافتہ ہیں لیکن بے تقویٰ اور غیر مہذب نہ ہوں تو انقلاب اسلام کا مذاق اڑاتے ہیں اس کا کام یہاں تک پہنچ جاتا ہے کہ امریکہ کہ ایک بار بردار کو مملکت اسلامی کے لیڈر سے بہتر سمجھتا ہے۔اس کی کیا وجہ ہے؟ کیوں کہ مغرب پرست ہو گیا اور اس میں یہ مغرب پرستی اس کے غیر مہذب اور دولت پرست ہونے کی وجہ سے آئی۔

یہ خیال کرتا ہے جو طیارہ بنالیتا ہے وہ انسان بھی ہے۔یہ سوچتا ہے جس کے پاس صنعت ہے وہ انسان بھی لیکن اسے معلوم نہیں جس کے پاس صنعت ہے یہ انسانیت کے لحاظ سے اتنا پست ہے کہ کہنا چاہیے کہ یہ ہر درندہ سے زیادہ پست ہے۔آج کی دنیا کیوں جنگل کی دنیا لگتی ہے؟ کیوں ایک چڑیا گھر بن گئی ہے؟ کیا آج کی دنیا کو انسان کی دنیا نہیں کہا جاسکتا۔

آج کی دنیا درندوں کی دنیا ہے یہ درندگی کہاں سے آئی؟ علم سے لیکن بغیر تقویٰ کے اور اچھی صفات کے بغیر ہیں بری صفات سے پہلے دن سے ہی مواظب رہیں کہ بچے حاسد نہ

بنیں۔ تمہارے جوان اور نو جوان اور بچے متکبر پروان نہ چڑھیں۔ خود پرست اور فخر کرنے والے نہ بنیں۔ اور اگر ان میں بری صفات ہوں گی جتنے یہ بڑے ہوتے جائیں گے بری صفات دل میں راسخ ہوتی جائیں گی تو وہ پرانے درخت کی مانند ہو جائیں گی اس کو ختم کرنا مشکل ہو جائے گا۔ مثلاً ایک اسی سالہ عورت اپنے اندر سے حسد کو ختم کرنا چاہیے ختم تو کر سکتی ہے لیکن یہ بہت مشکل کام ہے جب کہ چار یا پانچ سال کے بچے میں حسد کو جلدی ختم نہیں کیا جا سکتا ہے۔

ایک مقام پرست متکبر اگر مقام پرستی کو ختم کرنا چاہے تو کر سکتا ہے اور یہ ایک واجب کام اگر چہ بہت مشکل ہےلیکن اگر بچہ یا جوان متکبر ہو ماں باپ اور استاد اس کے تکبر کو جلد ختم کر سکتے ہیں یہ کام کرنا واجب ہے۔ ماں باپ! تمہیں ایسا کام کرنا چاہیے کہ تمہارے بچوں کو اخلاقی کتابوں اور کیسٹوں کا لگاؤ ہو۔ یہ ماں باپ اور اولاد کے لئے بہت ضروری ہے کہ وہ محراب و منبر سے تعلق رکھیں ایک جوان 24 گھنٹے میں از کم ایک گھنٹہ خود سازی پر لگائے اگر ایسا نہ کرے تو وہ بیچارہ ہے ماں باپ! مواظب رہیں تمہاری اولاد بیچاری نہ ہو۔ جس طرح تمہیں ان کی دنیا کی فکر ہے اسی طرح ان کی خود سازی کی فکر کریں۔ بلکہ یہ زیادہ ضروری ہے۔ اب جس چیز کے بارے میں گفتگو کرنی ہے اور وہ مفصل ہے۔ اور اس کو آج مکمل کرنا ہے وہ یہ ہے کہ ہمیں اپنے بچوں کو مہذب کرنے لئے کیا کرنا چاہیے۔ جوانوں اور نو جوانوں کو کسی طرح مہذب کیا جائے۔

ایک بحث یہ ہے کہ کس طرح خود کو مہذب کریں یہ مفصل ہے۔ اب اس بارے گفتگو کریں گے کہ ہمیں کیا کرنا چاہیے تا کہ ہمارے بچے مہذب ہوں اور ہم بری صفات کو ان میں شعلہ ور نہ ہونے دیں۔ یہ ایک راستہ مثلاً تمہارا دو یا تین سال کا بچہ حاسد ہے تم دیکھتے ہو کہ جونہی تم شیر خوار بچے کو اٹھاتے ہو یہ ناراض ہو جاتا ہے جب تم پاس نہ ہو یہ شیر خوار بچے کو مارتا ہے پس ہمیں کیا کرنا چاہیے۔ پہلا طریقہ یہ ہے اس بچے کے سامنے اس کو پیار نہ کریں اس کے سامنے اس کو دودھ نہ پلایئے۔ اگر تم اس کو دودھ پلانا چاہتی ہو یا پیار کرنا چاہتی ہو تو دونوں بچوں کو

پیار کرو یعنی، سال کے بچے کو پاس بٹھا لیجیے جب شیر خوار کو دودھ پلانا ہو تو اس دو تین سال کے بچے کو پیار کیجئے۔

ایک غلط چیز جو بعض ماں باپ کے درمیان دیکھنے میں آئی ہے اور وہ موجب بنتی ہے کہ بچے بیچارے ہوں اور بچوں کے درمیان اختلاف وہ یہ ہے کہ ماں باپ بچوں کے درمیان فرق ڈالتے ہیں۔ یہ بہت بڑی غلطی ہے مثلاً بعض عورتیں لڑکیاں پسند نہیں کرتیں۔ بعض مرد بھی لڑکیاں پسند نہیں کرتے بلکہ لڑکوں کو پسند کرتے ہیں۔ یہی محبت باعث بنتی ہے کہ وہ لڑکی اور لڑکے کے درمیان فرق کرتے ہیں۔ یہ امتیاز بہت بڑا گناہ ہے۔ اس کے علاوہ اس کی شخصیت ختم ہو جاتی ہے دوسرا اس بہن اور بھائی کے درمیان ایسا شدید اختلاف پیدا ہو جاتا ہے۔ جو ختم نہیں ہوتا بلکہ ان کے پوتوں تک جاری رہتا ہے۔

بعض اوقات ایک باپ اپنی بیٹی کو ارث نہیں دیتا ہے یا کم دیتا ہے۔ یہ غلط کام ہے جو بعض لوگوں کے درمیان رائج ہے۔ بلکہ یوں کہنا چاہیے کہ بعض توجہ نہیں دیتے اور بیٹی کو کم ارث دیتے ہیں۔ ان کی وفات کے بعد بہن اور بھائی کے درمیان عدالت میں اختلاف پیش آتا ہے مال بھی ضائع ہوتا ہے اس کے علاوہ بہن بھائی کے درمیان موت تک یہ اختلاف ختم نہیں ہوتا۔ لہذا پہلا راستہ یہی ہے کہ بیٹی اور بیٹے کے درمیان فرق نہ رکھا جائے۔ اگر اس بچے کو پیار کر رہے ہو تو اس کو بھی پیار کرو اگر اس کو تنبیہ کر رہے ہو تو اس کو بھی تنبیہ کرو۔ اگر پیسے دے رہے ہو۔ تو دونوں کو مساوی دو۔ اگر تحفہ یا انعام دے رہے ہو۔ تو دونوں کو مساوی دو بیٹی اور بیٹے کے درمیان فرق کرنا یا دو بیٹوں کے درمیان فرق کرنا غلط ہے۔ ایک دفعہ مثلاً تمہارا بیٹا اور بہو تمہارے گھر آتے ہیں اور بیٹی اور داماد بھی آجاتے ہیں اگر تم بیٹے اور بہو کا احترام کرو لیکن داماد یا بیٹی کی پرواہ نہ کرو تم نے نفاق کا بیج بو دیا۔ اپنی بیٹی اور داماد کو جہنمی بنا دیا۔ خود کو سب سے پہلے جہنم میں بھیج رہے ہو یہاں تم نے حسد کی جڑ کو اور مضبوط کر دیا دوسرا راستہ ارفع ہے یعنی بچوں کی زبان میں بات چیت کر کے بچوں میں

بری صفات کو ختم کرنا۔ جب تم دیکھتے ہو کہ تمہارا تین سال کا بچہ حسد کر رہا ہے تو تم اس بچے کو گود میں بیٹھا کر اسے کوئی کہانی سناؤ۔

اسے کہیے میرے بیٹے! قرآن فرماتا ہے یوسف کے بھائیوں نے یوسف سے حسد کیا۔ یوسف ایک چھوٹا بچہ تھا اس کے بھائیوں نے خیال کیا کہ ان کے باپ حضرت یعقوب اس کو بہت اہمیت دیتے ہیں۔ ان کے حسد نے رنگ دکھایا انہوں نے تعمیم کی کہ وہ اس بچے کو مار ڈالیں گے۔ ایک دن اس کو لے گئے اور اس کو کنویں میں ڈال دیا۔ اور اس گناہ کی وجہ سے انہیں کئی اور گناہ کرنے پڑے۔ یعنی ایک پیغمبر کے سامنے جھوٹ بولا اور ایک پیغمبر خدا کو ایک معمولی سی قیمت پر بیچ دیا بالا آخر گناہ پر گناہ انجام دیئے۔

اس تین سال کے بچے کو بتایئے۔ میرے پیارے بچے! اگر تم حسد کرو۔ اور اپنی بہن کے منہ پر ایک تھپڑ مار دو کل کو خدانخواستہ اسے قتل کر دو۔ تو یہ دنیا و آخرت کی شرم ہے۔

اگر تم دیکھتے ہو کہ تمہارا جوان خودخواہ ہے مثلاً تمہارا دس یا بارہ سال کا بچہ ایک چیز بازار سے خرید کر خود کھاتا ہے اور اپنی بہن کو نہیں دیتا اسے کچھ نہ کہو اور لیکن بعد میں بچوں کی زبان میں اس سے کہو اکیلا کھانا اچھی بات نہیں تم خودخواہ نہ بنو اگر ساری چیز اپنی بہن کو نہیں دے رہے تو کم از کم آدھی آدھی کر لو۔ اسی بات سے ان کے درمیان محبت اور ایثار برقرار ہوتا ہے۔

لیکن مواظب رہیں اعصاب پر کنٹرول رکھیں اور داد و فریاد بلند نہ کریں خصوصاً خواتین سے کہتا ہوں فریاد کرنے غصہ کرنے اور نفرین کرنے سے کچھ نہیں بنتا۔ ہر کسی کو اس کی عقل کے مطابق بات کرنے سے اثر ہوتا ہے۔ مثلاً تم دیکھتے ہو تمہارا جوان متکبر ہو گیا ہے بدچلن ہو گیا۔ گلیوں میں گھومتا پھرتا ہے۔ جب تم دیکھتے ہو کہ وہ گلیوں میں بری صورتحال سے چلتا ہے جب وہ غصے میں ہے اس کو کچھ نہ کہو اپنے بیٹے پر کنٹرول کرو۔ اس جوان کو ایک جگہ تنہائی میں بلاؤ اور اس سے بات کرو اور کہو۔ میرے جوان! اگر انسان متکبر ہو جائے تو معاشرہ اس کو رد کر دیتا ہے اگر انسان متکبر ہو

جائے تو خدا نے قسم کھائی ہے اس کو زمین پر دے مارے گا۔ اگر انسان متکبر ہو جائے ماں باپ کا عاق ہو جاتا ہے جب ماں باپ کا عاق ہو جائے خدا نے قسم کھائی ہے ایسے کو ہرگز نہیں بخشے گا۔ مسلم اس کی عاقبت بخیر نہیں ہو گی۔

ہمیں بہت سے لوگوں کے بارے معلوم ہے جنہوں نے ماں باپ سے اچھا سلوک نہ کیا۔ وہ بہت سی بلاؤں اور مصیبتوں میں گرفتار ہوئے اس کے علاوہ خدا اس کو ایسی بیٹی اور بیٹا دیتا ہے جو خود اس پر مسلط ہو جاتے ہیں اور یہ نااہل بیٹے کے ماتحت ہو جاتا ہے۔ اس کے علاوہ ان کی عاقبت بھی بخیر نہیں ہو گی اس طرح کی باتیں اولاد سے کرو۔

جب تم دیکھو کہ گلی میں لڑکی کی چال اچھی نہیں۔ جب اس کے لباس کا طریقہ دیکھو۔ تو اچھی اور خوش زبان سے اس سے کہو۔ کیونکہ بات اثر رکھتی ہے۔ تم بات کرو اگر پہلی یا دوسری دفعہ اثر نہ کرے تو تیسری اور چوتھی دفعہ اثر ہو گا۔ پانچویں چھٹی اور دسویں دفعہ قطعاً اثر رکھتی ہے۔

یقین رکھو بات کا بہت اثر ہوتا ہے۔ مجھے بھولتا نہیں ہمارے استاد بزرگوار مرحوم آیۃ اللہ بروجردی جب درس دیتے تھے۔ طالب علم اس کو قبول نہ کرتے اور شور بلند کرتے۔ وہ کچھ نہ کہتے کل آ کر دو بار درس دیتے۔ لڑکوں کا شور بلند ہو جاتا۔ پھر وہ تیسری دفعہ آ کر درس دیتے پھر چوتھی دفعہ، پھر پانچویں دفعہ بالا آخر تکرار سے وہ اپنی بات دوسروں تک پہنچا دیتے یقین کرو بات کا بہت اثر ہوتا۔ دوست اپنے دوست سے بات کرے اس کا بہت اثر ہوتا ہے۔ خدا نے حضرت موسیٰ کو وحی کی۔

"فقو لا له قولا لينا لعله يتز كر او يخشى"

میٹھی زبان، مہربانی، نصیحت وغیرہ سے بات کرو۔

یہ تھا دوسرا راستہ۔

تیسرا راستہ تقویٰ ہے میں نے کہا تھا صفات رزیلہ سب گناہوں کا سرچشمہ ہے جیسا کہ

قرآن فرماتا ہے"قل کل یعمل علی شاکلتہ" جب تمہارا دل خراب ہو جائے تم ناہ کار ہو گے۔ جب تمہارے دل میں شراب ہو گی تو اس میں شراب ٹپکے گی۔ ناپاک دل گنہگار ہوتا ہے پس ہمیں کیا کرنا چاہیے؟ گناہ جو بری صفات کی شاخ اور پتے ہیں اگر ان کو ختم کر دیں آہستہ آہستہ درخت بھی خشک ہو جاتا ہے۔

یہ راستہ خود تمہارے لئے بھی اچھا ہے یعنی اگر ایک عورت حاسد ہے اگر ایک مرد شہوت پرست ہے یا اگر ایک مرد متکبر ہے اگر ایک مرد بخیل ہے اگر ایک عورت بدبین ہے تو اسے چاہیے وہ گناہ جو ان بری صفات سے پھوٹتے ہیں ان کو ترک کر دے یعنی جب وہ غیبت و چینی نہیں کرے گا افواہیں نہیں پھیلائے گا زبان سے دوسروں کو زخمی نہیں کریگا تو آہستہ آہستہ وہ حسد کی شاخ اور پتوں کو کاٹ ڈالے گا اس طرح حسد کا درخت خشک ہو جائیگا۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ بدی کی جڑ ختم ہو جائے گی۔ وہ شخص جو متکبر انسان چاہتا ہے کہ دوسروں کی توہین کرے۔

وہ چاہتا ہے ایسا کام کرے جس سے دوسرے چھوٹے ہوں اور وہ بڑا شمار ہو یہ آدمی اگر غیبت نہ کرے زبان سے دوسروں کو زخم نہ لگائے جب کسی محفل میں جائے تو پیچھے بیٹھ جائے خاموش رہے آہستہ آہستہ یہ درخت بھی ختم ہو جاتا ہے۔ لہذا التقویٰ ایک ایسا راستہ ہے جو بری صفات کو ختم کر دیتا ہے۔

اگر بچہ تمہارے سامنے غیبت کرے اور سخن چینی کرے تو اسے روکو۔ انہیں برائیوں کی وجہ سے وہ چور اور جاسوس بن جاتا ہے۔ چوتھا راستہ بھی ہمسب کے لئے ہے وہ دعا ور خدا سے راز و نیاز ہے خدا چاہے کہ وہ ہمیں تہذیب نفس کی توفیق دے کیوں کہ قرآن کی رو سے تہذیب نفس خدا کے لئے ہے خدا ہمیں مہذب بنائے۔ ہم خود اپنے آپ کو مہذب نہیں بنا سکتے ہمیں چاہیے کہ اس کے مقدمات فراہم کریں۔ تکالیف اٹھائیں۔ ہم مہذب بنیں یہ کہ اچھی صفات ہمارے دل میں راسخ ہوں یہ خدا کا کام ہے قرآن فرماتا ہے۔

"فلولا فضل الله ورحمته ما زکی منکم من احد ابداً

ولکن یزکی من یشاء"

اگر خدا کا فضل اور لطف شامل حال نہ ہو کوئی شخص خود کو مہذب نہیں بنا سکتا۔ یہ خدا ہے جو تمہیں مہذب بناتا ہے۔ جب اسی طرح ہو تو ایک موثر راستہ دعا ہے خدا سے راز و نیاز ہے۔ ہماری ایک بدبختی یہ ہے کہ شب قدر میں مرتب یہ دعا کرتے ہیں خدایا ہمیں دولت دے میرے قرض کو ادا کر۔ میری لڑکی کا جہیز تیار ہو جائے۔

لیکن انسان یہ نہیں کہتا خدا میرا بچہ حاسد ہے۔ اس حسد کو ختم کر۔ تم نے اب تک ساری زندگی میں شب قدر میں یہ دعا مانگی ہے خدایا! میں متکبر ہوں میرے تکبر کو ختم کر؟ ہماری بدبختی ہیہ ہے کہ ہم بچے بن گئے ہیں ڈر کو دے کر کھجور خرید لیتے ہیں جب بچہ بھوکا ہوتا ہے وہ قیمتی ور دے کر ایک خرما خرید لیتا ہے۔ ماہ رمضان کی ۲۳ ویں شب ہمیں خدا سے کیا مانگنا چاہیے؟ عافیت و سلامتی۔ یعنی جسم اور روح کی سلامتی آج رات خدا سے اپنے بچے کے لئے سلامتی طلب کرو۔ نہ صرف سلامتی جسم بلکہ سلامتی روح۔ اگر تمہارا بچہ حاسد یا متکبر ہے سمجھ لو یہ بچہ معذور ہے اگر تمہارا بچہ جسمانی لحاظ سے فیل ہو تو کس طرح تم ہر ایک دعا کیلئے کہتے ہو ادھر ادھر منت مانتے ہو۔ اس مقصد کے لئے بھی منت مانو دوسروں کو دعا کے لئے کہو اے وہ جس میں بری صفت موجود ہے خود بھی دعا مانگو۔ کون ایسا ہے جو کہے میرے میں بری صفت موجود نہیں؟ حاضرین محترم! تم جان لو ہم سب میں بری صفات موجود ہیں لیکن کیا کوئی ہے جو یہ کہے میرے میں بری صفات موجود ہیں۔ امام صادق فرماتے ہیں۔

"اخر مایخرج من قلوب الصد یقین حب الحجاه"

آخری چیز جو صدیق کے دل سے باہر نکلتی ہے وہ جاہ طلبی ہے۔

صدیق کون ہے؟ یعنی جناب! تم جو کچھ بھی ہو جاہ طلب ہو ریا کار ہو۔ جو کچھ بھی ہو یہ کہنا مبالغہ ہے کہ تم کہو میں نے حسد کے ریشہ کو ختم کر دیا ہے۔ اگر تمہاری زندگی میں گناہ نہیں تو تم کہہ سکتے ہو کہ میرے میں بری صفات ایسے ہیں جیسے راکھ کے نیچے آگ۔ لیکن تم جو غیبت نمامی اور سخن چینی کرتے ہو کس طرح کہہ سکتے ہو میرے اندر بری صفات نہیں ہم سب روحی معذور ہیں

آج جو ۲۳ ویں ماہ رمضان تم دعا مانگو اور خدا سے سلامتی طلب کرو۔

علامہ مجلسی رسول خدا سے نقل کرتے ہیں لوگوں نے سوال کیا ہم شب قدر میں کیا مانگیں؟ انہوں نے جواب دیا سلامتی سلامتی دین اور سلامتی جسم بلکہ سب سے بالاتر سلامتی روح۔ ایک چیز ان سے بھی بہتر ہے اس کو انشاء اللہ ایک فصل میں مفصل بیان کروں گا۔ اور وہ تربیت عملی ہے یعنی خود انسان بنو تمہارے بچے بھی انسان بنیں گے۔ خود گالی نہ دو تمہارے بچے بھی گالی نہیں دیں گے۔ خود لوگوں کے بارے بدگمانی نہ کرو تمہارے بچے بھی لوگوں کے بارے بدگمانی نہیں کریں گے۔

بقول عوام اگر تم چاہتے ہو دیکھو کہ فلاں تجھے اچھا سمجھتا ہے یا نہیں تو تم دیکھو کہ اسکے بچے تمہارے ساتھ کیسے ہیں۔ اگر اس کے بچوں نے تمہیں سلام کیا۔ تمہارا احترام کیا تو جان لو کو کہ وہ شخص تمہارے ساتھ اچھا ہے لیکن اگر اس کے بچوں نے تمہاری توہین کی اور تمہاری پرواہ نہ کی تو تم جان لو وہ شخص تمہارے ساتھ اچھا نہیں ہے۔ یقیناً اس نے تمہاری غیبت کی ہے۔ یہ ہے تربیت عملی انشاء اللہ اس کے بارے بعد میں مفصل بیان کروں گا۔

اے خاتون! تم جو اپنے داماد کے سامنے صحیح لباس نہیں پہنتی تم جو اپنے داماد کے سامنے چھوٹے بازوں والی قمیض پہنتی ہو یا شلوار زانوں سے اوپر تک تو تمہیں معلوم ہے تمہاری بیٹی نامحرم کے سامنے زانوں سے اوپر تک ننگا رکھے گی۔ اگر تم اپنے بیٹے کے سامنے زانوں سے اوپر تک شلوار پہنوں گی تو تمہاری بیٹی اتنی عفیف نہیں ہوگی جتنا اسے ہونا چاہیے تم اگر گلی میں اس طرح کھڑی ہو جاؤ کہ تمہارے بال نظر آ رہے ہوں یا بغیر چادر کے دروازے پر آ جاؤ تو تمہاری بیٹی بھی بغیر چادر کے دروازے پر آ جائے گی۔ اگر تم چاہتی ہو تمہاری بیٹی عفیف ہو تو تمہیں چاہیے تم خود بھی عفیف ہو اگر تم اپنی لڑکی کو مہربانی سکھانی چاہتی ہو تو خود بھی مہربانی کا مظاہرہ کرو اگر تمہارے داماد اور بیٹی اور نواسے گھر آئیں تو خندہ پیشانی سے ان کا استقبال کرو تا کہ تمہاری بیٹی میں مہربانی اثر کرے۔

درس ۲۰

باب ۱۴

بچوں کومودب بنانے میں ماں کا وظیفہ:

ہماری گفتگو یہ ہے کہ ماں باپ کے لئے ضروری ہے۔اپنے بچوں کومودب بنائیں آداب اور اجتماعی رسومات کو انہیں سکھائیں۔ یہ بہت مفید ہے میں تقاضا کرتا ہوں سب خصوصا مائیں اس پر توجہ دیں اس گفتگو سے ایک نکتہ کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں اگر چہ گفتگو بچے جوان اور نوجوان کی تربیت کے بارے میں ہے۔لیکن ہمیں چاہیے کہ ہم خود بھی معاشرے میں مودب ہوں اجتماعی رسوم کی رعایت کریں تاکہ اپنی اولاد اجتماعی رسوم سے آشنا کریں۔ بہت سی روایات میں ہے کہ اولاد کی تربیت اور ادب کرنا ان کے حقوق میں سے ہے۔رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا۔

"حق الولد علی الوالد ان یحسن اسمه ویحسن ادبه"

اولاد کے ماں باپ پر یہ حق ہے کہ ان کا اچھا نام رکھے ادب سکھائے۔امام سجاد فرماتے ہیں۔

"انك مسئول عما ولیته بد من حسن الادب"

تم ذمہ دار ہو اپنے بچے کو مودب بناؤ ایک اور جگہ امیر المومنین فرماتے ہیں۔ **"لا میراث کالادب"**

ماں باپ کی طرح سے اولاد کو اچھی تربیت سے بڑھ کر کوئی میراث نہیں اگر ایک گھر یا ایک دوکان اس کے لئے چھوڑ جاؤ تو امیر المومنین فرماتے ہیں۔اس کے لئے ادب اس گھر سے بہتر ہے۔مختصر یہ کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم فرماتے ہیں۔

"اکرموا اولادکم واحسنوا ادبکم یغفر لکم" "بحار الانوار جلد 104 ص 95" بچوں کو محترم سمجھو ان کا احترام کرو اور انہیں ادب سکھاؤ۔

پس روایات کی رو سے بچوں کوادب سکھانا واجب ہے۔ادب کے معنی فصاحت و بلاغت کیساتھ ایک ہی ہے لیکن ادبیات میں فصاحت و بلاغت ایک علم ہے۔فصاحت کے معنی اچھا بولنا۔اور بلاغت کے معنی بجا گفتگو کرنا۔ادبیات میں اس کو کہتے ہیں۔فصاحت و بلاغت۔ادب کا معنی یہ ہے کہ ایک مودب بچہ وہ ہوتا ہے جو بجا بولتا ہے۔بجا کام کرتا ہے۔اور بے جا کاموں سے باز رہتا ہے۔اگر تم اپنی زندگی میں بجا گفتگو کرو۔نہ کہ بیجا تو تمہیں کہا جائے گا یہ مودب ہے۔ہم ایسے کریں کہ ہمارے بچے اچھی اور بجا گفتگو کریں۔ادب کرنا ایک مشکل کام ہے لیکن بہت ضروری ادب 2 قسم کا ہوتا ہے۔

ایک گفتار سے مربوط ہے اور ایک کردار سے۔کردار سے مربوط ادب کے بارے انشاءاللہ کل گفتگو کروں گا۔

''گفتار میں ادب''

آج ہماری گفتگو گفتار کے بارے میں ہے۔خوب اور بجا بول چال کے بارے میں ہے کہ ہم اور ہمارے بچے اچھا اور بجا بولیں۔یہ اچھا اور بجا بولنا بعض اوقات دین سے مربوط ہے اور بعض اوقات عوام سے تم اور تمہارے بچے علاقائی لہجے کو چھوڑ دیں۔علاقائی معانی کو استعمال نہ کریں۔بعض اوقات دیکھنے میں آتا ہے ایک ایسا شخص جو معاشرے میں بہت مقبول ہے۔ابھی تک اس نے اپنے دیہاتی لہجے کو اپنایا ہوا ہے۔یہ لہجہ انسان کی شخصیت کو ضرر پہنچاتا ہے (ماہرین نفسیات ایک جملہ استعمال کرتے ہیں ہماری آج اور کل کی گفتگو) صفحہ۔

ماہرین ایک جملہ استعمال کرتے ہیں۔چھوٹے چھوٹے بزرگ ہماری آج اور کل کی گفتگو انہیں چھوٹے چھوٹے بزرگ کے بارے میں ہے۔''چھوٹے چھوٹے بزرگ'' کا مطلب ظاہراً وہ شخص چھوٹا ہے۔لیکن دوسروں کی شخصیت تباہ کرنے کے لئے بہت بڑا ہے۔بعض اوقات انسان

ایک جملہ استعمال کرتا ہے جس سے دوسروں کی شخصیت اتنی تباہ ہو جاتی ہے۔ یا تو اس کی تلافی و حیران کرنا ناممکن ہے یا کم از کم بہت مشکل ہے۔ جو اجتماعی شخصیت کا مالک ہے مثلاً ڈاکٹر ہے تو اسے چاہیے اپنے علاقائی لہجوں کو نہ اپنائے کیونکہ ہر علاقے کا اپنا ایک لہجہ اور معنی ہوتے ہیں اصفہانیوں کا اپنا ایک لہجہ ہے یزدیوں کا اپنا ایک لہجہ ہے قمیوں کو اپنا اور تہرانیوں کا اپنا ایک لہجہ ہے۔ ایک انسان جو اجتماع میں اپنی جگہ بنانا چاہتا ہے۔ تو اسے چاہیے علاقائی لہجے اور معانی کو اپنائے اور اچھی اور بجا گفتگو کرے۔ بعض اوقات بات اچھی ہوتی ہے لیکن بے جا ہوتی ہے۔ بقول سعدی

دو چیز تیرہ عقل است دم فرو بستن
بہ وقت گفتن و گفتن بہ وقت خاموشی

یعنی دو چیز عقل کی تاریکی ہیں ایک بولنے کے وقت چپ رہنا اور دوسرا چپ رہنے کے وقت بولنا۔

بعض اوقات انسان کسی جلسہ میں ایسا جملہ کہہ دیتا ہے جو بیجا ہوتا ہے یہ بیجا بولنا اس کی شخصیت کو ضرر پہنچاتا ہے۔ یہ شخص بلاغت کی رعایت نہیں کرتا ہے جب بلاغت کی رعایت نہیں کی تو گویا ادب کی رعایت نہیں کی۔ بعض اوقات بچہ بڑا ہو جاتا ہے لیکن اسے پتہ نہیں کہ دوسرے کیساتھ کیسا برتاؤ کرنا ہے اس کو کہا جاتا ہے تمہارا کیا حال ہے؟ اگر بہت باشخصیت اور مغرب پرست ہو تو کہتا ہے مرسی یعنی شکریہ۔

پھر اس سے پوچھا جاتا ہے تمہارے باپ کا کیا حال ہے؟ پھر یہی جواب دیتا ہے پھر اس سے پوچھا جاتا ہے تم کہاں جانا چاہتے ہو پھر بھی یہی جواب دیتا ہے۔ یہ ماں باپ کا قصور ہے ان کو چاہیے کہ بچوں کو بول چال کا طریقہ سکھائیں اور انہیں خود کو بھی گفتگو کرنے کا طریقہ آنا چاہیے۔ بعض اوقات خواتین جب کسی جلسہ میں وارد ہوتی ہیں۔ تو انہیں صرف تعریف کرنا آتی ہے۔ اس اپنی شخصیت اور اخلاقی مسائل کی کوئی فکر نہیں۔

ہمیشہ فخر کرتی ہیں۔ ماہرین نفسیات کے بقول ایسے افراد اجتماعی آداب اور رسوم کے لحاظ سے چھوٹے ہیں لیکن دوسروں کی شخصیت کو ضرور پہچاننے کیلئے بڑے ہیں۔ جو شخص اپنی تعریف خود کرتا ہے وہ دوسروں کی نظر میں گر جاتا ہے اس طرح جو یہ جھوٹی تعریف کرتا ہے وہ بھی پست سمجھا جاتا ہے۔ گویا اپنی تعریف خود بیان کرنے کا ایک وضعی اثر ہے انسان پست ہو جاتا ہے۔

مشہور ہے مقدس اردبیلی بیابان میں جا رہے تھے۔ امام زمانہ پہنچے۔ اس نے ان کو اپنے پیچھے سوار کر لیا۔ امام نے پوچھا فلاں شخص نجف میں کیسا ہے اس کی حالت کیا ہے؟ وہ کیسا آدمی ہے؟ مقدس اردبیلی نے اس کی بہت تعریف کی۔ پھر امام نے کسی اور کے بارے پوچھا فلاں شخص کیسا ہے؟

مقدس اردبیلی نے اس کی تعریف کی۔ پھر امام نے کہا ملا احمد اردبیلی کیسا آدمی ہے؟ احمد اردبیلی نے تنقید کی اور کہا اردبیلی بہت برا آدمی ہے۔ اس کے پاس علم ہے نہ دین اور نہ تقوی نہ مرتبہ انہوں نے اپنے بارے میں تنقید کی۔ امام زمانہ نے فرمایا۔ وہ عجیب برا انسان ہے۔ جبکہ امام زمانہ اس کے پیچھے سوار ہیں اس نے اترنا چاہا۔ امام نے منع کیا اور اس کا شکریہ ادا کیا۔ واقعاً انسان کو ایسا ہی ہونا چاہیے اپنے منہ میاں مٹھو نہ بنے۔ بلکہ دوسروں کی تعریف کر کے انہیں بلند کرے۔

الغرض علاقائی لہجہ اور زبان استعمال نہ کرنا کم بولنا اور اچھا بولنا یہ ایسی چیزیں ہیں جو تمہیں چاہیے۔ کہ اپنے بچوں کو سکھائیں۔ دوسروں کے ساتھ اچھا برتاؤ کریں اور بڑوں کا احترام کرنا انہیں سکھاؤ۔ اور انہیں یہ سکھاؤ کہ کس طرح چھوٹے بڑے اور دوستوں کے ساتھ میل جول رکھنا چاہیے۔ اپنی لڑکی کو سکھاؤ کس طرح شوہر کے ساتھ پیش آئے۔ ساس کیساتھ کیسا سلوک کرے۔ اس طرح بیٹے کو سکھاؤ کہ اپنی بیوی سے کیسا برتاؤ کرے۔ اپنے بچوں کے ساتھ اس کا کیا رویہ ہو یہ بول چال کا طریقہ تو عوام سے مربوط تھا اس سے اہم کئی چیزیں ہیں۔ جو دین سے تعلق رکھتی ہیں۔

تمہارے لئے ضروری ہے کہ مواظب رہیے تمہارا بچہ غیبت نہ کرے زخم زبان نہ لگائے۔ مسخرہ نہ کرے۔ کیوں کہ یہ چیزیں پستی کا سبب ہیں اگر کوئی غیبت کرے تم سمجھو اس کی شخصیت درست نہیں۔ اس کی طبیعت پست ہے۔ اگر تم دیکھو کہ کوئی چغل خور اور سخن چینی کرتا ہے۔ تو تم یقین کرلو کہ اس کی طبیعت پست ہے۔ اس کی شخصیت کم ہے کیوں کہ اگر اس کی شخصیت ہوئی۔ تو غیبت نہ کرنا اپنے دوست کی چغل خوری نہ کرتا۔ پس اپنے بچوں کو سکھائیں کہ بری باتیں نہ کریں معاذ اللہ گالی نہ دیں۔ جو شخص ایسے کام کرے تو اجتماعی شخصیت پیدا نہیں کر سکتا۔ معمولاً عوام میں بہت مشہور ہے۔ چرب زبانی انسان کو برباد کر دیتی ہے۔

بہت سے افراد کے بارے میں معلوم ہے کہ زبان نے انہیں قتل کر ڈالا اس زبان سے کئی فساد برپا ہوتے ہیں۔ کئی دفعہ خواتین نے مجھے فون کیا ہے کہ ان کے گھروں میں اختلاف ہے جب ان سے گفتگو کرتا ہوں تو معلوم ہوتا ہے وہ عورت گھر میں بری زبان استعمال کرتی ہے۔ یا مرد بری زبان استعمال کرتا ہے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ بات جدائی اور طلاق تک پہنچ جاتی ہے اور کئی بے چارے ہو جاتے ہیں۔

بہت سے افراد کے بارے میں ہمیں علم ہے کہ وہ عالم ہیں۔ اپنے علم میں ماہر ہیں لوگ اس کو ماہر سمجھتے ہیں لیکن اس کی کوئی شخصیت نہیں ہوتی۔ جب ہم تحقیق کریں تو ہمیں پتہ چلتا ہے۔ کہ وہ محفلوں میں بیجا مذاق کرتے ہیں دوسروں کا مذاق اڑاتے ہیں کیونکہ جو دوسروں کا مذاق اڑاتے ہیں وہ حقیقت میں پہلے اپنا مذاق اڑاتا ہے کہ تا کہ دوسروں کا مذاق اڑا سکے۔ بچوں میں ایسی باتیں بالخصوص صحیح نہیں اگر معاذ اللہ بچہ گالیاں دے تو یہ بہت بری عادت ہے تمہیں مواظب رہنا چاہیے کہ بچے کو بالکل گالیوں کا پتہ نہ ہو۔ جو گالیاں دیتے ہیں تمہارے بچے ان سے آمد و رفت نہ کریں تمہارے بچے بے ادب بچوں کے ساتھ نہ آئیں جائیں۔ اگر تم اپنے بچوں سے ایک برا جملہ سنو انہیں منع کرو۔ بعض اوقات بچہ گالی سے ناواقف ہوتا ہے جب وہ گالی دے تو ماں ہنس دیتی

ہے۔باپ چپ کر کے سن لیتا ہے۔ماں باپ کا یہ عمل بچے کو بے چارہ کر دیتا ہے۔بعض اوقات اس کا انجام یہ ہوتا ہے کہ معاشرہ اس کو رد کر دیتا ہے اور معاشرے کا رد کرنا اس کے قتل کا سبب بنتا ہے۔

ابن مقفع ایک عالم اور ادیب ہے کلیلہ و دمنہ ایک ادبی کتاب ہے بن مقفع نے اس کو عربی اور فارسی دونوں میں ترجمہ کیا ہے۔علمی لحاظ سے اس کی شخصیت بہت عظیم ہے۔لیکن یہ مغرور ہوتا ہے۔زبان کے لحاظ سے مودب نہیں تھا اسی زبان نے اس کو قتل کر ڈالا۔

ایک حاکم بصرہ آیا ہوا تھا۔ابن مقفع کی اس حاکم سے نہیں بنتی تھی ابن مقفع اس کا مذاق اڑاتا۔جب وہ کسی مجلس میں جاتا ابن مقفع اس کو کہتا سلام علیکما یعنی تم دونوں پر سلام ہو۔لوگ پوچھتے دونوں سے کیا مراد ہے؟

یہ کہتا کہ اس حاکم کی ناک بہت موٹی ہے۔میں ایک سلام خود اس کو کرتا ہوں اور ایک اس کی موٹی ناک کو لوگ قہقہ لگا کر ہنستے۔حاکم کے لئے یہ بہت ناگوار گزرتا لیکن وہ صبر کرتا کیوں ابن مقفع کی ایک اجتماعی شخصیت تھی اور وہ حاکم اس کا کچھ کر نہیں سکتا تھا۔بعض اوقات بن مقفع اس کا حاکم کہتا کہ میں نے آپ سے ایک مسلہ پوچھنا ہے کیا آپ مجھے اس کا جواب دے سکتے ہیں وہ حاکم کہتا کیا مسلہ ہے؟ یہ کہتا کہ اگر ایک عورت مر جائے اور اس کے 2 شوہر ہوں تو اس کا ورثہ کس طرح تقسیم ہوگا۔لوگ بہت ہنستے یہ اس طرح کی باتیں کرتا اور اس کا مذاق اڑاتا۔بعض اوقات حاکم اس سے کہتا خاموشی سے کوئی نقصان نہیں پہنچے گا۔تو یہ کہتا جی ہاں جاہل انسان کو خاموشی سے کبھی نقصان نہیں پہنچتا۔

تاریخ میں ملتا ہے اس عالم ادیب کو ایک دفعہ غصہ آ گیا اور اس نے اس حاکم کو ماں کی گالی دی۔لیکن حاکم اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکا اتفاقاً ایک واقعہ پیش آیا منصور دوانیقی کے چچا نے پھر طغیان کیا پریشان ہوا لوگوں نے اس سے کہا تم اپنے چچا کو بخش دو۔اس نے کہا کوئی بات نہیں لیکن

تم ایک امان نامہ لکھوالاؤ۔

لوگ ابن مقفع کے پاس آئے کہ منصور کے چچا کے لئے ایک امان نامہ لکھدے بے ادبی نے اس کے قلم پر بھی اثر کیا۔ بعض اوقات انسان قلم کے ذریعے جسارت کرتا ہے اس نے ایک سخت اماں نامہ لکھا۔ کہ منصور کے چچا امان میں ہیں اگر منصور اپنے وعدے پر عمل نہ کرے تو وہ خلافت سے معذول ہو جائے۔ اس کی بیوی کو طلاق دے دی جائے اور اس کا مال خراج ہو جائے۔

اس امان نامہ کو منصور دوانیقی کے پاس گئے اس نے پوچھا یہ کس نے لکھا ہے؟ لوگوں نے بتایا ابن مقفع نے منصور نے حاکم کو لکھا کہ ابن مقفع کا کام تمام کردو۔ حاکم کی خواہش بھی یہی تھی۔ لہذا حاکم نے اس سے وعدہ لیا کہ تم ہمارے گھر آؤ۔ ابن مقفع اپنے غلام کے ہمراہ گوڑھے پر اس کے گھر آیا اس نے گھوڑے اور غلام کو دروازے پر کھڑا کیا اور خود اندر چلا گیا۔ آدھا دن گزر گیا لیکن یہ باہر نہ آیا۔ اس کے غلام نے دروازہ کھٹکھٹایا۔ اور کہا ابن مقفع کو بھیجیں۔ انہوں نے جواب دیا کہ وہ یہاں نہیں آیا۔ اس نے شور برپا کیا کہ میں نے خود دیکھا ہے لیکن انہوں نے کہا کہ وہ نہیں آیا۔

ابن مقفع جب اندر گیا تو انہوں نے ایک تنور جلایا ہوا تھا۔ اس کو تنور کے پاس لایا گیا حاکم نے کہا تمہیں یاد ہے مجھے مذاق کرتے تھے اور کہتے تھے۔ دونوں پر سلام ہو اور لوگ ہنستے تھے اس نے جلاد سے کہا اس کے ہاتھ کاٹ دو۔ جلاد نے ہاتھ کاٹ کر تنور میں ڈال دیا حاکم نے کہا اس کے دوسرے ہاتھ کو کاٹ دو۔ پھر کہا تمہیں یاد ہے تم نے فلاں موقع پر جسارت کی تھی پھر جلاد سے کہا اس کے دونوں پاؤں کاٹ دو۔ پھر اس کی آنکھیں نکالیں حاکم نے کہا تمہیں یاد ہے کہ تم نے مجھے ماں کی گالی دی تھی حاکم نے خود اس کو اٹھا کر تنور میں ڈال دیا۔

اور تنور کا ڈھکنا بند کر دیا۔ ابن مقفع جل گیا۔ اس کے لوگوں نے شکایت کی کہ ابن مقفع حاکم کے گھر گیا تھا آہستہ آہستہ بات منصور دوانیقی تک پہنچی۔ منصور کو تو اس بات کا علم تھا لوگوں نے اس

کے چچا کے ذریعے بات کی۔ منصور نے کہا ٹھیک ہے میں حاکم کو قتل کرتا ہوں لیکن ابن مقطع زندہ ہو تو تم کیا کرو گے۔ لوگ ڈر گئے کہ شاید ابن مقفع زندہ ہو اور اگر اس کا خون ضائع بھی ہو جائے تو اس کی اپنی بری زبان کی خاطر ہو گا۔

اس تاریخ کے جملہ کی طرح مجھے کئی اور تاریخی جملے یاد ہیں کہ انسان کی بری زبان اس کو بے چارہ کر دیتی ہے۔ یہی کینہ اس کے پیٹ کے لئے چاقو بن جاتا ہے اور بعض اوقات لوگوں کے سامنے پٹائی اور گالی کا سبب بنتا ہے۔ عوام میں مشہور ہے کہ پست آدمی کے ساتھ کبھی برابری نہ کریں جو پست انسان ہے یہ جب چاہے بازار میں لڑائی کر سکتا ہے واضح ہے کہ جس کی کوئی شخصیت ہے وہ زمین پر گر جاتا ہے پست آدمی کی گالی دینے سے ہی اس کا کام تمام ہو جاتا ہے۔ بعض اوقات انسان بے پروائی کرتا ہے یا گالی دیتا ہے کسی کو مذاق کرتا ہے یہی بات اس کے قتل کا سبب بنتی ہے یا اس کے معزول ہونے کا باعث بنتی ہے یا طلاق کا ذریعہ بنتی ہے۔ میں تم لوگوں سے تقاضا کرتا ہوں ہر جگہ یعنی اپنے گھر اور اجتماع میں مودب بنیں۔ اگر تم مذاق کرو جو تمہاری اور دوسرے کی شخصیت کے لئے باعث ضرر نہ ہو۔ اور ہنسی کی بھی حد ہو۔ بلند ہنسا خصوصاً خواتین اپنے شوہروں کے سامنے متبسم ہوں یہ بہت اچھی بات ہے انسان خندہ پیشانی سے کام لے اور بول چال میں بھی ایسا ہو۔ اب بھی خواتین اور مردوں کے درمیان محسوس کیا جاتا ہے کہ بیہودہ زبان چلانا بہت بری بات ہے۔ اسلام نے اس کی مزمت کی ہے اگر بری باتیں کی جائیں روایت کو چند دن پہلے تمہارے سامنے عرض کیا تھا۔ آج پھر دہراتا ہوں عائشہ پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے پاس بیٹھی ہوئیں تھیں ایک یہودی آیا اس نے کہا سام علیکم پھر دوسرا اور تیسرا یہودی آیا اور کہا سام پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا علیکم عائشہ تیسری دفعہ برداشت نہ کر سکی اس نے کہا یا ”**ابو بناء القردة والخنازیر**“

اے بندر اور سور کے بچو۔ پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو غصہ آ گیا۔ آپ نے فرمایا عائشہ تم نے گالی کیوں دی اگر چہ یہودی نے پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے کہا خدا تمہیں موت دے پھر بھی پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے کہا تم نے اس یہودی کو گالی کیوں دی۔ پھر آپ نے فرمایا عائشہ گالی

مجسم ہوتی ہے۔ بری شکل میں پیش ہوتی ہے اور قبر عالم برزخ اور قیامت میں انسان کے ساتھ ہوتی ہے۔

بعض افراد گھروں میں گالیاں دے دیتے ہیں یہ کسی نہ کسی صورت میں مجسم ہوتی ہیں۔ بعض مرد اور خواتین اپنے بچوں کو گالیاں دیتے ہیں یہ گالیاں قبر میں بری شکلوں کی صورت میں ان کی ساتھی ہوں گی۔ بعض مرد اور خواتین مذاق میں گالیاں دیتے ہیں یہ سب بری شکل میں عالم برزخ میں مجسم ہوں گی اور یہ تا روز قیامت انسان کی ساتھی ہوں گی۔ مذاق جو خواتین ایک دوسرے کو کرتی ہیں اور گالی کے ذریعے ایک دوسرے کا تعارف کرواتی ہے۔ یہ بری شکل میں مجسم ہوتی ہیں۔

گالی نہ دیجیے۔ خصوصاً بچے کے سامنے مودب رہیے خصوصاً مجالس میں زبان کے لحاظ سے مودب رہو خصوصاً پردیسی اور بڑوں کیساتھ جو چیز ان سب سے اہم ہے اور ماں باپ کو ان کی رعایت کرنی چاہیے وہ جھوٹ ہے خدا نے کرے ایک بچہ دو تین جھوٹ بولے آہستہ آہستہ دو تین جھوٹ اس کی عادت بن جاتی ہے۔

اگر تمہارا بچہ جھوٹا بن جائے رسوا ہوتا ہے اس کی اجتماعی شخصیت ختم ہو جاتی ہے اس کے علاوہ مسلماً جہنمی ہے۔ مواظب رہیے گناہ تمہاری زندگی میں نہ ہو۔ خصوصاً گھر میں عورت شوہر سے جھوٹ نہ بولے۔ شوہر بیوی سے جھوٹ نہ بولے۔ بچوں سے جھوٹ نہ بولیں اگر تم بچوں سے وعدہ کرو اور عمل نہ کرو تو بچہ سمجھے گا کہ واقع کے خلاف کہا جا سکتا ہے اس لئے یہ جھوٹا بن جائے گا۔ اگر یہ جھوٹا بن جائے تو بہت بڑا گناہ ہے جو اس کو جہنم میں لے جائے گا لیکن تم باپ کی گردن پر بھی ہے۔ جھوٹ اتنا بڑا گناہ ہے کہ قرآن فرماتا ہے۔

"فجتنبو الر جس من الا وثان واجتنبو قول الزور" حج 30

یعنی اے مسلمان دو کاموں سے پرہیز کرو ایک بت پرستی اور دوسرا جھوٹ۔

جھوٹ اتنا بڑا گناہ ہے کہ اسے بت پرست کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے قرآن فرماتا ہے۔

"انما ن یفتری الکذب الذین لا یو منون بابات الله" (نحل 105)

قرآن فرماتا ہے جو جھوٹ بولتا ہے وہ اللہ کی آیات پر ایمان نہیں لاتا۔ یعنی جھوٹا ایمان نہیں لایا اگر ایمان لاتا تو جھوٹ نہ بولتا، انما یقیناً جو جھوٹ بولتا ہے وہ قرآن پر ایمان نہیں لایا۔ جھوٹا اگر چہ ظاہراً مسلمان ہے لیکن حقیقت میں قرآن نے اس سے اسلام چھین کر لیا۔

جھوٹ اتنا بڑا گناہ ہے پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم فرماتے ہیں شب معراج میں نے دیکھا کہ ایک شخص کے سینے میں لوہے کی آتشیں سلاخ گھونپ رہے ہیں اور گردے سے باہر نکال رہے ہیں جبرائیل نے بتایا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم یہ جھوٹا انسان ہے اور اس کی سزا جہنم ہے۔

امام موسیٰ کاظم علیہ اسلام فرماتے ہیں روز قیامت جھوٹے کیلئے سلاخ لائی جاتی ہے اور جس طرح پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا اس کو گھونپی جاتی ہے۔ جھوٹ کا بہت بڑا گناہ ہے۔ خصوصاً اگر جھوٹی قسم کھائی جائے میں تم لوگوں سے تقاضا کرتا ہوں اپنے کام (کسب) کے موقع پر جھوٹ نہ بولنا اور جان لو جھوٹ تمہارے مال کو بے برکت کر دیتا ہے۔ تمہاری دکان کو آگ لگا دیتا ہے تمہاری عمر میں بے برکتی ہو جاتی ہے۔ تمہاری اجتماعی شخصیت ختم ہو جاتی ہے خصوصاً اگر جھوٹی قسم کھاؤ۔ روایات میں ملتا ہے جھوٹے کے لئے پہلی مصیبت یہ کہ وہ ذلیل ہو جاتا ہے۔ لوگ اس پر اعتماد نہیں کرتے۔ حتیٰ امیر المومنین فرماتے ہیں مذاق میں جھوٹ نہ بولو۔ بے جا قصے، کہانیاں اور مذاق سے بچو مثلاً عورت بچے سے کہتی ہے وہ آیا ہے، یہ جھوٹ ہے تم اپنے دوست کو کہتے ہو فلاں آیا وہ آتا ہے اور دیکھتا ہے کہ کوئی چیز نہیں بلکہ تم نے مذاق کیا تھا یہ چیز اخلاق کے ساتھ سازگار نہیں۔

امیر المومنین فرماتے ہیں۔ مذاق سے بھی جھوٹ نہ بولو کیونکہ تم اگر مذاق میں جھوٹ بولو تو گویا تم نے ایمان کا مزا ہی نہیں چکھا۔ "**لا یجد عبد اطعم الایمان حتی یترك الكاذب هزله وجده**"، یعنی اس شخص نے ایمان کا مزا نہیں چکھا جو جھوٹ بولے صحیح جھوٹ ہو یا مذاق سے جھوٹ بولے۔ بچوں کے ساتھ مذاق سے بھی نہ جھوٹ بولو۔

درس ۲۱

باب ۱۵

کردار میں ادب:

ہماری بحث اولاد کی تربیت اور ادب کے بارے میں تھی۔اور یہ اہم بحث ہے۔اگر تم اپنی اولاد کی دنیاوآخرت کی سعادت کے طالب ہو تو کل اور آج کی بحث کو بہت اہمیت دیجیے۔اور ان مطالب کو اپنے اوپر بھی لاگو کیجئے بہت سی روایات میں ہے کہ ماں باپ کا اولاد پر حق یہ ہے کہ اس کو مؤدب بنائے۔

"ان یحسن ادبہ" نیک ادب سکھائے بقول امیرالمومنین **"لا میراث کالادب"** یعنی ادب جیسی کوئی میراث نہیں۔حتیٰ کہ ایک شعر امام سے منسوب ہے۔

"لیس الیتیم من مات والدہ بل الیتیم یتیم العلم و الا دب"

یعنی وہ شخص یتیم نہیں ہے جس کا باپ مر جائے بلکہ وہ شخص یتیم ہے جو جاہل اور بے ادب ہو سچ یہ بہت اچھا شعر ہے۔ایک اور شاعر نے بھی بہت عالی شعر کہا ہے۔

از خدا خواہیم توفیق ادب

بی ادب محروم ماند از فیض رب

بی ادب تنہا نہ خود را داشت بد

بلکہ آتش بر ہمہ آفاق زد

یعنی ہم خدا سے ادب کی توفیق مانگتے ہیں بے ادب اللہ کے فیض سے محروم رہا بے ادب نہ صرف اپنے آپ کو برا بناتا ہے بلکہ تمام افق پر آگ لگاتا ہے۔

بے ادب نہ صرف اپنے آپ کو بے چارہ بناتا ہے بلکہ دوسروں کو بھی بے چارہ کر دیتا ہے

بے ادب بعض اوقات ایک پتھر کو کنویں میں ڈال دیتا ہے جس کو قوم کے عاقل بھی کنویں سے نہیں نکال سکتے۔ادب کے بارے کہا تھا فصاحت و بلاغت کے الگ الگ معنی ہیں جس کا علم ادبیات میں ذکر ہوا ہے۔

گفتار کے لحاظ سے اس کو مودب کہتے ہیں جو اچھا اور بجا بولے۔میں نے عرض کیا تھا ادب کی دو قسمیں ہیں۔ایک ادب زبان سے مربوط ہے کل اس کے بارے کچھ عرض کیا تھا۔اگر چہ کئی دن یہ بحث ہونی چاہیے تھی لیکن اتنا وقت نہیں اور آج ہماری گفتگو کردار میں ادب کے بارے میں ہے کہ انسان کا کردار مودبانہ ہو ماں باپ مواظب رہیں کہ بچے کردار میں بھی مودب رہیں فصاحت و بلاغت کی رعایت کریں یعنی بجا اور اچھا کام کریں کردار میں ادب کے بہت سے مصداق ہیں کچھ مصادیق کی طرف اشارہ کرتا ہوں۔

جس طرح تم خود صاف ستھرے ہو اسی طرح تمہارا بچہ بھی صاف ستھرا ہو۔اسلام میں صفائی کے بارے اتنی تاکید ہوئی ہے کہ فرمایا گیا ہے **''النظافت من الایمان''** یعنی صفائی ایمان کا جزء ہے۔لباس قیمت کے لحاظ سے جو بھی ہو اسلام اس چیز کو اہمیت نہیں دیتا بلکہ جتنی قیمت کم ہو شاید زیادہ مطلوب ہو جس چیز کا اسلام زیادہ اہمیت دیتا ہے وہ صفائی ہے۔اگر تمہارے کوٹ کا کالر میلا ہو اور میل نمایاں ہو رہی ہو تو اسلام کہتا ہے تمہارے مسلمان ہونے میں نقص ہے۔اگر تمہارے بچے کا ہاتھ منہ دھلا ہوا نہ ہو۔اس کی شخصیت پر تو اثر پڑتا ہی ہے اس کے علاوہ اس کو ہمیشہ گندا رہنے کی عادت ہو جائیگی۔

اسلام کہتا ہے تم ماں باپ نے اس کے بارے کوتاہی کی ہے۔تمہار بچہ صفائی کے لحاظ سے مودب ہونا چاہیے تھا تم نے بعض بچوں کو دیکھا ہو گا وہ خاک آلود ہوتے ہیں آنکھیں پر خراب ہوئی ہوتی ہیں العرض انکا لباس اور صورت گندا ہے۔جب باپ گھر میں آتا ہے اس کا دل نہیں کرتا اس بچے کو دیکھے بچے کو اٹھانا اور چومنا در کنار لہذا یہ ماں کا وظیفہ ہے کہ شوہر کے آنے

سے پہلے اپنے آپ کو تیار اور صاف ستھرا رکھے اور بچے کو بھی صاف ستھرا رکھے۔ جب اس کا باپ گھر میں آئے تو وہ اس کو اٹھا کر پیار کر کے اپنی تھکن کو دور کر سکے۔ یہ ہے ادب جو بچے کو چھوٹے ہوتے ہیں سکھانا چاہیے۔ اگر تمہارے بچے کا لباس گندا ہوا تو پھر جب وہ پچاس ساٹھ سال کا بھی ہو جائے گا اس کے کوٹ کے کالر پر میل چمک رہی ہو گی۔ اور وہ اس بات کو اہمیت نہیں دے گا۔ گرد آلود کپڑوں اور جوتے کے ساتھ گلی کی مٹی کے ساتھ گھر میں داخل ہو جائے گا۔ گھر اور فرش کو گندا کر دے گا اور اس چیز کو بالکل اہمیت نہیں دے گا۔ اگر کوئی ایک فرد بھی ایسا ہے اور اس میں باپ نے کوتاہی کی ہو تو اس کا بے ادب ہونا ماں باپ کا قصور ہے۔

"دانتوں کی صفائی اور حفاظت کی رعایت"

بعض اوقات دیکھنے میں آیا ہے کہ کسی شخص کے منہ میں سے بو آ رہی ہوتی ہے اسلام کی رو سے یہ بہت بری بات ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا مجھے ڈر ہے کہ لوگوں کے لئے مشکل نہ ہو وگرنہ دانت صاف کنا اپنی امت پر واجب قرار دیتا۔ **"لو لاان اشق علی امتی لا مر تھم بالسواك"**

دانتوں میں سے بو آتی ہے جب انسان ان کو صاف نہ کرے۔ جب انسان دانتوں کو صاف نہ کرے تو ان میں سے بو آتی ہے۔ وضو کرتا ہے۔ اسلام کے بقول تین دفعہ کلی کرے پھر اس کے منہ سے بو نہیں آئے گی۔

"کسی محفل میں جانے سے پہلے بررسی کرو"

بعض اوقات انسان کے پاؤں سے پسینے کی بد بو آتی ہے۔ یہ بری بات ہے کہ انسان اسی حالت میں کسی محفل میں ائے بعض دفعہ اس کے پاؤں سے پسینے کی بو سے پوری محفل بد بودار ہو جاتی ہے۔ یہ بات ایک مسلمان کے شایان شان نہیں۔ اسلام اس کے مسلمان ہونے کو قبول نہیں کرتا۔ بلکہ کہتا ہے جناب! تم کسی محفل میں داخل ہونا چاہو تو معطر داخل ہوں۔ اگر تم معطر نہیں ہو تو

کم از کم میلے کچیلے جلسے میں نہ داخل ہو۔ قرآن فرماتا ہے ''اعراف 31'' **''یا نبی ادم خزو زینتکم عند کل مسجد''** شاید یہ ہمارے نزدیک یہ صرف مسجد کے لئے نہ ہو بلکہ مراد ہر اجتماع ہو۔

اور اس کا معنی یہ بنے گا اے انسان! جب تم کسی اجتماع میں جانا چاہتے ہو۔ صاف ستھرے ہو کر اجتماع میں شرکت کرو۔ مواظب رہیں تمہارے منہ میں سے بو نہ آئے تمہارے پاؤں سے پسینہ کی بو نہ آئے۔ جس کے پاؤں اور بغل سے پسینے کی بد بو آتی ہے اسے چاہیے کہ ہر روز اپنے آپ کو صاف رکھے اور روز جراب بدلے۔ ہمارے بزرگوار استاد آیۃ اللہ اعظمیٰ بروجردی رحمتہ اللہ۔ بعض اوقات کسی مناسبت پر فرماتے اگرچہ شخصیت بنانا واجب نہیں لیکن اپنی شخصیت کو کھو دینا انسان کی شخصیت پر اثر ڈالتی ہے اس لئے اس عنوان سے حرام ہے۔ کئی فقہاء کے فتووں سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر انسان کوئی ایسا کام کرے جس سے اجتماع میں اپنے آپ کو جھوٹا بنا دے تو وہ کام حرام ہے۔ یعنی تم دانت صاف کئے بغیر اجتماع میں شرکت کرو۔ اور دوسروں کو تمہارے دانتوں کی بو سے اذیت ہو وہ تمہارے مسلمان ہونے سے بیزار ہو جائے تو یہ کام حرام ہے۔ کیوں کہ جس شخص کو تمہارے منہ کی بو سے اذیت پہنچے گی اس شخص کے نزدیک تمہارے کوئی حیثیت نہیں۔ یہی کام آقای بروجردی کے فتوی کے مطابق روایات کی رو سے حرام ہے۔

پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا یہ معمول تھا جب گھر سے باہر جانا چاہتے تھے۔ آئینہ میں دیکھتے اگر آئینہ نہ ہوتا تو پانی میں دیکھتے۔ روایت میں ہے عائشہؓ مذاق کرتیں اور پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے کہتیں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم مرد کو زینت نہیں کرنی چاہیے پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم فرماتے مرد کو چاہیے صاف ستھرا ہو کر گھر سے نکلے تا کہ لوگوں کی غیبت کا سبب نہ بنے۔ ہر انسان جب گھر سے نکلے اور سر اور لباس صحیح نہ ہو تو دوسروں کی غیبت کا سبب بنتا ہے جس نے غیبت کی وہ گنہگار ہے یقیناً جہنم میں جائے گا لیکن تم بھی گناہ میں شریک ہو کیوں کہ تم سبب بنے ہو کہ وہ

غیبت کرے صاف ستھرے رہو۔ اسلام صفائی کو بہت پسند کرتا ہے روایات میں ملتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم عطر پر کافی پیسے خرچ کرتے۔ روایات میں ملتا ہے کہ بعض اوقات اصحاب خوشبو کی وجہ سے اندازہ لگا لیتے تھے کہ یہاں پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا یہ معمول تھا جب گھر سے باہر جانا چاہتے تھے۔ آئینہ میں دیکھتے اگر آئینہ نہ ہوتا تو پانی میں دیکھتے۔ روایت میں ہے عائشہؓ مذاق کرتیں اور پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے کہتیں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم مرد کو زینت نہیں کرنی چاہیے پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم فرماتے مرد کو چاہیے صاف ستھرا ہو کر گھر سے نکلے تا کہ لوگوں کی غیبت کا سبب نہ بنے۔ ہر انسان جب گھر سے نکلے اور سر اور لباس صحیح نہ ہو تو دوسروں کی غیبت کا سبب بنتا ہے جس نے غیبت کی وہ گنہگار ہے یقیناً جہنم میں جائے گا لیکن تم بھی گناہ میں شریک ہو کیوں کہ تم سبب بنے ہو کہ وہ غیبت کرے صاف ستھرے رہو۔

صاف ستھرے رہو۔ اسلام صفائی کو بہت پسند کرتا ہے روایات میں ملتا ہے رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم عطر پر کافی پیسے خرچ کرتے۔ روایات میں ملتا ہے بعض اوقات اصحاب خوشبو کی وجہ سے اندازہ لگا لیتے تھے کہ یہاں سے پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم گزر رہے ہیں کیوں کہ وہ مخصوص عطر استعمال کرتے تھے۔ اسلام یہ نہیں کہتا کہ باہر کے ملک کا اور اعلیٰ درجے کا لباس پہنو بلکہ اسلام کہتا ہے مستحب ہے سفید لباس پہنو۔ شاید سفید لباس پہننے کی وجہ یہ ہو کہ سفید لباس کم دن پہننے سے ہی اس کی میل محسوس ہونے لگتی ہے جبکہ رنگین لباس کو کئی ہفتے پہنا جا سکتا ہے اور اس پر میل محسوس نہیں ہوتی اس لئے اسلام کہتا ہے سفید لباس پہنو بلکہ سفید لباس پہننا مستحب ہے۔

مختلف ایام میں بہت سے مستحب غسلوں کی وصیت کی گئی ہے اس کی وجہ بھی یہی ہے کہ ہم صاف ستھرے رہیں۔ ماہ مبارک رمضان کی طاق راتوں میں غسل مستحب ہے اسی طرح روز عاشورہ اور تیسرے دن کا غسل ہے روز عید کا غسل ہے۔ جس دن انسان کسی اجتماع میں شرکت کرنا چاہے۔ اس دن کا غسل ہے۔ اگر چہ انسان کم قیمت لباس پہنے اس کی اتنی اہمیت

نہیں۔اس کی شخصیت مہنگے لباس سے نہیں بلکہ صاف ستھرے لباس سے ہوتی ہے۔اسی طرح اپنے بچوں کو کردار کی رو سے مودب بنائیں صاف ستھرے پروان چڑھائیں اور مواظب رہیں کہ کہیں ایسا نہ ہو تمہارے بچے کے ہاتھ آلودہ ہوں اور وہ اسی سے غذا کھائے۔

''دستر خوان کے آداب کی رعایت''

مواظب رہیں جب دستر خوان پر بیٹھے ہوں تم سب کے ہاتھ دھلے ہوئے ہوں یا چمچ تمہارے پاس ہوں دستر خوان کے بہت زیادہ آداب ہیں بزرگوں نے اس موضوع پر کتابیں لکھی ہیں۔علامہ مجلسی رحمت اللہ اور مرحوم فشنذارکی رحمتہ اللہ کے بارے کتاب لکھی ہے اور انہوں نے فرمایا جب انسان دستر خوان پر بیٹھتا ہے چھوٹا لقمہ لے۔اجتماع میں بڑا لقمہ لینا انسان کی شخصیت کے لئے مضر ہے۔لوگ اس کی طرف دیکھتے ہیں اور ہنستے ہیں انسان حقیر شمار ہوتا ہے آہستہ آہستہ انسان اپنے آپ کو اور اپنے بچے کو سکھائے اور کھانے کو آہستہ آہستہ چبائے۔

بعض اوقات افراد دستر خوان کے اداب کی رعایت نہیں کرتے۔بڑا بڑا لقمہ لیا اور ایک دفعہ چبا کر نگل لیا قطع نظر اس کے کہ یہ طبی لحاظ سے صحیح نہیں شرعی لحاظ سے بھی اس کی مذمت کی گئی ہے۔یہ کیسے ہے اور ایسا کیوں ہوا؟

ماں باپ نے انہیں آداب نہیں سکھائے۔جب لقمہ منہ میں ہوتا ہے انسان کسی کے ساتھ بات نہ کرے۔کیوں کہ تمہارے منہ میں لقمہ ہے جب تم بات کرو گے ذرے تمہارے منہ سے گریں گے عام لوگوں کے لئے دستر خوان ہو یا خاص لوگوں کے لئے یہ اچھی بات نہیں۔

لہذا اسلام حکم دیتا ہے جب تم غذا کھانا چاہتے ہو پہلے کہو بسم اللہ الرحمٰن جب لقمہ نگل لو۔اس وقت کہو الحمد اللہ رب العامین تم نے غور کیا کہ لقمہ نگلنے کے بعد اسلام حکم دیتا ہے نہ کہ چبانے کے دوران۔بعض اوقات آپ نے دیکھا ہو گا کہ بعض افراد برے طریقے سے کھانا کھاتے ہیں۔

یہ ان کے ماں باپ کا قصور ہے سر کو پلیٹ کے بالکل اوپر رکھتے ہیں جب چمچ منہ میں

ڈالتے ہیں تو آدھا کھانا کھایا جاتا ہے اور آدھا پلیٹ میں گرتا ہے۔ یہ ماں کا قصور ہے بچہ اس طرح غذا کھاتا ہے۔ اور ماں بچے کو نہیں کہتی کہ صحیح طرح غذا کھاؤ باپ کا قصور ہے باپ دیکھ رہا ہے بچے نے کھانے کے برتن میں سر ڈالا ہوا ہے۔ یا کھانے کے وقت بہت بلند بول رہا ہے اور ذرات اس کے منہ سے گر رہے ہیں لیکن باپ کچھ نہیں کہہ رہا۔ یہ بول اچانک اس کی آبروریزی کا سبب بنتا ہے۔

''محفل میں بیٹھنے کے آداب''

انسان کس طرح بیٹھے؟ انسان ہر محفل میں مودب بیٹھے۔ ہم میں سے بہت سے بیٹھنے کے آداب سے ناواقف ہیں۔ خصوصاً جس نے پینٹ پہنی ہوئی ہے اور وہ تنگ ہو۔ دوزانو نہیں بیٹھ سکتا۔ برے طریقے سے مجلس میں بیٹھتا ہے۔ تم نے پہلے ہی دن سے اپنی اولاد کو کیوں نہ بتایا کہ وہ کیسے بیٹھیں بعض افراد جب کسی محفل میں بیٹھتے ہیں اپنے ہاتھوں سے کھیلتے ہیں، بعض اپنی داڑھی سے اور کبھی اپنی ناک سے اور کبھی اپنی آنکھ سے کھیلتے ہیں یہ غلط ہے۔ انسان آرام سے بیٹھے اگر بچے کو نہ کہا جائے کہ وہ ناک اور ہونٹوں سے نہ کھیلے تو پھر یہ کام اس کی عادت بن جائے گا اور پھر اس کو ختم کرنا بہت مشکل ہوگا۔

کہتے ہیں خلیفہ کا ایک دربان تھا۔ وہ ہمیشہ اپنی داڑھی سے کھیلتا۔ خلیفہ نے کہا آئندہ تجھے حق حاصل نہیں کہ تم اپنی داڑھی سے کھیلو۔ دربان نے پہلے دن ڈر سے ہاتھ جیب میں ڈالے رکھا۔ اسی طرح دوسرے تیسرے اور چوتھے دن بھی اس نے یوں ہی کیا۔ خلیفہ بہت خوش ہوا کہ اس نے عادت چھوڑ دی ہے۔ خلیفہ نے اس کو تشویش کیلئے انعام دینا چاہا۔ اس نے خلیفہ کی طرف منہ کیا اور کہا مجھے انعام نہیں چاہیے اس پابندی کو مجھ سے ہٹالو اور مجھے ڈاڑھی سے کھیلنے دو یہ میرے لئے بہترین انعام ہے۔

کیوں کہ اسکی عادت بن چکی تھی اور ترک عادت بہت مشکل کام ہے اگر تم نے اس کو منع نہ کیا تو داڑھی سے کھیلنا اس کی عادت بن جائے گی۔ اسی طرح خدانخواستہ ایک بچہ اپنی

ناک سے کھیلتا رہتا ہے محفل میں بیٹھا وہ اپنی ناک میں انگلی ڈالے ہوئے ہے یہ کس کا قصور ہے۔

ایک ماہر نفسیات کے بقول ناک کیلئے انگلی گویا بیوی کے لئے شوہر ہے جس طرح میاں بیوی لوگوں کے سامنے مل نہیں سکتے اس طرح جہاں کوئی موجود ہے تمہاری ناک اور انگلی بھی اکھٹی نہ ہوں۔ کتنی بری بات ہے کہ انسان باشخصیت لوگوں کے سامنے دستر خوان پر ایک ناپسند حرکت کرے کس کا قصور ہے؟ ماں باپ کا۔ اگر پہلے دن سے ہی جب تم دیکھو کہ بچہ نے ناک میں انگلیڈالی ہے فوراً نصیحت کرو اور آہستہ آہستہ غصے سے پوچھو تم کیا کرتے ہو۔ یہ بری بات ہے اس کو روکنا چاہیے اور اس کو اچھائی اور برائی کی طرف متوجہ کرنا چاہیے پھر اس کی عادت نہیں بنے گی جب بڑا ہوگا اجتماع میں دستر خوان پر بیٹھ کر ایسی حرکت نہیں کریگا۔ جو بھی ایسی حرکات انجام دے اس کو کہتے ہیں کردار میں بے ادب مواظب رہیے بے ادب نہ بنیں۔ اگر مجلس میں بیٹھے ہوئے حلق میں بلغم ہو اگر تم اس کو نگل لو گے تو شرعاً غلط نہیں لیکن اگر تم چاہو کہ اسے منہ میں لے آؤ اور لوگوں کے سامنے تھوکو اس کا تمہیں حق نہیں اسی طرح لوگوں کے سامنے بیٹھ کر رومال آگے کر کے شوں شوں کر کے ناک صاف کرنے لگو یہ بری بات ہے یہ بیسن نہیں بلکہ مجلس ہے یہ مجلس سب لوگوں کیلئے ہے۔

بعض لوگ اعتراض کرتے ہیں اور کہتے ہیں جو لوگ محفل میں سگریٹ پیتے ہیں وہ صحیح نہیں کیوں کہ ہوا سب کیلئے ہے۔ جب تم سگریٹ کے ذریعے ہوا کو آلودہ کردو گے تو دوسرے آلودہ ہوا میں سانس لیں گے۔ بعض اوقات ممکن ہے یہ کام دستر خوان پر انجام پذیر ہو حالانکہ غذا کو اچھے سے کھانا چاہیے تا کہ غذا معدے کے لئے گوارا ہو جبکہ تم لوگوں کے لئے ایک نفرت آمیز حالت بنا رہے ہو۔ کونبیمار ہے؟

بعض اوقات لوگ چلتے وقت کو کندھے اٹھاتے ہیں بازو ہلاتے ہیں تکبرانہ چلتے ہیں۔ ان کو پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم دیوانہ سمجھتے ہیں۔ ایک دن ایک دیوانہ مسجد میں آیا اس نے شور برپا کر دیا۔ پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے پوچھا کیا بات ہے؟ لوگوں نے جواب دیا یا رسول اللہ صلی اللہ

علیہ والہ وسلم ایک دیوانہ مسجد میں داخل ہوا ہے۔رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا۔یہ دیوانہ نہیں بلکہ مریض ہے۔آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا تم چاہتے ہو کہ تمہیں بتاؤں دیوانہ کون ہے! دیوانہ وہ ہے جو متکبرانہ گلیوں میں چلے قرآن فرماتا ہے جناب مودب چلو پھرو۔

"وعباد الرحمن الذین یمشون علی الارض ھونا واذا خاطبھم الجاھلون قالو سلاما" فرقان 63

یہ پہلی صفت ہے جس کو قرآن نے مومنین کیلئے ذکر کی ہے۔سورہ فرقان میں مومن کے لئے کئی صفتیں بیان ہوئی ہیں۔پہلی صفت یہ ہے قرآن فرماتا ہے مومن وہ ہے جو چلتے وقت تیز چلے نہ متکبرانہ بلکہ وقار اور اطمینان کیساتھ چلے مرد اور عورت دونوں اس طرح چلیں۔یہاں جو خواتین سے عرض کرنی ہے۔اور جس کو وہ بہت اہمیت دیں وہ یہ ہے کہ ماں باپ لڑکیوں کو سکھائیں کہ کس طرح چلنا چاہیے۔

خواتین کی ممتاز صفتیں:

روایات میں ملتا ہے تین صفتیں مردوں کے لئے بری اور خواتین کے لئے اچھی ہیں۔

تکبر: تکبر مرد کے لئے بری صفت ہے لیکن عورت کے لئے اچھی صفت ہے۔

ڈر: شجاعت مرد کے لئے اچھی صفت ہے لیکن عورت کے لئے مزموم ہے۔

کنجوسی: کنجوسی مرد کیلئے بد ہے لیکن عورت۔کے لئے اچھی بات ہے۔

روایت سند کے لحاظ سے صحیح ہے۔مرحوم صاحب وسائل اس روایت کو دوسری روایات کے ساتھ نقل کرتے ہیں۔

روایت کے معنی کیا ہیں؟

کیا روایت کے معنی یہ ہیں کہ جب عورت کسی محفل میں بیٹھے عورتوں کے سامنے فخر کرے۔میں میں کرے۔یا شوہر کے سامنے زبان دراز اور متکبر ہو؟ یقیناً روایت کے معنی یہ نہیں۔اب ڈر کو دیکھتے ہیں کیا ڈر کے معنی یہ ہیں کہ رات کو بلی سے ڈرے۔یقیناً ڈر کے یہ معنی نہیں۔کیا کنجوس کے معنی یہ ہیں کہ بچوں کو اتنی غذا دے کے کمزور ہو جائیں۔نہیں روایت کے معنی

یہ نہیں۔ تمہیں معلوم ہے روایت کے معنی کیا ہیں؟ خاتون! اسلام تمہیں کہتا ہے تم نامحرم کے سامنے متکبر بنو۔ تم نامحرم کے سامنے سنجیدہ رہو۔ بقول قرآن شریف۔

"فلا تخضعن بالقول فطیمع الذی فی قلبه مرض"

یعنی! اے عورت نامحرم کے سامنے متواضع رہو نازک باتیں نہ کرو کیوں کہ جو مریض ہیں وہ تمہارے حریص ہوں گے۔

اولاً جہاں تک ہو سکے نامحرم کے ساتھ تعلق نہ رکھو دکانوں پر جاؤ۔ لیکن جب دکان پر جاؤ۔ مواظب رہو دکان دار کیساتھ متکبرانہ بات چیت کرو۔ اس سے سنجیدگی سے بات کرو۔ نرم و نازک باتیں نہ کرو۔ مسکرا کر اس سے بات نہ کرو۔ یہ بات چیت اور مسکراہٹ تمہاری عفت کو ختم کردے گی۔ اگر اسلام کہتا ہے عورت ڈرپوک ہو اس کا یہی معنی ہے۔ جس کو میں نے عرض کیا یعنی عورت احتیاط کی چھڑی لے کر چلے پھرے۔ رات کو 10,9 بجے گھر سے باہر نہ نکلے۔ نامحرم سے ڈرے۔ یہ نہ کہے کہ فلاں کون ہے جو میرے ساتھ بات کرے۔ یہ نہ کہو کہ میں اس دکان پر جارہی ہوں۔ اس سے بات چیت کرلیتی ہوں وہ کونسا بندوں میں شمار ہے جو مجھ سے بات کرے گا۔ ڈرپوک بنو۔ یعنی اپنی عفت کے بارے میں ڈرپوک بنو۔ اس شخص کی طرح جس کے پاس قیمتی موتی ہو۔ وہ آدمی جس کے پاس موتی ہو اس کو ڈرنا چاہیے۔ اس کو اس کی حفاظت کرنی چاہیے۔ کیوں کہ اسے معلوم اس کی ایک کروڑ روپے جتنی ارزش ہے۔ یہ اس موتی کو کبھی اپنی جیب میں نہیں ڈالتا۔ اگر وہ اس کو کہیں لے جانا چاہے تو اسے ایک محکم جگہ پر رکھتا ہے۔ اکیلا صحراو بیابان میں نہیں جاتا۔ سفر میں بالکل اکیلا نہیں جاتا کیوں کہ ایک موتی اس کے ہمراہ ہے۔ اسی طرح اپنی عفت کے بارے کنجوس رہو۔ اس کا کیا مطلب ہے؟ معاذ اللہ ایک عورت عفت کے بارے سخی ہے اور دوسری عورت عفت کے بارے سخی نہیں لیکن بغیر چادر کے باہر آجاتی ہے۔ یہ سخی ہے کہ لوگ اس کی ہر جگہ کو دیکھ لیں۔ بعض اوقات چادر سر پر ہے۔ لیکن اس کے بال نظر آرہے ہیں۔ یعنی یہ بالوں کے بارے سخی ہے۔ بعض اوقات چہرے کے بارے سخی ہے۔ اور بعض اوقات مسکراہٹ کے بارے سخی ہے۔ اسلام کہتا ہے یہ سب غلط ہے۔ تم اپنی عفت میں کنجوس بنو۔

جس طرح تمہارے پاس ایک روٹی ہو تم اس میں کنجوسی کرتی ہو اور چاہتی ہو کہ اس کو سنبھال کر رکھوں ابھی میرے بچے کو بھوک لگ جائے گی۔اسی طرح تمہارے پاس ایک عفت ہے۔خدانخواستہ ایک تبسم سے اس کو ضرب لگے۔جب اس کو ضرب لگ جائے۔تو تم بے آبرو ہو جاؤ گی۔جدائی ہو جائے گی۔تشکیل شدہ خاندان تباہ ہو جائے گا۔ایک دینار تم نے بخیل رہنے کا یہ مطلب ہے۔ایک اور روایت جو خواتین کے لئے بہت مفید ہے۔

"من بلغ اربعین ولا یتعضی فقد عصی" یعنی جو 40 سال کا ہو جائے اور عصا ہاتھ میں نہ لے اس نے گناہ کیا ہے۔اس کا کیا مطلب ہے؟ استاد بزرگوار انقلاب ایران کے رہبر قدس سرہ بعض اوقات اس روایت کو اپنی اخلاقی بحث میں ہمارے لئے معنی کرتے ہیں۔روایات میں ملتا ہے جب انسان 40 سال کا ہو جائے۔تو ملائکہ کو خطاب ہوتا ہے کہ سختی سے کام لو۔اب اگر یہ کہے کہ میرے میں شہوت کی خواہش ہے۔یا ابھی بھی کہے غافل ہوں تو ایسا نہیں! اب وہ احتیاط کے عصا سے چلے۔40 سالہ مرد اپنے کسب کے لئے مواظب رہے محتاط ہو۔لاپرواہ نہ ہو۔احتیاط سے چلے کیوں کہ ممکن ہے یہی رات اس کی آخری رات ہو۔

اے کاسب افراد! مخصوصاً وہ مرد جن کا خواتین سے تعلق ہے روایات میں ہے اگر کوئی اپنی آنکھوں کو نامحرم کی دید سے پر کرے۔روز قیامت خدا اس کی آنکھوں کو آتش سے پر کر کے جہنم میں ڈالے گا۔اے 40 سال والو! اگر تمہارا خواتین سے تعلق ہے اب احتیاط سے زندگی گزارو۔یہ بات ابھی روحانیوں، سپاہیوں، دفتری افراد اور دوسرے لوگ جو انقلاب سے مربوط ہیں ان میں ہے۔ان لوگوں کو چاہیے کہ احتیاط کا عصا لیکر چلیں۔کیوں کہ اگر ان میں سے ایک بھی اپنے وظیفہ پر عمل نہ کرے دشمن اس کو انقلاب کی کوتاہی سمجھتا ہے۔

اگر ایک کلرک اپنے وظیفہ پر عمل نہ کرے اگر کوئی ایسا کام کرے کہ لوگ اس کے سامنے کھڑے ہو جائیں لوگ یہ نہیں کہیں گے کہ یہ وہی چند سال پہلے کا فرد طاغوت ہے بلکہ یہ کہیں گے یہ جمہوری اسلامی ہے دیکھو صبح سے ظہر تک اس کے سامنے کھڑے ہیں اور کام نہیں ہوا۔

لوگ انقلاب کا قصور سمجھتے ہیں کا نام بہت زیادہ ہے۔ان افراد کی سزا یہ ہے کہ اس انقلاب

کی خاطر شہید ہونیوالے ان افراد کا گریبان پکڑیں گے۔اور کہیں گے ہم نے اس کے لئے اپنی جانیں قربان کی اور تم اس کو ضربہ لگاتے رہے۔

خواتین! تم سب احتیاط سے زندگی گزارو خصوصاً جوان لڑکیان ایک جوان لڑکی عصا احتیاط لے کر چلے ایک دفعہ مثلاً وہ اکیلی نماز جمعہ میں جاتی ہے۔نماز جمعہ سے فارغ ہو کر آ رہی ہوتی ہے ایک جو اس کے پیچھے آ رہا ہوتا ہے دشمن جب دیکھتا ہے کہ ایک لڑکی جا رہی ہے۔اور پیچھے ایک جوان چل رہا ہے حالانکہ ایسی کوئی بات نہیں جوان اپنے گھر جا رہا تھا۔یہی بے احتیاطی اسے ضرب لگاتی ہے۔پھر اس لڑکی کو اچھا نہیں سمجھا جاتا ہے اس لئے لڑکیوں کو احتیاط کے عصا سے چلنا چاہیے۔اکثر اوقات دیکھنے میں آیا ہے۔کہ عورت عفیف ہے لیکن چونکہ اس نے احتیاط نہیں کی لہذا اس کی شخصیت پر ضرب لگی۔بقول قرآن ''فیطمع الذی فی قلبہ مرض''،یعنی ''شہوت پرست آدمی کو اپنے پیچھے آنے کا موقع دیا''

خواتین سے گزارش کرتا ہوں رات کو گلیوں میں نہ آئیں حتیٰ کہ جب گلیوں میں چہل پہل ہو تب بھی ضروری کام کے علاوہ رات کو باہر نہ آئیں۔خلوت میں تو بالکل نہیں نکلنا چاہیے۔آبروریزی ایک ہی دفعہ ہو جاتی ہے۔

درس ۲۲

باب ۱۶

ہر انسان کی سعادت کام کے مرہون منت ہے:

ہماری گفتگو کام اور فعالیت کے بارے میں ہے۔ یہ ماں باپ کے سنگین وظائف میں سے ہے کہ اپنے بچوں کو فعال اور ثابت قدم پروان چڑھائیں۔ اور انہیں سکھایا جائے۔ سستی بری چیز ہے۔ اور کام کیلئے بھاگ دوڑ نہ کرنا بدبختی کا باعث ہے۔ ہر انسان کو فعال اور با استقامت ہونا چاہیے۔ کیوں کہ ہر انسان کی سعادت اس کے کام کی مرہون منت ہے۔

ہم سب کو معلوم ہے۔ کہ چیز کا کمال اس کے کام کے مرہون منت ہے۔ انسان کے بارے میں ہو یا غیر انسان کے بارے۔ گندم کا دانا اگر ترقی کرے تو انسان بن سکتا ہے۔ لیکن کب یہ دانہ انسان بن سکتا ہے؟ جب مٹی کے پیٹ میں جا کر آہستہ آہستہ کھلتا ہے۔ استقامت کی وجہ سے آہستہ آہستہ جڑیں نکلتی ہیں پھر بڑا ہوتا ہے فعالیت شروع ہوتی ہے پھر اس فعالیت کے اثر سے خوشے بنتے ہیں۔ پھر چھوٹے چھوٹے ہوتے ہیں گندم کاہ سے جدا ہوتی ہے۔ پھر چکی میں پیس کر روٹی پکائی جاتی ہے۔ ایک انسان اس کو چباتا ہے پھر وہ معدے میں جا کر ہضم ہوتی ہے۔ بالآخر وہ روٹی بدن میں جا کر انسان کے سیلز میں تبدیل ہو جاتی ہے۔ جی ہاں گندم کا ایک دانا انسان بن جاتا ہے۔ بشرطیکہ اس طولانی راستے کو طے کرے۔ متحرک رہے تاکہ کمال مطلوب تک پہنچے۔ اس طرح انسان ایک ایسی جگہ پہنچ سکتا ہے جہاں خدا کے علاوہ کوئی نہیں جانتا۔ قرب کے لحاظ سے ایک مقام پر پہنچ سکتا ہے۔ مادی لحاظ سے یہ انسان فضا کو تسخیر کر سکتا ہے۔ اور عالم ملکوت کو تسخیر کر سکتا ہے۔ لیکن کب؟ کام اور فعالیت کی زیر اثر سے اگر انسان فعالیت نہ کرے۔ وہ زندگی اور پڑھائی کی۔ الف۔ ب۔ یاد نہیں کر سکتا۔ فضا اور عالم ملکوت کی تسخیر کیا؟ بقول سعدی درخت

اگر فعال ہو وہ عزیز ہے۔اور فعالیت سے رک جائے اس کی سزا کلہاڑا ہے۔پھر اس کی سزا آتش ہے۔درخت اگر فعالیت سے رک جائے۔اس کو کلہاڑے سے ذرہ ذرہ کر کے آگ لگا دی جاتی ہے۔انسان بھی اسی طرح ہے۔اگر کام کرے فعالیت اور استقامت والا ہو۔دنیا اور آخرت میں عزیز ہے۔بقول قرآن اس کی زندگی پاکیزہ ہے۔

"من عمل صالحا من ذکر او انثی وھو مومن فلنحیینه حیاة طیبته ولنجزینھم اجرھم باحسن ما کان یعملون" نحل 97

یعنی عورتوں اور مردوں میں نیک کام انجام دے جب کہ وہ مومن ہو ہم اسے پاکیزہ زندگی عطا کریں گے۔جو انہوں نے انجام دیا۔اس سے بہتر اجر دیں گے۔

جو نیک کام انجام دے۔بعض نے تشریح کی ہے نیک کام سے مراد ہر وہ کام ہے جس سے خدا راضی ہو۔وہ کام نماز روزہ ہو یا زراعت یا تجارت۔اگر اسی طرح معنی کیا جائے۔تو اس طرح آیت کا معنی ہو گا جو نیک اور خدا پسندیدہ کام انجام دے۔وہ دنیا سے مربوط ہو۔یا آخرت سے دنیا میں اس کے لئے طیب زندگی ہے۔اور آخرت میں بھی پاکیزہ زندگی۔الغرض یہ آیت بتاتی ہے۔تم جب تک ثابت قدمی سے کام نہیں کرو گے۔دنیا اور آخرت میں قرب حاصل نہیں کر سکو گے۔اس لئے اسلام نے کام فعالیت اور استقامت پر بہت زور دیا ہے۔کام پر اتنا ثواب ملتا ہے اسلام نے فرمایا اگر ایک عورت گھر میں کام کرے۔بچہ داری اور شوہر داری کرے۔اگر ایک مرد اپنی بیوی اور بچوں کی رفاہ کیلئے کام کرے تجارت و زراعت کرے ان میاں بیوی کا ثواب اتنا ہے جیسے یہ محاذ جنگ پر لڑ رہے ہیں۔مرد کے بارے فرمایا۔

"الکاد لعیاله کالمجاھد فی سبیل الله" (وسائل جلد 12 صفحہ 43)

عورت کے بارے میں فرمایا۔

"جھاد المرئته حسن التبعّل"

یعنی عورت کا جہاد شوہر سے حسن سلوک ہے۔

ان دونوں کا مطلب یہ ہے کہ۔ کہ عورت اگر گھر میں کام کرے۔اور مرد گھر سے باہر تا کہ گھر کو چلا سکیں دونوں کا ثواب محاذ جنگ پر لڑنے والے کی طرح ہے۔راوی کہتا ہے میں نے باقر علیہ اسلام کو دیکھا وہ گرمی کے موسم میں پسینے میں غرق زراعت میں مشغول ہیں۔راوی محمد بن منکد رہے جو ایک صوفی تھا۔ جو امام باقر کو قبول نہیں کرتا تھا لیکن امام کو انسان سمجھتا تھا۔ وہ اپنے آپ سے کہتا ہے میں آج فرزند زہراء کو نصیحت کرتا ہوں امام باقر کے سامنے آیا اور کہا۔اے فرزند رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم اگر تم اس حالت میں مر جاؤ تو کس حالت میں مرو گے وہ سمجھتا تھا۔ کہ دنیا کہ کاموں میں پسینے سے شرابور ہونا اور کاموں کے پیچھے دوڑنا اچھی بات نہیں۔

امام باقر نے فرمایا اگر میں اس حالت میں مر جاؤں تو خدا کی عبادت و اطاعت میں مر جاؤں گا۔آپ نے فرمایا پسینے میں غرق ہوں تا کہ تم اور تمہارے جیسے افراد کا محتاج نہ ہوں۔اسی طرح کی روایت امام صادقؑ سے بھی ہے۔راوی کہتا ہے میں نے دیکھا کہ جعفر صادقؑ زمین کھودنے میں مشغول ہیں اور پسینہ ان کو چوٹی سے ایڑھی تک بہہ رہا ہے۔میں آگے گیا اور کہا اے فرزند رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم لائیے میں کام کروں آپ نے فرمایا نہیں میرا دل ہے۔ پروردگار مجھے اس حالت میں دیکھے کہ پسینے میں غرق ہوں تا کہ کچھ حاصل کر کے اپنے بچوں کو رفاہ میں رکھ سکوں۔3 وسائل جلد ۱۲، صفحہ 23

اسی روایات کو پھر صاحب وسائل امام موسیٰ نقل کرتے ہیں۔راوی کہتا ہے صحرا میں گیا میں نے دیکھا کہ موسیٰ بن جعفر صادقؑ کام کر رہے ہیں۔اور پسینہ ان کی چوٹی سے ایڑھی تک بہہ رہا ہے۔میں نے ان سے عرض کیا۔آقا! مرد کہاں ہیں؟ یعنی آپ کیوں کام کر رہے ہیں۔امام موسیٰ کاظم فرماتے ہیں۔ یہ کام جو میں کر رہا ہوں یہ پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم اور آئمہؑ سیرت ہے۔پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم کام کرتے تھے۔امیر المومنین کام کرتے تھے۔

حضرت زہراء سلام اللہ علیہ کے بارے ہے۔ کہ وہ اتنا کام کرتیں تھیں۔ کہ ان کے ہاتھ میں چھالے پڑ جاتے۔ ایک دفعہ پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم گھر میں داخل ہوئے۔ دیکھا کہ بچہ زہراء سلام اللہ علیہ کی گود میں ہے۔ بچہ کو دودھ پلا رہی ہے۔ ہاتھ چکی پیس پیس کر تھک گئے ہیں۔ اور انہیں نیند آ گئی۔ آپ نے جناب زہراء کو بیدار کیا اور فرمایا میری عزیز آخرت کی شیرینی کے لئے دنیا کی تلخی کو چکھو۔

اسلام میں کام کی اتنی اہمیت ہے۔ کہ اسد الغالب کے مولف لکھتے ہیں پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم ایک کاریگر کے پاس آئے اس بندہ خدا نے پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے مصافحہ کیا۔ پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اس کے ہاتھ کو پکڑ لیا دیکھا کہ کام کی وجہ سے اس کے ہاتھ سخت اور کھردرے ہو چکے ہیں پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اس کے ہاتھ کو چوما اور فرمایا۔ میں کاریگر کے ہاتھ کو پسند کرتا ہوں۔ "**ھزہ یدلا تمسھاالنار**" یعنی یہ وہ ہاتھ ہے جس کو آتش جہنم نہیں چھوئے گی۔

کام کو اتنی اہمیت دی ئی ہے۔ کہ راوی کہتا ہے کہ ہم امام صادقؑ کی خدمت میں گئے۔ امام صادقؑ نے عمر بن مسلم نامی صحابی کے بارے پوچھا کہ اس کا کیا حال ہے؟ ہم نے کہا اس کا حال اچھا ہے۔ البتہ اس نے تجارت چھوڑ دی ہے۔ امام نے پوچھا کیوں؟ ہم نے کہا وہ کہتا ہے اب میں بوڑھا ہو گیا ہوں اب مجھے کسی چیز کی ضرورت نہیں۔ اب وہ گھر بیٹھ گیا ہے۔ اور عبادت میں مشغول ہو گیا ہے۔ حضرت نے تین بار فرمایا۔ "**عمل الشیطان**" یہ کام شیطانی ہے خدائی نہیں۔ کہ انسان تجارت کو چھوڑ کر گھر بیٹھ جائے۔ اور عبادت کرے اس کے بعد آپ نے فرمایا۔ اگر کوئی اپنی تجارت اور کاروبار چھوڑ کر گھر میں یا مسجد میں بیٹھ جائے دو تہائی اس کی عقل کم ہو جاتی ہے۔" وسائل جلد 12 صفحہ 5"

بہت سی روایات میں ہیں کہ جو سست ہو۔ اس کی عقل کم ہو جاتی ہے۔ وہ انسان جس کا ہاتھ

پکڑ کر خدا اسے اوپر لے جاتا ہے۔ وہ تجارت اور کسب کرنے والا ہے۔ لیکن وہ تجارت اور کسب جو اس کو یاد خدا سے غافل نہ کرے۔ قرآن مجید میں آیا ہے۔ **"رجال لا تلهيهم تجارة ولا بيع عن ذكر الله"** امام صادقؑ

آیۃ شریفہ کہ معنی یہ ہیں۔ اچھا انسان وہ ہے جو تجارت کرے لیکن مواظب رہے نماز کے اول وقت نماز کیلئے جائے۔ مواظب رہے۔ یہ کسب اس کو یاد خدا سے غافل نہ کرے۔ معاذ اللہ یہ تجارت اور کسب اس کو شیطانی نہ بنائے۔ بلکہ رحمانی بنائے۔

ایک اور روایت میں ہے امام صادق علیہ سلام فرماتے ہیں۔ میں صبح سوار ہوتا ہوں اور کام کے پیچھے جاتا ہوں پھر ظہر نماز کے لئے آجاتا ہوں۔ پھر انہوں نے قرآن پڑھا اور فرمایا۔ **"اذا قضيت الصلوة فانتشروا في الارض وابتغوا من فضل الله"**

جب نماز ختم ہو جائے۔ زمین میں پھیل جاؤ۔ اور اللہ کا فضل طلب کرو۔ اس طرح کی پچاس سے زیادہ روآیتیں وسائل کے مصنف نے 12 ویں جلد میں نقل کی ہیں۔ بارھویں جلد کے شروع میں بیس باب سے زیادہ میں اسی عنوان میں بارے ذکر کیا ہے۔ تا کہ مسلمان فعال ہو اور بااستقامت ہو۔ دوسری طرف سستی اور تن پروری کے بارے میں بہت مذمت کی گئی ہے۔ انہیں روایات میں ہے۔ ملعون ہے۔ وہ شخص جو کام کر سکتا ہے۔ اور کام نہ کرے اور اسکے بیوی بچے سختی سے گزارا کریں۔

ایک اور روایت میں ہے ملعون ہے ملعون ہے۔ وہ شخص جو کام کر سکتا ہے لیکن نہ کرے اور دوسروں پر بوجھ بنے۔ تیسری روایت میں ہے۔

"من وجد ماءً وتر ابا ثم افتقر فبعده الله"

جس کے پاس پانی اور مٹی ہو۔ پھر بھی وہ فقیر ہو۔ خدا اسے دور کرتا ہے۔ اسی طرح کی ایک اور روایت ہے۔ جس کو اسد الغالب نے اس طرح بیان کیا ہے۔ **"من كان له ماءً**

وترابا ثم افتقر فعليه لعنته الله"

امام صادقؑ نے فرمایا۔ جس ملت کے پاس پانی اور خاک ہو۔ لیکن پھر بھی فقیر ہو۔ خدا اس پر لعنت کرے۔ امیر المومنین جب کوفہ آئے۔ پہلے ہی دن مسجد میں داخل ہوئے۔ انہوں نے دیکھا کے ایک دستہ ذکر خدا میں مشغول ہے۔ امیرلمومنینؑ نے پوچھا۔ یہ کون لوگ ہیں۔ لوگوں نے کہا یہ اہل حق ہیں۔ امیر المومنین کے لئے یہ لفظ نیا تھا۔ انہوں پوچھا اہل حق کیا ہے؟ انہوں نے کہا یہ وہ افراد ہیں جو اپنے بیوی بچوں کو چھوڑ کر مسجد میں آ گئے ہیں۔ اور مشغول عبادت ہیں۔ اگر انہیں کوئی چیز مل جائے تو وہ کھا لیتے ہیں اگر کوئی چیز نہ ملے تو صبر کرتے ہیں۔ امیر المومنین کو غصہ آیا انہوں نے فرمایا۔ کتا بھی اسی طرح ہے۔ اگر اسے کوئی چیز مل جائے تو کھالیتا ہے۔ اگر نہ ملے تو صبر کرتا ہے۔ پھر ان سے کہا کہ اٹھو۔ اور اپنے اپنے کام جاؤ۔ اہل حق کون ہیں؟ مسجد اور اس کے گوشے میں بیٹھنا یہ اسلاف سے مربوط نہیں۔ اسلام کام چاہتا ہے۔ اول وقت آؤ اور نماز پڑھو۔ تم منطق قرآن کو استعمال کرو قرآن کہتا ہے۔ سورہ منافقوں **"رجال لا تلهيهم تجارة ولا بيع عن ذكر الله"**

یعنی وہ لوگ جنہیں تجارت اور خرید وفروخت ذکر خدا سے غافل نہیں کرتی تجارت کرو لیکن تمہاری تجارت تجھے یاد خدا سے غافل نہ کرے۔ کسب کرو۔ لیکن اول وقت نماز پڑھنا نہ بھولو۔ **"لا تلهكم اموالكم ولا اولادكم عن ذكر الله"**

مال اچھا ہے اولاد اچھی ہے۔ لیکن مواظب رہو مال اور اولاد تمہیں خدا سے دور نہ کردے۔ جو انسان ہے۔ وہ دولت تجارت اور اولاد سے دل لگاتا ہے۔ یہ چیزیں اس کے لئے بت بن جاتی ہیں۔ اگر ان چیزوں سے دل نہ لگائے۔ تو پھر یہ وظیفہ ہے۔ کہ انسان کام کرے۔ حتیٰ روایات میں آیا ہے۔ امام باقر فرماتے ہیں۔ **"ابغض الناس عند الله البطالون"** یعنی خدا کے نزدیک مبغوض ترین افراد سست لوگ ہیں۔

حضرت موسیٰ نے خدا سے پوچھا! خدایا تیرے نزدیک مبغوض ترین افراد کون ہیں؟ **"خطاب هوا جيفته باليل و بطال بالنهار"** یعنی میرے نزدیک مبغوض ترین افراد وہ لوگ ہیں جو شام سے صبح تک سوتے ہیں لیکن انہیں آخرت یاد نہیں۔اور دن کو ست ہیں۔اور انہیں اپنی دنیا کی فکر نہیں۔

مرداور عورت کے درمیان فرق نہیں ہے۔عورت اگر گھر کا کام نہ کرے۔جب کوئی ان کے گھر جائے وہ دیکھتا ہے۔اس کی چادر ایک کونے میں پڑی ہے۔بچے کے کپڑے دوسرے کونے میں پڑے ہیں۔گھر میں جالے پڑے ہوئے ہیں۔یہ عورت نہیں یہ خدا کے نزدیک مبغوض ترین فرد ہے۔اگر مرد کام نہ کرے۔اس کے بچے سختی سے زندگی گزاریں گے۔اس کی بیوی لوگوں کے سامنے شرمندہ ہو تو یہ مرد خدا کے نزدیک مبغوض ترین ہے۔گھر کے کام عورت کے ذمے اور گھر سے باہر کے کام مرد کے ذمے گھر چلانا ان کے ذمہ ہے۔اگر یہ اپنے وظیفہ میں سستی کریں۔یہ مبغوض ترین افراد ہیں۔حضرت علی فرماتے ہیں۔ **"اعمل لدينالك كانك تعيش ابداً اعمل لا خرتك كانك تموت غداً"**

"یعنی اپنی دنیا کے لئے اس طرح کام کرے جس طرح ساری زندگی رہنا اور آخرت کیلئے اس طرح کام کرے جس طرح کل مرجانا ہو۔"

انسان دنیا اور آخرت دونوں کے لئے کوشش کرے۔انسان دو آنکھوں والا ہونا چاہیے دو پروں اور دو جہت والا ہونا چاہیے۔اگر دنیا کی فکر میں ہے۔تو آخرت کی فکر بھی کرے۔اور اگر آخرت کی فکر میں ہے۔تو دنیا کی فکر کرے۔تن پرور اور سست قوم نابود ہو جائے گی قرآن فرماتا ہے۔

"واذ اردنا انهلك قرية امرنا متر فيها ففسقو افيها فحق عليه القول فد مرناها تدميراً"

جب کوئی قوم عیاش۔تن پرور اور سست ہو جائے۔اور وہ افراد جو ایک دوسرے کے پاس

بیٹھ کر باتیں کریں اور ہنسی مذاق کریں۔ دنیا کے بارے فکر مند ہوں نہ آخرت کے بارے میں اگر ایسے افراد ہر قوم میں زیادہ ہو جائیں۔ عذاب کے مستحق ہو جائیں گے۔ لہذا وہ شہر اور یہ ملت نابود ہو جائے گی۔ قرآن سورہ واقعہ میں ان سے کہتا ہے۔ کترف یعنی ہوس پرست عیاش اور تن پرور۔ فرماتا ہے۔ ''**واصحاب الشمال ما اصحاب الشمال و حمیم وظل من یحموم لا بارد ولا کریم انهم کا نو قبل''دسراء آیت نمبر 16**

یعنی جو الٹے ہاتھ والے ہیں۔ وہ کتنے بد بخت ہیں۔ قرآن فرماتا ہے یہ جہنم میں ہوں گے'' اس میں جلانے والی آتش ہوگی۔ وہ آتش کو جس کا سایہ ان کے لئے بہت سخت ہے قرآن فرماتا ہے یہ دوزخ کس لئے ہے کیوں کہ یہ دنیا میں تن پرور اور عیاش تھے۔

جو چیز انسان کے اعصاب کو ضعیف کرتی ہے۔ انسان کو چھوٹا بناتی ہے اور جو چیز باعث بنتی ہے۔ کہ انسان ہر ایک کے سامنے اپنے آپ کو جھکائے اور جو چیز باعث بنتی ہے۔ کہ انسان دوسروں کا بندہ بن جائے۔

وہ تن پروری اور عیاشی ہے۔ اس لئے اسلام نے عیاشی کی بہت مذمت کی ہے۔ سستی اسلام میں بہت مذموم ہے۔ اس کے برعکس اگر انسان فعالیت کرے۔ تاکہ اس کے بچے رفاہ میں رہیں۔ یہ کام بہت مطلوب ہے۔ بالاترین عبادت ہے۔

''قال رسول الله طلب الهلال جهاد''

یعنی رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا طلب حلال جہاد ہے۔ آیہ شریفہ جو ہم دعائے قنوت میں پڑھتے ہیں۔

''ربنا اتنا فی الدنیا حسنة و فی الاخرة حسنة و قنا عذاب النار''(بقرہ 201)

خدایا ہمیں دنیا آخرت میں حسنہ عطا فرما۔ اور عذاب آتش سے بچا۔ اس آیت کے ذیل میں روایت ہے۔ کہ آخرت میں حسنہ سے مراد بہشت ہے۔ اور دنیا میں حسنہ سے مراد اچھا اخلاق اور متوسط زندگی ہے۔ اگر دنیا میں کسی کا اچھا اخلاق اور متوسط زندگی ہو۔ وہ اس دعا "**ربنا اتنافی الدنیا حسنہ و فی الاخرۃ حسنہ**" کا نمونہ ہے۔

اس طرح کام کرو کہ مرنے تک کام نہ چھوڑو۔ اگر تاجر ہو کام کرتے رہو۔ اگر کاشت کار ہو تب بھی کام کرتے رہو۔ ایک شخص حضرت صادقؑ کی خدمت میں آیا۔ اور فرمایا۔ اے فرزند رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم میں کاریگر ہوں لیکن اب اپنے ہاتھوں سے کام نہیں کر سکتا۔ اب میں اپنے کندھوں پر بوجھ نہیں ڈال سکتا۔ حضرت نے فرمایا جاؤ کام کرو۔ جاؤ اپنا سامان سر پر اٹھا کر لے جاؤ۔ اور اس کام سے اپنی عزت کا تحفظ کرو۔ عزیز بنو اور اپنے بیوی بچوں کو رفاہ و آسائش میں رکھو۔

ایک شخص پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ وہ بہت سخت اور تنگی سے زندگی گزار رہے تھے۔ اس کی بیوی نے اصرار کیا تم پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے پاس جاؤ اور ہمارے لئے کچھ لے آؤ۔ وہ شخص جونہی پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے پاس آ کر بیٹھا۔ کیونکہ پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم یہ نہیں کہنا چاہتے تھے کہ میں نہیں دوں گا اور اس کو ادب بھی سکھانا چاہتے تھے۔ اس لئے پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ایک روایت پڑھی۔ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا۔

"**من سأ اعطیناہ ومن اسغنی اغناہ اللہ**" یعنی جو کوئی ہم سے مانگے ہم اس کو دیتے ہیں اگر وہ نہ مانگے تو خدا سے بے نیاز کر دیتا ہے۔ اس مرد نے پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے کچھ نہ مانگا اور واپس آ گیا اس کی بیوی نے پوچھا تم پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے پاس گئے تھے؟ اس نے کہا۔ ہاں بیوی نے پوچھا۔ کچھ ملا ہے؟ اس نے جواب دیا۔ نہیں سچ تو یہ ہے میں جونہی پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے پاس گیا۔ پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے یہ روایت پڑھی اور میں سمجھ گیا کہ یقیناً پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم مجھے سنا رہے ہیں اس کی بیوی نے وسوسہ کیا اور کہا

یہ کیا بات ہوئی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم آپ کو سنا رہے تھے پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا تو کام ہی حدیثیں پڑھنا ہے۔ تم ضرور پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے پاس جانا۔ دوسرے دن پھر وہ شخص پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے پاس آیا۔ جونہی وہ بیٹھا پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے پھر وہی روایت پڑھی۔ اب تو واضح ہو گیا کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم اس کو کہنا چاہتے تھے۔ وہ شخص گھر آ گیا بیوی کو بتایا کہ آج بھی پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے وہی روایت پڑھی ہے۔ پھر بیوی نے کہا نہیں تم کل پھر جاؤ اور پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے کچھ مانگو۔ تیسرے دن وہ شخص پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی خدمت میں آیا۔ پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے پھر وہی روایت پڑھی۔ اس دفعہ وہ مرد گھر نہ گیا۔ بلکہ اپنے کسی ہمسائے سے ایک کلہاڑا اور رسی مانگی۔ وہ جنگل میں گیا کچھ لکڑیاں جمع کیں اور کندھے پر اٹھا کر لایا اور ان کو بیچ کر بیوی بچوں کے لئے غذا کا انتظام کیا اس دن اس کو بہت لذت محسوس ہوئی انہوں نے ایک دن رات بہت اچھی طرح گزاری پھر دوسرے دن لکڑیاں لینے چلا گیا۔ آہستہ آہستہ اس نے کلہاڑا اور رسی خرید لی۔ ایک سال کے اندر اس نے لکڑیان لادنے کیلئے ایک اونٹ خرید لیا۔ پھر اس نے اپنی مدد کے لئے ایک غلام تیار کیا جو جنگل میں اسکی مدد کرتا۔ زیادہ عرصہ نہ گزرا تھا۔ کہ اس کا کاروبار بہت چل گیا اور ایک روز اپنے غلام کے ہمراہ اونٹ پر سوار جا رہا تھا پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم وہاں پہنچے اس شخص نے سلام کیا آپ نے فرمایا۔

''من سألنا اطنيناه ومن لم يسلنا اغناه الله'' یعنی جو ہم سے مانگے ہم اس کو دیتے ہیں لیکن جو نہ مانگے خدا اسے غنی کر دیتا ہے۔ آپصلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا۔ اے فلاں! اگر کچھ جو میں تمہیں دے دیتا آج تم بے چارے ہوتے لیکن میں نے نہ دیئے۔ تم نے اپنی عفت نفس کو استعمال کیا۔ اور کام کیا خدا نے تم پر لطف کیا اور تم اس مقام پر پہنچ گئے۔ اتفاقاً یہ جملہ ''من فضل الله'' بہت دفعہ قرآن میں ذکر ہوا ہے۔ کہ جناب کام

کرو خدا کا فضل شامل حال ہوگا۔ سورۃ جمعہ آیہ ۱۰ میں ہے۔ **"فاذا قضیلت الصلوٰۃ فانتشر وفی الارض واتبغو من فضل اللہ"** اسی طرح مزمل آیہ ۲۰ میں ہے **"علم سیکون منکم مرض و اخرون یضربون فی الارض یبتغون من فضل اللہ"** اگر صحیح اور حلال کام ہو یقیناً خدا برکت دیتا ہے۔ خدا کا فضل اس کے شامل حال ہوتا ہے۔ جس مقام پر چاہے پہنچ سکتا ہے۔ لہذا مرد عورت دونوں کو کام کرنا چاہیے اگر عورت سُست ہوگی بدبختی آئے گی اگر مرد سُست ہوگا آبرو ریزی ہوگی میاں بیوی کام کریں بچوں کے لئے نمونہ بنیں اس کو کہتے ہیں تربیت عمل ایک دن انشاء اللہ اس کے بارے گفتگو کروں گا۔ اس کے علاوہ بچوں کو زبان سے بھی کہیں۔ عورت گھر میں لڑکی کو کام کرنے کو کہے اگر وہ سستی کرے پیارے انداز میں اسے نصیحت کرے۔ بڑی لڑکیاں گھر میں جھاڑو دیں۔ کھانا پکائیں۔ لباس دھوئیں۔ ماں کو چاہیے کہ سارے کام اس کو سکھائے۔ بعض اوقات دیکھنے میں آتا ہے بلکہ آج کل اکثر وہ یہ لڑکیوں کو کام کرنا نہیں آتا۔ وہ صرف پڑھتی ہیں۔ اور وہ سمجھتی ہیں کہ ان کا کام صرف پڑھنا ہے۔ یہ غلط بات ہے لڑکیاں امتحان کے دوران بھی ماں کی مدد کرنا نہ بھولیں۔ بلکہ اگر وہ منت مانیں کہ گھر میں مدد کریں گی تو یہ بہترین منت ہے اگر تم منت مانو کہ اپنے بیوی بچوں کو رفاہ و آسائش میں رکھیں گے تو یہ بہترین چیز ہے۔ اگر تم رفاہ آسائش کے لئے کام کرو یہ مطلوب چیز ہے۔ البتہ فضول خرچ نہیں ہونا چاہیے بلکہ اسلام میں میانہ روی مطلوب ہے انسان کے لئے بہترین عبادت ہے۔ اے مرد! اگر تم بہترین عبادت کرنا چاہتے ہو تو جہاں تک ہو سکے گھر میں خوش اخلاق رہو اور گھر سے باہر بیوی بچوں کی آسائش کے لئے کام کرو۔ یہ چیز اپنے بیٹے کو بھی سکھاؤ۔ اپنے ۱۰، ۱۲ سال کے بچے کو کہو گھر کے کام کرے۔ امتحان کے دوران بھی سودا خرید کرے۔ جس طرح اس کو پڑھنا سکھایا ہے اسی طرح اس کو کام کرنا سکھاؤ۔ اگر ماں باپ انکی پڑھائی کی مواظبت نہیں کریں گے تو ان کے کم نمبر آئیں گے۔ ماں باپ ذمہ دار

ہیں۔اسی طرح تمام دنیاوی کاموں کے بھی مواظب رہیں اور یہ ماں باپ کا سنگین وظیفہ ہے۔ماں جب باورچی خانے میں کام کرے بیٹی بھی ماں کی مدد کرے۔ یہ نہ سمجھیں یہ صرف مثالیں ہیں۔ ماہرین نفسیات کہتے ہیں۔کام معاشرے کی فکر کا آئینہ ہے۔آج میٹرک ایف۔اے اور بی اے بہت سی لڑکیاں دیکھنے میں آئی ہیں۔ کہتے ہیں ایک لڑکی کی شادی ہوئی اسے چاول پکانے نہیں آتے تھے اس نے ایک عورت سے کہا۔ میں چاول پکانا چاہتی ہوں۔ بتاؤ کیسے پکاؤں اس نے کہا پہلے چاولوں کو بھگودو۔لڑکی کہتی ہے مجھے پتہ ہے۔ پھر اس عورت نے کہا دیگچی میں پانی ڈال کر اس کو ابالو۔ کہتی ہے مجھے پتہ ہے۔اس عورت نے کہا جب چاول کچھ پک جائیں تو پانی نکال دو۔لڑکی کہتی ہے یہ تو مجھے پتہ ہے۔ پھر اس عورت نے کہا ان کو دم دے دو۔لڑکی کہتی ہے یہ تو مجھے پتہ ہے وہ لڑکی گھر آئی اور اسی طریقے سے چاول پکائے لیکن وہ عجیب طرح کہ چاول پکے۔ یہ کس کا قصور ہے؟ ماں کا بعض اوقات یوں ہوتا ہے لڑکے کی شادی ہو جاتی ہے لیکن اسے بازار سے روٹی خریدنا نہیں آتی ہے۔وہ ہر کام کیلئے اپنی جوان بیوی کو بازار بھیجتا ہے۔مرد گھر میں بیٹھا ہے اور بیوی بازار جا کر سبزی خرید رہی ہے۔ نامحرم سے بات چیت کر رہی ہے۔غیرت کہاں گئی۔مولیٰ امیر المومنینؑ منبر پر فرماتے ہیں۔اے لوگو! میں دیکھتا ہوں کہ خواتین گلی میں ہیں تمہاری غیرت کہاں گئی؟ تم گھر میں بیٹھے ہو اور تمہاری بیوی بازار سے پھل اور روٹی خریدتی ہے۔ البتہ ایسی چیزیں جو خواتین سے مربوط ہیں اور تمہیں خریدنا نہیں آتی وہ چیزیں خود عورت خریدے لیکن تم ساتھ جاؤ۔ اگر مرد گھر میں بیٹھے اور عورت بازار سے چیزیں لائے۔ یہ اس جوان کا قصور ہے اور ان ماں باپ کا قصور ہے جنہوں نے اس کو سکھایا نہیں کہ تم فعال بنو۔اے جوان جب تک کام نہیں کرو گے کسی مقام پر نہیں پہنچ سکو گے۔ دیکھئے انہوں نے بہت سی زحمتیں اور مشقتیں اٹھائی ہیں پھر مخترع ہو سکے ہیں صرف ذہانت کی بناء پر نہیں ہوا۔ اینشٹن کئی بار ناکام ہوا۔ زیادہ قابل بھی نہیں تھا۔ نیوٹن کی استعداد بھی زیادہ نہیں تھی وہ سکول میں کئی بار ناکام

ہوا۔ پاستور مریض بھی تھا اور معمولی استعداد والا تھا۔ پاستور سے لوگوں نے پوچھا نبوغ ''غیر معمولی ذہانت'' کیا چیز ہے؟ اس نے کہا مجھے نبوغ کا تو نہیں پتہ۔ مجھے صرف اتنا پتہ ہے جو کام کرے اور ثابت قدمی کے ساتھ کرے وہ جس مقام پر چاہے پہنچ سکتا ہے۔ اے جوان! اگرچہ تمہاری استعداد کم ہے اگر تم کام کرو جس مقام پر چاہو پہنچ سکتے ہو۔

ملا صالح ماژندرانی علامہ علیہ الرحمتہ کے داماد ہیں۔ وہ ایک طالب عالم تھے۔ ان کی استعدا داتنی کم تھی کہ بعض اوقات اپنا گھر بھول جاتے تھے۔ لیکن انہوں نے کام کیا اور ثابت قدم رہے۔ اپنی شادی کی رات انہوں نے کہا میں جب تک مطالعہ نہ کرلوں میں دلہن کے پاس نہیں جاؤں گا۔ وہ مطالعہ کیلئے بیٹھے اتفاقاً ان کی سمجھ میں نہ آیا یہاں تک کہ آدھی رات ہوگئی۔ صبح اذان کے قریب علامہ مجلسیؒ کی بیٹی نے دیکھا کہاں کے شوہر ابھی تک ان کے پاس نہیں آئے۔ وہ اٹھی اور باہر آئی اس نے دیکھا کہ ان کے شوہر ایک مسئلہ سمجھ میں نہیں آرہا۔ وہ پڑھی لکھی عورت تھی۔ اس نے مسئلہ کو لکھ کر کتاب پر رکھ دیا۔ ملا صالح نے دیکھا کہ مسئلہ کا جواب کتاب پر لکھا ہوا پڑا ہے پھر وہ اپنی بیوی کے پاس گئے۔

یہی ملا صالح ماژندرانی جو اپنا گھر اپنا بھول جاتے تھے۔ بہت عظیم مجتہد بنے۔ ملا صالح نے اصول کافی بہترین شرح لکھی ہے۔ علامہ مجلسیؒ کی بیٹی سے شادی کر سکے۔ یہ سب کام اور صبر و استقامت کی وجہ سے ہے۔ بحث کے اختتام پر ۲،۳ نقاط آپ سب لوگوں کے لئے کاروباری لوگوں کیلئے بیان کرتا ہوں۔ کام کرنا چاہیے لیکن مواظب رہیں۔ حریص اور لالچی نہ بنیں۔ اگر لالچی بن جاؤ گے۔ خود بھی بدبخت ہو گے اور تمہارے بیوی بچے بھی۔ حرص کا مطلب کیا ہے؟ تم بہت زیادہ کام کرو جسطرح انسان کو کام کرنا چاہیے اسی طرح عبادت کرنی چاہیے۔ استرحت کرنی چاہیے۔ بیوی بچوں کو وقت دینا چاہیے۔ یوں نہ ہو آدھی رات تک دکانیں کھلی رہیں اور صبح نماز کے وقت دکان کھلی ہو۔ مسلمان کیلئے شرمناک بات ہے کہ نماز کے وقت دکان کھلی ہو۔ مکہ اور

مدینہ جا کر دیکھو جس وقت موذن کہتا ہے اللہ اکبر وہ کاروبار کو چھوڑ دیتے ہیں اگر چہ بہت فائدہ ہو۔ ایک آدمی کے لئے شرمندگی کا باعث ہے موذن اذان دے رہا ہے اور سب اپنے کاروبار میں مشغول ہیں جبکہ کاروبار کا وقت معین ہے آٹھ گھنٹے کام آٹھ گھنٹے نیند اور آٹھ گھنٹے عبادت۔ تم آٹھ گھنٹے عباد نہیں کرتے بلکہ ۴ گھنٹے بھی عبادت نہیں کرتے ہو کم از کم کچھ قبر اور کچھ قیامت کے بارے میں فکر کرو۔ کچھ مقدار خدا کے بارے فکر کرو اور کچھ مقدار بیوی بچوں کے بارے۔

مواظب رہیں حلال کام کریں۔ اگر خدانخواستہ حرام کا ایک درہم تمہاری زندگی میں آ جائے تم نابود ہو جاؤ گے۔ آج نہیں تو کل ضرور نابود ہو گے۔ خدا بہت حلیم ہے سعید بن جبیر موت کے وقت ہنسا۔ حجاج بن یوسف ثقفی نے پوچھا تم کیوں ہنس رہے ہو اس نے کہا میں خدا کے حلم اور تیری بے حیائی سے تعجب کرتا ہوں۔ خدا دیر سے پکڑتا ہے لیکن بہت سخت پکڑتا ہے۔ خدانخواستہ تم ملاوٹ کرو۔ یا مہنگی چیزیں بیچو یا چیزوں کو سنبھال کر رکھ دو تا کہ مہنگی ہو جائیں خدا صبر کرتا ہے۔ ممکن ہے خود تمہیں بھی پتہ نہ چلے مال تمہارے لئے ایک دن وبال بن جائے گا۔ اسی مال کو آگ لگ جائے اور تم بھی نابود ہو جاؤ۔ حرام کبھی نمو نہیں پاتا۔

"بمحق اللہ الربا و یربی الصدقات"

مواظب رہیں حرام تمہاری زندگی میں نہ ہو۔ غریب اور سادے لوگوں کو دھوکا نہ دیں۔ بلکہ ان سے اچھا برتاؤ کریں۔ خدا فرماتا ہے مجھے میری عزت و جلالت کی قسم ہر چیز کو معاف کر دوں گا لیکن لوگوں کے مال کو معاف نہیں کروں گا۔ انسان کو کام کرنا چاہیے لیکن صرف اپنا ہی خیال نہیں ہونا چاہیے بلکہ اپنی حیثیت کے مطابق ضعیف اور فقیروں تک پہنچے۔ اگر چہ کم ہو ہر کوئی اپنی حیثیت کے مطابق کرے۔ پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم ماہ شعبان کا خطبہ پڑھ رہے تھے۔ اس خطبہ میں انہوں نے ماہ رمضان کی فضیلت کو بیان کیا۔ بار بار آپ نے کہا افطاری دیں۔ جہاں تک ہو سکے۔ فقیروں تک رسائی حاصل کریں۔ ایک شخص اٹھا اور کہا اگر ہمارے پاس کچھ نہ ہو۔ آپ نے

فرمایا"ولو بستقة تمر اوشربة ماء" آپ نے ۳ دفعہ دہرایا اور کہا۔ ہر کوئی اپنی حیثیت کے مطابق۔ پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے فرمان کا مطلب یہ ہے کہ ہم اپنی حیثیت کے مطابق دوسروں کو دیں۔ اگر مثلاً روزانہ ۱۰۰ روپیہ تمہارا نفع ہے اور ۱۰۰ سے زیادہ تمہارا خرچ بن۔ اپنی حیثیت کے مطابق دوسروں کی مدد کرو۔ اپنی قلم سے مدد کرو یا زبان سے یا پیسے سے۔ جس طرح دوسرے کی مدد کر سکتے ہو۔ بہت اچھا ہے۔ جس طرح خود کو اور اپنی بیوی بچوں کو آرام میں دیکھنا چاہتے ہو اسی طرح اگر ہو سکے تو دوسروں کو بھی آسائش سے رکھو اور ۳ نکات کو اپنے بچوں کو سکھاؤ۔

"والسلام علیکم ورحمته الله وبرکاة"

درس ۲۳

باب ۱۷

دوستی کے آداب:

ہماری بحث دوستی کے بارے میں ہے۔ ہم مواظب رہیں کے ہمارے بچے اور نو جوان کن افراد کے ساتھ آمد روفت کرتے ہیں۔ ہم خود بھی متوجہ رہیں کہ یہ مسئلہ خود ہمارے لئے بھی ہے کہ ہم کن افراد کے ساتھ آمدورفت کرتے ہیں۔ ہمیں جان لینا چاہیے۔ کہ دوست زندگی میں غیر معمولی اثر ڈالتا ہے۔ بچے نو جوان اور ہم سب کی سعادت و بدبختی میں بہت اثر رکھتا ہے۔ انسان مدنی ہے یعنی دوستی چاہتا ہے۔ ضروری ہے کہ انسان کسی کے ساتھ رفت و آمد کرے کیونکہ انسان تنہائی میں زندگی نہیں گزار سکتا اس لئے ہر عورت اور مرد خصوصاً دوستی کو زیادہ پسند کرتے ہیں'' تا کہ ان سے آشنائی ہو۔ ان کے ہاں آمدورفت ہو۔ ان سے نشست و برخاست ہو یہ ایک ضروری مسئلہ ہے''
ہمیں معلوم ہے پرائمری میں پڑھنے والے بچوں کے بھی دوست ہوتے ہیں۔ پہلے ہی سال میں دوستی اور نشست و برخاست کے لئے کچھ افراد معین کر لیتے ہیں۔ اگر چہ جوان طبقہ میں دوستی زیادہ ہے لیکن پھر بھی سب افراد یعنی بچہ۔ نو جوان۔ اور جوان اور بوڑھون میں یقیناً دوستی ہے۔ ہمارے دوست ہوں اور ہم ان کے ہاں آمدورفت کریں اس میں کوئی حرج نہیں۔ صرف انتخاب میں احتیاط کرنی چاہیے۔ اگر تمہارے جوان کو غلط دوست مل گیا یہ غلط دوست تمہارے جوان کو خراب کر دے گا۔ اور اسے گمراہ کر دے گا۔ اگر تمہارے بچے کو ایک اچھا دوست مل گیا تو تمہارا بچہ سعادت مند ہو گا۔ اگر تمہارے بچے کا پڑھائی کی طرف میلان نہ ہو وہی اچھا دوست اس کی پڑھائی میں دلچسپی کا باعث بنے گا۔ اگر تمہارے بچے کا ایک ست دوست ہو گا۔ یا نو جوان ایک ست جوان سے دوستی کر لے تو تمہارے بچے اور جوان پر اسکی سستی کا اثر پڑے گا اور تم دیکھو گے اگر تمہار بچہ پہلے مطالعہ کرتا تھا

اب مطالعہ نہیں کرے گا۔ اپنا سبق نہیں پڑھے گا۔ اس لئے اہل بیت کی روایات میں دوست کے انتخاب کے بارے بہت تاکید کی گئی ہے یہاں تک کہ رسول گرامی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا۔ "**المرء علی دین خلیله**" یعنی دوست انسان کے دین میں تاثر رکھتا ہے۔ اس کے بعد آپ فرماتے دیکھو تم کس سے دوستی کر رہے ہو؟ امام صادقؑ فرماتے ہیں۔ اچھا دوست اس طرح جیسے باغ میں ہوا چلے تو ہوا باغ سے خوشبو لے لیتے ہے اگر چہ یہ خوشبو خود اس ہوا کی نہیں ہے۔ جونہی یہ ہوا باغ میں آئی ہے اس نے باغ سے خوشبو لے لی ہے۔ اگر اچھا دوست اچھا ہو گیا تو یہ ہوا کی طرح ہے کہ جو گلستان عبور کرنے کیوجہ سے معطر ہو جاتی ہے۔

"**مثل الجلس اصالح مثل العطار ان لم یعطك من عطره اصاب من ریحه**" یعنی صالح دوست عطار کی طرح ہے اگر تمہیں عطر نہ بھی ملے اس کی خوشبو تجھ تک پہنچ جاتی ہے۔ اس کے برعکس امام صادقؑ فرماتے ہیں۔ برا دوست آگ کی طرح ہے جس طرح تم آگ کو چھوؤ گے تمہیں جلا دے گی اسی طرح اگر تم برے دوست سے تعلق رکھو گے وہ تمہیں جلا دے گا ایک روایت میں ہے کہ امام صادقؑ فرماتے ہیں یقین رکھو برا دوست تمہیں برا بنا دے گا۔ علیؑ فرماتے ہیں "**ایا کو مصاحبة النساق فان الشه بالشر ملحق**" اگر وہ شر ہوگا ایک دو دن نہیں گزاریں گے کہ تم بھی شر ہو جاؤ گے ایک روایت میں ہے آپؑ فرماتے ہیں۔

"**مجالسته الا شرار تورث سوء الطن بالا خیار**" بروں کے ساتھ اُٹھنا بیٹھنا برائی کا باعث بنتا ہے کہ انسان نیک افراد کے بارے بدگمانی کرتا ہے۔ اگر تمہارا کوئی دوست ہو جو نیک لوگوں کی پیٹھ پیچھے باتیں کرے اگر چہ تم ان لوگوں کے مرید ہو ایک مہینہ بھی نہیں گزرے گا کہ تم بھی ان کے بارے بدگمانی کرو گے۔

ایک شخص بتاتا ہے کہ میرا بچہ ۲،۳ دفعہ جسے انقلاب کے مخالف کے گھر گیا جب وہ واپس آتا

تو ضد انقلاب جیسی باتیں کرتا حتیٰ امام خمینی کے بارے کئی طرح کی باتیں کرنے لگا۔تمہارا جوان اگر ایک عیاش جوان کے ساتھ ایک ماہ رہے تو وہ عیاش اس کو بے چارہ کردے گا۔اور فحشاء کے مراکز کی طرف لے جائے گا۔اس لئے قرآن خطرہ کی گھنٹی بجارہا ہے اور فرماتا ہے۔

"ویوم یعض الظالم علی یدیه یقول یا لیتنی اتخدت مع الرسول سبیلاً یا لیتنی لم اتخذفلاناً خلیلاً لقد اضلنی عن الذکر بعد اذجائنی وکان الشیطان للا نسان خذولاً" قرآن فرماتا ہے۔روز قیامت بعض انسان اتنے پریشان ہوں گے۔اپنے ہاتھ کی پشت کو کاٹیں گے۔تم نے دیکھا انسان ایک بے جا کام کرکے پریشان ہوتا ہے کبھی اپنے ہاتھوں کی پشت کو کاٹتا ہے اور کبھی اپنے ہونٹوں کو کاٹتا ہے۔اور کہتا ہے اے کاش پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے میرا سروکار ہوتا۔افسوس مجھ پر برے دوست نے مجھے برا کردیا اور مجھے پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم اور ہر چیز سے دور کر دیا۔اس کے بعد فرماتا ہے۔جان لو **"وکان الشیطان للا نسان خذولا"** شیطان برادوست ہے۔شیطان انسی یعنی برادوست تجھے بیچارہ کردیتا ہے مواظب رہو اگر انسان ایک ماہ کسی ایسے فرد سے آنا جانا رکھے جو نماز پنجگانہ۔نماز شب اور گناہوں سے دوری کا پابند ہو لاشعوری طور پر وہ انسان بدل جائے گا۔اس کے برعکس جو شخص نماز کا پابند ہے اول وقت نماز پڑھتا ہے گناہ سے اجتناب کرتا ہے اگر ایک غیر اسلامی محفلوں میں شرکت کرے تو لاشعوری طور پر نہ صرف نماز ترک کردے گا۔نماز بھی اول وقت نہیں پڑھے گا۔مجھے بہت سی ایسی لڑکیوں کے بارے علم ہے جو نماز شب پڑھتی تھی۔نماز جماعت ترک نہیں کرتیں تھی۔مستحی روزہ رکھتیں۔عمل ام داؤد وغیرہ کرتیں لیکن انہیں برا شوہر مل گیا۔بے نماز شوہر ملا۔یہی لڑکی جو نماز شب پڑھتی تھی۔اب نماز پنجگانہ بھی نہیں پڑھتی۔بہت سی لڑکیوں کے بارے مجھے معلوم ہے جب مدرسہ یا سکول جاتی تھیں تو نقاب لگا کر جاتی تھیں لیکن جب شوہر مل گیا اور شوہر کے گھر والے

پردے کو اہمیت نہیں دیتے یہ لڑکی بھی پردے کے بارے لاپرواہ ہوگئی۔اسکے برعکس بھی بہت مثالیں ہیں۔ میں سفارش کرتا ہوں کہ جوانو! مواظب رہو اگر تمہیں برا دوست مل گیا تو وہ تمہیں مسجد سے فحش مراکز کی طرف لے جائے گا۔

پرمعنی اور عبرتناک داستان:

نجاشی شاعر اہلبیتؑ ہے وہ امیر المومنین کے زمانے میں تھا اور حضرت علیؑ کی شان میں شعر کہتا تھا۔ایک متدین انسان تھا۔اور حضرت علیؑ کا مرید تھا۔ماہ مبارک رمضان میں ایک دن یہ ظہر سے پہلے مسجد جانے لگا تا کہ حضرت علیؑ کے پیچھے نماز پڑھے۔نااہل دوست اس کے دروازے پر تھا۔اس نے اسے سلام کیا اور کہا نجاشی صاحب! آپ کہاں جارہے ہیں؟اس نے کہا میں مسجد جارہا ہوں۔اس نے کہا ابھی تو ظہر نہیں ہوئی۔نجاشی نے کہا۔مسجد میں تھوڑی دیر قرآن پڑھوں گا تا کہ امیر المومنینؑ تشریف لے آئیں۔بہر حال اس سے بیٹھنے کو کہا گھر میں داخل ہوئے۔انہوں نے کچھ دیر باتیں کیں۔نجاشی نے اپنے دوست سے کہا ماہ رمضان ہے کچھ کھا تو نہیں سکتے وسوسہ جو سور فلق اور ناس میں بیان کیا گیا ہے اور خدا سے پناہ طلب کی گئی ہے برے دوست سے ''**بسم اللہ الرحمن الرحیم قل اعوذ برب الناس ملك الناس الہ الناس من شر الوسواس الخناس الذی یوسوسی فی صدور الناس من الجنة و الناس**'' یعنی اے خدا تجھ سے پناہ مانگتا ہوں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں۔تجھ سے پناہ مانگتا ہوں۔برے دوست کے وسوسہ سے۔شیطان کے وسوسہ سے جب وسوسہ کرے۔لیکن غیر مستقیم۔

خناس یعنی زہر کیپسول میں ڈال کر تمہیں اور تمہارے بچے کو کھلا دے اس کو عرب کہتے ہیں خناس۔اس سورۃ میں ۳ دفعہ خدا سے پناہ مانگی ہے جب وسوسہ کرے خصوصاً وہ وسوسہ جو غیر مستقیم ہو۔اچھائی سے برائی کی طرف لے جائے۔پہلے نجاشی کے دوست نے مستقیماً وسوسہ کیا اور کہا۔چلو

ہمارے گھر چلیں شراب بھی ہے اور بکری کا بچہ بھی ہے۔ نجاشی تو حیران رہ گیا اس نے کہا کیا مطلب ماہ رمضان میں تم ایسی باتیں وغیرہ کرو گے۔ وہ نجاشی کو اپنے گھر لے گیا۔ اس نے وسوسہ کیا اور کہا خدا ارحم الرحمین ہے وہ بخش دے گا تھوڑی دیر خوشی منائیں آج گناہ کر لیتے ہیں کل توبہ کر لیں گے۔ اس نے نجاشی کو شراب پلائی اور پھر بکری کا بچہ کھلایا۔ امیر المومنینؑ نماز پڑھا رہے تھے۔ اس نے آواز بلند کی۔ امیر المومنین کو خبر دی گئی تمہارا شاعر جو اول صف میں کھڑا ہو کر نماز پڑھتا تھا۔ اس نے شراب پی ہے۔ حضرت علیؑ نے فرمایا۔ صاحب خانہ اور نجاشی دونوں کو لے آؤ تا کہ حد جاری کی جائے۔ اسی کوڑے انہیں لگائیں جائیں۔ میرے خیال میں نجاشی کو کم کوڑے لگے تھے مجھے معلوم نہیں کہ کیا ہوا؟ نجاشی فرار ہو گیا۔ اس کو پکڑا نہ جا سکا۔ صاحب خانہ کو پکڑ لیا۔ نجاشی عزت اور خاندان والا تھا۔ اس کے خاندان کے کچھ بزرگ حضرت علیؑ کی خدمت میں آئے اور کہا۔ آقا آپ نجاشی کو معاف کر دیجئے اگر نجاشی پر حد جاری کی جائے گی ہمارے خاندان کی آبروریزی ہو گی امیر المومنینؑ نے فرمایا۔ مجھے نہیں معلوم تم کیا کہہ رہے ہو کیا تم یہ کہہ رہے ہو حدود خدا کو جاری نہ کروں۔ انہوں نے حضرت علیؑ کو دھمکی دی اور کہا۔ اے علیؑ اگر تم حد جاری کرو گے تو یہ قبیلہ تمہارا دشمن ہو جائے گا۔ آپؑ نے فرمایا مجھے حد جاری کرنی چاہیے اگر چہ سارا جہاں میرے خلاف ہو جائے۔ انہیں معلوم ہو گیا یہ کام نہیں ہو سکتا۔ بالآخر نجاشی کو دستگیر کیا گیا اور حد جاری کی گئی۔ اسی رات جب نجاشی کو کوڑے لگائے۔ وہ فرار کر کے شام چلا گیا۔ معاویہ کو خبر ہوئی چونکہ ایک باشخصیت انسان تھا۔ معاویہ نے اس کے خیر مقدم کے لئے جلسہ تشکیل دیا۔ وزیر، وکیل، شریف اور سفیر تھے۔ سب جمع تھے جلسہ بہت عالی تھا۔ نجاسی بھی اس میں بیٹھا ہوا تھا۔ معاویہ نے نجاشی کی طرف منہ کیا اور کہا۔ یہ جلسہ میں نے تمہارے لئے تشکیل دیا ہے۔ نجاشی نے کہا مجھے معلوم ہے۔ معاویہ نے کہا۔ اٹھو میرا شکریہ ادا کرو میری تعریف کرو اور امیر المومنین کی بدگوئی کرو۔ نجاشی کھڑا ہوا اور اس نے کہا لوگو! میں علیؑ سے فرار کر کے آیا ہوں کیونکہ انہوں نے میرے پر حد جاری کی ہے۔ اس لئے میں یہاں آ گیا ہوں۔ اس کا مطلب یہ ہے میں علیؑ کے عدل کے پرچم تلے نہ رہ سکا اور میں معاویہ کے ظلم کے پرچم تلے آ گیا۔ معاویہ نے مجھ گناہگار کو قبول کر لیا ہے۔ بجائے اس کیکہ وہ معاویہ کی تعریف کرتا اس نے حضرت علیؑ کی تعریف کی اور معاویہ پر

تنقید کی۔آپ نے دیکھا کہ یہ دیندار جب ولایت اورشاعر خاص امیرالمومنینؑ پہلی صف میں امیرالمومنین کے پیچھے نماز پڑھنے والے بلکہ قبل ازظہر مسجد میں جانے والے کو برے دوست نے ان کو برا کردیا۔انہیں شراب خانہ لے گیا۔قرآن فرماتا ہے جان لو اگر تم برے دوست کے ساتھ اٹھو بیٹھو گے تو تم یقیناً پشیمان ہوگے۔اپنے یا اپنے جوان کے لئے ہاتھ کاٹو گے۔تم کیا کہو گے تم کہو گے اے کاش میرا جوان فلاں شخص کے ساتھ آمد روفت نہ کرتا۔اس نے میرے اور میرے جوان کی آبروریزی کردی۔بقول قرآن یہ افسوس اور کاش کہنا دنیا و آخرت میں کام نہیں دے گا۔جس طرح گر جانے والے پانی کو اٹھایا نہیں جاسکتا۔اسی طرح اگر تمہاری یا تمہارے جواں کی آبرو چلی گئی پھر اس کو لوٹایا نہیں جاسکتا۔لڑکی مواظب رہے۔درس پڑھنے کے لئے نوجوان کیساتھ مت بیٹھے اٹھے یہ آگ ہے جو جلادے گی۔مقدس **"اردبیلی رحمتہ اللہ مرجع تلقید"** ہیں۔کئی دفعہ امام زمانہؑ کی خدمت میں پہنچے ان سے سوال کیا جاتا ہے جبکہ وہ ستر سال کے تھے اور عزایزہ جنسی بھی نہیں تھا کہ اگر ایک گھر میں ایک عورت کے علاوہ کوئی اور نہ ہو۔کوئی چیز مانع بھی نہ ہو۔آپ زنا کریں گے یا نہیں؟ مقدس اوربیلی نے کہا کہ نہیں کروں گا بلکہ یہ کہا کہ اگر ایسا کوئی وقت آئے تو میں خدا سے پناہ مانگوں گا۔۷۰ سالہ مقدس اردبیلی کئی دفعہ خدمت امام زمانہ میں گئے مرجع تقلید تھے ان کا نام ملا احمد تھا۔وہ اتنے متقی تھے کہ علماء نے انہیں مقدس کا لقب دیا۔یہ مرد کہہ رہے ہیں اگر ایک ایسا موقع آجائے کہ صرف میں اور ایک عورت اور کوئی غیر نہ ہو تو میں خدا سے پناہ مانگتا ہوں۔والدین! دیکھئے اگر تمہاری لڑکی ایک جوان لڑکے کے ساتھ کمرے میں بیٹھی ہو اور درس پڑھ رہی ہو اور تمہیں کوئی پرواہ نہ ہو یہ ظلم ہے خیانت ہے کس پر؟ اپنی اولاد پر تمہاری لڑکی جتنی بھی شریف ہو لیکن مقدس اردبیلی کہتے ہیں۔شریف انسان کے لئے خطرہ ہے۔یہ لاپرواہی صحیح نہیں۔اس سے بالاتر کہوں قرآن مجید یوسفؑ کے بارے میں کہتا ہے۔ **"ولقد همت به وهم بها لو لا ان رابرهان ربه"**

زلیخا نے یوسف کی طرف میلان کیا یوسفؑ بھی زلیخا کی طرف مائل تھے لیکن چونکہ وہ معصوم تھے اس لئے پاس نہ گئے۔یہ جملہ ماں باپ کے لئے کہہ رہا ہے۔لڑکیاں اور لڑکوں کو کیا کہہ رہا

ہے۔ حضرت یوسفؑ امتحان میں کامیاب ہو گئے وہ امتحان جس میں بقول استاد بزرگوار علامہ طباطبائی گناہ کے لئے ۲۴ زینہ موجود تھے۔ اگر ہر کسی کے لئے یہ ۲۴ زینہ فراہم ہوں وہ ضرور گناہ کرتا ہے لیکن حضرت یوسفؑ فرماتے تھے۔ ''ان لاتصرت عنی کید ہن اصب الیھن واکن من الجاہلین'' خدایا تم میری مدد کرو اگر تیرا ہاتھ سر پر نہ ہو اور اگر تم میری حفاظت نہیں کرو گے میں بھی برائی کی طرف کھنچ جاؤں گا۔ یہ آیت ماں باپ کو کیا کہتی ہے؟ مواظب رہو برا دوست عجیب اثر ڈالتا ہے۔ نجاشی کو شراب خانے میں لے جاتا ہے۔ برا دوست عفیف اور باشخصیت و باکردار انسان کو فحش مراکز اور بے عفتی کی طرف لیجاتا ہے۔ بالاخر برادوست آگ سے زیادہ جلانے والا اور ہر برائی سے بدتر ہے۔ اس کے برعکس اچھا دوست ہے۔ خوش قسمت ہیں وہ لوگ جن کے اچھے دوست ہیں۔ عبداللہ بن جناب امام صادقؑ کے صحابی تھے۔ وہ بوڑھے اور اندھے تھے۔ لوگوں نے دیکھا وہ دن میں ۳ مرتبہ ۵۱ رکعت پڑھتے تھے۔ تمہیں معلوم ہے دن رات میں ایک مرتبہ ۵۱ رکعت نماز ہے ۱۷ رکعت واجب اور ۳۴ رکعت مستحب ہے۔ لوگوں نے یہ دیکھا یہ ایک مرتبہ ۵۱ رکعت کی بجائے ۳ مرتبہ ۵۱ رکعت پڑھتے اور سال میں ایک ماہ کی بجائے ۳ ماہ روزے رکھتے اور سال میں ۳ دفعہ زکوٰۃ دیتے۔ لوگوں نے ان سے پوچھا ایک دفعہ نماز ایک دفعہ روزہ اور ایک دفعہ زکوٰۃ ہے آپ ۳ دفعہ انجام دیتے ہیں انہوں نے جواب دیا اس لئے کہ میرے دو دوست تھے وہ اس دنیا سے جا چکے ہیں میری دوستی کی وفا اقتضا کرتی ہے۔ جو کچھ اپنے لئے کروں وہی ان کے لئے بھی انجام دوں۔ یہ ہے دوستی یہ انسان کو سعادتمند بناتی ہے۔ اس کو کہتے ہیں دوستی کہ زندگی میں بھی فکر ہے اور موت کے بعد بھی۔ علیؑ فرماتے ہیں **''لا یکون الصدیق صدیقاً حی یحفظ اخاہ فی ثلاث فی نکبتہ وغیبتہ و وفاتہ''** اچھا دوست کس کو کہتے ہیں تم لوگ کس سے آمدورفت کرو ایک روایت شادی کے بارے بارے میں ہے۔ یعنی میاں بیوی ایک دوسرے کے دوست ہوں رسول خدا صلی اللہ علیہ والہ وسلم فرماتے ہیں **''اذا جائکم من ترضون دینہ و امانتہ یخطب الیکم فزوجوہ والاتکن فتنۃ و فساد کبیر''** یعنی اگر تم چاہتے ہو دوست کا

انتخاب کرو اس میں ۲ شرائط ضرور ہونی چاہیے ایک دین اور دوسرا اخلاق۔ اخلاق انسانیت۔ باوفا ہو عفیف ہو باوقار وہ۔ یہ شادی کے بارے حدیث تھی۔ جس کو پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے بار بار فرمایا۔ کہ دو شرطیں رفیق میں ہوں تو اس کا دوست بن **"والا تکن فتنة و فساد کبیر"** وگرنہ فتنہ وفساد ہوگا۔ اے لڑکی! تم دوستی کرو لیکن ایک متدین اور بااخلاق لڑکی سے دوستی کرو مواظب رہو وہ لڑکی جو پردے کی پرواہ نہیں کرتی اور پست خاندان میں پلی بڑھی ہے اس سے آمد ورفت نہ کرو۔ اس کو دوست نہ بناؤ۔ اگر تم کسی کو دیکھو کہ وہ دین کو بہت اہمیت نہیں دیتی اس کے ہاں آنا جانا رکھو۔ جوان اگر تم چاہتے ہو کسی کو دوست بناؤ وہ متدین ہو تا کہ تجھے مسجد اور محراب ومنبر کی طرف لیجائے اور دینی کتابوں میں تمہاری دلچسپی پیدا کر دے۔ اگر یہ دیندار نہیں ہوگا بقول امام صادق علیہ اسلام یہ تجھے ایک ٹائم کے کھانے یا ایک حرف کے بدلے بیچ ڈالے گا۔ تمہاری شخصیت پامال کر دے گا۔ اگر بے وفا ہوا اخلاق انسانیت سے آراستہ نہ ہو تو یہ دوست نہیں بلکہ دوست نما دشمن ہے۔ لہذا یہ روایت ہمیں بتاتی ہے۔ دوستی میں دو شرطیں لازم ہیں اگر تم اولاد کی تربیت کرنا چاہتے ہو تو تمہیں دیکھنا چاہیے تمہاری اولاد کن افراد سے میل جول کر رہی ہے۔ کیا تمہاری اولاد کے دوستوں میں یہ شرائط ہیں یا نہیں۔ یہ ۲ شرائط ضروری ہیں۔ ۲ شرائط جو ضروری نہیں لیکن اگر ہوں تو بہت بہتر ہے عاقل ہو امام سجادؑ فرماتے ہیں مواظب رہو احمق کو دوست نہ بناؤ کیونکہ احمق دوست بعض اوقات تمہیں فائدہ پہنچانا چاہتا ہے لیکن ضرر پہنچاتا ہے۔ ایک اچھی مثال ہے۔ احمق آدمی بقول عوام احمق سے دوستی ریچھ کی خالہ سے دوستی ہے۔ تمہارا عاقل ہونا چاہیے۔ فضل بن مروان کے بارے میں کہتے ہیں کہ یہ فضل بن مروان معتصم کا وزیر ہے۔ معتصم خلیفہ عباسی ہے۔ حاسد انسان ہے۔ فضل بن مروان ڈر گیا۔ جلسہ شروع ہوا۔ معتصم غصے کی حالت میں بلند ہوا اور چلا گیا۔ فضل بن مروان کا ایک عقل مند دوست تھا۔ اس نے فضل کی طرف رخ کر کے کہا اب تمہاری جان خطرے میں ہے لیکن میں ابھی سارا معاملہ درست کر دیتا ہوں۔ تم معتصم کے پاس جاؤ میں کسی کو تمہارے پاس بھیجوں گا وہ ایک جملہ کہے گا۔ اور تمہیں نجات مل جائے گی۔ تم فوراً آجانا۔ فضل بن مروان معتصم کے پاس چلا گیا۔ اس کے دوست نے فضل کے پاس

ایک آدمی بھیجا اور کہا کہ فضل سے کہو لوگ آئے ہیں اپنے قالین اور برتن وغیرہ مانگ رہے۔ ہم کیا کریں انہیں دے دیں یا آپ خود دیں گے؟ تم خلیفہ سے اجازت لیکر گھر آجاؤ۔ فضل بن مروان نے خلیفہ سے کہا لوگ آئے ہیں اپنے قالین اور برتن مانگ رہے ہیں۔ آپ اجازت دیجئے میں جاؤں معتصم کا رویہ بدل گیا۔ حسد ختم ہو گیا۔ اس نے فضل سے پوچھا کیا وہ قالین تمہارے نہیں تھے؟ اس نے جواب دیا نہیں وہ لوگوں کے تھے۔ برتن بھی میرے نہیں ان کے مالک آئے ہوئے ہیں اپنی چیزیں مانگ رہے ہیں۔ معتصم نے کہا اٹھو جاؤ لوگوں کے قالین واپس کرو۔ ابراہیم موصلی نامی دوست نے اس کو موت سے نجات دی۔ اس طرح کے بہت سے واقعات ہیں کہ عقل مند دوست انسان کو نجات دیتا ہے۔ شرط دوم: دانا دوست انتخاب کرو اگرچہ علمی بحث نہ کرے پھر بھی اس کا علم تمہیں سرایت کرے گا اگرچہ زیادہ متدین نہ ہو علمی لحاظ سے اس سے استفادہ کرو۔ معراج السعادۃ کے مؤلف لکھتے ہیں۔ ایک شکاری ایک مدرسے میں آیا تا کہ کچھ تھکن اتر جائے۔ ۲ طالب علم مباحثہ کر رہے تھے اور ان کی بحث اتفاقاً مخنث کے بارے میں تھی۔ ہماری فقہ میں ایک مسئلہ یہ ہے کہ بعض لوگ عورت ہیں نہ مرد۔ اس میں عورت کی بھی علامت ہے اور مرد کی بھی۔ ایسے افراد کو کہتے مخنث۔ اسکا حکم فقہ میں بہت مشکل ہے ان کی چند اقسام ہیں مخنث مشکل زیادہ مشکل ہے کہ اس میں عورت یا مرد تشخیص نہیں دے سکتے۔ اس وقت کیا جائے۔ اس شکاری کو کوئی چیز سمجھ میں نہ آئی لیکن اس نے ایک لفظ سن لیا ''مخنث'' وہ شکار کرنے آ گیا۔ اتفاقاً اس نے بہت خوبصورت مچھلی شکار کی۔ اس نے سوچا اس مچھلی کو حاکم کے پاس لے جاتا ہوں مجھے انعام ملے گا۔ درباریوں نے اسے اندر جانے کی اجازت دی۔ چونکہ یہ مچھلی بہت خوبصورت تھی اس لئے حاکم کو بہت پسند آئی۔ اس نے اس کو ہزار درہم دے دیئے۔ وہاں دو حاسد افراد کے حسد نے گل کھلایا۔ شکاری خدا حافظ کر کے خوشحال چلا گیا۔ ان دو افراد نے کہا۔ مچھلی کی قیمتا یک درہم تھی چونکہ تم انعام دینا چاہتے تھے اس کو ۱۰ درہم دے دیتے حد ۱۰۰ درہم دے دیتے آپ نے اسے ۱۰۰۰ درہم دے دیئے اس کی کیا وجہ ہے! حاکم نے کہا اچھا اب کیا کروں؟ ایک حاسد نے کہا کچھ نہیں۔ آپ اس کو بلایئے اس سے پوچھئے یہ مچھلی نر ہے یا مادہ؟ اگر شکاری کہے یہ نر ہے تو آپ

کہئے گا مجھے مادہ چاہیے اور اگر شکاری کہے یہ مادہ ہے تو آپ کہے گا مجھے نر چاہیے حاکم، نے کہا یہ بات صحیح ہے۔شکاری کو واپس بلایا گیا۔ حاکم نے اس سے کہا جناب! مجھے آپ سے سوال پوچھنا ہے۔تمہاری یہ مچھلی نر ہے یا مادہ؟ چونکہ اسے لفظ مخنث یاد تھا اس نے کہا جناب! یہ مچھلی نر ہے نہ مادہ بلکہ مخنث ہے۔حاکم نے کہا اسے ہزار درہم اور دے دیں۔شکاری ہزار درہم اور لیکر چلا گیا۔صاحب معراج السعادۃ فرماتے ہیں۔صرف آدھا گھنٹہ وہ مدرسہ میں آیا اس کی دنیا کے لئے مفید ثابت ہوا کتنی اچھی بات ہے اگر ہو سکے تو عالم دانا سے رابطہ رکھنا چاہیے۔خلاصہ کلام یہ ہوا کہ آج کی بحث بہت مفید ہے لیکن خطرے کی گھنٹی ہے جوان لڑکی لڑکے کے لئے زیادہ خطرناک ہے۔ماں باپ بلکہ سب کے لئے خطرے کی گھنٹی ہے۔وہ یہ کہ انسان کہ خوشبختی اور بدبختی میں دوست کا بہت اثر ہوتا ہے۔مواظب رہیے اچھے دوست بنائے۔اچھے لوگوں سے لین دین رکھیں وگرنہ وہ تمہیں بیچارہ کر دیں گے تم سب سے سفارش کرتا ہوں کہ متدین اور با اخلاق لوگوں سے رابطہ رکھو اور اگر ہو سکے تو متدین اور خوش اخلاق ہونے کے علاوہ عاقل اور عالم ہوں۔

درس ۲۴

باب ۱۸

ہماری بحث طریقہ تربیت کے بارے ہے یہ اگرچہ بہت طوفانی بحث ہے چونکہ وقت کم ہے اس لئے اس کو مختصر بیان کرتے ہیں۔ بچے نوجوان اور جوان کی تربیت کا طریقہ بہت مشکل ہے۔ اگرچہ کہا جائے کہ یہ طریقہ زیادہ باریک آتش سے زیادہ جلانے والا اور تلوار سے تیز تر ہے تو غلط نہ ہوگا۔ اولاد کی کس طرح تربیت کی جائے واقعاً اسکا جواب بہت مشکل ہے۔ ترتیب کی ۲ قسمیں ہیں۔ ترتیب باگفتار اور تربیت باکردار اٹھارواں باب اس دوسری قسم کی خاطر ہے۔ یعنی تربیت باکردار کے لئے۔ البتہ تربیت بگفتار۔ اس کے لئے وسعت قلب کی ضرورت ہے۔ اعصاب پر تسلط ہونا چاہیے۔ انسان کی زندگی اور خصوصاً گھر میں وسعت قلبی ہونی چاہئے۔ تربیت اس قدر مہم ہے کہ ہم قرآن میں پڑھتے ہیں۔ جب حضرت موسیٰ کو خطاب ہوا۔ "**اذا هبا الی فرعون انه طغیٰ**" یعنی جاؤ اور منحرف شدہ فرعون کے پاس جاؤ۔ حضرت موسیٰ نے کہا۔ "**رب الشرح لی صدری**" یعنی اے خدا! اگر یہی طے ہے کہ میں فرعون کا مقابلہ کرسکوں۔ "**رب اشرح لی صدری ویسر لی امری**" دوسرے جملے میں ایک قسم کا لطف ہے اس کا مطلب یہ ہے اے خدا! اگر میرا سینہ وسیع ہوگیا۔ پھر کام آسان ہو جائیں گے۔

"**واحلل عقدة من لسانی**" اے خدا! گر وسعت قلبی حاصل ہوگئی پھر میں اچھے انداز سے بات کر سکتا ہوں دشمن کے سامنے جیت جاؤں گا۔ پھر زبان میں لکنت نہیں ہوگی پھر مجھے باتیں نہیں بھولیں گی۔ اگر تو نے مجھے وسعت قلبی عنایت کی تو پھر میں اپنے اعصاب پر قابو پاسکوں گا اور بہتر انداز میں بات نہ کرسکوں زندگی اس کے لئے مشکل ہو جاتی ہے۔ میں آپ لوگوں سے تقاضا کرتا ہوں کہ ہمیشہ خدا سے دعا مانگو کہ آپ لوگوں کو دریا دل بنائے۔ خدا آپ

لوگوں کو وسعت قلبی عطا کرے۔ آپ لوگ بھی حضرت موسیٰ کی طرح اس آیت کو پڑھیے۔ خصوصاً جوانوں کو زیادہ پڑھنا چاہیے۔

"رب اشرح لی صدری ویسر لی امری و حلل عقدۃ من لسانی یفقھو قولی" اولاد کی تربیت میں سب سے پہلی شرط یہ ہے کہ انسان وسیع القلب ہو اور اعصاب پر قابو ہو۔ شرط دوم یعنی تربیت لطف و مہربانی سے کی جائے۔ زبردستی سے انسان کسی مقام پر نہیں پہنچتا۔ بات اثر نہیں کرتی۔ ہم طلبہ کے بقول فلسفہ کی رو سے ہم کہتے ہیں۔ **"القصر لا یـــــــدوم"** زور وز بردستی دائمی نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت موسیٰؑ کو خطاب ہوا۔ **"ازھبا الی فرعو انه طغی وقولا لا قولاً لینا لعله یتز کرا و یخشی"** یعنی جاؤ فرعون کو انسان بناؤ لیکن لطف اور نرمی سے بات کرنا شاید کہ وہ انسان بن جائے۔ اگر نرمی سے بات نہ کی تو پھر ایسا نہیں ہوسکتا۔ لہذا پہلی دفعہ امر معروف اور نہی عن المنکر ہو ہم سب کے لئے ہے خوش زبان سے کرنا چاہیے خصوصاً تربیت اور وہ بھی نوجوان کی تربیت۔

شرط دوم: مواظب رہیے تربیت کے بارے میں نہ لاپرواہی کیجئے نہ سختی اگر سختی کرو گے تو نتیجہ لاپرواہی سے بدتر نہ بھی ہوا تو بہتر نہیں ہوگا اتفاقاً سخت ماں باپ بے جا سختی سے بچے کے کام کو ایک نازک موڑ تک پہنچا دیتے ہیں۔ جرائم شمار کرنیوالے یہی بتاتے ہیں۔ یہ ماں باپ کے لئے خطرے کی گھنٹی ہے۔ شمار کرنیوالے بتاتے ہیں۔ تمام سال میں جنسی لحاظ سے جن کے مقدمے عدالت میں پہنچے ہیں۔ ان کی دو قسمیں ہیں۔ ایک قسم کی ایسی لڑکیاں ہیں جن کے ماں باپ نے ان کے بارے میں لاپرواہی برتی۔ جہاں بھی جاتیں انہیں کچھ نہ کہتے۔ جس سے میل جول رکھتیں ماں باپ کا ان سے کوئی واسطہ نہیں تھا۔ یہ ایک قسم کی لڑکیاں جن کے کام عدالت میں پہنچے۔ دوسری قسم کی وہ لڑکیاں ہیں جن کے کام عدالت میں پہنچے وہ ایسی لڑکیاں جن کے ماں باپ نے زیادہ سختی کی۔ حد سے زیادہ ان کو کنٹرول کیا گیا۔ حد سے زیادہ ان کو گھر میں بند کیا گیا۔

"**الاانسان حریص علی مامنع**" جس چیز سے انسان کو منع کیا جائے اس کا حریص ہوتا ہے یہی سختی باعث بنی کہ اس لڑکی نے دوستی لگائی گھر سے باہر نامحرم سے تعلق رکھے اور پکڑی گئی اور معاملہ عدالت میں پہنچا۔ "**کلی رحمۃ اللہ کافی**" میں ایک روایت نقل کرتے ہیں۔ یہ روایت ہماری آج کی بحث کے لئے بہت اچھی ہے۔ امام صادقؑ فرماتے ہیں ایک نادان مسلمان نے ایک یہودی کو مسلمان کیا۔ یہ مسلمان بہت خوش تھا کہ میں نے ایک یہودی کو مسلمان کرلیا۔ اذانِ صبح سے پہلے یہودی کے دروازے پر آیا اس کو بیدار کیا اور کہا چلو مسجد اور یہ نادان تازہ مسلمان شدہ کو مسجد لے آیا۔ انہوں نے نماز شب پڑھی۔ اول وقت میں صبح کی نماز ادا کی۔ اس مسلمان نے تازہ مسلمان شدہ یہودی سے کہا مستحب ہے کہ انسان طلوع آفتاب تک تعقیبات "ذکر الٰہی" پڑھے لہذا طلوع آفتاب تک تعقیبات میں مشغول رہے۔ پھر اس مسلمان نے اس تازہ مسلمان سے کہا۔ جناب! مسجد میں بیٹھنا بہت ثواب ہے اسی طرح مستحبی روزے کا بھی بہت ثواب ہے تم روزے کی نیت کرلو۔ ان لوگوں نے روزے کی نیت کرلی اور مسجد میں بیٹھے رہے۔ پھر ظہر و عصر کی نماز پڑھی۔ پھر اس نادان مسلمان نے کہا اب مغرب میں زیادہ وقت نہیں رہ گیا صبر کرو نماز مغرب پڑھ کر ہی جائیں گے۔ انہوں نے نماز مغرب پڑھی پھر نماز عشاء پڑھ کر تھکے ہارے آ گئے۔ یہ تازہ مسلمان یہودی روزے کی حالت میں تھا۔ افطار کرکے سو گیا۔ اس نے دیکھا کہ صبح اذان سے پہلے ان کا دروازہ کھٹکھٹایا جا رہا ہے۔ اس یہودی نے کہا۔ سچ پوچھو تو یہ ہے کہ میں رات کو جب گھر آیا تو اسلام سے پھر گیا ہوں۔ میں نے سوچا یہ اسلام بے کار انسانوں کے لئے ہے۔ ہمیں بہت کام ہیں۔ اس طرح عبادت کرنا اور مسجد میں رہنا ہماری زندگی کو درہم برہم کر دیتا ہے۔ امام صادقؑ فرماتے ہیں۔ اس نادان مسلمان کی سختی باعث بنی کہ یہ نیا مسلمان شدہ اسلام سے دور ہو گیا۔ میں آپ لوگوں سے تقاضا کرتا ہوں تم اپنی بیوی بچوں پر زیادہ سختی نہ کرو۔ اگر تمہارے بچے میں نقص یا خامیاں ہیں تو ایک دفعہ تمام خامیاں دور نہیں کی جاسکتیں

آہستہ آہستہ خامیوں کو دور کرو۔ جب ایک غلطی کرے اس کو دور کرو پھر دوسری خامی۔ پھر تیسری خامی کو بتدریج دور کرو۔ ساری خامیوں کو ایک ہی دن بیان نہ کرو۔ الغرض آہستہ آہستہ۔ اسکی خامیوں کو دور کرو۔ اگر وہ برائی کریں تم زیادہ اپنا رخ نہ پھیرو۔ یہ رخ پھیرنا اس کو جری کر دیتا ہے۔ مثلاً اگر تمہیں معلوم ہو جائے کہ تمہارے بچے نے جھوٹ بولا ہے۔ تم اس سے منہ نہ موڑو لیکن اسی دن جھوٹ سے متعلق کوئی آیت یا روایت ان کے سامنے پڑھو۔ اسی طرح اگر تم دیکھو تمہاری بیوی نا محرم سے پردہ نہیں کرتی تو تم اس سے منہ نہ موڑو۔ مناسب موقع پر اس کو سمجھاؤ منہ موڑنے سے تمہیں پریشانی ہوگی بڑ بڑانے اور اعتراض سے تم عورت اور بچے کو متدین نہیں بنا سکتے۔ مختصر یہ کہ جس طرح لاپرواہی سے کام نہیں لینا چاہیے اسی طرح سختی بھی نہیں کرنی چاہیے۔ کئی بار مجھے ان سختیوں کے بارے ٹیلی فون کیا جاتا ہے۔ مثلاً ایک عورت کہتی ہے۔ میرا شوہر اتنی سختی کرتا ہے۔ کہ میں اپنے دیور سے بات نہیں کر سکتی۔ میرے شوہر اتنے سخت ہیں کہ اگر کبھی دیور یا میرے شوہر کے چچا یا ماں یا کوئی اور نزدیکی رشتہ دار دستر خوان پر بیٹھے ہوں تو دستر خوان پر آنے کی اجازت نہیں ہوتی۔ اس طرح کے بہت ٹیلی فون اور خط میرے پاس آتے ہی۔۔ یہ خطرے کی گھنٹی ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ اس قسم کی سختیاں آہستہ آہستہ یعنی اگر تم نے اپنی بیوی پر سختی کی تمہارے سامنے نقاب لگائے گی تم بہت خوشحال ہو گے کہ واہ بھئی واہ آنکھیں بھی نظر نہیں آتیں لیکن جب تنہا ہوگی۔ تو بغیر بازوں والی قمیض پہن کر بازو باہر نکال کر پھل فروش سے پھل چن کر لے گی۔ دوکاندار کے پاس جا کر ایسا لباس جو اسے نہیں خریدنا چاہیے خریدے گی۔ اس سے باتیں کرے گی اور مسکرائے گی۔ خصوصاً اپنی بیٹی اور بیٹے کے ساتھ سختی نہ کیجئے۔ اس سے زیادہ اب اس بارے گفتگو نہیں کر سکتا۔ باتیں تو بہت ہیں لیکن تربیت یا گفتار کے لئے اتنا ہی کافی ہے۔ لیکن تربیت باعمل اس کی تاثیر تربیت با گفتار سے زیادہ ہے تربیت باعمل کا مطلب ہے جناب خود انسان بنو تمہارا بیٹا خود بخود انسان بنے گا۔ اپنے آپ کو اچھا بناؤ تمہارا بیٹا اچھا بنے گا۔ تربیت

باعمل کا مطلب ہے خاتون محترم! تم متقی بنو تمہاری بیٹی باتقوئی ہو گی۔ تم عفیف بنو تمہاری بیٹی عفیف ہو گی۔ اس مطلب کا فلسفہ یہ ہے۔ قانون محاکات انسان میں خصوصاً جوان نوجوان اور بچے میں بہت قوی ہے۔ قانون محاکات کا معنی یہ ہے کہ بغیر دلیل کے دوسروں کی پیروی کرنا بعض اوقات یوں ہے کہ انسان دوسروں سے کوئی چیز حاصل کرنا چاہتا ہے لیکن دلیل و برحان کے ساتھ قرآن کہتا ہے انسان اسی طرح ہونا چاہیے۔

''فبشر عبادی الذین یستمعون القول فیتبعون احسنه اولئك الذین هدهم الله واولئك هم اولو الالباب'' یعنی اس مسلمان کو بشارت دو جس میں اقتباس ہے یعنی باتوں کو اپنا لیتا ہے۔ اور بری باتوں کو چھوڑ دیتا ہے۔ اگر کسی چیز کو قبول کرتا ہے تو دلیل کے ساتھ۔ افواہ اور سنی سنائی باتیں اسکی زندگی میں نہیں ہیں اس طرح نہیں جو کوئی جو کچھ کہے وہ قبول کر لے۔ بلکہ وہ ہر بات کو توجہ سے اور دلیل سے قبول کرتا ہے اس کو کہتے ہیں اقتباس۔ اسکے برعکس تقلید ہے یعنی بغیر دلیل کے کسی بات کو قبول کرنا مثلاً افواہیں پھیلانا یہ بات ہم سب میں موجود ہے مثلاً تم نے سنا فلاں نے فلاں کام کیا تم گھر جا کر بتاؤ گے فلاں نے فلاں کام کیا۔ بغیر دلیل کے قبول کرنا اور بغیر دلیل کے کہنا شایع کا معنی یہی ہے اس کا گناہ بہت بڑا ہے۔ پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم فرماتے ہیں۔

''کفی بالمرء من لکذب ان محدث بکل ماسمع'' یعنی انسان کے لئے جھوٹ بولنے کے لئے کافی ہے کہ جو کچھ سنے وہ کہہ دے۔ دشمن انقلاب جو چیز اب استعمال کر رہا ہے۔ وہ شائع ہے۔ ان کے سپیکر خود ہمارے گلے ہیں۔ جو کچھ ہم سنتے ہیں وہ ہم بیان کر دیتے ہیں تم نے جھوٹ نہیں بولا۔ یہ جو تم کہتے ہو ہم نے یوں سنا ہے کہ وہ یہ کہہ رہے تھے اسی کا مطلب تقلید ہے۔ قرآن کہتا ہے تم برے انسان ہو۔ قرآن بت پرستوں کے بارے میں فرماتا ہے۔

”انا وجدنا ابائنا علی امۃ وانا علی اثار ھم مقتدون“ بیوقوف انسان بہت عجیب ہیں ہم ان سے کہتے ہیں آؤ بت پرستی چھوڑ دو وہ کہتے ہیں ہمارے آباؤ اجداد بت پرستی کرتے تھے ہم بھی بت پرستی کریں گے۔ اس کو کہتے ہیں تقلید یہ تقلید ہر جگہ غلط ہے صرف اس جگہ صحیح ہے جہاں ضرورت ہو مثلاً تم مجتہد نہیں بن سکتے۔ اس لئے تمہیں فقہ میں تقلید کرنی پڑے گی۔ اسی طرح مثلاً تم ایک گھر خریدنا چاہتے ہو تم معمار تو نہیں بن سکتے۔ لہذا تم مجبور ہو کہ تقلید کرو یعنی معمار آ کر گھر کی قیمت لگائے اور تم اسکی بات مانو۔ جس جگہ انسان مجبور ہو جیسے مثال مذکور میں تم مرجع تقلید کے مقلد ہو کہ تم مجتہد نہیں بن سکتے ہو۔ اگر تم یہ کہنا چاہو کہ چونکہ میرے مرجع تقلید نے یہ کہا ہے قرآن ہے۔ پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہے۔ یہ نہیں ہو سکتا۔ یا یوں کہیں چونکہ میرے باپ نے کہا خدا ہے۔ اور ایک ہے دو نہیں ہیں۔ ایسا نہیں ہو سکتا یہ تقلید کہلاتی ہے۔ اس سے بدتر قانون محاکات ہے۔ یعنی انسان بغیر کسی دلیل اور توجہ کے کسی چیز کو قبول کر لے۔ یہ تمام انسانوں میں فراوان ہے۔ دانشمندوں میں ہے۔ جوانوں اور بچوں میں بہت زیادہ ہ۔ قانون محاکات کے لئے مصنوی ایک مثال بیان کرتا ہے، کہتا ہے ایک درویش خانگاہ میں گیا۔ اس نے خانگاہ سے باہر اپنا گدھا باندھ دیا۔ خانگاہ میں چلا گیا۔ درویشوں کے پاس کھانا نہیں تھا۔ اس لئے انہوں نے اس کے گدھے کو لے جا کر بیچ ڈالا۔ ایک دعوت دی۔ سب نے دعوت کھائی۔ یہ اپنی خانگاہ میں شعر پڑھتے ہیں ان کا شعر یہ تھا۔ ہم نے گدھے کو بیچا دعوت کی اور کھائی۔ گدھا چلا گیا۔ گدھا چلا گیا۔ گدھا چلا گیا۔ اس شعر کو ایک شخص پڑھ رہا تھا۔ اس کو دیکھ کر سب نے پڑھنا شروع کر دیا۔ گدھا چلا گیا۔ گدھا چلا گیا۔ جو لوگ یہ پڑھ رہے تھے ان کو معلوم تھا۔ اس کا مطلب ہے کہ ہم نے گدھے کو بیچ کر دعوت کی ہے۔ لیکن جس کا گدھا تھا اس درویش کو نہیں معلوم تھا کہ اس کا کیا مطلب ہے چونکہ دوسرے کہہ رہے تھے اس نے بھی کہنا شروع کر دیا گدھا چلا گیا۔ بلکہ یہ دوسرون سے زیادہ زور و شور سے کہہ رہا تھا خانگاہ کا خادم اس کو کہنے کے لئے آیا کہ انہوں نے

تمہارا گدھا بیچ ڈالا ہے۔خادم نے دیکھا کہ یہ درویش زوروشور سے کہہ رہا تھا گدھا چلا گیا۔گدھا چلا گیا۔خادم چپ ہوگیا۔یہ آدمی جب گھر آنے لگا اس نے دیکھا کہ اس کا گدھا نہیں ہے۔اس نے پوچھا میرا گدھا کہاں گیا ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ تمہارے گدھے کو بیچ کر دعوت کی ہے۔یہ دعوت جو تم نے کھائی تھی یہ گدھے کے پیسوں سے کی گئی تھی۔درویش نے کہا۔میں نے تو نہیں کہا تھا تم نے مجھے کیوں نہیں بتایا۔خادم نے کہا میں تمہیں کہنے آیا میں نے دیکھا کہ تم سب سے زیادہ زوروشور سے کہہ رہے تھے گدھا چلا گیا۔میں نے کہا تجھے معلوم ہے اس وقت اس نے ایک چیز کہی جس کو مثنوی نے شعر کی صورت میں بیان کیا ہے۔

مر مرا تقلید شان بر باد داد　　　ای دوصد لعنت براین تقلید باد

یعنی مجھے انکی تقلید نے برباد کر دیا۔اس تقلید پر دو سو بار لعنت ہو۔اس نے کہا وہ لوگ کہہ رہے تھے گدھا چلا گیا۔میں بھی کہتا رہا گدھا چلا گیا۔وگرنہ مجھے نہیں معلوم تھا اس کا کیا مطلب ہے؟ اسکو کہتے ہیں قانون محاکات۔یہ حیوانوں اور انسانون میں بہت زیادہ ہے۔اگرچہ یہ بری بات ہے لیکن اس کا ایک فائدہ بھی ہے اور وہ یہ ہے کہ اگر ایک انسان کیساتھ معاشرت کرے قانون محاکات اس کو صحیح انسان بنا دے گا۔اچھے اور برے دوست کے بارے میں جو گفتگو کی تھی وہ قانون محاکات کی وجہ سے ان کے بچے بھی مقدس متدین اور نمازی ہوں گے قانون محاکات ان کے بچوں کو مقدس متدین اور نمازی بنا دے گا۔باحجاب ماں طبق قانون محاکات لڑکی کو باحجاب بناتی ہے الغرض قانون محاکات گھر میں اثر رکھتا ہے۔اسی طرح اگر ماں باپ برے ہوں گے تو بچوں پر برا اثر پڑے گا۔یہ ہے تربیت عملی۔ماں کی بے عفتی کی وجہ سے بچہ بھی بے عفت ہوگا۔کسی نے اس کو یہ نہیں کہا تم بے عفیف بنو بے حجاب بنو یا بے نماز بنو لیکن بچہ جب دیکھتا ہے کہ باپ صبح ۸ بجے تک سوتا رہتا ہے اور صبح کی نماز نہیں پڑھتا قانون محاکات اس پر اثر ڈالتا ہے اور بچہ نہ صرف صبح بلکہ ظہرین اور مغربین کی نماز بھی نہیں پڑھتا۔معمولاً اسی طرح ہوتا ہے یہ خطرے کی

گھٹتی ہے۔اگر تم گھر میں نامناسب لباس پہنو گی اور تمہاری بیٹی دیکھے گی تم نامحرم کے سامنے نامناسب لباس میں ہو یا نامحرم کے سامنےگھٹنوں سے اوپر تک شلوار کی ہوئی ہو گی اور بیٹوں اور داماد کے سامنے بہت چھوٹے بازؤں والی قمیض پہنی ہو گی اور بہت کھلا گلا پہنا ہو گا کہ سارسینہ نظر آرہا ہو گا۔یہی کام تمہاری بیٹی کو بد بخت بنادے گا۔لیکن اگر تمہاری بیٹی دیکھے گی کہ ماں بہت مواظب ہے۔جب باہر جاتی ہے اچھی طرح پردہ کرتی ہے۔وہ دیکھتی ہے جب ماں بازار آتی ہے تو نامناسب چیزیں نہیں خریدتی اور دکاندار کے ساتھ ضرورت سے زیادہ بات چیت نہیں کرتی اور سنجیدگی سے بات کرتی ہے۔حتیٰ کہ ماں جب چاہتی ہے کہ دوکاندار کو پیسے پکڑائے تو چادر میں ہاتھ لپیٹ کر پکڑاتی ہے یہ باتیں بیٹی پر اثر ڈالتی ہیں۔یہ ضروری نہیں ہے کہ لڑکی سے کہو چادر سر پر اوڑھو۔اگر اس لڑکی کا سر نامحرم دیکھے یہ روئے اور فریاد کرے اور اعتراض کرے کہ بغیر اطلاع یہ فرد ہمارے گھر کیوں آیا۔میں نے بہت زیادہ دیکھا ہے کہ ۷،۸اور ۹ سال کی لڑکی نے گریہ وزاری کی کیونکہ نامحرم نے اس کے سر کے بال دیکھے۔یہ کیسے ہوا؟شاید باپ نے اسے کہا ہو شاید ماں نے اسے کہا ہو اور شاید کسی نے بھی اس کو نہ کہا بلکہ ماں کی عفت نے اسے اسطرح بناتا ہے مگر تم چاہتے ہو پارچہ فروش ہو ایک عورت کے سامنے کپڑا پھیلا کر اس کی تعریف کرنا شروع کردو تو تمہارے شاگرد اور بچے پر اس کا برا اثر پڑے گا۔غزالی احیاء لعلوم میں کہتا ہے صحابی رسول عبدالرحمٰن ابن عوف حریر فروش تھا کوئی شخص اس سے حریر لینے آیا۔اس نے اسکے سامنے حریر پھیلایا مثلاً اس نے کہا مجھے دس میٹر دو جب ۱۰ میٹر ناپنے لگا اس نے کہا "**الھم البنی من حریر الجنته**" یعنی اے خدا ہمیں جنت کی حریر پہنا۔اچانک متوجہ ہوا کہ یہ تو میں نے حریر کی تعریف کردی گاہک کو اور شوق پیدا ہوا اس نے کپڑے کو پکڑ لیا لیکن دوکاندار نے اس کو نہ ناپا اور کہا میرے پاس حریر نہیں ہے میں حریر کو نہیں بیچوں گا۔اس نے پوچھا تم حریر کیوں نہیں بیچو گے۔اس نے کہا بس نہیں بیچوں گا۔اصرار کیا دوکاندار نے کہا اس لئے کہ میں نے اپنے مال کی

تعریف کی ہے۔ پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا ایسا نہ موم ہے تم سے میں یہ نہیں چاہتا لیکن تقاضا کرتا ہوں اتنی تعریف نہ کرو جھوٹ نہ بولو کہ میرا کپڑا کہیں اور سے نہیں ملے گا حتیٰ تہران سے بھی نہیں ملے گا میں ایک دکان پر گیا۔ تمہیں نہیں معلوم کہ میں نے کیا درد سر مول لیا۔ قیمت میں بھی جھوٹ بالاخر اس نے کپڑے کو بیچ ڈالا۔ حالانکہ شاگرد اور بیٹا یہ سب باتیں سن رہے تھے۔ کیا تمہیں معلوم ہے۔ کہ تم اپنے لئے بیٹے اور شاگرد کے لئے کیا مصیبت پیش کر رہے ہو۔ ایک تومان، دس تومان یا ہزار تومان سے کیا بنتا ہے۔ خدا رزق میں برکت دے اور عنایت کرے۔ وگرنہ بعض اوقات یوں ہوتا ہے۔ کہ انسان دوسرے کو ایک ہزار، دو ہزار، یا تین ہزار کا دھوکا دیتا ہے۔ گھر سے فون آتا ہے کہ بچہ گر گیا ہے۔ اور اسے ہسپتال لے جایا گیا ہے۔ اس کا آپریشن ہونا ہے۔ اور تجھ سے ستر ہزار تومان لے لینے ہیں۔ بچہ ٹھیک ہو جاتا ہے۔ لیکن یہ کیا ہوا؟ ایک جھوٹ اور فراڈ کی وجہ سے کیوں کہ تم نے اپنے دوست اور بے نوا کو دھوکا دیا۔ اس سے بے وفائی کی۔ دھوکے کے بھی مرتبے ہوتے ہیں۔ کسی کے بقول سب کے ساتھ جھوٹ دوست کے ساتھ تو کیا حتیٰ خدا اور اپنے ساتھ بھی جھوٹ بولتا ہے۔ ہمارے استاد بزرگوار عظیم الشان رہبر آقای خمینی قدس سرہ ہمیں نصیحت کرتے تھے۔ اور ایک جملہ کہتے تھے یہ جملہ میری گفتگو کے لئے مفید ہے۔ میں تم سب کو حتیٰ کہ کاسب، تاجر معلم معلمات سب سے کہتا ہوں۔ اگر وہ یہاں موجود ہوں لیکن اکثر اسطرح کی محفل میں نہیں آتے۔ ہمارے استاد بزرگوار فرماتے تھے تجربہ سے ثابت ہوا ہے۔ میں ہر گاؤں اور شہر میں گیا۔ میں نے تحقیق کی مجھے معلوم ہوا۔ کہ جو شہری دیہاتی متدین ہیں۔ اور نجیب ہیں۔ وہاں کوئی نہ کوئی عالم متدین اور فعال ان میں موجود ہے۔ یا تھا یا مر گیا۔ اور میں دیکھتا ہوں۔ اگر کوئی دیہات والے سب برے ہیں۔ لڑاکے ہیں اور متدین نہیں۔ تو تحقیق کرنے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس دیہات میں کوئی عالم نہ تھا۔ یا اچھا اور متدین عالم نہ تھا۔ بلکہ خراب عالم تھا۔ مواظب رہے لوگ تمہارے کردار سے متاثر ہوتے ہیں۔ مشہور

ہے ایک براعالم تھا۔ بے عمل تھا ایک متدین شخص اس کے پاس گیا۔اور کہا۔جناب! آپ سے ایک خصوصی بات کرنی ہے۔سچ سچ بتاؤ۔قیامت ہے یا نہیں۔اگر قیامت کی کوئی خبر ہے نہیں۔تو ہم خوش زندگی گزاریں۔اتنی زحمت نہ کریں خون جگر نہ پئیں لیکن اگر کوئی خبر ہے تو پھر تم خود کیوں عمل نہیں کرتے۔تمہیں معلوم ہے یہ کیا کہتا ہے۔یہ ہمیں بتاتا ہے۔عالم متدین باتقوی اور لاشعوری طور پر انسان سازی کرتا ہے۔اس کے برعکس عالم غیر متدین، بے تقوی اور جس نے خود سازی نہ کی ہو۔یہ لاشعوری طور پر انسان کو خراب کرتا ہے۔اگر سکول میں ایک نہ مناسب استاد ہو۔وہ تمہارے بچے کو نامناسب بنادے گا۔ایک معلمہ جو پردے کے بارے لاپرواہ ہو۔اور ایک معلم جو فضول باتیں کرتا ہے۔ایک سال مکمل ہو جائے گا۔اور ساٹھ بچے اس کے ہاتھوں خراب ہو جائیں گے۔اس کے برعکس ایک متدین جونہی ظہر کا ٹائم ہوتا ہے۔یہ نماز پڑھتا ہے۔اگر ایسا نہ ہو سکے۔تو اسے بے چینی ہوتی ہیکہ میری نماز میں دیر ہوگئی ہے۔یہ چیز بچے پر اثر ڈالتی ہے۔عدی بن حاتم حضرت علی کا بہت دوت تھا جنگ صفین میں اس نے راہ علی میں تین بیٹے دیئے۔حضرت علیؑ کے بعد وہ معاویہ کے پاس گیا۔معاویہ نے چاہا کہ اس کی ارزش کرے۔معاویہ نے کہا تمہارے بیٹے کہاں ہیں اس نے جواب دیا میں نے علی کے راستے میں دے دیئے۔معاویہ نے کہا علی نے تمہارے ساتھ انصاف نہیں کیا۔تیرے ساتھ وفا نہیں کی۔تمہارے تینوں بیٹے وفات پا گئے۔اور حسن حسین زندہ ہیں۔عدی بن حاتم نے جواب دیا۔نہیں میں نے علی سے وفا نہیں کی۔کیوں کہ علی اس دنیا سے چلے گئے ہیں اور میں زندہ ہوں۔تمہیں معلوم ہے؟ یہ کیسے انسان بنا؟ یہ پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ایک کام کی وجہ سے مسلمان ہوا۔عدی بن حاتم شام سے مدینہ آیا۔اس کو بھیجا گیا کہ دیکھو مدینے میں کیا خبر ہے۔کیوں کہ اس کی بہن کو اسیر کر کے مدینے لایا گیا تھا۔اگر چہ یہ کافر تھا۔یہ مسجد پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم میں آیا۔چونکہ آقازادہ تھا پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اس کا احترام کیا۔پیغمبر صلی

اللہ علیہ والہ وسلم نے اپنی عبا پھیلائی اور اس پر کچھ دیر بیٹھے رہے۔ پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے کہا۔ گھر چلئے ظہر کی نماز کے وقت یہ گھر آرہے تھے۔ راستے میں ایک بوڑھی عورت ملی۔ بوڑھی عورت کی باتیں سنتے رہے۔ اتنی دیر لگ گئی کہ عدی تھک گیا۔ وہ چونک اٹھا۔ اگر جھوٹ بولتا تب بھی ایسا نہیں ہونا چاہیے تھا۔ اگر بادشاہی کرتا پھر بھی اسے ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا۔ ایک بوڑھی عورت سے اس قدر حسن سلوک سے پیش آئے۔ اور آہستہ آہستہ گھر پہنچ گئے۔ جب گھر آئے اس نے دیکھا۔ ایک سادہ سے بکرے کی کھال تھی۔ عدی کو اس پر بٹھایا اور خود زمین پر بیٹھ گئے۔ اس نے دیکھا بہت سادہ غذا ہے۔ جو روٹی اور دودھ پر مشتمل ہے۔ اس کے بعد پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اپنے عمل سے اس کو اسلام لانے کے لئے تیار کیا۔ آپ نے فرمایا تم تو نصرانی ہو۔ مالیات عشر اور ایک چہارم لینا حرام ہے۔ تم اپنی قوم سے مالیات کیوں لیتے ہو۔ یہ سن کر اس کے پاؤں سے زمین نکل گئی۔ کیوں کہ اس کے علاوہ کسی کو نہیں معلوم تھا۔ کہ اس نے مالیات ایک چہارم لیا ہے۔ اس وقت اس نے کہا۔ "**اشھدان لاالہ الااللہ واشھدان محمد رسول اللہ**" خلاصہ یہ ہوا اگر گفتار سے تربیت کرنا چاہو۔ تو اعصاب پر تسلط ہونا چاہیے۔ لیکن سختی نہیں ہونی چاہیے۔ گھر عمدہ تربیت عملی ہو۔ گھر میں غیبت نہ کرو۔ جب تمہاری بیٹی دیکھے گی کہ تم اپنی بیوی کے پاس بیٹھ کر غیبت کر رہے ہو۔ افواہیں پھیلا رہے ہو۔ تو وہ بھی غیبت کرے گی۔ دوسروں پر تہمت لگائے گی۔ افواہیں پھیلائیگی۔ جب وہ دیکھے گی کہ ماں باپ روحانیت کے لئے بدبین ہیں۔ وہ بھی روحانیت کے لئے بدبین اور روحانیت کی قاتل ہو جائے گی۔ ایک دفعہ میں نے خواتین سے کہا تھا اگر تم غیبت کرنا چاہتی ہو۔ تو موسم سرما میں اپنے بچے کو برف میں رکھ دو۔ جب غیبت ختم ہو جائے تو بچہ کو برف خانے سے لے آؤ اگر فالج جسمی ہو جائے یہ فالج روحی ہونے سے بہتر ہے۔ اگر چہ تمہارا شیر خوار بچہ گھوارے میں ہو۔ اس کے مغز پر اثر کرے گی۔ اور بچہ روحی لحاظ سیفالج ہو جائے گا یا اس لڑکی کی کیا حالت ہوگی۔ جو اپن والدہ کے ساتھ

خواتین کی محفل میں جاتی ہے۔اور وہاں غیبت شروع ہو جاتی ہے۔دو گھنٹے یہ عورتیں بیٹھیں رہیں ۔لیکن غیبت جھوٹ اور طعنے کے علاوہ کچھ نہ تھا۔پھر یہ لڑکی کیسے بنے گی؟ جوان محفل میں آتا ہے۔دیکھتا ہے ساری باتیں دنیا اور مادیت کے بارے میں ہیں۔غیبت اور افواہیں پھیلا رہی ہیں۔اس جوان سے مسجد میں جانے کی کیا توقع ہوگی۔جوان گھر میں داخل ہوتا ہے۔دیکھتا ہے کہ بات غیبت کی کر رہا ہے۔بدبین ہے۔چونکہ اس کا کسب تھوڑا سا خراب ہو گیا ہے۔اس لئے اس کی زبان پر انقلاب ہو۔جناب معلوم ہے۔روس نے انقلاب برپا کیا کہ وہ انقلاب جو کسی مقام پر نہیں پہنچا۔تمہیں معلوم ہے ایک قرن پہلے انہوں نے انقلاب کیا کسی مقام پر نہیں پہنچ سکے۔بلکہ تنزل کیا ہے۔رہبر انقلاب نے انقلاب کے پہلے ہی دن فرمایا تھا۔یہ بھی تمہیں بتا دوں۔یہ انقلاب اس وقت ثمر آور ہوگا۔کہ نسل بدل جائے۔نسل جوان متدین ہو۔نسل جوان اپنی خودسازی کرے وگرنہ یقیناً انقلاب کسی مقام پر نہیں پہنچ سکے گا۔اس کے لئے ماں باپ اور اساتذہ کی تربیت کی ضرورت ہے۔

درس ۲۵

باب ۱۹

قانون وراثت:

ہماری گفتگو قانون وراثت یا قانون تغذیہ کے بارے میں ہے۔ کہ یہ ایک قسم کی دخالت ہے سب نام نہیں ہے۔اس گفتگو میں دس سے زیادہ باب باقی رہ گئے ہیں لیکن آج جس باب کے بارے بیان کر رہا ہوں۔گزشتہ باتوں کی تکمیل ہے۔اس لئے زیادہ توجہ کی ضرورت ہے۔گزشتہ بحث سے یہ استفادہ کیا ہے قانون وراثت اولاد کی سعادت و بدبختی میں دخیل ہے۔جس طرح قانون غذا خصوصاً ماں کا دودھ بچے کی خوشبختی اور بدبختی میں دخالت رکھتا ہے۔اسی طرح برے خیالات نطفہ منعقد ہوتے وقت بچے کی بدبختی میں موثر ہیں۔خدا کی طرف توجہ اور اس وقت جو دستور اسلام میں دیئے گئے ہیں۔اگر ان کی رعایت نہ کی جائے۔اس کا بہت اثر ہوتا ہے۔جس چیز پر بہت زیادہ توجہ دینی چاہیے۔اس کو پہلے بھی ایک دو دفعہ اشارہ کیا ہے۔وہ یہ ہے کہ یہ بحث زمینہ ساز ہے۔

ہمارے بزرگوں اور اساتذہ کے نزدیک ایک قسم کی دخالت ہے۔اس کا مطلب یہ نہیں ہے۔کہ اگر ایک بچے کے جلد گوشت اور ہڈیاں حرام سے بنی ہیں۔تو یہ بچہ کبھی بھی سعادت مند نہیں ہوسکتا۔اسی طرح اگر قانون وراثت نے بچے کے لئے بری زمینہ سازی کی ہے۔یعنی مان بری صفات کی مالک ہے۔اور قانون وراثت اس میں بری صفات منتقل کرتا ہے۔اس کا مطلب یہ نہیں۔کہ وہ کبھی بھی سعادت مند نہیں ہوسکتا۔اس قسم کے بچون کو علم کی رو سے دشوار بچے کہتے ہیں۔عبارت دیگر ایسے بچے جن کی روح فالج ہو چکی ہے۔یہ بیماری قابل علاج ہے۔اس کا مطلب یہ ہے۔اگر ماں باپ برے ہوں۔تو گویا بچوں کو پتھریلی زمین میں ڈال دیتے

ہیں۔یعنی ان کی سعادت کو مشکل بنادیتے ہیں۔اگر بچے گوشت اور ہڈیاں حرام سے بنی ہیں۔تو یہ روحی طور پر فالج ہوتا ہے۔ہماری چند اور مباحث کا مطلب یہ نہیں تھا۔اگر وراثت بد ہوگی۔تو بچہ یقیناً بد ہوگا۔اگر غذا بری ہوگی تو بچہ یقیناً بد ہوگا۔

اگر بچہ ماں کے پیٹ میں تھا۔اور محیط آلودہ تھی یعنی ماں گنہگار تھی۔ہماری بحث کا مطلب یہ نہیں تھا۔کہ یہ بچہ کبھی اچھا نہیں ہوسکتا۔بلکہ یہ تھا کہ سعادت و بدبختی میں دخالت رکھتا تھا۔ماں باپ مواظب رہیں کہ بچوں کو نرم اور سیدھے رستے پر لگائیں۔اس راستے پر لگائیں جس میں کانٹے اور سنگریزہ نہ ہوں۔بچہ اپنے آپ کو نجات تو دے سکتا ہے۔لیکن مشکل ہے۔علماء فن کے بقول دشوار بچے جن کو ماں باپ نے روحی لحاظ سے فالج کردیا۔قابل علاج ہیں لیکن یہ ماں باپ ابھی سے محنت کریں۔آج کے بعد لاپرواہی نہ کریں۔وہ ماں باپ جنہوں نے بچوں کو پتھریلی زمین میں پھینک دیا ہے۔اب اپنے بچوں کو پکڑلیں۔ہماری ایک ماں سے یہی بحث تھی۔کہ جن ماں باپ نے بچوں کو سعادت کے لحاظ سے مشکل کردیا ہے۔آج کے بعد مواظب رہ کر بچے کو سعادت مند بنائیں۔وہ تمام چیزیں جو بچے کی بدبختی میں دخالت رکھتی ہیں۔اگر ماں باپ مواظب اور متوجہ ہو جائیں۔اور اگر اب بھی تربیت شروع کردیں۔تو قانون محیط،اور قانون تغذیہ کو ختم کرسکتے ہیں۔الغرض وہ قوانین جو بچے کی بدبختی کے لئے ہیں ان کو باطل کیا جاسکتا ہے۔

ایک ماہر کی بحث یہ تھی۔کہ ماں اب بھی اگر اچھی مربی بن جائے۔اور باپ متوجہ ہوجائے۔روحانی لحاظ سے مفلوج بچے کا معالجہ کرسکتے ہیں۔یعنی تمام قوانین تربیتی کو باطل کرسکتے ہیں۔اس کے برعکس بھی یہی ہے۔

یعنی اگر بچہ قانون وراثت کے لحاظ سے عالی ہو۔باپ عالم سمجھدار،مواظب اور ماں متدین اور متقی ہے۔بچہ پیدا ہوکر بڑا ہوگیا۔لیکن باپ نے لاپرواہی کی ماں نے تربیت نہ

کی۔تمام قوانین باطل ہوتے ہیں۔یعنی یہ لڑکی اور لڑکا جن کی تربیت صحیح نہیں ہوئی۔یہ بدبخت ہو جاتے ہیں۔قانون وراثت اچھا تھا۔غذا اچھی تھی۔دودھ اچھا تھا نظر اسلام تمام چیزوں کی رعایت کی۔لیکن بعد میں مواظبت نہ کی۔اس لئے وہ قوانین ختم ہو گئے۔

دو تین مثالیں بیان کرتا ہوں۔کہ وہ بچے جو روحی لحاظ سے مفلوج تھے۔تربیت نے انہیں کس طرح بلند مقام پر پہنچا دیا۔یزید بن معاویہ کا بیٹا بہت اچھا بنا۔جب یزید مرا۔اس کو خلافت کا لباس پہنایا۔اور اس کو بعنوان خلیفہ رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم مسجد میں لایا گیا۔حکومت کے عنوان سے اس کو نماز کے لئے تیار کیا۔اقامہ نماز کے بعد وہ منبر پر گیا۔

اب لوگوں کو چاہیے کہ اس کو مبارک دیتے۔کیوں کہ اسے مقام خلافت ملا۔اور اسے بھی یہی چاہیے کہ اپنی خلافت کے بارے میں کچھ کہتا۔کہ میں فلاں کام کروں گا۔منبر پر بیٹھتے ہی اس نے کہا۔خدا ابی سفیان پر لعنت کرے۔خدا معاویہ ابی بن سفیان پر لعنت کرے۔اور خدا میرے باپ یزید پر لعنت کرے۔انہوں نے بہت ظلم کئے۔ابی سفیان نے ظلم کیا۔معاویہ نے خلافت غصب کی۔اور میرے باپ یزید نے خلافت غصب کرنے کے علاوہ حضرت زہراء اسلام اللہ علیہ کے میوہ دل امام حسین کو قتل کیا۔یہ بنی امیہ اور اسلام کے لئے باعث شرم ہے۔اسی طرح کی باتیں کیں اور آخر میں کہا۔لوگو! میں تمہارا خلیفہ نہیں ہوں۔مجھ میں خلافت کی لیاقت و قابلیت نہیں ہے۔تمہارا خلیفہ علی ابن حسین زین العابدین ہیں۔مدینہ میں ان کے پاس جاؤ۔اگر تم حقیقت واقیعیت اور دین چاہتے ہو۔ان کے پاس جاؤ۔

اس کی ماں کو بہت غصہ آیا۔وہ منبر کے پاس بلند ہوئی اور کہا۔کاش تم خون کا لوتھڑا ہوتے۔اور پیدا نہ ہوتے۔بیٹے نے اسی وقت کہا۔اے ماں تم نے کیا اچھا کہا ہے۔کہ میں خون حیض کا لوتھڑا ہوتا۔دنیا میں نہ آتا تا کہ میرے لئے یہ شرم کا باعث نہ ہوتا۔کہ میں یزید کا بیٹا اور معاویہ کا پوتا ہوں۔منبر پر اتر کر وہ کمرے میں داخل ہو گیا۔اور پھر اس کمرے سے باہر نہ آیا اور

وہاں مر گیا۔

اس کے بعد معاویہ کے بارے میں مطالعہ کیا۔ کہ ایسا کیوں ہوا۔ تحقیق کے بعد معلوم ہوا۔ کہ ایک معلم نے اس کو تبدیل کیا۔ اس کا مطلب کیا ہے؟ اس کا مطلب ہے اچھے استاد نے قانون وراثت کو ختم کر دیا۔ اس کا باپ یزید ہے۔ اس کا دادا معاویہ ابن سفیان ہے۔ یہ قانون ہے۔ یہ قانون وراثت ہے۔ قانو محیط کو باطل کر دیا۔ محیط بھی محیط بنی امیہ و یزید جو کتے سے کھیلنے والا، بندر سے کھیلنے والا ہے۔ قانون تغذیہ کو باطل کر دیا۔ اس کا گوشت اور ہڈیاں حرام غذا سے بنیں۔ وہ بھی مسلمان کے بیت المال سے۔ پیپ و خون اس بچے کو کھلایا لیکن ایک معلم نے ان تمام قوانین کو باطل کر دیا۔ ماں باپ! اگر تم مواظب و ہوشیار رہو تو تم بچوں میں موجود تمام بدیوں کو خوبیوں میں بدل سکتے ہو اب عمر بن عبدالعزیز کی مثال دیتا ہوں یہ اچھا انسان تھا اگر خلافت کو غصب نہ کرتا ''اس سے یہ غلطی ہوگئی'' بہر حال اس نے شیعوں کی جتنی خدمت کی اس کی مثال نہیں ملتی یا بہت کم مثال ملے گی۔ جس زمانے میں عمر بن عبدالعزیز برسرِ کار آیا۔ نماز کے بعد امیر المومنینؑ پر معاذ اللہ لعنت واجب تھی۔ کام یہاں تک پہنچ گیا ایک شخص نے بیابان میں نماز پڑھی نماز کے بعد لعنت کرنا بھول گیا۔ اپنے اس گناہ کے کفارے میں اس نے وہاں مسجد بنائی تا کہ ثواب حاصل کرے معاویہ نے اس طرح لوگوں کو امام کے خلاف ابھارا ہوا تھا۔ اس کے بعد عبدالملک بن مروان اور حجاج بن یوسف نے بھی امیر امومنینؑ پر لعنت کا رواج ڈالا بچوں کے درمیان بھی یہ زبان کا ورد تھا۔ عمر بن عبدالعزیز نے اس لعنت کو ختم کیا یہ کام اس کی سیاست اور خلافت میں بہت اہم تھا۔ ۶ مہینے سے زیادہ اس نے حکومت نہ کی لیکن اس نے اسلام کے اقتصاد کا اجراء کیا۔ اس نے ظلم کی روک تھام کی۔ خود ظلم کرتا نہ اس کے اطراف والے یعنی ظلم نہیں کرنے دیتا تھا۔ ۶ مہینے کے بعد صوبیداروں نے اسے لکھا کہ اب کوئی فقیر نہیں رہا۔ اسلام کے اقتصاد کا مطلب یہی ہے۔ اگر اقتصاد اسلام کا اجراء ہو جائے فقرِ ضردی و اجتماعی معاشرے سے چلا

جاتا ہے۔ یہ سب کو ٦ ماہ میں غنی کر سکا۔ اب کوئی فقیر نہ رہا بیت المال میں بہت پیسہ ہے کہاں مصرف کیا جائے۔ اس نے حکم دیا آج سے غلام اور کنیز خرید کر آزاد کردو۔ ایسا آدمی جو اقتصادِ اسلامی کا اجراء کر سکا۔ لعن امیر المومنینؑ ختم کر سکا جو شریعت کے لئے باعث شرم تھا۔ خود عمر بن عبدالعزیز کہتا تھا کہ میں نے اگر کوئی کام کیا ہے۔ یا علیؑ پر لعنت کو ختم کیا اپنے معلم کی وجہ سے ایسا کیا۔ ایک اچھا معلم کتنا نقش چھوڑتا ہے۔ کس قدر دل کو حق سے آشنا کر سکتا ہے۔ اس معلم نے دیکھا بچے امام برحق پر لعنت کر رہے ہیں عمر بن عبدالعزیز کو حاضر کیا اور پوچھا جو قرآن کی رو سے اہل بہشت ہے تجھے کیسے معلوم ہوا اس پر لعنت واجب ہے؟ یا اس پر لعنت جائز ہے۔ عمر بن عبدالعزیز کہتا ہے اسی جملہ نے میرے ذہن میں چنگاری کا کام دیا میں نے مصمم ارادہ کیا کہ اگر ممکن ہوا اس غلط بدعت کو ختم کروں گا۔ اتفاقاً خلافت مقام اسے ملا۔ اس شرم ناک تاریخ انسانیت کے معاشرے سے اس سیاہ داغ کو مٹا دیا۔ قانون وراثت کی رو سے عمر بن عبدالعزیز کو اچھا نہیں ہونا چاہیے تھا۔ کیونکہ اس کا باپ عبدالملک مراوا کا خطیب تھا۔ یعنی منبر پر جا کر حضرت علیؑ پر لعنت کرتا۔ اس کا باپ اتنا برا تھا کہ خود عمر بن عبدالعزیز کہتا تھا۔ کہ جب کبھی میرے باپ نے علیؑ پر لعنت کرنا چاہی اس کی زمان میں لکنت پیدا ہو جاتی۔ حالانکہ بہترین خطیب تھا۔ ایک دن میں نے اس سے پوچھا بابا! تم تو بہت اچھے خطیب ہو لیکن جب حضرت علیؑ پر لعنت کرنا چاہتے ہیں آپ کی زبان میں لکنت پیدا ہو جاتی ہے اسکی کیا وجہ ہے؟ اس نے جواب دیا بیٹا اگر لوگ علیؑ کے فضائل کو جانتے ہوتے تو کبھی میرے اور عبدالملک کے گرد جمع نہ ہوتے دیکھا قانون وراثت کے لحاظ اس کا باپ برا ہے۔ عمر بن عبدالعزیز کی غذا دیکھئے اس کا باپ امیر المومنینؑ پر لعنت کر کے پیسے حاصل کرتا اور اس کو کھلاتا۔ محیط بھی واضح ہے لیکن معلم نے ان تمام قوانین کو باطل کر دیا۔ اس سے ہمیں یہ سبق حاصل ہوتا ہے کہ اب بھی دیر نہیں ہوئی اگر کل تربیت شروع نہیں کی آج شروع کرو۔ اگر آج سے شروع نہیں کل ''آنیوالے'' سے کردو۔ یقین جان لو! اگر تمہارا بچہ ذہنی لحاظ

سے مفلوج ہے یہ مرض قابل علاج ہے۔ہماری بحث کے لئے ایک اور مثال متوکل کا بیٹا ہے۔امیر المومنینؑ نہج البلاغہ میں حکومتوں کے بارے خبر دیتے ہوئے ایران اور آہستہ آہستہ بنی امیہ کا ذکر کرتے ہیں۔اس کے بنی عباس کا نہج البلاغہ میں فرماتے ہیں بنی عباس کا بدبخت خلیفہ متوکل ہے۔لیکن اس کا ایک بیٹا ہے جو باپ کے برعکس ہے۔یہ امام ہادیؑ کا مرید ہے شیعہ ہے۔ایک رات امام ہادیؑ کی خدمت میں آیا اور کہا۔اے فرزند رسولصلی اللہ علیہ والہ وسلم کل رات میں باپ کے گھر پر تھا۔متوکل نے جشن منایا اور حضرت علیؑ اور زہراء پر جسارت کی جو کوئی ان پر جسارت کرے ان کی سزا کیا ہے۔امام ہادیؑ نے فرمایا جو کوئی آئمہ علیہ السلام یا حضرت زہراء پر جسارت کرے وہ واجب القتل ہے۔اس نے کہا اے فرزند رسولصلی اللہ علیہ والہ وسلم !آج رات میں اپنے باپ کو قتل کر ڈالوں گا۔امام نے فرمایا۔تم یہ کام نہ کرو۔اس نے پوچھا کیوں؟ باپ کے قتل کا ایک تو ینی (طبعی) اثر ہے۔تمہاری عمر کم ہو جائیگی۔جوانو! ماں باپ کے لئے مواظب رہو۔وہ متوکل جس نے امیر المومنینؑ پر جسارت کی جو سرا بخور تھا اس کے بیٹے کو بھی امام نے کہا کہ تم خود باپ کو قتل نہ کرو اس کا قتل واجب ہے تم نہ قتل کرو۔اس نے پوچھا! صرف میری عمر کم ہوگی اور تو کچھ نہیں ہوگا۔امام نے فرمایا نہیں اس نے کہا میری کم ہو جائے اس کو ضرور قتل کروں گا۔وہ رات چند غلاموں کے ساتھ متوکل کے کمرے میں گیا متوکل اور اس کے وزیروں کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔کل بعنوان خلافت بیٹھ گیا۔۶ مہینے سے زیادہ اس نے خلافت نہ کی ایسا کیوں ہوا؟ حالانکہ متوکل کا بیٹا ہے اس کی قانون وراثت خراب ہے۔اے لوگو! اگر ابھی تک تم نے لاپرواہی کی ہے اب بھی مواظب ہو جاؤ۔تم سب قوانین کو ختم کر سکتے ہو۔اس منتصر کا قانون وراثت دیکھئے اس کا باپ متوکل ہے۔از نظر غذا دیکھئے متوکل کی غذا کھایئے محیط کو دیکھئے شرابی، جواری اور عیاش لوگوں میں زندگی گزاری لیکن شیعہ ہو گیا۔شیعہ علیؑ اس کی غلطی صرف خلافت ہے اگر اسؓ نے خلافت کو غصب نہ کیا ہوتا بہت بلند ہوتا۔اس کا سبب تلاش کیا گیا کہ یہ منتصر ایسا

کیوں ہوا؟ معلوم ہوا کہ ایک استاد نے اس میں یہ تبدیلی پیدا کی۔ ابن سکیت اس کا استاد تھا۔ ابن اسکیت شیعہ عالم اور شیعوں کی اصل ہے۔ متوکل کے نزدیک بہت مقرب تھا۔ متوکل اس کو بہت پیسے اور مقام دیتا تھا۔ ایک روز متوکل آیا معلم بچوں کو دری پر پڑھ رہا تھا متوکل کو اپنے بچے بہت اچھے لگے۔ اس نے ایک غلطی کی اس نے پوچھا ابن اسکیت! تمہاری نظر میں میرے یہ بچے اچھے ہیں یا حسنؑ حسینؑ اور علیؑ؟ اس کی اصل شیعہ ہوتے اور ولایت نے گل کھلائے۔ اس کو غصہ آ گیا۔ اس نے کہا۔ متوکل تم کیا کہہ رہے ہو۔ قبر علیؑ کے غلام تم اور تمہاری اولاد سے بہتر ہیں۔ تمہاری اولاد اور علیؑ کے درمیان مقابلہ غلط ہے۔ وہ نوری ہیں تم ناری ہو۔ تم نے ایسی جرات کیوں کی؟ متوکل کو غصہ آ گیا۔ اس نے کہا۔ جلاد کو بلاؤ۔ اور اس کی زبان کو گردن کے پیچھے سے نکال ڈالو ابن اسکیت نے راہ علیؑ میں جان دے دی کیا اچھا ہے کہ انسان اس طرح جان دے دے خوش قسمت ہے اب سکیت کس کی وجہ سے منتصر ہوا۔ تمام برے قوانین کس کی وجہ سے ختم ہوئے۔ ایک معلم کی وجہ سے۔ اس طرح ممکن ہے ماں باپ اولاد کی تربیت کے لئے اقدام نہ کریں۔ وہ ایک فاسد، طاغوتی اور ضد انقلاب معلم کے زیر نظر ہو لیکن محراب و منبر روحانیات کے واسطے یا اللہ کی عنایت سے تمام قوانین کو ختم کر دے۔ یہ انسان عجیب ہے۔ ہر چیز کا کمال ۳ چیزوں کے مرہون منت ہے۔ (۱) استعداد (۲) محیط (۳) فعالیت۔ گندم کا ایک دانہ اگر کمال تک پہنچنا چاہے اس میں کھلنے کی استعداد ہو۔ اگر گندم کے دانے کو گرم کیا جائے پھر اس میں کھلنے کی استعداد نہیں رہتی۔ ہر جگہ لیموں کے درخت کو کاشت نہیں کیا جا سکتا۔ مازندران یا اس قسم کی جگہ انار کا درخت نہیں لگایا کرتے ہیں۔ اس قضیہ کو آخری دن گناہگاروں کے لئے بیان کرتا ہوں۔ اقضیہ کو بیان کرتا ہوں تا کہ ماں باپ مواظب رہیں۔ اگر تم مواظب رہو گے تو جس مقام پر چاہو گے اپنے بچوں کو پہنچا سکتے ہو اگر چہ روحی لحاظ سے مفلوج ہو اور یہ کہ انسان ایک بلکہ آدھے دن میں ۵۰ سال کے راستے کو طے کر سکتا ہے۔ یہ فرماتے تھے۔ محقق ہمدانی یہ عارف مرحوم آخوند ملا حسین

فلی ہمدانی عارف انسان تھے اور انہوں نے مرحوم قاضی اور بھاری جیسے عظیم شاگرد معاشرے کے سپرد کیئے۔ وہ کہتے تھے کہ ان کے زمانے میں نجف میں عبد فرار نامی ایک انسان تھا۔ عبد فرار اس کا نام تھا۔ یعنی فرار کرنیوالا ناچیز تھا تمام اہل نجف اس سے ڈرتے تھے۔ بہت برا تھا جب نجف کے صحن مطہر میں داخل ہوتا لوگ پیچھے ہٹ کر اس کو راستہ دیتے۔ کوئی اس کی شر سے امان میں نہیں تھا۔ ایک دن یہ حضرت علیؑ کے صحن میں داخل ہوا لوگوں نے اس کو راستہ دیا اور یہ گزر گیا۔ مرحوم ملا حسین علی ہمدانی پہنچے انہوں نے دیکھا جب اس پر نظر ڈالی اس نے سلام نہ کیا۔ مرحوم نے اس سے کہا ''**ما اسمك**'' تمہارا نام کیا ہے؟ اس نے کہا۔ کیا تم مجھے نہیں پہچانتے؟ میں عبد فرار ہوں۔ جونہی اس نے کہا میں عبد فرار ہوں مرحوم آخوند نے فرمایا ''**افررت من الله اومن رسوله**'' یعنی تم نے کس سے فرار کیا ہے۔ یعنی تم نے خدا سے فرار کیا ہے یا اس کے رسول سے؟ یہ بات سن کر وہ شعلہ ور ہو گیا۔ وہ دہراتا رہا ''**افررت من الله اومن رسوله**''

وہ گھر آیا اور بے چین رہا اس نے قوانین کو خنثی کر دیا۔ تمام گناہوں کو اس نے ختم کر دیا۔ وہ بے چین رہا اور اپنے آپ سے کہتا رہا ''افررت من اللہ او من رسولہ'' آدھی رات تک یہی کہتا رہا اور مر گیا۔ صبح مرحوم آخوند آئے شاگردوں کو درس پڑھایا اور کہا اولیاء خدا میں سے ایک وفات پا گیا ہے اسکی تشیع جنازہ کے لئے چلیں۔ لوگ تیار ہو گئے۔ مدرسہ میں چھٹی کر دی گئی۔ مرحوم آخوند عبد فرار کے گھر آ گئے لوگ حیران ہو گئے۔ کہ آخوند کو غلط فہمی ہو گئی ہے۔ یہ تو برا انسان تھا اولیاء خدا میں سے کیسے ہو گیا؟ لوگوں نے دیکھا ان کے گھر سے رونے دھونے کی آوازیں آ رہی ہیں۔ بالا آخر تشیع جنازہ ہوا۔ مرحوم آخوند نے اس کے غسل وکفن میں شرکت کی پھر آپ نے فرمایا یہ اس وقت برا تھا جب اس نے توبہ نہیں کی تھی۔ اس نے نہیں کہا تھا ''**افررت من الله ومن رسوله**'' اس نے آدھی رات کو قوانین تربیتی ختم کر دیا۔ یہ ایک ماہ کی بحث مداخلت ہے

کامل سبب نہیں تھا۔ یعنی غذا اور قانون وراثت نطفہ منعقد ہوتے اور جب بچہ ماں کے پیٹ میں ہوتا ہے۔ جب دودھ پیتا ہے گھوارے میں ہوتا ہے۔ مواظب رہیے ان کی صحیح تربیت کیجئے اس کو سیدھے راستے پر لگائیے۔ آج کے بعد تلافی کر لیجئے اس طرح نہیں ہے کہ اگر کوتاہی کی ہے تو اپنے مفلوج بچے کو معالجہ نہیں کر سکتے اگر تمہارے ماں باپ برے تھے تم خود اپنی اصلاح کر سکتے ہو۔ اگر تم نے خود ۵۰ سال حرام غذا کھائی ہے آج کے بعد عبد فرار بن کر آدھی رات تمہارا اولیاء خدا میں شمار ہو سکتا ہے۔ فضیل بن ایاز اور بشر حافی وغیرہ بن سکتے ہو۔ ہماری گفتگو ۱۰ سے زیادہ بابوں پر مشتمل باقی رہ گئی ہے۔ امید ہے کہ پھر کسی وقت اس پر ارزش بحث کو مکمل کروں آج آخری دن ہے آخری دن ۲ چیزیں ضروری ہیں ایک زہراء امید ہے تمہارے پاک قلوب یا پاک نیتیں جناب زہراء کو اس جلسہ میں لے آئے ہوں گے دوسرا امام زمانہؑ ایک بزرگ نے فرمایا میر بیوی مفلوج تھی۔ اتنی مفلوج تھی کہ وہ بلند نہیں ہو سکتی تھی۔ حتیٰ کہ اگر اس کو اٹھانا چاہتے تھے اسکو قالین پر لٹا کر اس چاروں کونوں کو پکڑ کر اس لو اٹھایا جاتا۔ وہ کہتا ہے آخر کو یہ طے پایا کہ اسکو تہران لے جائیں۔ رات میں اپنے کمرے میں تنہائی میں میں نے خدا سے راز و نیاز کی۔ میں نے کہا۔ اے خدا مجھے شرم آتی ہے کہ میں امام زمانہ علیہ اسلام سے بات کروں میرے میں اتنی لیاقت نہیں ہے میں روسیاہ ہوں لیکن تجھ سے بات کرتا ہوں خدایا میں تجھ سے کہتا ہوں تم امام زمانہؑ سے کہو کہ مجھ پر ایک نظر لطف کریں۔ وہ کہتا ہے قرآن میرے سامنے تھا یہی جملے خدا سے کہے اور سو گیا۔ آدھی رات کو دیکھا ہمارے گھر میں شور ہے۔ میں اٹھا دیکھا کہ بلب روشن ہیں۔ میری بیٹی میرے پاس آئی اور کہا اب جان! میری امی ٹھیک ہو گئی ہیں۔ میں نے تعجب کیا۔ میں گیا میں نے دیکھا وہ خوشحال بیٹھی ہوئی ہے۔ وہ بہت جلد بوڑھی ہو گی تھی۔ اب اس کی جوانی پلٹ آئی ہے۔ میں نے اس سے پوچھا کیا ہوا؟ اس نے کہا میں سو رہی تھی۔ امام زمانہؑ کے ہمراہ دروازے پر آئی۔ امامؑ چلے گئے اور میں دروازہ بند کر دیا۔ اچانک متوجہ ہوئی کہ صبح ہو گئی ہے اور میں ٹھیک ہو گئی

ہوں۔ میں آج تم عزیزوں سے کہتا ہوں کہ اگر چہ تم روسفید ہو اور امام زمانہؑ سے بات کر سکتے ہو لیکن ۲،۳ جملہ حضرت زہراء کے مصائب کے پڑھتا ہوں۔ ماں زہراء سے کہو کہ اپنے بیٹے کو حکم کر و ہماری محفل میں آئیں۔ آج آخری دن ہے آج ہم انقلاب اور حاجات کے بارے دعا گو ہیں خصوصاً خواتین سے درخواست کرتا ہوں کیونکہ زہراء خاتون ہیں۔ جناب زہراء سے چاہو کہ اپنے بیٹے کو ہمارے جلسہ میں بھیجیں اور میں حضرت زہراء کو مولا امیر المومنینؑ کی مظلومیت کی قسم دے کر کہتا ہوں کہ ہماری باتوں کو قبول فرمائیں۔ خدایا خدایا انقلاب مہدی از نہضت خمینی محافظت بضر ما۔ خدایا انقلاب مہدی تک امام خمینی کی تحریک کی محافظت فرما۔ شب ۳ محرم جمعرات اللہ کی عنایت اور امام زمانہ کے لطف سے مکمل ہوئی۔ الحمد اللہ رب العالمین۔

فہرست کتب تربیت فرزند

درس اوّل	5
تربیت اولاد کی اہمیت	5
ماں باپ کے کردار کا بچے پر اثر	10
درس دوم باب اوّل	16
تربیت اولاد والدین کا لازمی فریضہ	16
سب سعادت کے طالب ہیں	18
درس سوم باب ۲	28
قانون وراثت	28
جاہلی رسومات کے ساتھ پیغمبر صلی اللہ علیہ	39
وآلہ وسلم کا مقابلہ درس ۴ باب ۳	
شرکت شیطان	39
حلال وحرام غذا کا اثر	43
حرام غذا سے بچو	44
درس ۵ تیسرے باب کا دوسرا حصہ	50
نطفہ منعقد ہونے سے متعلق	50
درس ۶ باب ۴	66
حمل کے دوران مواظبت	66
درس ۷ باب ۵	81
ماں کے دودھ کی تاثیر	81
شرط دوم	84
شرط سوم	89
درس ۸ باب ۶	96
گھر میں محبت کی ضرورت	96
درس ۹ باب ۶	111
گھر میں محبت کی ضرورت	111
درس ۱۰ باب ۷	124
بچے میں حصول محبت	124
درس ۱۱ باب ۷	136
بچہ میں معدل محبت	136
درس ۱۲ باب ۸	149
فطرت خداجوئی	149

درس ۱۳ باب ۸	163
پھر فطرت خداجوئی	163
درس ۱۴ باب ۹	176
عزت کس کے لئے ہے	176
درس ۱۵ باب ۱۰	190
اسلام میں تعلیم و تعلم اولاد	190
درس ۱۶ باب ۱۰	202
اسلام میں تعلیم و تعلم	202
درس ۱۷ باب ۱۱	215
بچے کے بارے میں ماں باپ کے وظائف	215
درس ۱۸ باب ۱۲	226
علیؑ اسلام کی بقا کا سبب	226
درس ۱۹ باب ۱۳	240
بچوں کی تہذیب نفس پر توجہ	240
درس ۲۰ باب ۱۴	251
بچوں کو مودب بنانے میں ماں کا وظیفہ	251
درس ۲۱	261
باب ۱۵ کردار میں ادب	261
دانتوں کی صفائی اور حفاظت میں رعایت	263
کسی محفل میں جانے سے پہلے بدرسی کرو	263
محفل میں بیٹھنے کے آداب	267
خواتین کی ممتاز صفتیں	269
روایت کے معنی کیا ہیں	269
درس ۲۲ باب ۱۶	273
ہر انسان کی سعادت کام کے مرہون منت ہے	273
درس ۲۳ باب ۱۷	288
دوستی کے آداب	288
پر معنی اور عبرتناک داستان	291
درس ۲۴ باب ۱۸	298
درس ۲۵ باب ۱۹	310
قانون وراثت	

ترویج اسلام اور ترویج آگھی کیلئے مطبوعات

- قرآن مجید پاکٹ سائز مترجم
- چہل حدیث جلد اول تا چہارم
- خطباتِ امام حسینؑ
- قرآن ہمارا عقیدہ
- یالیتنا (شاعری مجموعہ)
- کعبہ سب کو پیارا
- تشیع تقاضے اور ذمہ داریاں
- معاد (قیامت)
- تفسیر سورہ یٰس
- توضیح المسائل
  استفتاء اور ان کے جوابات
  (اول عبادات دوم معاملات)

- تعقیباتِ نماز باترجمہ
- نماز کامل باترجمہ
- دعائے نور باترجمہ
- دعائے کمیل باترجمہ
- دعائے توسل باترجمہ
- حدیث کساء باترجمہ
- دعائے مشلول باترجمہ
- دعائے ندبہ باترجمہ
- دعائے جوشن کبیر باترجمہ
- زیارت عاشورا باترجمہ
- استعاذہ
  (اللہ تعالیٰ کے حضور پناہ طلبی)

- جلوہ ہائے رحمانی
- غلامانِ اہلبیتؑ
- علیؑ تو علیؑ ہے
- گفتار دلنشین
- تربیتِ فرزند
- وظائف الابرار
- 14 معجزے
- وظائف نادِ علیؑ
- پنج سورۃ مترجم
- ہمارے عقائد
- آدابِ معاشرت
- سورۃ یٰسٓ مترجم
- دعائے سباسب
- دعائے صباح
- رازِ بندگی
- توحید

شہید علامہ عارف الحسینی کی کتب

- سفیر نور
- سخن عشق
- دعائے کمیل (وصال حق)
- آداب کارواں
- پیام نور
- گفتار صدق
- سفیر انقلاب

اسلامی اخلاقی و مذہبی کتب کی خریداری کیلئے

ملنے کا پتہ:

مکتبۃ الرضا

8- بیسمنٹ میاں مار... ٹریٹ

اردو بازار لاہور۔ فون: 042-7245166

MRP Rs 110